

ان من لشعر حکمتہ وان من البیان لبحر

کہ کلام معجز نظام حضرت خواجہ حیدر علی آتش

الموسوم بہ

# گلیات آتش

نہایت صحت سے

بہ اہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں طبع ہوا

حقوق طبع محفوظ ہیں  
۱۰-۱



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَبِذَلِكَ نَفْخُ السُّمُومَ وَنَنْفُخُ فِيهِ مِنْ شَجَرٍ مُبَارَكٍ وَنُفِثَ فِيهِ الرِّيحُ وَنُفِثَ فِيهِ الرِّيحُ وَنُفِثَ فِيهِ الرِّيحُ



کتابت



مَطْبَعَةُ مَدَنِيَّةُ لَدَى بَابِ الْبُخَارِ طَبْعُ الْبُخَارِ طَبْعُ الْبُخَارِ طَبْعُ الْبُخَارِ

PG



بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۹۱ ۵

۵

جباب آسائیں دم بھرتا ہوں تیر کی شالی کا  
اسیر اے دوست تیرے عاشق و مشوق و ہون  
تعلق روح سے ٹھکڑو جب کا ناگوارا ہے  
فراق یا زمین مرم کے آخر زندگانی کی  
ہوئی منظور متاجی نہ ٹھکڑو اپنے مسائل کی  
نظر آتی ہیں ہر سو صورتیں ہی صورتیں ٹھکڑو  
نکل سے جان تن سے تا وصال یا حاصل ہو  
وصال یا رکاوعدہ ہے فرائے قیامت پر  
بھروسہ آہ پر ہرگز نہیں اسے یا عاشق کو  
دکھا یا حسن سے اعجاز موسیٰ کلک تہ رستے  
نہیں یعنی ہے پتھر کی لکیر احباب ہیں  
شکست خاطر احباب ہونی جو بہت ہے

نہایت غم ہے اس قطرے کو دریا کی جدائی کا  
گرفتار آہنی زنجیر کا یہ وہ طلالی کا  
زمانے میں چلن ہے چاروں کی آشنائی کا  
رہا صد مہ سہیشہ روح و قالب کی جدائی کا  
بنایا کا سہ سہ راز گون کا سہ گدائی کا  
کوئی آئینہ خانہ کار خانہ ہے خدائی کا  
چمن کی سیر ہے انجام بیل کو رہائی کا  
یقین ٹھکڑو نہیں ہے گور تک اپنی رسائی کا  
شکار اتک کہیں دیکھا نہیں تیر ہوئی کا  
یہ بیضیا بنا باجوہ انگشتِ خانی کا  
رہے گا پائے بت پر نقش اپنی جہت سائی کا  
تو چمن تری اے بارافر ہے مویائی کا



دل اپنا آئینہ سے صاف عشق پاک کھتا ہو  
تماشا دیکھتا ہے صن اس میں خود نمائی کا  
کف افسوس ملواتی ہے تیری پاک دامانی  
بچا کر شاہد عصمت کو جامہ پارسائی کا

ہنیں دیکھا ہے لیکن بھگو بچا کر آتش نے  
بجاسے اسے صنم جو بھگو دعویٰ ہے خدائی کا

صن پر ہی اک جلوہ مسانہ ہے اسکا  
اگل آتے ہیں تیری بن عدم سے ہینگش  
گربان ہو اگر مجمع تو سر و ہفتا ہے غلہ  
وہ شوخ نہان گنج کے مانند ہو اس میں  
جو چشم کہ حیران ہوئی آئینہ ہو اسکی  
دل تھر تھرتھرتا ہے وہ شوخ حسین شہنشاہ  
وہ یاد ہے اسکی کہ بھلا دے دو جہاں  
یوسف نہیں جو ہاتھ لگے چند دم سے  
اندر رے صفائے دوبنا گوش کا عالم  
آوارگی نکمت گل ہے یہ اشار  
یہ حال ہوا اس کے فغرون سے ہو یا

ہنسیار وہی ہو کہ جو دیوانہ ہے اس کا  
مبل کا یہ نالہ نہیں افسانہ ہو اس کا  
معلوم ہوا شونختہ پروانہ ہے اس کا  
ممودہ عالم جو ہے ویرانہ ہے اس کا  
جو سینہ کہ صد چاک ہو اشانہ ہو اس کا  
عرضہ یہ دو عالم کا جلو خانہ ہو اس کا  
حالت کو کرے غیر وہ یارانہ ہو اس کا  
حقیت جو دو عالم کی ہو بجانہ ہو اس کا  
مشتاق ہر ایک گوہر کیانہ ہے اس کا  
جامہ سے جو باہر ہے وہ دیوانہ ہو اس کا  
آلودہ دنیا جو ہے بگیا نہ ہے اس کا

شکرانہ ساقی ازل کرتا ہو آتش

بر بزمے شوق سے پیمانہ ہو اس کا

محبت کا تری بندہ ہر اک کو اسے صنم پایا  
رنگ شمع جس نے دل جلایا تیری دہلیز میں  
بجا کرتے ہیں عاشق طاق ابرو کی پرستاری  
نشانہ نیستیمت کا ہے میرا اختر طالع  
ہزاروں حسرتیں جاویدن کی میرے ساتھ دنیا  
سوائے نیک کچھ حاصل نہیں ہے اس خرابی میں  
برابر گردن شاہ و گدا و دون کو خم پایا  
تو اس نے منزل مقصود کو زیر قدم پایا  
بہی عوالم دیر و کسب میں بھی تنہم پایا  
اٹھا کون داغ میں تو آسمان سجھے درم پایا  
شرادہ برق سے بھی عرصہ ہستی کو کرم پایا  
ضمیت جان جو آرام تو نے کوئی دم پایا

نظر آیا تماشا ہے جہان جب بند کین آنکھیں چلایا اور مارا حسن کی نیزنگ سازی نے فراق انجام کامر آغا ز و صلت کا بلا شک ہے ہر اک جو ہر مین الٹا نقش بائے رنگان سمجھا ہمارا کتبہ مقصود تیرا طاق ابرو سے	صفائے قلب سے سلوین پہنے جام جم یا یا کبھی برق غضب اسکو کبھی ابر کرم یا یا بہت رویا میں روح و تن کو جنتاں ہم یا یا دم بخیر قافل جادہ راہ عدم یا یا تری چشم سپر کو ہم نے آہوئے حرم یا یا
--	--

ہوا ہرگز نہ خط شوق کا سامان درست آتش

سیاہی ہو گئی نایاب اگر ہم نے قلم یا یا

کیا داد خواہ ہو کوئی اس کے نقیل کا طے سطح سے ہودے رہ عشق دیکھیے راہ عدم کو جاتے ہیں خاموش قافلے آوارہ ہوں مین گور کی منزل کے شوق مین لے جائے خط شوق کبوتر غریب کیا تخلیج خضر راہ مین تیری راہ مین شب کو چراغ کی مین رہو کو چٹانج یوسف کی جستجو مین روانہ ہیں قافلے عاجز نواز دوسرا کھنسا کوئی مین بالغ و بہاد آتش نرد کو کیا موسیٰ کو تیرے حکم سے دریا نے راہ دی طوفان مین ناخدا کی کشتی نوح کی مندہ ہے کس کا پوچھیں گے جب نکلویں سائل ہوں مجھ کو قید کم و بیش کی مین آوازہ یان کند ہے قاصرے نزدیکان آوازہ تیرے عدل کا ہر سکہ گوش زد	عاشق کے خون کو حکم ہے آب سبیل کا سنگ نشان کا دخل ہے مین نہ سبیل کا بہر جس ہے سُرہ عبار اس سبیل کا رہزن سلوک مجھے کریگا دلیل کا دان جس جگر مقام مین جبریل کا کرنا ہے کام شوق ہمارا دلیل کا ہر ذرہ آفتاب ہے تیری سبیل کا نالان جس مین غور ہے کوس جیل کا رکھو کا امیس ہے ہم علیل کا مشکل کے وقت حامی ہوا تو خلیل کا فرعون کو تو نے غرق کیا تو دلیل کا حقا جو اب ہی مین مجھے کفیل کا عاشق ہوں مین کہوں گا کہ بندہ جیل کا نعتار ہے کریم کثیر و قلیل کا بام مراد عرش ہے رب جیل کا پیشہ سے زور چل مین سکتا ہو قیل کا
---	--

<p>دل توڑتا سینن تو عزیز و ذلیل کا کوڑ کا پانی ایسا ہے نے سلسبیل کا منظر تجھ کو جلوہ تھا چشمِ جمیل کا</p>	<p>دیکھا تو خار و گل کا مقام ایک شاخ ہے دی ہے جو تو نے تشنہ عزت کو آبِ برد سُسر کیا جو برقِ تجلی نے طور کو</p>
<p>آتش بھی دعا ہے خدا کے کریم سے تعلیج اے کریم نہ کچھو نجیل کا</p>	
<p>چہرہ شادِ مقصودِ عیان ہو کہ جو تھا پر تو مہ سے وہی حال کُتھان ہو کہ جو تھا ناز و اندازِ بلا سے دل و جان ہو کہ جو تھا وہی سیل اور وہی سنگِ نشان ہو کہ جو تھا اپنی آنکھوں میں سب کا لبِ لبان ہو کہ جو تھا نامِ بچار سے تلو خفقان ہو کہ جو تھا دلِ غم و زخمِ جگر و دُشمن ہو کہ جو تھا عارضی حُسن کا عالم وہ کھان ہو کہ جو تھا بے یقینی کا تری جھگڑا ہو کہ جو تھا راہِ مینِ قافلہِ رگِ روان ہو کہ جو تھا اسمِ اعظمِ وہی قرآنِ مینِ نہان ہو کہ جو تھا کوڑے جا مان کی طرفِ نگران ہو کہ جو تھا ستلاشی وہ ترا آبِ روان ہے کہ جو تھا عود کے جلنے سے مہرِ مینِ دھوان ہو کہ جو تھا شعِ مھلِ صنیرِ چربِ زبان ہے کہ جو تھا سُسرِ ہر وہی داعِظ کا بیان ہے کہ جو تھا یہ خواہ وہی عبرت کا مکان ہو کہ جو تھا افادہِ اشکِ شبِ دروِ زِ روان ہو کہ جو تھا</p>	<p>آئینہ سینہ صاحبِ نظران ہو کہ جو تھا عشقِ گلِ مینِ وہی بلبِ لُکھان ہو کہ جو تھا عالمِ حُسنِ خدا وادِ تہان ہو کہ جو تھا راہِ مینِ تیری شبِ دروِ سِرِ کرنا ہو روز کرتے ہیں شبِ ہر کو بیداری مین ایک عالمِ مینِ ہر خیزِ سیا شہو دولتِ عشق کا کھینچہ وہی سینہ ہے ناز و اندازِ داد سے تھین شرمِ آنے کی جان کی تسکین کے لئے حالتِ کُتھان از منزلِ مقصودِ مہینِ دنیا مین وہن اُس روئے کُتابی مینِ ہر پناہ کعبہِ مَظنرِ قبلہ نما ہے تا حال کوہِ صحرا و گلستانِ مینِ پھر اکرتا ہے سوزِ دل سے تسلسلِ ہر وہی آہون کا رات کٹ جاتی ہے باتینِ وہی سنتے سنتے پائے خمِ ستون کے جو حق کا جو عالمِ سوہو کون سے دن ہی قبرِ مینِ مینِ مین بیخیر شوق سے میرے مینِ وہ نور نگاہ</p>

<p>اس کا احسانہ بیان رمضان چہ کہ جو تھا</p>	<p>العیلۃ القدر کنا یہ نہ شب وصل ہو</p>
<p>دین و دنیا کا طلبگار سہوڑا آتش ہے یہ گداسائل نقد دو جہان ہے کہ جو تھا</p>	
<p>حسب کے جانے کو میں نے چاک تار امان کیا بہج گردان کی طرح برسوں ہی سرگردان کیا عشق غارتگر نے میرے دل کو گورستان کیا مغ و ماہی کو دل بیتیاب نے گریان کیا دامن دل سا لہا آلودہ عصیان کیا آگ نالوں نے لگائی اشک نے طوفان کیا شکر و مہک جو خدا نے بے سروسامان کیا نظمی نے جہان سے مشیت خاک کو انسان کیا</p>	<p>اے جنوں دشتِ عدم کے کوچ کا سالانہ کیا مٹھ چھپا آب تو نہ شتاؤن سے اے خوشیدرو مرگین تیری جدائی میں ہزاروں حشرین نالہ ہانپا ہ نے تپھر کو پانی کر دیا جلد نہلا مہک میرے خون سے اے شیر پار شام سے تا صبح فیندا آئی نہ اکدم تجھے بغیر لے فلک مرہون احسان تو نہ تیرا میں ہوا آدمی کیا وہ نہ سمجھے جو سین کی قدر کو</p>
<p>آتش دہشتہ تیرا یا اسی کچھ نہ تھا قطرہ ناجیز کو دریا سے بے پایاں کیا</p>	
<p>رات بھر اختر شماری نے مجھے حیران کیا جہنم کی گردش نے کار فتنہ دوران کیا ذکر آرد تھا جو آہ و نالہ دافغان کیا صبح تک میں نے خیال گیسوئے بیچان کیا میلِ حسرت نے لبِ شیریں کی کام جہان کیا اگہ کنواں جہان کا کبھی تلوار کو غریان کیا گوشِ دینی پر گمان اٹھو سوزان کیا زافوؤں کے آئینوں نے رات بھر حیران کیا نات نے جامِ شرابِ تند سے طوفان کیا</p>	<p>چاندنی میں جب تجھے یاد اے مہ تابان کیا قامت موزوں تصور میں قیامت ہو گیا پھر گئی آنکھوں میں وہ شرکان برگشتہ تو بھر شام سے ڈھونڈھا کیا زنجیر بھانسی کے لئے سلک وندان سے دل بیتیاب پر بجلی لگی یادِ ابرو و ذوق میں اڑ گئی آنکھوں سے فیندا چہرہ کو آتش کدہ سمجھا دل دیوانہ نے دھیان میں سا تو مٹی شمعوں کے جلا پودانہ وار کر دیا مدھوش گردن کی صراحی نے مجھے</p>
<p>دہشت و بازو کے تصور میں ہوا آتش میں گل</p>	<p>دہشت و بازو کے تصور میں ہوا آتش میں گل</p>

	پائے بوسی کی موس نے خاک سے یکساں کیا	
<p>نہاں خاکسار ہی کو لگا کر ہم نے بھل پایا زبان کھولی نہ لیکن بات کرنے کا عمل پایا دل بیتاب کو پہلو میں اک گرک نفل پایا سپاہ رنگ نے شہر بخشان میں غل پایا کہ کپڑا جیسے مفلس نے کھڑے گھاٹ آکے کھلایا تری امداد سے آرام ہم نے اے ہل پایا موا فرزند اگر تو داغ دل غم البدل پایا دل عاشق کے توڑے سے ٹھکرایا بھل پایا حصیر کہنہ دیکھا دست خشک پائے شل پایا ہجوم خواب سے رہو نے ہر آخر خللی پایا زیادہ تر مزاج بار سے زلفوں میں بل پایا</p>	<p>غبار راہ ہو کر چشم مردم میں محل پایا برنگ شمع ہر دل سوختوں نے بزم عالم میں کشا کش دم کی مار آستین کا کام کرتی ہے نظر آتے ہیں خال عنبرین گرد لب لعلین گھڑی بھرو کے کوئے یار میں یوں رنگ لکھ غم فرقت سے عمر رفتہ گذری بیقاری میں شکستہ دل نہ ہو انسان عوض ہر شے کا دست نہ جانا تعامین کی سیر کو ہرہ رقیبوں کے رجوت کون سی شے پر ہے ان عولت گریو کو غضب ہر منزل سستی میں آسائش طلب ہونا حرارت ہونی ہر سردار سے افزودن سپاہی میں</p>	
	ہمیشہ جوش گریہ سے رہا پانی میں آتش کبھی تازہ نہ لیکن اپنے دل کا یہ کنول پایا	
<p>ہمیشہ صورت ساحل ہو یا ان آغوش میں دریا سنن قطرہ بھی یاں ہنگام نوشاوش میں دریا خدا جانے کہ کیا تجھ کو صدق کے گوش میں سکونت میں یہ قطرہ جو گھر تو جوش میں دریا نہ دیکھا کو کسی نے ایسا اپنے ہوش میں دریا کبھی دل کھول کر رویا تو آیا جوش میں دریا</p>	<p>مری آنکھوں کے آگے آئینا کیا جوش میں دریا وہ حد کم طرف ہیں جو ایک ساغر میں ہکتے ہیں نکا لاجا ہے اے غرض تو عذاب نکال اس کو خوشی اور گویائی مری اک اک سے بہتر ہے سُرک جانے جو دوسرے چشم تر سے گوشہ دامن کا کیا جو ضبط گریہ تو کیا دریا کو کوڑے میں</p>	
	<p>اگر موسیٰ نہ بیٹے قطرہ ہائے ابرمیان سے تو حلقہ ڈالتا آتش صدق کے گوش میں دریا</p>	<p>دل جھٹ کے جان سے گور کی منزل میں لیا</p>
<p>کیا رفیق ساتھ سے شکل میں رہ گیا</p>		

<p>میں جا ہی دھونڈھتا نری مغل میں رہ گیا دشمن سے بھی غبار اگر دل میں رہ گیا تسمہ لگا جو گردن بسمل میں رہ گیا دل مرغِ ریح کا قفس گل میں رہ گیا اے خضر تھیجے مرگ کی منزل میں رہ گیا لیلے کا پردہ پردہ محل میں رہ گیا وہ داغ ہے جو دامن ساحل میں رہ گیا خالی پیالہ کب کفِ ساحل میں رہ گیا</p>	<p>آئے بھی لوگ بھیجے بھی اٹھ بھی کھڑے ہوئے ماتن جو روستداری میں کامل بنیں جو تو قاتلِ سنبھل کے تیغ لگا جائے شرم ہے آزادی سے زیادہ اسیری میں لطف ہے سبقت جو زندگی میں سکندر سے کی تو کیا مجنون برہنہ کرتا اُسے اپنی طرح سے پار اُترا جو کہ غرق ہو احسہ عشق میں کا زبے ٹنگرا سکی کرچی کی شان کا</p>
<p>بجائے رہ کرے حسرتِ قاتل میں رہ کرے کہتی جو تھک جو خلقِ خدا غائبانہ کیا بغیبِ طلب ہو سنیہ صد جاگِ خانہ کیا قارون نے راسے میں گنایا خزانہ کیا مہمیز کہتے ہیں گے کسے تازیانہ کیا بامِ بلند یار کا ہے آستانہ کیا دل صاف ہو تر اتو ہے آئینہ خانہ کیا و کھلا رہا ہے چھپ کے اسے دامِ دلاہ کیا سے خلاف ہو گئے کرے گا زمانہ کیا دیکھوں تو موت دھونڈھ رہی ہو سناہ کیا رستم کی داستان ہے ہمارا فناء کیا مطلبِ مہمیں سُنا ہے اپنا خزانہ کیا بلبلِ قفس میں یاد کرے آشیانہ کیا جب تیر کج پڑے گا اویگا نشانہ کیا مہمانِ سراے جسم کا ہو گا ردانہ کیا</p>	<p>اکش کو دستِ دین سے مکن ہوانہ زخم سُن تو سہی جہان میں ہے ہیرا فساد کیا کیا کیا الجھتا ہے قری زلفون کے تار سے زیر زین سے آتا ہے جو گل سُو زربخت اُڑتا ہے شوقِ راحت منزل سے اب عمر زینہ صبا کا دھونڈھتی ہے اپنی مشتِ فاق چاروں طرف سے صدمتِ جانان ہو طوبہ صیادِ اسیر دامِ رگِ گل ہو عندلیب طبلِ و علم نہ پاس ہے اپنے نہ ملک مال آتی ہو کس طرح سے مری تبضِ روح کو ہوتا ہے دردِ سن کے جو نامرد مدعی بے یار ساز دار نہ ہو گئے گا گوش کو صیادِ گنہگار دکھاتا ہے سیرِ باغ تر بھی نگے طائرِ دل ہو چکا شکار بتیاب ہے کمالِ ہمارا دلِ حنین</p>

	<p>یون مدعی حسد سے ندے داد تو نہ سے آتش غزل یہ تو نے کسی عاشقا نہ کیا</p>	
<p>بیچارہ منہ چھپا کے کفن سے نکل گیا صیاد ہاتھ ملے حمرین سے نکل گیا بجکر اگر یہ چاہ ذوق سے نکل گیا موت سے تھا یہ اپنے وطن سے نکل گیا کیا اسم اعظم اپنے دین سے نکل گیا سیردن ہو ہمارے بدن سے نکل گیا کیا کیا عقیق کان میں سے نکل گیا دیوانہ قید خانہ تن سے نکل گیا دیوانہ ہو کے دشت فتن سے نکل گیا</p>		<p>بیمار عشق رنج و محن سے نکل گیا مرغان بارغ آتش گل نے جلادے بیک ہنگامہ چشمہ جوان دین میں دیکھا جو مجھ غریب کو بولے عدم کے کو عالم جو تھا طمع ہمارے کلام کا جوش بخون نے فصدون سے مطلق کئی کئی آویزہ ترے گوش کا ہوا اس اُمید پر زنجیر کا وہ غل سینہ زندان میں بخون مرتبه کو تیسے سر میں کے شک کے ہر زل</p>
	<p>پھر طفل حیلہ جو کا بہانہ نہ مانیو آتش وہ ابھی بار تو فن سے نکل گیا</p>	
<p>لبالب اپنے لہو کا پیالہ کیا کرتا کلاہ کج جو نہ کرتا تو لالہ کیا کرتا جس سے قافلہ میں محبت نالہ کیا کرتا چکر طوق گلوسہ کا لالہ کیا کرتا حباب لے کے یہ خالی پیالہ کیا کرتا بھینے جو حلق میں مین وہ نوالہ کیا کرتا سلوک نیک زراعت سے زوالہ کیا کرتا خدا کے گھر کا جلا میں تبالہ کیا کرتا گوئی نجاست سگ کا ازالہ کیا کرتا ترے برہنہ سے گرمی دوشالہ کیا کرتا</p>		<p>جگر کو داغ میں مانند لالہ کیا کرتا ملانہ سرو کو کچھ اپنی راستی میں بھل جبریدہ میں رہ پر خون عشق سے گذر جنون عشق میں رہتا تھا اعتبار نہ کچھ بچا کیا اسے توڑا جو سے دریا کے نہ کھایا غصہ کبھی نوحہ سے قسمت کے بلا سے بد ہوئی داغون سے سردی کا فو دیا فوشہ نہ اُس بت کو دل کے توہین صفا ہوانہ ریا صفت سے نفس تارہ مکی جاگ جو کبل کبھی اڑا یا ہے</p>

<p>نہ کرتی عقل اگر سفت آسمانی سیر مری طرف جو اُھن کھینچی کشش دہی کسی نے مول نہ پوچھا دل شکستہ کا عروس دہر سے بولے وفا ہنیں آتی</p>	<p>کوئی یہ ساتھ درق کا رسالہ کیا کرتا بتوں کو بہنوں کا حوالہ کیسا کرتا کوئی حسد کے ٹوٹا پیالہ کیا کرتا جھلایں بکواس کا اس کے ازالہ کیا کرتا</p>
<p>ایک دن فرصت جو مین برگشتہ منت مانگتا تشنگی کر لی جو شتاق دم خنجر بھجے تیر باران بلا سے ہلو گئی کشت اپنی سبز دوغ لگتا تھا صوف کو کیا وطن مین مر کے مین وم نکلتا ہی ہنیں اے حسرت دیدار یار دوسرا مجھ سا زمانے مین نہیں برگشتہ نخت ہمچ عالم فروز یار عسکرِ اہل بھی آ کے میری خاک پر روتے حسیناں ہشت روز و شب رکھتا ہوں آغوشِ قصود مین ہنیں حسن کا افسون دکھاتا معجز روح الہی یار کے دلمین کدورت آئی ہے ملتی تو مین رہ گئی عرت خموشی کے سببے شکر ہے</p>	<p>دیرہ تر نوح کے طوفان کی رخصت مانگتا آب آہن شیر واپہ کی جلالت مانگتا رہ گیا دیقان دعائے ابر رحمت مانگتا چادر گل شمع بالین سنگِ تربت مانگتا کاش عزرائیل بھی تیری سی صورت مانگتا گور مین جردی کفن جاتا جو خلعت مانگتا شمع بالین کیا مین سہبار محبت مانگتا مین انگوٹھ سے باران رحمت مانگتا سیم تن محبوب پہننے مین جو دولت مانگتا نقش پا تیرا بد بھیا سے بعیت مانگتا دو گھڑی دل کھو بکھونے کی نصرت مانگتا زہر دیتا آسان جھک جو شربت مانگتا</p>
<p>کیا کمون آتش اثر اپنی زبان کجنت کا سنگ ملتی کو ریسہ کھر فراغت مانگتا</p>	
<p>دشت آگین ہر سانسہ مری سروانی کا پائون زندان سے نہ نکلا ترے سودانی کا وصیان رہتا ہے فدیار کی رعنائی کا</p>	<p>عاشق زار ہون اک آہوئے صحرانی کا دوغ دل ہی مین رہا لالہ صحرانی کا ہسانا روز ہے یان آفت بالائی کا</p>



<p>کوہِ غمِ مثلِ پر کاہ اٹھا لیتا ہوں          کدیرِ سہ میں مجھ پر جو لگا ہوئے غدا          کو نسا دل ہے نہیں جس میں غدا کی ہنر          مردِ دوشیزا ہوں تیجہ ہو تو گل میرا          بوسہ چشمِ غزالان مجھے یاد آئے ہیں          زندگانی نے مجھے مردہ بنا رکھا ہے          مصرعِ مہرِ مین لاکھوں ہی نکالوں ہیں          جب کہ شیطان کا احوال سنا ہو میں نے          سوئی حجت مجھے سچے کے چلنے کی صدا          وہ تماشا ہے ترا حسن پر آتشِ بلا کر          کس طرح سے دلِ وحشی کا میں کہنا ہوں          یہی تجرِ سیر کے نالے سے صدا آتی ہو          اک بری کو بھی نہ شیشے میں اُٹا رہیں          بعدِ شاعر کے ہوشِ سہور کلامِ شاعر</p>	<p>یا تو انی میں بھی عالم ہے تو انانی کا          پھر گیا آنکھوں میں عالم شبِ نہانی کا          شکوہ کس گھٹ سے کردن میں بتِ رعنائی کا          حجبِ پر روز سے یانِ احمد بالائی کا          نہیں بھولا میں مزا میوہِ صحرائی کا          ملک الموت سے سائل ہوں سبجائی کا          باندھوں ہضون جو قیدار کی رعنائی کا          بادلے ست پر بھی ارادہ ہو جبین سائی کا          شک پڑا تھا دہنِ یار میں گویائی کا          آنکھوں کی راہ سے دم نکلے تما شائی کا          کوئی قائل نہیں دیوانے کی دانائی کا          قید خانے میں بڑا حال ہے سودائی کا          یاد کیا آئے گا اس گندِ مینائی کا          شہرہ البتہ کہ ہومردہ کی گویائی کا</p>
---	--

شہر میں قافیہ پجائی بہت کی آتش  
 اب ارادہ ہو مرا باد یہ پجائی کا

<p>اے فلک کچھ تو انرجنِ عمل میں ہوتا          وعدہ وصل کہانِ عاشق بے صبر کہان          بل نہ نکلا تری زلفوں کا صنم شانے سے          عیدِ نور و زول اپنا بھی کبھی خوش کرتے          عرش کی سیرِ ریاضت نے مجھے دکھلائی          سخنِ سخت میں سُنتا ہوں لبِ شیریں          داغِ مین بون دلِ نازک میں چراغِ روشن</p>	<p>شیشہ اک رات تو قاضی کی بنطین ہوتا          کامِ علاج کا ہے لبِیتِ دہل میں ہوتا          واقعی زورِ نہیں نیچہ نسلِ مین ہوتا          یارِ آغوش میں نورِ شیدِ محل میں ہوتا          دخلِ مزدور ہے سلطان کے محل میں ہوتا          عہدِ مین اپنے نہیں مومِ غسل میں ہوتا          جلوہ گر جیسے ہو شیشے کے کنول میں ہوتا</p>
--	---

<p>اسخانِ مرد کا سرِ جنگ نے جبل میں ہوتا</p>	<p>اچھے عاشق سے لوانے میں گریز اچھی نہیں</p>
<p>عزلِ نصیب سکوتِ روزِ منظورِ آتش</p>	<p>لطف کیا چرخ کو سرِ پھر بدل میں ہوتا</p>
<p>خاک میں مل کے بھی میں اُس کو نہ دیکھ سبھا چوٹ جو دل کو لگی اُس کے سہی سے بے یار چھوڑتا میرے کر بیان کو نہیں دستِ جنون سبک تھی اُس سے عیانِ سینہ عارف کی صفا زلفینِ سفید ہیں تو پھر زکس سہلا نکھیں کیا جگہ کو حبِ محبوب ہے سجانِ اللہ یاد آئی جو تجھے اپنی بیابانِ مرگی سنگِ درجان کے تیرا نہ کیا سچا بھین سینے سے مثلِ مہن میں نے لگا یا جو اُسے مہم و دونوں کو کیا نالہ آتشِ خوں نے مہو کی یار کے ہاتھوں میں جو ہندی کالی سنبھل تر مجھے بے زلف صنمِ دودھ ہوا مخملِ یار میں دیکھا جو سرا سکا کھیتے</p>	<p>گردشِ چرخ کو اک گردشِ دامن سبھا خندہ کبک کو میں سنگِ فلاخن سبھا کیا یہ اس کو کسی محبوب کا دامن سبھا حیرہ یار کو میں نے دلِ روشن سبھا حسن نے دیکھا ترے مکھڑے کو وہ گلشن سبھا کوئی کہہ کوئی حبت کوئی گلشن سبھا گنبدِ قصہِ زندگ گنبدِ مدفن سبھا کچھ حقیقت کو بتوں کی نہ برہمن سبھا داغِ سودا کو مرادِ گلِ سوسن سبھا سنگ کو سنگ نہ آہن کو یہ آسن سبھا انگلیوں کو میں زبانِ گلِ سوسن سبھا بے رنج یار میں گلزار کو گلشن سبھا گردنِ شمع کو عاشق کی میں گردن سبھا</p>
<p>کیون نہ معراجِ محمد کا ہو قافلِ آتش</p>	<p>سہِ دوزخِ شید کو لفسقِ سہِ توسن سبھا</p>
<p>رات بھر طالعِ بیدار نے سوئے ندیا دھوپ میں مسائیہ دیوار نے سوئے ندیا شادی دولتِ دیدار نے سوئے ندیا مہلوے گل میں بھی خار نے سوئے ندیا نہیند بھر کر دلِ بیمار نے سوئے ندیا</p>	<p>رات کو من نے مجھے یار نے سوئے ندیا خاک پر سنگِ دیدار نے سوئے ندیا شام سے وصل کی شب آجھ جھکی باجھ ایک غیبِ بلبلِ بتیا ہے جاگے نہ نصیب جب گئی آنکھ کراہا یہ کہ بد خواب کیا</p>

<p>صبح تک بھگو شب تار نے سونے دیا          بچ و محنت کے گرفتار نے سونے نہ دیا          حکو بام و در و دیوار نے سونے نہ دیا          گرمی آتش گلزار نے سونے نہ دیا          تادوم مرگ دل زار نے سونے نہ دیا</p>	<p>درد و شرم سے اُس زلف کے سولہاں ہا          رات بھر کس دل بتیا بنے باتیں تجھے          سیل گریہ سے مرے نیند اڑی ہر دم کی          بانغ عالم میں رہیں خواب کی شائق کھین          بچ ہو غمخواری پیار عذاب جان ہے</p>
<p>کچھ تک پہلو میں اُس قفل نے رکھا آتش          بغیر کو ساتھ کبھی بار نے سونے نہ دیا</p>	
<p>کیا ہے نور کے بچوں کو جس نے خاک سے پیدا          یہ آئینہ ہوا ہے جو ہر اور اک سے پیدا          قضائے کی ہر یہ تسبیح خاک پاک سے پیدا          عریضے ہوئے ہیں چاروں طرف کی کس سے پیدا          دماغ دکھتی ہو دے الف سی تاک سے پیدا          حلاوت پوتی ہر تھپہ کو ہوا ساک سے پیدا          نہ کی دلستگی کس صبد نے فزاک سے پیدا          نہ ہوگا کشتنی مجھ سامرے سفاک سے پیدا          یہ دورا پھر نہ ہوگا گردش افلاک سے پیدا          ہوئی ہے بوئے یوسف یار کی پوشاک سے پیدا          نشان تیر کا ہو راہ کھر فزاک سے پیدا          قرابت کی ہر مارشانہ صفاک سے پیدا          یہ کیا ہوں سات سو ظالم جو صفت فلک کی پیدا          کہان ہو سکتے ہیں ایسے یگن حکاک کی پیدا          یہ کیفیت نوگی نشہ ستراک کی پیدا          ملے گا خاک میں وہ جو ہوا کی خاک سے پیدا</p>	<p>ہوا ہے عشق بگو اُس کے حسن پاک کی پیدا          کلام صاف کو اپنے جو دیکھے اُس کو حیرت ہو          ہمارے خلق میں دن رات ذکر ذات اقدس ہو          ہر اک جانب کو اُس جو بکے فطرت ہیں عاشق          اسیر آزاد ہوں اور جان جان تیری محبت سے          بنجیادوں سے موافق ہو طبیعت کیوں نہ دنیا کی          تری تیرنگہ پر دم نہ کس تجھیر کا بھڑکا          غم اپنے قتل ہوئے کا مہین غم ہے تو یہ غم ہو          غنیمت ہو تجھے حلقہ احباب گرد اپنے          دماغ حضرت لعقوب عاشق اسکو کہتے ہیں          صدا یہ صبد گاہ عشق میں آتی ہو برسوں سے          ملائے جان عالم ہو گئیں ہیں تیری زلفوں نے          یقین ہو صبر کرنے کرنے عاجز اُن کو کردوں میں          دل صد بارہ کے ہر بارہ پر نقش جنت ہے          ترے انہی گیسو سو گھ کر کہتے ہیں انبونی          پیار مرگ سے ہوتی ہے نگین روح کس خاطر</p>

<p>مرے خورشید رو کا ایک عالم ہوگا دیوانہ  سبھا سے ہمارے عیسیٰ مریم کو کیا نسبت  یہ کس غمخیز نادک خوردہ کی صورت ہو کہ کا  قدم سے تیرے دیوانوں کی آبادی کا عالم  سہرے نیارہوں کے حال یہ ظاہر ہوا ہو  سحر تک شام سے چلتی ہیں تین وصل کی تین  کہا ہے اپنے بچے سے دہن میں تونے جو اسکو  عزیز از جان نہ دھمیں داغ عشق رن خط کیو  کنارہ بحر سستی سے نہیں بے جان سے گذرے</p>	<p>ہزار دن مودین کے صبح گریبان چاک سے پیدا  شفا موتی ہو کس کے آستانگی خاک سے پیدا  دم آہو ہے تیرے تو سن جلاک سے پیدا  ہوا ہے شہراک صحرائے وحشت خاک سے پیدا  مقدورین جو دولت ہو تو زہر ہو خاک سے پیدا  محبت کی ہر کس گستاخ کس بدیاک سے پیدا  شہم گل موٹی ہر ریشہ مسواک سے پیدا  بہ گل سمے کہے ہیں کس خس و خاشاک سے پیدا  کنارہ کور ہے اس کا جو ہو پیراک سے پیدا</p>
--	--

دعا سے آتش خستہ ہی ہو روز مشر کو

پشت خاک ہوئے کر بلا کی خاک سے پیدا

<p>کلام کرتی رہی وہ چشم منون ساز اپنا  سر و گردن مابین گے گل خاک میں بجاوین  خندہ زن میں کبھی گریان میں کبھی تالان میں  مہی اشد سے خواہش ہو ہاری اوست  سرخ دل سے زبان کو سنوئی آگاہی  خوف و ہوا ہو جگو دہر نہ سکر بے یار  نہ سستی یار نے اک بات سخن ساز اپنا  پر کرنے سے نوبت چھری ہی پھر سے  بہین کھوئے سی کا تکتہ کا دروازہ  یاد آئی میں ادب میں جو تری اے محبوب  مخ غل صید گد عشق چلا ہے دیکھیں  رو دھکھکے جو جاتا ہوں تو کتنا پردہ سوخ</p>	<p>لب جان بخش دکھا با کیے اجما ز اپنا  یاؤں رکھے تو میں من و دل فرزا اپنا  ماز و بان سے ہوا ہے عجب انداز اپنا  گور بد میں موز انگنگ ہو غار اپنا  اُٹ کیا سنہ سے نہ سمجھ نہ کھلا راز اپنا  دل دکھاتی ہے غنی تری آواز اپنا  رہ گئے کھول کے صفحہ مضندہ پر راز اپنا  قصہ کوتاہ کرے حسرت پر داز اپنا  نیر نہی کا نہیں کار خد اس ساز اپنا  محول جاتے ہیں حسدیان جہان ناز اپنا  طعمہ کرنا ہے اسے کونسا شہباز اپنا  کل خاتم ہے مزاج آج ہے ساز اپنا</p>
--	--

خبر اول و آخر میں سلقِ آتش

نہ تو انجام ہے معلوم نہ آغاز اپنا

غم نہیں گواہے فلک تیرے کچھ خار کا  
زلف کے حلقہ میں الجھا سبزہ گوشن کا  
ناخدا ہے موت جو دم پہ سوہو باد مراد  
خانہ زنجیر سے مثل صداڑنا ہون کا  
جس گربہ نے کیا ہے ناتوان اتنا کچھ  
کھا گئی آخر مجھے چشم سیاہ سُر مگین  
سعی لا حاصل مداوے بعض عشق پہ  
ہاتھ قائل کا گریبان تک پہنچ سکتا نہیں  
چول چوڑا اپنے نکلتن کا سپر کا پھول پہ  
خواروئے یار سے ابدا اٹھائی جو زبیں  
گرچہ پیش طاق ابرو نے صنم گیسو نہیں  
او صنم تیری کرخی آنکھ سے ثابت ہوا  
یاد میں تیری رقیب رو سیہ جا کا تو کیا  
اُس پر سی رُو کے جو کوہ کا گدڑا چل گیا  
آنکھ کے دیوار کھد سے مردے ٹکراتے ہیں ہر  
خیم مذمت سے کیا محراب میں کعبہ کے سر  
زندگی میں بجا ادب ہونے نہ دے تو عجب صن  
اے صنم عاشق سے روپوشی نہیں لازم تھے

آفتابِ گداز دینا ہو مرے گلزار کا  
ہو گیا سنگِ زمرہ خال چشم مار کا  
عزم ہو کشتی تن کو بحرِ سستی یار کا  
یاد آتا ہے کف یا میں کھٹکنا خار کا  
ٹوٹنا ممکن نہیں ہے آنسوؤں کے تار کا  
ذرقِ قسمت نے کیا رنگی اومِ خوار کا  
تھمنا ممکن نہیں گرتی ہوئی دیوار کا  
اور فرطِ شوقِ یارِ بان زخمِ دامنِ زار کا  
ہر شجر اس باغ میں لانا ہو چل تلواری کا  
سبزہ سے ہوتا ہو صدہ میرے دل کے خدا کا  
کعبہ پر نزع ہوا ہے لشکرِ کفار کا  
رنگِ ڈھبانا ہو روئے مردم بیمار کا  
مرتبہ عالی نہ ہو خفاشِ شب بیدار کا  
بن کے جن سایہ لپٹا ہے مجھے دیوار کا  
اک قیامت جو صنم عالمِ تری قنار کا  
گردن زاہد سے بوجھ اٹھانے جب زمار کا  
خاک ہو میری پس از مرگ در دہن یار کا  
پر وہ محسوس ہے نہیں اللہ کو دیدار کا

بوئے گلِ آتش کہیں ہوتی ہے محسوس نظر

افرا ہے روزِ محشر یار کے دیدار کا

شہر کو نالوں نے مجھ مجنون کے صحرَا کر دیا | جوشِ سیلِ اشک نے چمن کو دیریا کر دیا

گور کہتے ہیں کسے نام کفن ہے کس کا  
کمر بار ہے معدوم یہ نطن ہے کس کا  
فتنہ پروازی ہے کتے ہیں فن ہے کس کا  
صاف آئینہ سے شفاف بدن ہے کس کا  
پھر یہ عذاب و بوسیب و قن ہے کس کا  
سنبل اسطرح کا پر پیچ و شکن ہے کس کا  
باغبان کون ہے اس کا یہ چمن ہے کس کا  
جان کسکی ہے مری جان یہ تن ہے کس کا  
گل سائخ کس کا ہے غنچہ سادہن جو کس کا  
قدرت اللہ کی ہے ساختہ بن ہے کس کا  
ہم غریبون کو ہے کیا غم یہ وطن ہے کس کا

شادی مرگ سے بھولا میں سمانے کا ہنسن  
وہن تنگ ہو ہو ہم یقین ہے کس کو  
مفسدے جو کہ ہوں اس جہنم سے کم ہیں  
ایک عالم کو ترے عشق میں سکتا ہو گا  
حسن سے دل تو لگا عشق کا بیار تو ہو  
گلشن حسن سے بہتر کوئی گلزار نہیں  
باغ عالم کا ہر اک گل ہے خدا کی قدرت  
خاک میں اُس کو ملاؤں اُسے برباد کروں  
سرد ساق ہے نہیں بد نظر کا میرے  
کیون نہ ہے ساختہ بندے ہوں دل و جان نثار  
کج ہی چھوٹے جو چھپتا یہ خرابہ کل ہو

یار کو تم سے محبت نہیں تو اسے آتش  
خطمین القاب یہ پھر مشفق من ہے کس کا

لالہ سان داغ اٹھانے کو ہوئے ہم پیدا  
ہوں میں وہ شاخ کہ ہوں برگ تبر دم پیدا  
شادی و غم سے کیا ہو مجھے تو ام پیدا  
خطنے اُس گل کے کیا اور ہی عالم پیدا  
واسطے میرے ہوا جو غم عالم پیدا  
شادمانی میں جریان حالتِ ماکم پیدا  
مہ نو نے تر سے ارد کا کیا خم پیدا  
گیسو ہے یار ہو سے درہم و برہم پیدا  
کہیں مونی نکوین قطرہ ششم پیدا  
غافل و غم زبان کا نہیں مرہم پیدا

روز و مولود سے ساتھ اپنے ہوا غم پیدا  
ہوں میں وہ گل کہ ہر شاخ مری آرد ہو  
میں جو رونا ہوں مرے زخم جو گہنستے ہیں  
چاہنے والے ہزاروں نئے موجود ہوئے  
درد سوز میں ہو کسی کے تو مر و لمیں ہو  
زخم خندان ہیں بعینہ لب خندان آہ  
آسمان شوق سے تلواروں کا منہ برساک  
کام اپنا نہ ہوا جب کجی ابرو سے  
شبہ ہوتا ہے صدف کا مجھے ہر غنچہ پر  
چپ رمود و کر و منھ نہ مرا کھلوا و

فکرِ مکر میں ہر چند لگا کسے غوطے	فکرِ مضمون کوئی یاروں سے ہوا کم پیدا
دوست ہی دشمن جان ہو گیا اپنا آتش	نوش داروں نے کیا بان ان ترسم پیدا
توڑ کر تارنگہ کا سلسلہ جاتا رہا کون سے دن ماتھ میں آیا رہے دانا رہا خارجہ پر کسی نے نہمت دزدی نہ کی دوستوں سے ہر قدر صدمہ ہوئے ہیں جانہرا	خاک ڈال آنکھوں میں میری فافلا جاتا رہا کب زمین و آسمان کا فاصلہ جاتا رہا پاکون کا مجبوز کے کیا کیا آبلہ جاتا رہا دل سے دشمن کی عداوت کا گلہ جاتا رہا
جب ٹھٹھا یاؤں آتش مثل آوازِ جرس	کوسوں پیچھے چھوڑ کر من قافلہ جاتا رہا
دشمن کو بھی دیکھنے کا اُس کے ارمان رہ گیا بندگی حق میں بھی بھولانہ میں یادِ صم جوشِ وحشت میں بیابان کو گیا مانندِ نوح پاسِ الفت سے جنوں میں بھی نہ کڑے چٹیلے اے صبا جاوے چین میں تو تو کھو بیار سے دوستی تھی نہیں ہرگز فر و ماہ کے ساتھ سامنے ہوتے ہی مزگان کے ہوا دل کو تنہا پہلے ہی پرزے اڑا ہونے نہ پایا سینہ چاک حسن میں بھی عرث و زنت خدا کے ہاتھ ہی بستیاں ہی بستیاں ہیں گنبدِ افلاک میں عبادت ساتھ اُس گھرو کے جو دیکھا تجھے چال ہے مجھ ناتوان کی مرغِ سبل کی تڑپ اگر کے آرایش جو دیکھی اُس صنم نے انی شکل راہِ الفت میں نہیں اندیشہ سبت و بلند	دن ہوا پر آفتاب آنکھوں سے پھان رہ گیا توبہ کی دیکھن داغِ دامان رہ گیا جسمِ خاک کی طرح سے میرا زندان رہ گیا طوقِ بنکر میری گردن میں گریبان رہ گیا باغ میں جا کر تو اے سروِ خزان رہ گیا روحِ حبت کو گئی جسمِ گلِ یان رہ گیا موت سے اب تیر کے تپے کامیدان رہ گیا بارِ نابت وقت بد میں اک گریبان رہ گیا گل کو پیرا ہن ملانے شعلہِ عربان رہ گیا سبکو دنِ نرسنگِ محزون سے بیابان رہ گیا اڑ گئے مرغ میں خالی گلستان رہ گیا ہر قدم پر ہے یقین بان رہ گیا دن رہ گیا سند آئینہ میں ہو گئیں آئینہ حیران رہ گیا اگر کے کب بوسف میان جاہ کنگان رہ گیا

<p>مرگ صاحب خانہ ہر فاقہ جو عمان رہ گیا          آنکھ دکھلا کر مجھے غول بیابان رہ گیا          ہے فقط آباد اک گنج شہیدان رہ گیا          شکر ہے گردن تک آتے آنے احسان رہ گیا          روشنی جاتی رہی سمو چو اغان رہ گیا          صورت نقش قدم گزرا حیران رہ گیا</p>	<p>جان شیرین ہو فراق بار سے کیونکو عزیز          میری وحشت نے چراغ راہ جو بھلا اُسے          لاش اٹھو اگر نیکو اس کو بھی اسے قاتل اُجاڑ          کھینچ کر تلوار قاتل نے کیا جُجہ کو نہ قاتل          کیا بیان عالم زوالِ حسنِ خوبان کا کروں          کاروانِ نکبت گل کر گیا گلشن سے سوچ</p>
---	---

شامِ ہسرتِ صبح بھی کر کے نہ دیکھا روزِ وصل  
 سانپ کو چھلار پر آتش گنج پنہان رہ گیا

<p>کوئی عشقِ مین مجھے افروز نہ نکلا          بڑا شور مٹتے تھے پہلو مین دل کا          اُجا کینے آکے مین بیچ اس کو شاعر          ہوا کون روزِ روشن نہ کالا          پہنچتا اُسے صبحِ تازہ و تر</p>	<p>ابھی سامنے ہو کے مجھوں نہ نکلا          جو حیرا تو اک قطرہ خون نہ نکلا          کسے کا کوئی ہے مضمون نہ نکلا          کب افسانہ زلفِ شگون نہ نکلا          قدِ بارِ ساسِ دِ موزون نہ نکلا</p>
---	--

رہا سہا سالِ بچگی مین آتش  
 مرے سامنے بیدِ مجھوں نہ نکلا

<p>تیری کا کل مین بھینسا ہر دلِ جوانِ پیر کا          وصفِ چشمِ یارِ مین یارِ امنینِ نقرہ کا          کس خوشی سے دوڑ کر عاشق کہلتے مین          جانبِ حجبِ نقوس آہ ہوتی ہے روان          اسقدر بیتاب ہوں تیرے بغیر ای کچھ حسن          دولتِ دنیا سے ستغنی طبعیت ہو گئی          باغِ مین شبِ تابش ہو کر لالہ رُوِ جلوئے شمع          جو کہ نکھا خوب سیکھا دستِ رس ہونا کر</p>	<p>سیکڑوں آزاد ہے پابند اک زنجیر کا          حائے خاموشی ہر عالمِ سرہ کی تخریر کا          نقشِ جبے ترک جو ہر ہے تری شمشیر کا          یہ کمانِ الدن نشانہ ہے ہمارے تیر کا          پیرِ یون دیتا ہر دھوکہ دامِ ماہی گیر کا          خاکساری نے اثرِ بیدار کیا اکسیر کا          داغِ بلبل کوندے دکھلا کے منہ کلیر کا          چو متا مین ہاتھ اپنے کا تب تھدیر کا</p>
--	--



<p>کام لیتا ہوں تصور سے سین آہو گھر کا سر نہشت اپنی بھی نسخہ تھا کوئی اکسیر کا پرورش پایا ہوا یہ آدمی ہے شیر کا باغ کا تختہ بھی صفحہ ہے کوئی تصویر کا دیدہ برج جو ہر ہے تری شمشیر کا اے جس شاہد ہوں تیرے نالہ کی تاثیر کا سیل ارادہ کر رہا ہے کس کس تعمیر کا</p>	<p>روز و شب پیش نظر چشم سیاہ بار ہے عمر بھر مضمون طلائی رنگ کے نہ ہتے رہو حیف کی جا ہر ہندو سے نرم چرب اسکی زبان گوش گل رخسار لالہ شیم زکس سر و قد عاشقوں کے خون سے تہی ہر سن سبز اکاروان تک روز و نامزدون کو ہونچا کیا فکر قصر چرخ میں کیا موجزن ہوتے ہیں شک</p>
<p>اُس پر می زد طفل کا دیوانہ ہون آتش ہے کھیل جو اک توڑنا سودائی کی زنجیر کا</p>	
<p>منہ کتابی قطبی ہر خط حاشیہ ہر میر کا جو کوئی دیکھے اُسے شک ہو گلی تصویر کا سکھ کھٹنا جانتے ہیں بھوٹنا اکسیر کا دعوت فحی کردن بھر کر پالہ شیر کا عش چھے پر فحی ہوتا ہے شک زنجیر کا زخم کی اندازے جو ہر کھل گیا شمشیر کا سامنا ہوتا ہر کس کے عفو سے نقص کا روشنائی میں ہو دو وہ روغن اکسیر کا اپنا تو بڈ لجا بھی نقش ہے تسخیر کا بھیل سے رنگین ہر بھلا یہ تری شمشیر کا حلق سہل جو ہر اک حلقہ مری زنجیر کا تند کے کوزے سے جاری ہو دے دیا شہر کا جیسے سہل کے سر زخم ہو شمشیر کا مالدار بے کرم بھی ابر ہے تصویر کا</p>	<p>عالم منطق مضبوط تری تصویر کا رتبہ ہونچا ہر خموشی سے یہ مجھ دگیر کا زندہ جاوید ہن فرمایاں تیغ عشق مثل شانہ و سترس اس زلف پر ہوئے اگر جس سے لپٹا ہو کھانچن کی طرح سے وہ دہشت ہجر کے صد سے خوبی عشق کی ظاہر بھی سرخ با دصفت یہ کاری ہر رنگ روم کا خط لکھوں گا یا رسم اندام کو میں اس قلم ہر شب آدینہ آتا ہے وہ طفل شمع رو نوش بے صرفہ کرے خون نگہ کاران عشق عش کرے کو دکان دشت سو مجھ دیوانہ خود بیان رنج کی صاحت کا کر اٹھیریں دہن رو بہ دشمن کا یوں با پوش سے کچھ نگار دیکھا ہو نہ ناک وہ برق خوش خیرات سن</p>

<p>حال سقیس نبوی اس سے کہے ہیں بیان جبار ابرو میں ترے حیران میں سلیقہ خوشنوی زنی ظاہر سنجھ لے سخت گیری گمی دلیل زنتہ ہوئی غار پنجگانہ نے دیا کیسی کیسی صورتوں کے اپنے دلمین داغین کشتہ تیر خروہ پر تیغ ابرو بھی چلے روک بھڑدار قاتل کا سپر کی طرح سے مور کے مین ہاتھ قاتل کی کمر میں ڈالے</p>	<p>راکجہ بھی نقل ہے پشیمانی کی تحریر کا کس قلم کا قطعہ ہے یہ کا تب تغیر کا پنبہ بھی ہر سہرہ سہرہ آتش گیر کا پانچ وقت اللہ سے موع رہا تقریر کا اس موع میں بھی ہو گیا اور ق تصویر کا اسے شکار انداز ہو جو رنگ اس پنجر کا مرد کے چہرے کا زور زخم ہے نمونہ کا کھینچے داس سر سبدان گریبان گیر کا</p>
---	---

<p>چاک ہوتا ہے کتان میرے گریبان کی طرح یہ بھی دیوانہ ہے آتش چاندی تصویر کا</p>	
--	--

<p>قد صبرم سا اگر آفسہ بدہ ہونا تھا ہو اسے زلف سے گستاخ کس قدر شانہ نہ کھینچنا تھا زلیخا کو داسن یوسف دیانہ ساتھ جو صبر و قرار نے نہ دیا شائے سے کوئی مٹتا ہے باطل کو حق نجانا تھا غضب پنہ گنگے کا تیراے دل روانا شام و سحر کس طرح نہ طلع بہت گر زریار نے برباد کر دیا ہم کو</p>	<p>نہ سرو باغ کو اتنا کشیدہ ہونا تھا ہمارے پاس بھی دست بردہ ہونا تھا اسی کا پردہ عصمت دریدہ ہونا تھا روانہ ملک عدم کو جریدہ ہونا تھا کچھ اختیار سے کیا برگزیدہ ہونا تھا کھجی کو سانے آفت رسیدہ ہونا تھا ملبد سر سے مرے آب دیدہ ہونا تھا غبار راہ غوال رمیدہ ہونا تھا</p>
--	--

<p>نہ آئی داسن دابہ میں نیند اسے آتش دردن داسن خاک آرمیدہ ہونا تھا</p>	
--	--

<p>دکھا با آئینہ فکر کے جب صفائے آب و دھن کا ہر ایک گلبن و نخل ماتم ہر ایک جو جو پر آب دیدہ نظر جو آجائے بید بخون نور و دل جو بونگی یاد میں خون</p>	<p>دھن کو جو ہر کھلا زبان کا زبا کو عقدہ کھلا دھن کا جو زخم گل میرے باغ کا ہو تو داغ پنبہ میرے حن کا جو بھون بھون تیشہ نو سر کو چوڑ و دل خیال بند جائے کوہن کا</p>
---	--

<p>برہنہ آبا تھا بان عدم سے برہنہ بان سے جلاہم کو          بھو جو گیسوئے غمزمین کو تو سانس کیا موقوف گویا          نگاہِ اول میں چشمِ میگوین بہ رنگِ نخل گرے در گون          خراب مٹی نو کسی کی کوئی نہ مردود دوستان ہو          جو حال پر دانہ عشق میں ہر وہی محبت میں عالمِ دل          جو پچہ چھو امین قبر دیکھی تو میں نے کندہ کیا یہ آئین</p>	<p>نہ بوئے کافور میں نے سوکھی نہ داغ بھگا لگا کھن کا          لیا جو چشمِ سیر کا بوسہ شکار میں نے کہا ہرن کا          وہ حال ہو دے جو وقتِ آخر شکاروں کی آہن کا          حباب ہوا شاخ سے جو پتا غبارِ خاطر ہوا چمن کا          وہ سنج فائوس کا کپڑا شہ یہ سوختہ نور پیرہن کا          عجم غریب حبیب کا ہو غبارِ خاطر نہ وطن کا</p>
--	--

نہ یہ نزاکت پری میں ہوگی نہ حرمین یہ نزاکت آں  
 جو بار بھولوں کا اس نے بہنا تو بوجھ اٹھایا نہ اڑن کا

<p>بلبل گلوں سے دھیکے کچھ کو بچا گیا          چین جو چین نہ اے بُت چین رہ غور سے          آئی تو ہے سپد اُسے جالِ بار کی          پیچھے پٹانہ کو چہ فائل سے اپنا پاؤں          بھینجی جو میری طرح سے قری لے آہ سرد          شیرین کے شیفہ ہوئے پرورد کو کہن          اندر سے شوقِ اپنی چین کو قبر بنین          در مان سے اور در دہارا جو اود جند          گلہ رستہ شکے رونقِ بزمِ شہان ہوا          کھلا نہ جسم سے دل ناغانِ شریکِ رنج          پہنچا مجاز سے جو حقیقت کی کہنہ کو          فرقت کی شب میں نہ ریت نے اپنی فغان کی          پانا ہوں شوقِ وصل میں احباب کی کمی          لاشوں کو عاشقوں کے نہ اٹھو گلی سے بار          دیکھا تجھے جو خونِ شہیدان سے سُرخ پوش</p>	<p>قری کا طوقِ سرو کی گردن میں بڑ گیا          تصویر کا ہے عجب جو چہرہ بگ گیا          سُن بھو باؤں کبک دی کا گھر گیا          سکر تڑپ کے چار قدم آگے دھ گیا          جاڑے کے مارے سرو چمن میں اڑ گیا          شاعر ہوں میں بہ کتنا ہوں مصنونِ بڑ گیا          اُس بُت کے آستانہ کا پتھر رگڑ گیا          مرہم سے داغِ سینہ میں ناسور بڑ گیا          کوڑا جو اس فقیر کے عجب سے جھڑ گیا          منزل میں رنگِ نافر سے اپنے بچھڑ گیا          بہ جان لے کہ راستے میں پھیر بڑ گیا          قبلِ سحر چراغِ ہمارا نہ بڑ گیا          حسنِ و جمالِ یار میں کچھ فرق بڑ گیا          بسنے کا پھر یہ گاؤں نہیں جب اڑ گیا          ترکِ فلکِ زمین میں خجالت سے گڑ گیا</p>
---	---

<p>افسوس کاروان سے من اپنے کچھ دیا گیا          جھنڈا قلم کا اپنے بدخشان میں گر گیا          دیو فراق کشتی میں مجھے بچھڑ گیا</p>	<p>برسون کی راہ آگے عزیزان نکل گئے          آیا جو شمعِ لعلِ لبِ یار کا خیال          میں نے یہاں قبل میں بری تُو وصال</p>
<p>شب فراق میں من نے خدا کو یاد کیا          مجھے ملوں تو دشمن کو میرے شاد کیا          ملا نہ دوست تو دشمن سے اتھا د کیا          تو میں نے چہرہ برائے کو یقین صا د کیا          ہوائے تند نے کیا حال تو ہم عا د کیا          وگرنہ دل نے ہنسن کو نسا فساد کیا          جو کچھ کہ تو نے کہا میں نے اعما د کیا          ہمارے نالوں نے جب کارِ برق دبا د کیا          سلوک تو نے جو اسے جرجخ کج بنا د کیا          فراق یار نے نا شاد نامرا د کیا</p>	<p>کرم کیا جو صنم نے ستم دیا د کیا          کریمی میں تری شک ہو جے وہ کافر          یہ دل لگانے میں میں نے نرا اٹھا یا          بہا جو زکس فغان یار سے سر          ہماری آہ سے اسے منکر و خدا مانگو          بچا میں جان کو کر کے اصدقِ عزت          کھوں جو حالتِ دل یار سے تو کہتا ہی          حسد سے جل کے دے پاؤں اڑ گئے غیا          عوض ہی ہر زمانے میں راست بازی کا          ہی کھوں گا خدا سے میں روزِ محشر کو</p>
<p>کہ میرا کاسہ سر کا سہ جباب ہوا          ہوائے سرد سے کیا کیا جگ کباب ہوا          نہ بچے بصر کے جلنے کا پا زراب ہوا          فشارِ گور کا راحت مجھے عذاب ہوا          بچا جو باز سے میں طعمہ عقاب ہوا          پھرا جو مجھے زمانے میں وہ خراب ہوا</p>	<p>یہ افعال گنہ سے میں آہ آہ ہوا          دل اپنا خون جو بے سانی و شراب ہوا          کنوئین میں یوسف کفان کھینکا خون          گرہ تھی دل میں نہ بس حسرت ہم آغوش          خنکار گاہِ جہان میں عزیز ہر دل تھا          بنایا جادہ رہ جھکھو خاکساری تے</p>
<p>کھوں میں شکر الہی کہاں تک انش          درونِ صاف دیا پاک اعتقاد کیا</p>	<p>کھوں میں شکر الہی کہاں تک انش          درونِ صاف دیا پاک اعتقاد کیا</p>

<p>یہ سر پہ اس کے جویدِ عجب جوم خواب ہمیشہ میرے نہانے کو گرم آب ہوا ہزار چرخ چلے لاکھ انقلاب ہوا</p>	<p>ہمارا طالعِ حقہ کھین نہ پس جاوے کیا دام مجھے اشکِ تشنیں نے تر علامہ صورتِ دولاہ غیر کوڑا آب</p>
<p>دعاے وصل صنم مانگ دل شکستہ ہو درکرم سے آتش کسے جواب ہوا</p>	
<p>سبزہ بالا کے ذوقِ دشمن ہے خلقِ اللہ کا تیرا بھانا ہے فلکِ منظور کس دل خواہ کا بسکہ پھرتا ہے خیال آنکھوں میں اُس دھواہ کا صفحہ دل سے اٹھاؤں کس طرح نقشِ صنم کم بضاعت سے خیالِ خام پر کثرتِ کوفض راہِ ہستی میں ہر خسارِ صنم سے زندگی لاش بھی گمبہ میں کھینو اگر گیا ہے قتلِ یار پستِ فطرت سے سوائے رنج کچھ حاصل نہیں چھوڑ کر عشقِ صنم زاہد نہ ہو مفتونِ حور دل کو ابروئے صنم کا شیفہ کرتی ہر آنکھ اے صنم بندہ نوازی ہے صفتِ اللہ کی ماکلِ معنویہ خسرو نہ ہوا اے کوہِ کن جوشِ اشکِ آتشین کا باعثِ آہِ سرور خزع میں آیا نہ بالینِ بر مرے بار اس لئے ہوں وہ آبِ طفل جس کو جان کھو اکیلے آسمانِ روئے زمین ہے یارِ ماہِ چارِ وہ وہ دہن ہے ہر چشمہ شیریں تبسمِ موج ہے ماں و ان سبیری طبع سے ہو چرخِ حسن سے</p>	<p>رہروں کی موت پر خس پوش ہونا چاہ کا ہج میران میں نہیں بے وجہ آنا ماہ کا رنگِ رو کے اڑنے میں عالمِ بگردِ راہ کا ملک میں ہونا کسی کے کھر نہیں اللہ کا تو تھا کرتا نہیں لشکر کو پانی چاہ کا تازہ دم کرتا مسافر کو ہے تیکہ راہ کا طول ہی دنیا مزا ہے قصہ کو تاہ کا پا بگلِ کشتی کو کر دیتا ہے پانی قہار کا کب یقین لانا ہر دانا دور کی افواہ کا درس دینا ہے علم پہلے بسمِ اللہ کا حیف ہے خالی پھرے ساکل تری درگاہ کا شیر کے چھوٹے کو کھانا کام ہے زوہار کا گرم کرتی ہے ہوا جاڑے کی پانی چاہ کا آخر ہر ماہ ہے معمول پھینسا ہ کا کنجِ مرقہ ہے گھر دند اسبیری باز بگاہ کا حلقہ احباب گرد اس کے ہے ہارِ ماہ کا وہ ذوق ہے چاہِ خال اُس میں تو ہے چاہ کا کوہ سے بھاری تر از دین ہو پلہ کاہ کا</p>

<p>شکوہِ ستا ہوں میں اک آتشِ خدا کی حمد میں میری ہر اک میت پر عالم ہے بیت اللہ کا</p>	
<p>ہم گریبانِ بھادین گے آیا جو دامن زیر پا لاکھی اے سدا قیامت اپنا مدفن زیر پا نقشِ پا سے جھوٹا جاتا ہے گلشنِ زیر پا موم مہوا جوے اگر آجائے آہن زیر پا ہر قدم پر آتی ہے آوازِ شیون زیر پا سنگِ رہ کو بھی نہ لاتے اے برہمن زیر پا اپنی آنکھوں کو بچھا دین دوست و دشمن زیر پا خم ہوئی ہے سیکڑوں کا ٹٹوں کی گولن زیر پا شاید آجائے کسی کے سیرا مدفن زیر پا گوشتِ زرد ہوئے ہمارے مانہ دشمن زیر پا نقش سے رکھتے ہیں مردمِ نعل آسن زیر پا</p>	<p>فرشِ ہر اے یار خاکِ دوست و دشمن زیر پا منکرِ دوز قیامت ہیں بہت بے اعتقاد رنگِ گل سے خونِ ہمارے آہوں کا شمعِ ہر خار کا کھٹکا نہیں رکھتے ہیں ہم آتشِ قدم انگلیاں کا لون میں دیتا ہے دم رفتارِ یار بت پرستی ہم اگر تیری طرح کرتے تو بھر شاہِ راہِ سہی سوہم میں وہ چالِ سب سکھنی زیبا ہے ہم دیوانگانِ عشق کو رگِ دینِ دفن کرنا اے عزیزانِ تم تجھے پاؤں پر ہے ہم خاکسار اتنے لئے اُس قدر تو ناگوارا ہے کوڑا بن خلق کو</p>
<p>سہرِ فوہان تک تو آتشِ خاکساری نے کیا صورتِ نقشِ قدم ہے اپنا مدفن زیر پا</p>	
<p>برنگِ شمعِ خوشی میں حالِ روشن تھا یقینِ خضر تھا جس پر مجھے وہ بہن تھا خطانِ عراروں کے ادبِ کجائے خوش تھا چمنِ اُدس مری جانِ غیرِ سوکھن تھا جو شمعِ کعبہ میں تو دیر میں برہمن تھا اُسے کدورتِ خاطرِ عنابر دامن تھا ہواں کو بیڑیاں رکھوں کو طوقِ گلن تھا دعائےِ حذر پے چشمِ دہم سوزن تھا</p>	<p>اگرچہ پاسِ محبت سے ترک نہیں تھا جسے سن نیک سمجھتا تھا مجھے بدطن تھا پناہ چشمِ رقیبان میں بدگماہ ہوا خفانہ ہو جو ہونے کالِ لیلِ بوسن سے کہانِ کہان تجھے ڈھونڈنا ہوا بے خبر تھا ہر ایک کو میں زبسِ خاکِ عاشقِ اُتقی تھا زبس تھے اس کے صغیر و کبیر ویا نے ہزار جانِ نقدِ ہر زخمِ کاری پر</p>

<p>دل و جگر ہوئے قوت فراق یا آخر نہ کھایا من نے کوڑے سچ زخم تیغ کرم</p>	<p>برائے شخہ حاکم ہمارا خس من تھا مین اپنے جو ہر ذاتی سے غرقا ہن تھا</p>
<p>نقین مرگ جو عشق تباہ تین تھا ہر اک صنم مری آنکھوں میں سنگ تین تھا</p>	<p>شکر و محبت لعل کا نقاصا اُترا ساربان آج ہر کیون چہرہ لیل اُترا</p>
<p>آخر کار نظر سے مرے دریا اُترا تیرے کشتہ کی زیارت کو مسیحا اُترا محل کے جن مجھے نہ اے آتش ہوا اُترا درد و سر ہوتا ہر جب نشہ صبا اُترا روتے روتے جو موعشق کا دیا اُترا سب چڑھی مھکوا اگر یار کا ہوا اُترا چاہ یوسف مین خضر ہر تاشا اُترا میشہ کوہ کے اوپر سے ہر دیا اُترا طاق بیخانہ سے ہر ساغر مینا اُترا شبہ دل مین پری نیلے ہر فغا اُترا من دسلوا ہے یہ اپنے لئے گویا اُترا</p>	<p>حق سے بار سر آمادہ سودا اُترا حال مجنون تو مین نفع مگر دیکھا کچھ اس قدر اپنے ہم اشک نے کی موج تری کسطح مرے نہ کچھ پرندک چامہ سے درد و سر عشق کا سر سے نہ مرے دہوا وصل کے بعد نہ کسطح سے مورخ فزا چشمہ حسن کی موجوں سے شاد ہر یہی درد و سر مین جو ہوا دان تو بدن پاں تو خون بار مین کی خطا نے رسائی پیدا کیا عجب روئے جو ماتم مین ہار جوت باع سے باد بہار کی ہر آمد آمد دہن یاد کار ہتا ہر تصور اس مین سیر رکھتا ہر طبیعت کو کلام شیرین</p>
<p>شہنشاہ محل کو بھی نہ آتش نے چھو اٹھا خون تری آنکھوں مین اے بلبلیں شیدا اُترا</p>	<p>اے صنم لطف ہر پردے کی ملاقات مین کیا فرق ہوتا مین انسان سے دہرات مین کیا</p>
<p>شبک جو اے نالہ دل تیری کرامات مین کیا بھر ہے گہر و مسلمان مین تری گھات مین کیا</p>	<p>حب کے رسوا ہوئے انکار ہے سچ بات مین کیا کوئی اندھا ہی تجھے ماہ کئے اے خورشید یار نے وعدہ فرما ہے قیامت تو کیسا کوئی مت خانہ کو جاتا ہے کوئی گنبد کو</p>

<p>ایک مدت سے ہوں سائل ترے دروازہ پر ایسی اونچی بھی تو دیوار سنیں گھر کی ترے دو گھڑی کی جو ملاقات تھی وہ بھی موقوف بڑھکے خط اور بھی مایوس ہوئے دل سے ہم</p>	<p>بوسہ یا گالی ملے گا مجھے خیرات میں کیا رات اندھیری کوئی آؤ گی نہ برسات میں کیا ایسا پڑتا تھا خلل یار کی اوقات میں کیا یار نے جیسا سفر سے ہمیں سوغات میں کیا</p>
---	--

آتشِ مست جو ملجا ہے تو پتھروں اُس سے  
تو نے کیفیت اُٹھائی ہے خرابات میں کیا

<p>دلِ شیدرہ دامان نہ ہوا تھا سو ہوا برقِ بے نور ہے اُس رخی چمک کے آگے روئے پر میرے ہوا نہیں کے وہ گل شرمندہ میں نے رنگین نہ کیا اُس کا تڑپ کو ان مو گیا دیکھ کے قاضی بھی طغیاء اُس کا ہر زبان پر مری رسوائی کا افسانہ ہے عرقِ آلودہ جبین دیکھ کے دل ڈوب گیا قتل کر کے مجھے تلوار کو توڑا اُس نے یار کے روئے کتابی کی کردن کیا تلویف آئسو آنکھوں سے نکلنا ہو سو پچھاری ہے آتشِ عشق کو ہے داغِ سراپا میرا گردہ بن کے ہوا صندوقِ پیشانی یار</p>	<p>ٹھوڑے ٹھوڑے جو گریبان نہ ہوا تھا سو ہوا عالمِ نور کا انسان نہ ہوا تھا سو ہوا غنیہِ سان سرِ بگریبان نہ ہوا تھا سو ہوا سرِ حلاوتِ احسان نہ ہوا تھا سو ہوا بگینہ خونِ مسلمان نہ ہوا تھا سو ہوا سرخِ شوق پریشان نہ ہوا تھا سو ہوا شبنمِ باغ سے طوفان نہ ہوا تھا سو ہوا خونِ ناحق سے پشیمان نہ ہوا تھا سو ہوا عبدِ قرآن کے جو قرآن نہ ہوا تھا سو ہوا بردہ دل سے نمایان نہ ہوا تھا سو ہوا آؤمی سرِ چراغان نہ ہوا تھا سو ہوا دہِ خورشید و رخشان نہ ہوا تھا سو ہوا</p>
---	---

میردن ہی مصحح سودا ہے دلاتا آتش  
مجھے اے دیدہ گریبان نہ ہوا تھا سو ہوا

<p>آگ پر رشک سے من چاک گریبان لوٹا دل کو از سبکہ جو لاگ ابرو سے حمار سے تھی حقِ مجاہد ہے جو موسیٰ کو نہ ہوتا چال</p>	<p>خاک پر وقتِ خرام اُس کا جو دامان لوٹا دمِ شمشیر کو من دیکھ کے عریان لوٹا تھکوتا دیدہ دل گبرِ سلمان لوٹا</p>
--	--



<p>پاؤں پر آگے سرے حَاجِبِ زندانِ لوٹا منہ سے سنہتے جو کبھی وہ گلِ خندانِ لوٹا</p>	<p>عیدِ قربان جو قریب آئی تو کچھ دلمین سمجھ مخِ بسمل کی طرح تڑپے ہزاروں دِلِ ابر</p>
<p>مین نے آتش جو کیا نالہ در جانان پر دونوں ہاتھوں سے جگر تھام کے در مانِ لوٹا</p>	<p>خیال آیا جو عشق زلفِ مینِ دلمی تباہی کا موا ہے بیشتر دھوکہ دل پر داغ پر میرے</p>
<p>نہ بھاؤ فکر رسا سے یک قلمِ مضمونِ سیاہی کا نیکار اکثر کیا ہے باز نے جاؤں سیاہی کا یقین ہے کوئی دم میں کشتی تنگی تباہی کا گمان تھا شام سے مجھ پر داغِ صبح کا ہی کا نہ سمجھ دکھانے کی جا ہے نہ موقعِ غمِ خواہی کا ترسی زلفوں کو شانہ چاہیے زندانِ ماہی کا عجب کیا زعفرانی رنگِ ہر جالے طلائی کا ارادہ کون سے درپر گردن میں دادِ خواہی کا بڑی معراجِ ہر لموار سے مرزا سیاہی کا نہ کھینچا خار نے دامن کبھی دنیا سے راہی کا منو ناخوتِ ہر طفلِ جاے بادشاہی کا رقیبوں نے محلِ باقی نہ رکھا عذرِ خواہی کا گلاؤں پر ازل سے کیوں کٹا رہتا ہوں ماہی کا سین گھٹتا ہے بے میدان کے جوہرِ سیاہی کا شہادتِ نامہ بڑے دینِ چارموسنِ سیاہی کا خیال خامِ انسان کو درغویٰ بینا ہی کا</p>	<p>سندِ چشمِ تر با و مخالفِ آہ و نالہ ہے شبِ ہجران میں جو دم تھا وہ گویا دسپنم لحد پر بار آتا ہے مرے شرمندہ کرنے کو سے سرشت کا عالم میں برکتِ مینِ پناہ کروں بخرِ گر میں اپنے رنگِ نرد کی تفت خدا ہی خوبصورت کو نہایت دوست لکھتا غنیمتِ جان اسے دلِ جنشِ ابرو سے قاتل کو مسافر کو عدم کے روکنے والا سین کوئی دیادہ زخم سے انسان کو احسان اٹھاتا ہوں دم آخو بھی بالین پر مرے ہمراہ یار آئے تری شمشیرِ ابرو سے مگر ہے لاگ اس کو بھی حنون کا لطف اٹھا صحر کو چلِ زندانِ دیوانہ فرشتوں سے لحد میں گفتگو یان کون کرتا ہے مرکبِ ہر پستِ تباہ خطائے اور نسیان سے</p>
<p>تباہ سنگدل کی صورت آتش کا لے کھاتی ہوں ارادہ کنجِ عزت میں جواب یادِ آہی کا</p>	<p>تباہ سنگدل کی صورت آتش کا لے کھاتی ہوں ارادہ کنجِ عزت میں جواب یادِ آہی کا</p>
<p>نفسِ ہر دل میں ترے میری وفا داری کا</p>	<p>کشتہ اے یار مہون میں تیری جفا کا</p>

کون دارفتہ نہیں تیرے طرح داری کا تار اس زلف معجز کا نہ توڑے شانے لب جان بخش کے اعجاز کا عیسیٰ جنتیں نخل امید کو پونچے نہ کہیں اس سے گزند ریخ پر اس زلف کے چھپنے سے ہوا دل کو یقین آنکھ کو بونو میں رنج بار سے پھیر دیا صبح سبزہ رنگوں سے بہت تنگ ہوں تبارتے دل میں آتا ہے گلا کاٹھے در پر اس کے	حوصلہ سب کو ہر یوسف سی خریداری کا سلسلہ ہر میرے دل کی گرفتاری کا سامری کشتہ ہے آنکھوں کی فنوکاری کا کام کرتی ہے مری آہ سحر آری کا چاندنی سے ہر بڑا مرتبہ اندھیاری کا کچھ ملو ابھی نہیں چشم کی بیماری کا جھگڑو دروازہ تو اس گنبد رنگاری کا بواہوس حوصلہ ہر کرے سکین یا ری کا
--	--

اس نے دکھائی مجھے صورت ابر رحمت  
میں تو آتش ہوں غلام اپنی سیہ کاری کا

دوستی دشمن کی مراد ہر اہل کے خواب کا لنگ بچا اس قدر اس قاتل احباب کا روئے خرگان ہر جا اس طاق ابرو کی طرف حسرت آب دم شیر قاتل میں ہوا فرصت اکرم عہد غلی میں نہ رونے سے ملی عاشقوں سے اپنے وہ جی بھون پڑھی ہوئی سوسن ان پوٹوں کی سستی دیکھ کر نیلی ہوئی سیر کر کے دو گھر دی دل اس میں بہلائی جامہ سترن ہو گیا راہ دم میں نذر گور جان آنکھوں میں ہر صورت دیکھنے کی دہر ہر سند شاہی کی حسرت ہم فقیروں کو سنیں ساحل معصود دیکھا میں نے جا کر گور میں بے تھک آستان یار پر مارا قدم	برہن بننا غضب ہے گاؤ کو قصاب کا سند آسرو کو نکلنا ہو گیا مہتاب کا چاہیے دست دعا کو سامنا حراب کا پانی بھی میں نے نہ پایا خانہ قصاب کا پرورش پایا ہوا ہوں دین سیلاب کا اہل قبلہ سے پھر اسنہ کعبہ کی محراب کا رنگ چھینکا فندق پانے کیا عذاب کا دل ہمارا ہے مرقع صحبت احباب کا بو بھڑاٹھا یا تھا مگر ٹھک کے لئے اسباب کا یار کا آنا ہے یا ان اہل کے خواب کا فرش ہر گھر میں ہمارے چادر مہتاب کا ڈونیا کشتی تن کو مزوہ تھا پایاب کا دور کو سون رہ گیا ہم سے محل آداب کا
--	--

چشم ترسے کا بیتی ہے قالب خالی کی لوح	کس طرح کشتی نشین کو ڈر نہ ہو گرداب کا
سنبھل زلف تباہ کا ہو نہ آتش شیفتم بھولنا ہی دل سے ہر شے پریشان خواب کا	
زلف زیبا ہے قریب گنج جانان ہونا نہ رولا ٹھکڑو تو اسے دوری کوئے مقصود عشق نے حال کیا مردہ بے وارث کا آفت جان ہوئی اس روئے کتابی کی یاد دلغ چھیک کے ہین زیبا و قن بار کے گرد بے طرح ٹھکڑو لاتا ہے غم دوری یا ر	گنج کا سانس کو لازم ہے نگہبان ہونا راہ میں ظلم سافر کو ہے باران ہونا مرے اوپر ہے یقین قضاہ سلطان ہونا را اس کیانہ مجھے حافظ قرآن ہونا لطف رکھتا ہے لب چاہ چراغان ہونا ہو مبارک دہن گور کو خندان ہونا
آتش اس رشک پری سے تجھے اٹھلائے ساکجا دوری یقیں و سلیمان ہونا	
عشق میں ممکن سنیں ہونا بخیر انجام کا سر اٹھا بالین سے بے خورشید بخش کبریا زلف نے شانے کو پہنچایا نچ محبوب تک ایک جاسٹل در غلطان کہیں ٹھہرنا پاؤں دل کو اٹھایا گرہ پڑنے سے زلف یار میں گوشہ گیری سے ہر سدوی تجھے مقصود دل ماتم دریا دلان شادی تنک ظرفی ہے نشہ سے ہوا مہوش میں برگشتہ وقت شہو ہے مدعی روسیہ میں آفتاب بے کمال عشق ہو دل پر نہ نقش روئے دوست چشم گریان سے گناہ عشق ثابت ہو گیا عرش سے آگے ارادہ سیری خاکستر کا	بد مزاکرنا ہے سہ نگہ کباب خام کا اسے فردس صبح حاصل شور بے ہنگام کا زمینہ رکھتا قہر بیرون باغ نام کا انتر اقبال ہوں میں گردش ایام کا دانے کا دھوکہ مجھے دیتا ہے عقدہ دام کا ٹوٹ جاتا ہے نگین ٹھکرتے ہی یہ نام کا گریہ مینا ہے باعث خندا ہے جام کا ترداعی نے خلل پیدا کیا سلام کا مجھ میں اور اس میں ہے فرق اسے با صبح کا سکہ نگہ غیب ممکن ہے ملائے خام کا واقعی کرتا ہے ترداسن بھیکنا جام کا دل ہے پروانہ الہی کس چراغ نام کا

جلد سینہ سے نکل اے جان ہجر یار میں	ماہی بے آب کو تا چند صدہ دام کا
مر گیا ہوں جستجوئے کعبہ معصومہ میں	ہے گفن پر سیکر عالم جامہ احرام کا

جان جاتے پر رضاے دور سے آتش نہ بجے	ہے محل بندے کو مولے پر بنین الزام کا
------------------------------------	--------------------------------------

کشتہ اک عالم ہے چشمِ اجست خود کام کا اے تپِ غم گور میں نے چل جوائی میں مجھے تختِ نیست فراق یار میں معراج ہے بادشاہی ہو گدائی کو چہ ولد ار کی اے صنم عاشق سے ملتی ہیں بنینِ آنکھیں نری خاتمِ دست سلیمان قدر کیا رکھتی ہے بیان گیمبوں نے کر دیا وہ چند جسٹ روئے یار طوقِ زوین گردنوں میں قمر یوں کی چاہیے عرصہ روئے زمین ہو جائے دشتِ مگر بار حبتِ عالی نہ بعدِ مرگ بھی زائل ہونی داخلِ کعبہ ہو اکھمِ عدم سے برہنہ سیکروں ہی دل ہر مثل ماہی بے آب ہر ہے یہ سنی میں اپنے عالم دیو لگی سکشی آخر فرما یہ کو دیتی ہر شکست	استخوانِ بن مین مزا پاتے ہیں سگ بادام کا دو سپہ ہر موسم گرما میں وقت آرام کا وحی آنا جانتا ہوں موت کے پیغام کا زیرِ پاہر اک قدم ہے یاں محلِ آرام کا نشہ آتش سے شرابِ حش کے دو جام کا بوجِ محفوظ اک نیکینہ ہے ہمارے نام کا غورِ مینا ہے زیادہ تر چراغِ شام کا سیرِ شن کو ہے عزم اس سر و سیم اندام کا یار کو میرے ارادہ ہو جو قبل عام کا گر ہو سبزہ بھی میں تو سبزہ پشتِ بام کا پر وہ عاشق نے نہ رکھا جامہ احرام کا یار کا چاہ زخندان بھی ہے چشمہ دام کا حلقہ چشمِ برسی خطے ہمارے جام کا ٹوٹنا ہے نخل پر انجامِ خشتِ خام کا
--	--

یاد جو آیا طوافِ کعبہ میں آتش وہ ماہ

حال بدتر تھا کتان سے جامہ احرام کا

لحمِ کاری کے چکھانیکو مراد دل دوڑا	سرکھت میں طرف کو چہ قاتل دوڑا
نا توانی نے یہ حالت مری پہنچائی ہر	دو قدم میں جرجیلوں سیکڑوں منزل دوڑا
نہ بونی بعد فنا بھی مجھے آفت سے نجات	بھاڑ کھانے کو سگ کو چہ قاتل دوڑا

<p>تھک گیا چار قدم جو مرے شامل دڑا بس زیادہ نہ اب اے دوری منزل دڑا تا درخانہ ہر اک صاحب محفل دڑا دوڑ جیسے کسی دہر کوئی غافل دڑا نکلے قزاق ہر اک حور شامل دڑا</p>	<p>اے نسیم سحری دھیان کدھر ہے تیرا دشت پر خار میں تاجدر ہوں سرگردان رونی بزم تھے گئے ترے لینے کو بے خبر دل کو کیا یوں صفِ شرکان منزل عشق کی وہ راہ ہر کھتے ہی قدم</p>	<p>اے نسیم سحری دھیان کدھر ہے تیرا دشت پر خار میں تاجدر ہوں سرگردان رونی بزم تھے گئے ترے لینے کو بے خبر دل کو کیا یوں صفِ شرکان منزل عشق کی وہ راہ ہر کھتے ہی قدم</p>
<p>جان شتاق کے پیدا ہوئے خواہان کیا کیا داغ دیتی ہے مجھے گردش دوران کیا کیا دور نہ گردون سے ہوئے کار نمایان کیا کیا دور کھینچتا ہے ہمارا سہ تابان کیا کیا سانے ہوئے ہوا آئینہ حیران کیا کیا لطف دکھاتا ہے یہ خواب پریشان کیا کیا میری تدبیر میں بھرتا ہے یہ دوران کیا کیا سیرے اللہ نے مجھ پر کئے احسان کیا کیا سیرے دشمن ہوئے سنس سنس کے بنان کیا کیا دیکھو جھنکوائے کنوئیں چاہ زخاں کیا کیا پیتے رہ گئے دانت ازہ و سواں کیا کیا کم دماغی نے کیا ہے مجھے حیران کیا کیا یاد آوے گی مجھے فضل زمستان کیا کیا</p>	<p>ملک الموت نے میری مین کرم فرمایا کشت بختہ ہوئی آتش کہ محفل دودھا</p>	<p>ملک الموت نے میری مین کرم فرمایا کشت بختہ ہوئی آتش کہ محفل دودھا</p>
<p>دوست دشمن نے کیے قتل کے سامان کیا کیا آفتیں ڈھاتی ہو وہ زگس فتان کیا کیا پھر کی میرے گلے پر نہ تھپری ہے ظالم حسن میں پہلوئے خورشید مگر دا بے گلا روئے دلبر کی صفا سے تھا بڑا ہی دعویٰ آنکھیں گیسو کے تصور میں رہا کرتی ہیں بند گردش چشم دکھاتا ہے کبھی گردش جام چشم بینا بھی عطا کی دل آگہ بھی دیا دوست نے جب نہ دم فوج سکنا چھوڑا گردش زگس فتان نے تو دیوانہ کیا جلگیا آگ میں آپ اپنے من مانند خیار کچھ گئے کوئی من سمجھ دیکھکے رہ جاتا ہوں گرم برگزہ ہوا پہلوئے خالی بے یار</p>	<p>دوست دشمن نے کیے قتل کے سامان کیا کیا آفتیں ڈھاتی ہو وہ زگس فتان کیا کیا پھر کی میرے گلے پر نہ تھپری ہے ظالم حسن میں پہلوئے خورشید مگر دا بے گلا روئے دلبر کی صفا سے تھا بڑا ہی دعویٰ آنکھیں گیسو کے تصور میں رہا کرتی ہیں بند گردش چشم دکھاتا ہے کبھی گردش جام چشم بینا بھی عطا کی دل آگہ بھی دیا دوست نے جب نہ دم فوج سکنا چھوڑا گردش زگس فتان نے تو دیوانہ کیا جلگیا آگ میں آپ اپنے من مانند خیار کچھ گئے کوئی من سمجھ دیکھکے رہ جاتا ہوں گرم برگزہ ہوا پہلوئے خالی بے یار</p>	<p>دوست دشمن نے کیے قتل کے سامان کیا کیا آفتیں ڈھاتی ہو وہ زگس فتان کیا کیا پھر کی میرے گلے پر نہ تھپری ہے ظالم حسن میں پہلوئے خورشید مگر دا بے گلا روئے دلبر کی صفا سے تھا بڑا ہی دعویٰ آنکھیں گیسو کے تصور میں رہا کرتی ہیں بند گردش چشم دکھاتا ہے کبھی گردش جام چشم بینا بھی عطا کی دل آگہ بھی دیا دوست نے جب نہ دم فوج سکنا چھوڑا گردش زگس فتان نے تو دیوانہ کیا جلگیا آگ میں آپ اپنے من مانند خیار کچھ گئے کوئی من سمجھ دیکھکے رہ جاتا ہوں گرم برگزہ ہوا پہلوئے خالی بے یار</p>
<p>کوئی مرد و دھاکن نہیں تھسا آتش کیا کمون کہتے ہیں سند و مسلمان کیا کیا</p>	<p>کوئی مرد و دھاکن نہیں تھسا آتش کیا کمون کہتے ہیں سند و مسلمان کیا کیا</p>	<p>کوئی مرد و دھاکن نہیں تھسا آتش کیا کمون کہتے ہیں سند و مسلمان کیا کیا</p>
<p>جسم باران میں مرے بعد نہ خوناب آوا باد آبا نہیں پھر دھیان سے جو خواب آوا</p>	<p>جسم باران میں مرے بعد نہ خوناب آوا باد آبا نہیں پھر دھیان سے جو خواب آوا</p>	<p>جسم باران میں مرے بعد نہ خوناب آوا باد آبا نہیں پھر دھیان سے جو خواب آوا</p>

<p>شرطِ محوِ رتہ مردانِ خدا کا انصاف          ہو گیا شوقِ شہادت سے حلال اپنا دل          روزِ روشن شبِ تاریک ہو آکھنوں          عشق اُس جاہِ زغدان کا ہوا جسدِ ن سے          عقل سنی میں کیا دوست جو بھسا اُس نے          سامنا روئے سور سے ہوا ہے کس کے          وقتِ شکل میں میں سب اہلِ کرم کے محتاج          آتشِ عشق میں ثابتِ دلِ بنیاب رہا          بوسہ لب کا مزالے کے پیاسے میں نہ          برقِ دھچکے گہوئے سیہ کو تیرے</p>	<p>دو با فرعون و مین موسیٰ دینِ پایاب اتر          سان پر چڑھ کے اگر دستہِ قصاب اتر          با ہم پرستے جو وہ غورِ پندِ جہانِ تاب اتر          مین نے سمجھا کہ بحرِ مینِ دلِ بنیاب اتر          دینِ جان سے مری نشہِ احباب اتر          چہرہ ماہ ہے کچھ اے شبِ متاب اتر          دیکھ لے لشکرِ جنگی کو لبِ آب اتر          آج کھا کھا کھائے ہر قلمِ سیِ پایاب اتر          خلق سے میرے ہے جب شربتِ عناب اتر          چشمِ انصاف سے چرا برسیہ تاب اتر</p>
---	---

بھولنا بحرِ محبت کے غریقوں کو نہ بار  
 بارِ سیڑیاہ تر آتشِ بنیاب اتر

<p>اک جا کہیں میں مثلِ رنگِ دان نہ ٹھہرا          اندر سے جذبِ الفتِ یوسف کو چاہ میں          اے زلفِ بازیری تعریف کیا کروں میں          پوشاکِ سُرخِ سہنی جس روز سے کہ تو نے          تیرنگہ سے طائر کیا کیا شکار ہوئے          اے چرخِ بے مروت بل بے تک نے اہی          برباد کر نہ ناحق اے بادِ حرمِ اس کو          عزتِ گزنی کا جو میں نے کیا ارادہ          پھونک آستانِ ہمارا اے برقِ آتشِ گل</p>	<p>گردش سے دو گھڑی تو اے آسمان نہ ٹھہرا          باہر نکالتے ہی پھر کا رو ان نہ ٹھہرا          قیمتِ مینِ مشکِ عنبرِ تجھے گران نہ ٹھہرا          میخِ تیرے آگے اے نوجوان نہ ٹھہرا          تو صیدِ گاہ میں اے ابرو کمان نہ ٹھہرا          خوش تیرے گھر میں دو دن اک نہان نہ ٹھہرا          لبلب کا آستانہ برگِ خزان نہ ٹھہرا          کینچ لحد سے ستر کوئی مکان نہ ٹھہرا          رہنے کے قابل اپنے یہ بوستان نہ ٹھہرا</p>
---	--

میری ہو خاکِ برکیِ سنہ زوری اسنے آتش  
 ہر دن مسندِ قائل در نہ کمان نہ ٹھہرا

<p>دردِ بار در میں باز ہوتا ہے باغبان کھٹکا          یقین ہو نیند اڑ جاتی ہے ہوتا ہے جہان کھٹکا          محبت کا در کیا ہے جب آیا در میان کھٹکا          ستارے کیسے کیسے بھڑکے کیا کیا آسمان کھٹکا          مری آنکھوں سے اُسکو میں نہایت بسان کھٹکا          سنو زآنچھوں میں دشمن کے میں کاٹنا کہاں کھٹکا          مسافر کو جو اس دبران مرا کے دربان کھٹکا          نہ دان کھٹکا ہے کچھ بکو کچھ بکو یہاں کھٹکا          قدم رکھتے ہوئے جس راستے میں کاروان کھٹکا</p>	<p>لہزون ہوتا ہو محبت سے زیر آسمان کھٹکا          بجایا دلتی تیکھے سب بیداری زاہد          نہ تو میرا ہو ہم سے نہ ہم بزار ہوں تھے          زمین کو زلزلہ آیا جو میری پیغمبراری سے          دو دو دیوار کو دیکھا جو وز و بدہ نگاہوں سے          پدی کس رو داس گھرو نے شرط دوستی مجھے          دہے انسان سب بیدار دنیا کے خواستے میں          خدا حامی ہے اپنے بندہ عابد کا شکل میں          غل میں لے کے یوسف کو اکیلا دلے گزیر میں</p>
---	--

محبت دل نے لی کس بے یقین علیہ آتش  
 جو کچھ نکی بھی کی تھیں کبھی وہ برگمان کھٹکا

<p>شک بوزلف نے اما روغن دکھلایا          نہ کرتو نے دکھائی نہ دھن دکھلایا          عالم ہیچ و خم و چین دشمن دکھلایا          جاسہ زبون کو رنج درد کفن دکھلایا          کہک دلاؤس نے بھی اپنا طعن دکھلایا          ہم غریبوں کو خدا ہی نے وطن دکھلایا          گوش گل نے مجھے غنیمت نے دین دکھلایا          اک نظر تو نے جسے سبب ذوق دکھلایا          جسے بیل کو تماشائے چمن دکھلایا          ایسا اک ماہ نہ اسے چراغ کن دکھلایا          آسمان کو بھی نہ جس نے بدن دکھلایا          سیکو بدن ہی مجھے خوش چشم ہرن دکھلایا</p>	<p>لب اعلین نے بدخشان دین دکھلایا          راز سے حُسن کے عشاق نہ آگاہ ہوئے          اپنے سودائی کو کیا کیا نہ تری زلفوں نے          آسمان ظلم کئے زیر زمین بھی تو نے          تری رفتار کا انداز نہ پایا ہم نے          پاؤں شل ہو گئے تھے ٹھوکرین کھائے کھائے          یاد دلوئی حُسن نے وہ تری گفت و شنید          مادمِ مرگ نہ بجا رہا بھر وہ مریض          کو چہ بار بھی ٹھکرو وہی دکھلا دے گا          نوجوان مسرتا یار کے لب سے لیتے          تاسحر میں نے شب وصل اسے عریان رکھا          دل کو ان آنکھوں کا دیوانہ مجھ صحرانے</p>
--	---

	<p>وہی جا ہے گا تو اس سے یہ چھٹی کی آتش حکم اللہ نے ہے روح کو تن دکھلا یا</p>	
	<p>ایا برقِ نالہ سے قفسِ آہنیں جلا تھپکین کا ہاتھ آتشِ گل سے بنیں جلا تیری بلا سے میں اگر اے نازنین جلا اُس در کا پردہ اے نفسِ آتشین جلا کیا کیا بخارِ دل سے بخارِ زمین جلا مشعلِ کس طرح سے تو مری آستین جلا جن کو منہ فقیہ سے اپنے ہنیں جلا دیکھا جو اپنا حال دلِ شانہ میں جلا مجنون کے نالے سے کوئی کھل کھین جلا وہ ناز کی کہان نہ مجھے پاس میں جلا جس پر ہمارا نام کھد اوہ بھگین جلا لاکھوں مکان اس سے ہزاروں کھین جلا نایابِ یوسفین ہے نہ یہ یوسفین جلا</p>	<p>اپنی زبان کو بلبلِ اندوہ کھین جلا بھڑکایا تھا یہ کیسا نسیم بہار نے تو تو بنا کے سروِ چراغانِ نفاہ کمر سیرا جگرِ جلّے سے کیا ہاتھ آکے کا غبتِ آسمان ٹھٹھکے جو مرے دودا سے میں بھی تو دیکھوں گرمی تری شاکلِ تن کیا کیا پری اُماری میں شیشے میں آہ کے دینا میں مہاسوختہ سمت کوئی نہیں لیلا کے زلف سا ہے دھواں کچھ بلند روئے صبحِ یار کا دھوکہ نہ دل کو دے کس لعلِ آتشین کا ہو دلِ بے نیافتہ آہِ شہرِ نشان کا براہِ شہرِ آفت لالہ رنوں کے عشق میں گل کھلنے پر</p>
	<p>اندھیر ہے منو سے اگر دلیں روشنی آتشِ چراغ کو نئے گھر میں بنیں جلا</p>	
	<p>گذر کے دل سے مرے وہ دن نظر آیا جو غنچہ سا کوئی گل کا دہن نظر آیا مجھے تو خود یہ غریب الوطن نظر آیا اگر وہ یوسف گلِ بیرہن نظر آیا سفید رنگِ نیچِ باسن نظر آیا آتش کے چاکون سے بھکھو چمن نظر آیا</p>	<p>لطیف جان سے ہر اک عضو نظر آیا ہزار بوسے ہر اک دے لیکے لوگیا میں خضر سے راہِ وطن کیا سمجھ کے لچھو میں جس طرح سے نالے کر نیلے بلبلِ باغ ہوا جو ذکرِ چمن میں تری نزاکت کا دکھا کی آنکھوں نے سیرِ جہانِ تھکا رنگ</p>



<p>وہ مقلوبی اگر اسے انجمن نظر آیا شب وصال میں وہ دہن نظر آیا کوئی جو مردہ مجھے بے کفن نظر آیا درواہیگا جو وہ چاہِ ذوق نظر آیا</p>	<p>کرکری برقِ مہال اسکی بندہ آجھون کو یقین ہوا کہ ہے ظلمت میں چشمِ نبھون اڑوھائی جا درآب اسکو میں نے دور پیالہ پانی کے دکھائی دیکھے کا سہ چشم</p>
<p>کیا ہے عشق کو آسان سمجھ کے تشریف کمال بکھو تو مشکل یہ فن نظر آیا</p>	
<p>چاندنی میں یان اتر ہے مہم کا فور کا خشتِ بالین کو سمجھتا ہوں میں زانو خور کا عشق بازی کام ہے بیکار کی مزدور کا آب ہو جاتا ہے شیرہ دانہ انگور کا گرم بازارِ اندون ہے مہم کا فور کا گوشہٴ دہن سے اُبھا جھاڑ کب بلور کا ٹھہرنا اچھا نہیں جب ہو ارادہ دور کا موسمِ سرا گذرنا ہے تکلفِ عور کا اگر نہ نہان بھرا جاتا ہے بے مقدور کا بدیچھون سے کہاں پیوندِ نخلِ طور کا روز اک خورشید کو ملتا ہے خلوتِ نور کا بار لاتا ہے قلم ہونے سے نخلِ انگور کا دغلِ عمارت میں ہونے دغل ہے مزدور کا سوئے کر سگ بھڑو دیتا ہے غسلِ زہور کا دفع کوئی ہے نصیحتی دروسِ مخور کا</p>	<p>زخمِ دل بھرتا ہے جلوہٴ ہیرہ پر نور کا سختی آیام ہے سیرے لئے سامانِ پیش کچھ نہ حاصل ہوئے کیسی ہی مشقت کیجئے میں وہ سکیش ہوں محبت میں جسکی صورت دیکھ داغ سینے ہونے میں گل کھاتے ہیں عاشق تر وین نہ اربابِ صفا ہرگز کسی کے دل کو رنج آکے سینے سے لبوں پر دم اٹھتا ہے عبت چھاڑ کر کپڑے نکل جاتا ہوں یاد آتا ہے جب تشنہٴ خون ہی گیا مجھ نا تو ان کا تیر یار میں نہ اُس پیلے دھنی کا دل دیوانہ محو کس کے داغِ دل سے محشر میں ملایا جابجا رنج سے راحت نصیب طبعِ شیریں کا رہے دستِ قدرت سے بنایا ہے خدا نے قصرِ تن مالِ موزی سے مغر آدمی کو چاہیے ، عہدِ یری میں کروں کیونکہ میں ترکِ جام نے</p>
<p>صفحہ ہر اک میرے دیوان کا ہو آئینِ شکستہ یانِ سفیدی پز سیاہی سے ہے عالمِ نور کا</p>	

<p>فکر سے نزدیک ہو جانا ہے مصنونِ دور کا      رنگ اڑ جائے گا روئے مرہم کا نور کا      کہنے ہیں فریادیں اللہ سے مجبور کا      نیش کھلوا یا طبع نے سہد کے زنبور کا      رو دن دیوارِ نجات ہے ہن منہ ناسور کا      دورِ بینِ نزدیک دکھائی ہے انسانِ دور کا      آنکھوں نے پیدا کیا انسانِ حسنِ حور کا      تاک میں خوشہ نہ دیجا زخم کے انگور کا      نعمتوں میں خواب کے حصّہ نہیں مزدور کا      مشک سے سوداگران ہو آجکل کا نور کا      ناف ساتی پر ہوا شک ساغرِ بلور کا      چاندنی میں رزق ہوتا ہے غسلِ زنبور کا      دست سائل میں پیالہ جا بیٹے لبور کا      شام کو ملنا ہے روزینہ ہر اک مزدور کا      خاک کا پتہ ہے یوسف یا ربکا نور کا      آہ میں میری ہے عالم گردنِ مزدور کا      نام اک عالم میں چینی نے کیا غفور کا      توڑنا اچھا حسین ہے خاطرِ رنجور کا      بادہ وحدت کا شیشہ سبب ہے سفور کا</p>	<p>دھیان رہنا شرط ہے اس دلبرِ مفور کا      منہ بہنیں دیکھا ہارے سینے کے ناسور کا      نرم ہو کچھ تو دل سخت اس بُتِ مفور کا      بوسہ لب میں دو چار ترترگانِ دل ہوا      دروزِ خمِ فرقت انا خونِ مولانا ہے مجھے      سانسے اپنے تصور سے سمجھتا ہوں مجھے      حوصلہ دل کو ہوا جورِ دوسرے کا عشق کے      محفلِ عشرت میں خستہ خاطر دن کو جاہن      بیچ اٹھا دے گو رقیب بتدلِ حُرم ہے      کون سے دن سیکر دن عاشق ترے رہے ہیں      بادہ کا دھوکہ دیا اس میں پسینے نے بجھے      حق تلفِ حقدار کا مودے نہ دورِ نیک میں      فی سبیل اللہ سے ساتی نے کی ہر خیرِ خم      آمدِ خطِ برتو بوسہ کا نگو انکارِ یار ہے      سیرے یوسف سے زمین و آسمان کا فرق ہے      یار کے دل میں کب اس سے راہ پیدا ہو سکے      ظرف پیدا کر چو چاہے شہرہ آفاق ہو      بوسہ عتاب لب کیجئے نہ عاشق سے عزیز      غفلتِ حرفِ انا حق کا ہے قفل کی صدا</p>
---	--

اڑ کے آتش سے کمانِ مصنونِ عالی جا سکے  
 شاہ تیر انداز کب چو کا نشانہ دور کا

<p>بر خدا کا ہے نبایا تودہ اسکندر کا      غفلت انجام ہے جب دور چلے سار کا</p>	<p>صاف آئینہ سے رخسار ہے اس دلبر کا      چشمِ ستارہ کی گردش میں تصور ہے ہل</p>
---	--

<p>دل پہ چوٹ اس سچ رنگین کے اظہار ہے لگی جوش و مشت ہے پے قطع نعلق مقرض قلب ماہیت ارباب معفا کھوتی ہے قدر عاشقوں سے طلب بوسہ گمان جاتی ہے آفت جان ہر فرد مایہ کو طاقت ہوتا جینے کے بارگزر جاتی ہے آہ عاشق ناله عاشق دل سوختہ ہے آفت جان دشمن ابرو سے زیادہ ہے وہ برگشتہ مرہ عبد ظہی ہی سے ہے مشق تواضع لازم خال رخ سے ترے ثابت ہوا پیدا ہونا کیا اثر ہو مری آہوں سے تون کے دل میں آخر کار کیا ہے اُسے سستی نے حساب</p>	<p>پھول سے مدد ہو پتلا ہے کچے پتھر کا سگ دیوانہ کو باہد نہ دیکھا در کا عدم آب سے اربان ہر ہاگو ہر کا مور سے ہونہ سکے ترک کبھی شکر کا چوب کو تیر کی ملنا ہے قیامت پر کا سقف کو توڑتا ہے دود مرے عجز کا بھڑکے خوب آگ جہان دھیرے خاکستر کا زخم ششیر سے ہے زخم غضب جگر کا علقہ آسانی سے بن سکتا ہے چوب ترکا سج چشمہ خورشید سے بھی عنبر کا مدد کھینچ نہ رگ سنگ کبھی نشتر کا موسکا ضبط نہ آدم سے لے کوڑ کا</p>
---	--

جانیدے آتش اگر اہل جہان تجھے چہرے  
مرد پھیلا نہ کرین بھاگے ہوئے لشکر کا

<p>وہ نازنین یہ نزاکت میں کچھ گمانہ ہوا سہید ناز و ادا کا ترے زمانہ ہوا شب سکے اضی گئیو کا جو فسانہ ہوا نہ زلف یار کا خاکہ بھی کر سکا مانی تو نگرون کو مبارک ہو تیغ کا فوری گنا گنا میں محراب تیغ کے ساجد غور بستی زیادہ غور حسن سے ہے دکھا دے راہ ہر فرد کو بھی اُسے تم آنکھ بہرا ہے شیشہ دل کوئے محبت سے</p>	<p>جو ہنسی پھولوں کی بدھی تو دردِ دستانہ ہوا اڑا یا ہندی نے دل چور کا سہانہ ہوا ہوا کچھ ایسی بندھی گل چراغ خانہ ہوا برا کیٹل میں کیا کیا نہ شاخسانہ ہوا قدم سے پار کے روشن غریبانہ ہوا جھکا یا سر تو ادا فرض نیچکا نہ ہوا اُدھر تو آنکھ بھری دم ادھر دیوانہ ہوا جہاں حور کا حایہ سوا فسانہ ہوا خدا کا گھر تھا جہاں دان شرابخانہ ہوا</p>
--	---

<p>ہوا سے تندہ تھوڑے مرے عیار کا سا خدا کے واسطے گریا رہیں ابرو دور ہوا جو دن تو ہوا اسکو پاس رسوائی نہ پوچھ حال مرا جو بے شک صحرا ہوں نگاہ نازن بان سے نہ چشم زخم بھی رکھ اتر کیا طیش دل نے آخر اس کو بھی ہوا سے تند سے تیا اگر کوئی کھڑکا زبان یا رخوشی نے میری کھلائی کیا جو بار نے کچھ شعل برق اندازی رہا ہے جاہ و فتن میں مراد دل وحشی خدا دراز کرے عمر پنج نیلی کو سین ہر شعل عدوت مجھ اور سر کجست حنائی ہاتھوں سے چوٹی کو کھوتا چار دکھائی چشم غزالان نے حلقہ زنجیر</p>	<p>یہ گرد راہ کمان خاک آستانہ ہوا بڑا ہی عیب لگا جس کمان میں خانہ ہوا جورات آئی تو پھر غنید کا بہانہ ہوا لگا کے آگ مجھے کاروان روانہ ہوا کسی کا یا رہنم فتنہ زمانہ ہوا رفیق سے بھی مراد کر غائبانہ ہوا سمند باد بہاری کا تازیانہ ہوا میں فعل غلجہ کید درخشاں ہوا چراغ زندگی حضرت تک نشانہ ہوا کنوئیں میں جنگلی کبوتر کا آشیانہ ہوا یہ بیکسوں کے مزادن کا شامیانہ ہوا نصیب غیر مرے منہ کا آب و دانہ ہوا کمان سے پنجہ مرجان حریف شایہ ہوا میں تو گوشہ روضہ بھی قید خانہ ہوا</p>
<p>ہمیشہ شام سے ہمالے مر رہے آتش سارا مالہ دل گوش کو فنا نہ ہوا</p>	
<p>درد دل سے اسقدر کا بیدہ میں نکلین ہوا دل کو اپنے کر دیا نازک مزاجی نے جباب اپنے ڈنکی بوہن آتی ہے جتنے اے نسیم دم بھی اس دھان سر لے دہر میں لینے نہ پائے مر گیا سنتے ہی اسکے نالہ مرنے سحر بل بے بے تاثیر کر دیا لب تیشہ کو بند مشتون کے مرغ دل کے خون نافع کے لئے</p>	<p>حسب زار آخر کو مار سبتر و بالین ہوا کاہ کا سایہ بھی ہم پر کوہ سے سنگین ہوا ہاتھ منہ دی سے کسی محبوب کا رنگین ہوا آتے ہی یان تو سن عمر ردان پر زین ہوا وصل کی شب میرے حق میں سورہائیں ہوا خون ہی ہونا ترا اے کو کہن شیرین ہوا پنجہ خرگان جانان پنجہ شاہین ہوا</p>

<p>دردِ اول سے دل بتیاب میرے ساتھ ہو خردنیک انسان مائل ہو بزرگ بد نہ ہو ماز کیا کیا کچھ کہئے اُس پادشاہِ حُسن نے عطر سناڑا لے جو اُس گل پیر میں کود کھینے تول دیکھا ہے میراں خرو میں بار بار آسمان تک اُڑ کے ہوئے تھے چار چشمہ شک طاٹ بھی ملنے کار قد میں ہنیں کل بہر فرس</p>	<p>صورت سیاب میں پیدا ہی بے تسکین ہوا خود دریا سے ہے بہتر چشمہ حب شیرین ہوا عاشقوں کے واسطے روز اک نیا آئین ہوا غیر سارا وہ گیسو خال مشک عین ہوا کوہ سے اے نازنین بھاری ترا مکین ہوا کہکشان اک نصف اک نصف ہیں سے پردہ کی خوش ہو گو آج منہ صاحبِ قالمین ہوا</p>
---	--

منہ دکھا اتوا سے اندرے تسکین جان  
دل کی بتیابی سے عاجز آتش مسکین ہوا

<p>خوشی ہونے میں نادان ہینکر کھواب کا جوڑا شعلِ حُسن سے پوشاک کا عالم دگرگون ہو ہنیں کچھ قدر اسکی صاحبِ انیس کے آگے سب فرقت ہوا عفا آلمی روزِ خوشتر تک بھٹے کڑے گزریے اُس سے ہم بہتر سمجھتے ہیں نوشہ کوئی ان سطر بچوں سے کیا فردن ہو حنا کا رنگ بھی ملو بار حسن نازک طبعیت پر سب فرقت میں کافر ہوں جو میری آنکھ جھکی ہو</p>	<p>کفن ہے عاقبت اس عالم اسباب کا جوڑا تامی کا ہین اُس فتنہ احباب کا جوڑا موس سے بنے ہر چند آب و تاب کا جوڑا جدا ہووے بد جفت کی طرح سرفاب کا جوڑا اگر اُترا ہوا ہوئے تن نواب کا جوڑا سب مجلس اُتراتے ہیں شمع و شتاب کا جوڑا بھلا پہنہ وہ کیونکر پاؤں میں جراب کا جوڑا عشرت بہتان عشق نے آئے کچھ خراب کا جوڑا</p>
---	---

گواہن ماہ کے سر پر اگر ہاتھ آئے جو آتش

ستارہ دن کا وہ پائے ہر عالم تاب کا جوڑا

<p>آنکھیں عاشق کو نہ تو اسے گل رعنا دکھلا بار کی آنکھ سے تو آنکھ ملائی تو نے آسمان اور زمین کا ہے تفاوت ہر چند اے ہون کھتہ مری آنکھ جھپکنے کی ہنیں</p>	<p>تیلیوں کا کسی نادان کو نہ سنا دکھلا گردش چشم بھی اے زکس شہلا دکھلا اے صنم دردی سے چاند سا نگہ دکھلا قید خانہ تو دکھایا مجھے نصرا دکھلا</p>
--	---

<p>لب دریا جو سینن قوتہ دریا دکھلا صبح غنیمتھی بھراب اے شب ملید دکھلا الکب تو ٹھکرو قند پار کا ٹوٹا دکھلا کوئی مشوق مجھے آگ بجولا دکھلا آہ کا المیہ ایام کو کوڑا دکھلا رودے غریب قیامت کو کھٹ پا دکھلا کستی ہے فکر سا باندھ کے جوڑا دکھلا لب بام آن کے تو بھی کھٹ پا دکھلا</p>	<p>فلزم عشق من کبتک ہون اے حسن تباہ چوٹی اُس عورت کی ایڑی سے بھی بڑھ چلے گی باغبان کون سی صورت مرے جی گئے گی ایک مدت سے ہوں آفت طلب اور دشمن کالے کوسوں نظر آتی ہے دلا منزل گور عاشقوں سے ترے کرتا ہے نہایت گرمی دھیان آتا ہے جو چوٹی کا کسی کافر کے چرخ نیلی ہے بہت اپنے شفق پر نازاں</p>
--	--

بندہ شاہ محبت آتش دل خستہ ہے

یا الہی اسے اب مرقہ مولا دکھلا

<p>شیشہ ہارے طاق سے اے آسمان گرا سیلاب کی رسانی ہوئی جب مکان گرا شاہد دہان سگ سے مرا استخوان گرا سکرس کا تیرے پاؤں پر اے نوجوان الزام رکھو تو نہ مرا آستان گرا اکسد سے لپٹ کے نہ میں نانوان گرا جو خشک ہو کے شاخ سے برگ خزان گرا پیردن ہی ٹھکرو ہوش نہ آبا جہان گرا</p>	<p>آکھوں سے اُس پری کے دل ناوان گرا چشم پر آب نے تن خاکی کو ڈھسا دیا منڈ لاری میں کیوں یہ ہاجیل کی طرح جلیا کر گیا آخر کے ابھی سے دم خام کھجین کب اسکے بوجھ سے خم شاخ گل ہوئی نخلی نہ جان زار فراق تان میں بھی جلی دھڑن میں مرغ مسین سبا حسرت میں خواب وصل کی نیچو دی رہی</p>
---	---

دیکھا تھا کیوں ان آکھوں نے آتش نکال

لے کر مجھے کنوئیں میں دل خستہ جان گرا

<p>شفیقہ تیرا ہی تھا جو ثابت و سیارہ تھا چاہل اس آئینہ خانہ میں فقط نظارہ تھا تبدیوں کا اپنی بھی تارہ کوئی رخسارہ تھا</p>	<p>منظر تھا وہ تو حبت و جو میں یہ آوارہ تھا ہے جو حسرت تو سراب چشم بونکی میں جب شب نہ میں چکرا اڑتا ہے رچائے میں ہم</p>
---	---

<p>چشمِ قریبِ معنی ہر مویں مژدہ ڈارہ تھا          حجابِ آبا نظر اک دائر گون تقارہ تھا          چاروں گمان تیرے گھر میں من بچارہ تھا          کاتبِ اعمال میری ڈیوڑھی کا ہر کارہ تھا          قلعہ گنجِ لحد کی تسخیر کا نفا رہ تھا          شاخِ نخلِ بیدِ بخون سے مرا گوارہ تھا          عرصہ سے اپنے باہر کو کہن بچارہ تھا          عشقِ میں اک مصحفِ رخسار کے پیارہ تھا          اپنا دیوانہ تھا اپنے واسطے آوارہ تھا          سینہ دوسرے تھا ہمارا اور رنگِ خارہ تھا          سر نہ تھا گردن پر اپنے بارِ صدِ پیارہ تھا          شوخیِ طفلان سے جنباں مرا گوارہ تھا          باخلفِ ناقابلِ ونا لایقِ دنا کارہ تھا</p>	<p>لکھ کر دلِ حب میں روتا تھا فراقِ یار میں          سبیلِ گریہ نے یہ کس کے دی سمندر کو شکست          ایک شب تو وصلِ جانان کی کو اضعِ او فلک          روزِ دشب کے حال کا کھٹکا تھا پرچہِ دشب          پٹینا سہرا اپنے ماتم میں عزیزِ دیار کا          عہدِ طفلی سے جنوں عشقِ کامل ہے شفیق          جانِ شیریںِ مزدجے شیر میں تیشہ کو دی          حالتِ دل کو بیان کر تا کسی سے میں تو کیا          یہ ہوا ظاہرِ انالیلیِ بخون سے ہمیں          حالِ انیا اے صنم انی جدائی میں نہ یوچھ          کوچہ قاتل میں جب شوقِ شہادت لے گیا          لوثا تھا اس میں بدخوشی سے میں مانندِ شک          نشانِ عشقِ اولیٰ ہر بخونِ دردِ مانِ عشق سے</p>
---	--

اہلِ عالم سے ہمیشہ آتشِ ایذا میں ہو میں  
 مردمِ دنیا تک تھے میں دلِ صدیاریہ تھا

<p>آتشِ عشق نے بجا رحمن بھکھو دیا          نہ تو رُویا کوئی جھکھو نہ کفنِ جھکھو دیا          زخم نے پنبہ پئے زخمِ دہن جھکھو دیا          جائے نانِ داغِ عزیزانِ وطن جھکھو دیا          حاصلِ ملکِ بدخشان و میں جھکھو دیا          حسن نے سائبِ اُسے عشق نے من جھکھو دیا          سات دن رہنے کو تھا قصرِ کُن جھکھو دیا          تو نے عذابِ لب و سببِ فتن جھکھو دیا</p>	<p>محل سے خوشترنگِ برائے داغِ بدن جھکھو دیا          عاشقِ مردہ ہے شاید کہ سپرِ داغِ مردہ          زخمِ کاری نے کیا بند زبان کو سپرِ بی          گزشتہِ جن نے غربت میں بھی پہنچا یارِ ز          بوسہ لے لے ترے وصل کی شبِ محبوب          زلفِ دانِ انھی ہریانِ داغِ جگرِ مرہ ہر          جا کے اس ننگدہ سے یاد کروں گا میں بھی          مہوہ خورون میں ترے میں بھی ہوں انجور</p>
---	---

وے کے اک بوسہ خال لب شیریں اور دست دہم نکل جائے گا اُس زلف کے سودھیں مرا حسن نے تشنہ دیدار بہت جھٹکے	تو نے سونا قہر آہوئے ختن ٹھکڑیا سو گھنے کو جو کبھی مشک ختن بھکڑیا ڈوب مرنے کے لئے جاہِ ذقن ٹھکڑیا
--	---

تعب بازی کی بھی حسرت نہ رہی اور آتش میرے اندر نے بازی خستہ تن ٹھکڑیا	
---	--

آئینہ رخ کا دکھام دم کو آنکھ ادھر اٹھا سکہ دل چلتا تھا زیر خاک میری قبر سے سانسے ہوتی سہین اُس سنج رو کے اپنی بچے یار نے منہ دیکھ کر آئینہ توڑا وقت صبح مثل عقہ نام تو مشہور عالم میں رہا اے دل دیوانہ صابر کو مزار کھتا ہے بہت انہی آنکھوں میں وہی گونا گون ہیں اے صبر جبر کرے اختیار دن پر نہ اے برق سہدر میو گیا دنیا ہی میں گردن کشی کا انتقام تشتہ دیدار تجسا دوسرا کوئی سہین دل میں قاتل کے مرے شوق شہادت کا نقش چارابی لے کے آئے بارہنگا سب ہوا	مسکے ٹھکڑیا بارہنگا نقش اسکندر اٹھا شب کو شعلہ بیشتر دن کو دھواں اکثر اٹھا اے ہوسا محل سے بردانہ کی خاکستر اٹھا بدمزاج انسان ہوتا ہے جہاں سو کر اٹھا گو کہ اس میلے سے مجھ آزاد کا لہر اٹھا اُن نگر داغ مسدیان بدی بیکر اٹھا نعل اٹھا اب زور پیدا کر کے یا مگدرا اٹھا سبزہ کی گور غریبان سے نہ تو جاہر اٹھا پائے قاتل پر سے جھک کر پھر نہ اپنا سر اٹھا سب سے پہلے ٹھکڑیا اے سنگا تہ محشر اٹھا سرنگوں یا یا تجھے جب کھینچ کر خنجر اٹھا کیا کمون میں بٹھکر اُس کو چہ سے کیونکر اٹھا
---	---

صدہ رنج حار آتش کہا تک پہنچے ششہ و ساغر رائے ساقی کو تر اٹھا	
---	--

مین نے عریان تجھے اے رشک تو دیکھ لیا نزع مین یار نے صورت نہ دکھائی ٹھکڑیا لے گئی وحشت دل گور غریبان کی طرف خون کیا غیر کے دل کو مری جان بازی نے	دیرہ و دل کو جو تھا مد نظر دیکھ لیا دش در دست کو ہنگام سفر دیکھ لیا منہ یاران گذشتہ کا بھی گھر دیکھ لیا یار نے چہرے پہلو کو جسکر دیکھ لیا
--	--



مہن یار سے اک شکر سی دن نہ سنا	بھریا دامن نگارہ گل ز کس سے
بھریا دامن نگارہ گل ز کس سے	بھریا دامن نگارہ گل ز کس سے

برو برو رہنے لگا آئینہ آتش شب دروز	یار کو غیر سے بھی شیر و شکر دیکھ لیا
------------------------------------	--------------------------------------

برقِ زمزم تھا کبھی نالہ دل ناشاد کا	موقوف دیدن نے کھلوایا اُن آنکھوں کا ترس
عمرِ عشرت میں جانے ہی جہنم میں بڑا	نوجھکر ٹھکرا کر دے میں بہت بالا بلند
قتل کرتا ہے اشارے سے ترے عاشق کو نابز	دلِ سنین چلتے ہیں کچھ طبعوں سے ہرگز درست
زال دنیا تنگ کرتی ہر نہایت ہی مجھے	دوستی بھتی نظر آتی سنین محبوب سے
اسقدر ایدہ امین دی ہے بتوں کے عشق نے	قامت موزوں سے قصہ آگے نکل چلتے کا ہی
دامِ مین لا کر کیا جب بن چھر مئی اُسے حلال	ضبطِ جوش گریہ سے کرتا ہوں آتشِ کھنڈن

یاد دور افتادگان ہے آتش اُس سے بعید	دھیان کب مولا کو آیا بندہ آزاد کا
-------------------------------------	-----------------------------------

آشیانہ ہو گیا اپنا قفسِ فولاد کا	حوصلہ کیا عند لیبِ خانمان برباد کا
مخروشِ چشمِ تباہ سے ملیکا میں خاک میں	وصفِ چشمِ حور کرتا ہے خدا قرآن میں
رہ گیا تسمہ جو گردن میں لگا تو رہ گیا	آبِ ودانہ نے دکھایا گھر میں صیاد کا
روئے گل بھونے چو ٹھنڈ دیکھ مرے صیاد کا	آسمان کو شوقِ باقی رہ گیا بیدار کا
گلشنِ فردوس میں بھی دغل ہے صیاد کا	کھینچ کر دامن میں کیا دل توڑنا جلا د کا

<p>بار عشق آگئے اٹھا باوریلی کی نہ آنکھ          سخی مہندی سے گنگا اردن کے خونگازنگ ہو          بے نوا یاں محبت پر گمان بد نہ کر          گرد رہ سے گو سنبھلے نہیں مجھے آدم ذلیل          قد کشی کو باغ میں جاتا ہے وہ بالابند          خاک میں ملو ادبایسے کر سہن نے مجھے          چوڑا ناس کر ہو اجبت کمال عشق پر          اے بری روکوں ہے تیرا جو دیوانہ نہیں          قبر پر شیرینی لے جاوے اگر انصاف ہو</p>	<p>حوصلہ تو دیکھو مشتب خاک بے بنیاد کا          ہاتھ ملوانا ملین منظور ہے عباد کا          چار ارد سے بھی یاں دل صاف تو آؤ لو کا          آنکھوں میں گھر ہے مری خاکسریا د کا          کاٹنا منظور ہے اس شوخ کو مشتاد کا          شکر ہے کشتہ ہی ہوا خوب تھا فولاد کا          تیشہ فولاد سے جو ہر کھلا فرما د کا          شہر پر عالم ہے صحرا ہے جنوں آباد کا          لٹو چڑا اٹھا گرد ہو دے کو کہن استاد کا</p>
--	---

اب بھی اوبت آج آتا ہے خلا کی واسطے  
 غم کلیجہ کھار رہا ہے آتش ناشاد کا

<p>ہنیں کچھ امتیاز اس عشق کو گم نام و نامی کا          لہو کا اپنے مثل کو کہن میں اب پیاسا ہوں          بلا سے ٹھکوا ایدا ہو پر اسے جوش جنوں ہو بچے          گیا گو جان سے میں ناؤ سوز غم پر فکر کرتا ہوں          کھوئے مالہ کو کرتا ہوں دفع تیغ خاموشی          تعاقب کچھ سمجھ کر بھی کسی کا کوئی کرتا ہے          خلاص کچھ تو ہے جو دیکھے اپنی جان شیریں کو          شکار اپنے پائے حسن کا شاید کہ کھیلے گا          سیر ہو جائے کی مکمل کے سایہ میں فیر دنگی</p>	<p>یہ کچھ آتا ہے خط مولا سے بندہ کی غلامی کا          مزا پڑتا نہ ٹھکوا کاش اس شیریں کلامی کا          زبان خار صحر اکو نہ صدمہ تشنہ کامی کا          کباب دل میں تو نے نقص تو رکھنا خامی کا          مبادا بار خاطر ہو کسی طبع گرامی کا          نہ تھا اندیشہ اسے فرعون تجھے موسیٰ کو حامی کا          مزا کھیتے ہیں مردم جاگنی کی تلخ کامی کا          ہنستا ہے مرا حیدر پیرا ہن دو دہائی کا          مبارک اہل دولت کو ہو نیکرہ تمامی کا</p>
--	--

ابھی سیف زبان سے لون میں کا زور بھارتش  
 کوئی کافر جو منکر موری معجز کلامی کا

<p>مذہب دل سے کمال کر رہا ہو جائے گا</p>	<p>عسز و بچا نہ اپنا آسنا ہو جائے گا</p>
--	--

بھیک کا کاسہ اُسے دست دعا ہو جائیگا  
 زندگی سے دم سسکا کا خفا ہو جائے گا  
 شمع کا فوری کا پروانہ ہسا ہو جائے گا  
 کیا سمجھتا تھا میں دانہ آسیا ہو جائے گا  
 بس کیا پارس سے جب آبِ ہنِ طلا ہو جائے گا  
 بادبانِ ابر اور سانیِ نا خدا ہو جائے گا  
 دل سے کافر کے یہ رنگ مٹا ہو جائے گا  
 نشہ میں اُس کے چارہ دعا ہو جائے گا  
 اطلسِ غمتِ آسمان صرفِ تبا ہو جائے گا  
 سوزِ دل سے جسمِ خاکی تو تبا ہو جائے گا  
 بندگی کرنے سے تو شاہِ خدا ہو جائے گا

جو فطاعت کے مزے سے آشنا ہو جائے گا  
 تیرے کشتوں سے جو صورت آشنا ہو جائیگا  
 حالتِ اُسکی اور میرے استخوان کی ایک  
 میں ڈالال کو غالبِ غنیمتِ یار نے  
 کیا ہے ہر بانی صاحبِ اُشب کی  
 بحرِ غم سے پار اُتارے گی جن کشتی نے  
 خونِ مسلمانوں کے کرتے ہو بہت لکڑا سے  
 میکشی سے یار کے کیونکہ نہ ہو دل کو سرد  
 عیبِ عربانی چھپا کر کیا قیامت کبھے  
 ضد دلا تا ہے غبت آنکھیں چھپا کر چھکویار  
 اقتدرِ نادان نہ ہو لے شیخ اپنے زہد پر

یار نے وعدہ فراموشی جو سب کی تو کی  
 موت کا وعدہ تو اسے آتشِ وفا ہو جائیگا

سیکڑوں کو کس ہنسنِ صدمتِ انسان پیدا  
 صلب کا فرسہ سے ہوتا ہے مسلمان پیدا  
 درودِ دیوار سے جو صورتِ جانان پیدا  
 چاک کرنے کو کیا گل نے گریبان پیدا  
 یہ کلائی تو کرے خنجرِ مرصعِ جان پیدا  
 آبِ انگور نے کی آتشِ نہان پیدا  
 بعدِ مدت ہوئے ہیں مرغِ خوشِ آسمان پیدا  
 چھکودِ وحشت نے کیا سلسلہِ جہان پیدا  
 کر بچے ابرِ مرہ بھی کہیں باران پیدا  
 آبِ آسن نے کیا ہر پر گلستان پیدا

وحشتِ دل نے کیا ہے وہ بیابان پیدا  
 سحرِ وصلِ کریمِ شبِ جبران پیدا  
 دل کے آئینہ میں کر جو صبرِ نہان پیدا  
 خارِ دامن سے اُچھتے ہیں بہارِ آئی ہے  
 نسبتِ اُس دستِ نگارین سے ہنسنِ کچھ ابرو  
 نشہ نے میں کھلی دشمنی دوستِ نچھے  
 باغِ سنسانِ نگران کو پکڑ کر صیاد  
 اب قدم سے ہے مرے خانہِ زنجیرِ آباد  
 روکے آنکھوں سے نکالوں میں بخارِ دل کو  
 نذرِ زن کچھ شہیدان میں ہو بلبل کی طرح

<p>آتش ان کا نہ کسی لعل سے لب پر بیٹھا خون نافھی مردم سے مجھ آتا ہے روح کی طرح سے داخل ہو جو دیوانہ ہے بیجا دن کا گھر نہر ہے اقلیم عدم اک گل ایسا نہیں ہو دئے خزان جسکی بہار</p>	<p>سیرے منہ میں ہوئے تھے کس لئے دندان پیدا گاؤ خرہ ہونے لگے صورت انسان پیدا حسم خاک کی سمجھ اسکو جو ہو زندان پیدا دیکھتا ہوں جسے ہوتا ہے وہ عریان پیدا کون سے رقت پر اتھا یہ گلستان پیدا</p>
--	--

موجود اسکی کہ سیر روزی چارسی آتش  
سم نہ ہونے تو نہ ہوتی مشبہ جہان پیدا

<p>اُس کے کوچے میں سچا ہر سحر جاتا رہا کوئے جامان میں بھی اب سکا تپہ لٹیا نہیں جانب کسار جاکھلا جو میں تو کو کہن نئے نشمش مشوق میں باتا ہوں نے عاشق میں غدا اداہ رے اندھ سر بردوشنی شہر مصر نشہ ہی میں با آلمی سبکدوش کو موت دے اک نہ اک بوس کی فرقت کا نکلنے غم دیا سن کھو کر آشنا ہے ہوادہ نو نسال نچ دنیا سے فراغ ایذا دسندون کو نہیں</p>	<p>بے اعلیٰ دان اکب در ہر اساتہ مرجانا رہا دل مرا گھر کے کیا جانے کدھر جاتا رہا ہنیا تیشہ میرے سر سے مار کر جاتا رہا کیا بلا آئی نسبت کا اثر جاتا رہا دیرہ بعبوب سے نور نظر سر جاتا رہا کیا گھر کی قدر جب اب گھر جاتا رہا درد دل پیدا ہوا درد و جگر جاتا رہا ہو بچے تب زیرِ شبہ ہم جب ٹہر جاتا رہا کب شب شیر اتری کس دن درد سر جاتا رہا</p>
--	---

تھا تھ پڑھنے کو آئے قبرا آتش پر نہ یار  
دوسری دن میں باس الفت اسقدر جاتا رہا

<p>فریب سن سے گبر و مسلمان کا چلن بگڑا قبائے گل کو بھاڑا جب مرا گل پیر بن بگڑا نہیں ہو جہر منہنا اسقدر زخم شہیدان کا تحائف کیا جو کھوئی جان تیر بن چھوڑ کر سر کو کسی چشم سہ کا جب ہوا تابست میں دیوانہ</p>	<p>خدا کی یاد بھولا شیخ بت سے برہن بگڑا بن آئی کچھ نہ غنیمت سے جو وہ غنیمت دین بگڑا نہی تہوار کا منہ کچھ نہ کچھ اتے تیغ زن بگڑا جو غیرت تھی تو پھر خضر سے ہوا کوہن بگڑا تو مجھے سست مابھی کی طرح جنگلی برن بگڑا</p>
--	---

اثر اکیر کا مین قدم سے تیرے پاتا ہے  
 تری تقلید سے کبکب درسی نے ٹھوکر کھائیں  
 زوال حسن کھلاتا ہے میوے کی قسم تجھے  
 منج سادہ سین اُس شمع کا نقش عدوت ہو  
 جو بد فعل اشک سے چشم تر میں دیکھنا اکدن  
 صفت نرگان کی جنبش کا کیا اقبال نے کشتہ  
 کیسی جب کوئی تقلید کرتا ہے مین تو ماہو  
 کہاں دوستی اندیشہ دشمن سین رکھتا  
 رہی نفرت ہمیشہ داغ عربانی کو پھلے سے  
 رگڑو دامن یہ تجھے ایڑیاں غرت میں دشت  
 کہا بلبل نے جب توڑا گل سوسن کو گلچیں نہ  
 ارادہ میرے کھانیکا نہ اسے زراغ و زغن لیجو  
 امانت کی طرح رکھا زمین نے روز خستہ تک  
 جہان خالی سین رہتا کبھی ایزد مندوں سے  
 تو نتو تھا بنی تھی حبیبک اُس محبوب عالم سے  
 لگے منہ بھی چڑانے دیتے دیتے گالیان حقا

ابناوٹ کیف سے کھل گئی اُس رخ کی آتش

لگا کر منہ سے پانہ کو وہ پیمان شکن بگڑا

خون جگر دول سے پانہ لبالب تھا  
 اند غنی گا ہے کہ نفرہ سبارب تھا  
 درگاہ اسی میں شیطان مقرب تھا  
 ہر صبح مسافر تھا مہمان میں ہر شب تھا  
 نہ ہر اپنے لیے عشق مشوق شکر لب تھا

کسکوئے گلگون سے بے بار کے مطلب تھا  
 کیا کیے کئی کیونو اسے بت شب تنہائی  
 غماز سے خلطہ پر اس بت کو کیا غم ہے  
 سوز غم فرقت سے یالں شمع کی حالت ہے  
 کیا تلخ کیا اس نے اس عمر دروزہ کو

اندا جو ہوا اس خال لاگیو سے فحش ہو نوں ہندا سے تھی مہس پر جو شفق پہوئی اُس قدر کشیدہ کی جو شمع کر دین کم ہے موتی تھا ہی قابل لبس جو کیا تو نے ہیلو مین ہمارے جو وہ ماہ نہ تھا شب کو	وہ اخی بے دندان بے نیش بر عترت ہو دوش کو جو جرخ اس ترک کا کہ کب تھا اک مصرعہ موزون میں ہو بیت کا مطلع تھا اولی تھا ہی میرے حق میں ہی لب تھا تھا داغ سفید اپنی انکھوں میں جو کہ کب تھا
---	---

الفت نے مجھے مارا ہیبت نے اُسے مارا  
میں اور رقیب آتش کی جان دو دقالب تھا

بجڑے گا چھڑا کر اس کو اسے قاتل نہیں لڑکا شراب لالہ گون سے ساقیا جام صبوحی بھر زوال حسن پر عاشق کنارہ کرتے جاتے ہیں عجب محبوب باشوکت ہے اے باد بہا ہی تو جو چاہے سینہ روشن تو سوز عشق پیدا کر زلیخا کو دکھا اے آسمان نقویہ یوسف کی لمند و لبت عالم کا بیان تحریر کرتا ہے سب سمجھ نہ آہ عاشق شیدا کو سید و دو روا رکھ کلفت ایام میں بھی قدر نیکون کی خزان کے جوڑ سے امین ہمارا فکر رنگین ہے گل دیبل کی حالت پر بجا ہے گریہ شبنم دکھانیکو نہ زور اپنا اکھڑا بن خاک کے چلے چھپے ہیں حلقہ گیمو جو اس رخسار روشن پر ہمارا عالم نیرنگ دکھتا ہے مزاج اسیا بگاہ خستہ گین آگے کمان ہتی دل جلانے کو دل وحشی کی بنیابی کرنگی چاک سینے کو	خونادادون کے خون کا داغ کیا دھتیا ہو چھڑکا شفق اپنی مجھے دکھلا رہا ہے نور کا رطل کا بہار باغ موتی پر خزان موسم ہے پت جھوٹ کا صدائے خندہ گل ہے سوار سی کا زری کر کا شعاع ہر ہر اک تار ہے شعل کے گودڑ کا یہ دل دیوانہ ہے حس کا پری بکریہ دہلا کا قلم ہے شاعر دن کا یا کوئی ہے رہ رہے بیٹھ کا اگر کی بود حوان دیتا ہے اس تیلیا نئے لکڑ کا پچھے کپڑوں میں بھی انکو سمجھ لے لعل گوڑ کا حمن کا اپنے صرصر سے کبھی تباہ نہیں کھڑ کا اسے گلچین کا اندیشہ اسے میاں کا دھڑ کا رگ جان زمین ریشہ ہے ہر اک پیر کی جڑ کا نیل میں غلٹ رتب نے لیا ہو نور کا ترکا جو انوکھیں جوان بڑھو عین بڑھا لڑکا مین لڑکا سمجھ کر عاشق شیدا مجھے وہ شعلہ رو بھڑ کا نقص کی تیلیاں ڈھینگی یہ طائر اگر پھڑ کا
---	---

ترے نبلِ فلکِ رغبت سے تھا وہ بیکرداہنہ لئے رہتا ہے زرمٹھی میں میرے مول لینے کو ہماری قبر سے شاید کہ بونے شیر آتی ہے	کمیتِ خاتمِ مصنون سواری سے سب بھڑکا وہ بلبلِ ہون کہ طفلِ غنیمت کا بھیر ہے دم بھڑکا وگرنہ یار کا گھوڑا تو ہاتھی سے نہیں بھڑکا
---	--

سمجھ لیتے ہیں مطلب اپنے اپنے طور پر سماع  
اثر رکھتی ہے آتش کی غزلِ مخدوب کی ڈھک

جو جب سے دستِ یار میں ساغرِ نثار کا صیفا دنے تسلی بلبل کے واسطے دریائے خون کیا ہے تری تیج نے دیا جو سطر ہے وہ گیسو ہے جو ہرشت ہے نوا سہاں میں صفحہ اول کے نو لخت اے صبح بے لحاظ سمجھ کر مٹا یو بھپو ایسے نہ چاندنی میں بام پر بانیگ اک ترکِ سہوار کی دیوانی رنج ہے حسنِ و جمال سے زمانے میں روشنی انداز سے ہمارا تکلفِ شبِ جمال مسجد سے میکدے میں مجھے نشہ لگیا انصاف سے وہ زفر مہ میرا اگر تھے الغف جو زلف سے چول و انداز کو مسموم جو عرقِ رنج سے وہ ذوق پانا ہون نام کا کر بار میں مقام	کوڑے کا بو گیا ہے کٹور اگلاب کا کنجِ قفس میں جو خض بھرا اگلاب کا حاصل ہوا ہے رتبہ سرون کو حباب کا خالِ پری ہے نقطہ ہماری کتاب کا کوئین اک دو درقہ ہر اپنی کتاب کا دریا بھی ہے اسیرِ طلسمِ حباب کا مخوس ہے قرآنِ مہ آفتاب کا رجز میں ہمارے ہولو ہار کا ب کا شبِ مانتہاب کی کو تو رو آفتاب کا روغن کے بدلے عطر چلایا گلاب کا موجِ شرابِ جادہ تھی راہِ صواب کا دم بند ہووے طوطی حاضر جواب کا ملاؤس کو بیعت نہ ہو گا سحاب کا مصنون مل گیا مجھے چاہ گلاب کا حیثیت مگر عدم میں ہو گوہر کی آب کا
---	---

آتشِ شبِ فراق میں بوجھوں گا آہ  
بیواغ ہو دیا ہوا کس آفتاب کا

اے ترکِ دردِ پوری تھی شراب کا	کتنے ہیں عطر جس کو چھوڑ گلاب کا
-------------------------------	---------------------------------

<p>پہلے سوال کججو خا کے جواب کا          آئینہ برج بگلیا ہے آفتاب کا          لوسہ لیا جہین نے خواہ پور کا ب کا          حجر کا ڈور با ہے زمین پر گلاب کا          انجور سے خوش آنا ہو کھینچنا شراب کا          مطلب کو فوت کرتا ہے کپڑا کتاب کا          باہر نکالا سلی نے خیمہ حباب کا          تھلج موے چنی نہ دیکھا خضاب کا          کعبے نام ایک کنشیت خراب کا          یوسف کے منہ سے لطف ہو تعبیر خواب کا          آباد ہو اسیر سے زندان حباب کا          ٹوٹا طلسم بند جو ٹوٹا نقاب کا          کھینچے گا حد مرے دام مرے اضطراب کا</p>	<p>خط و کججو چھ بار کے ہاتھوں میں نارنگ          دیکھا سو تو نے سامنے رکھ کر جہین          کیا کیا زارے تو سن حلاو نے کئے          مشق خواہ میں عرق افتخار سے رو کیا          ساتھی کی دور کھینچنے سے رکتا جو دم مرا          حرص و ہوا کو سینہ میں غافل جگر بندے          مقام خرابی پر کرمج بندہ چکی          زینت پسند وہ نہیں جو بہن شکستہ دل          ہوتے ہیں سجدہ انکی طرف کیا کھلے لوگ          رویا کا حال یار کے آگے کہوں گا میں          دریا میں ڈال دو مرے رویہ کو دوستو          غنچے کا عقد اس کو بھیو نہ اے صبا          اڑنے دکھائی دینگے روئی طرح سے تار</p>
<p>آتش کی آرزو ہی اسے شہسوار ہے          اسکا غبار ہے ہو چشم رکاب کا</p>	
<p>دستِ بیخ میں ہر قبح آفتاب کا          شبنم پسند ہو دیگا سخن آفتاب کا          اک نان خشک ایک پیالہ شراب کا          رد کردہ ہے سوال ہمارے جواب کا          واسطہ یہ طلسم ہے لوح کتاب کا          اسیر ہوا یقین مجھے بیت خراب کا          تعویذ خط ہے بازوے مرغ کباب کا          شبنم کو عطر یار نے مل کر گلاب کا</p>	<p>ہاتھوں میں بار کے سین ساغر شراب کا          آنکھوں میں ترے چاہنے والو کے دل غہر          دوستیں یہ میری بہن میں ہوں فقیر          اندیشہ گفتگو نے نیکوین کا حسین          چاہے شکست جہل تو تفصیل علم کو          بے معنی شعر میں نے کسی کا اگر سنا          اس ترک تک ہو بچنے کی تدبیر ہو ہی          پروانہ سے لڑایا ہے بلبل کو رات بھر</p>



کس ترک نوجوان نے کیا ہے بیوقوف خیر مد سے نکل چلا ہے بہت سرمہ پونچھیں خوشید حشر کا جو کیا ہو کسی نے ذکر کو کچھ جو تیرے دست جنائی کے رنگ کے دریا میں غسل کے لئے اتر اچودہ منہ جو چاہن کچھ لہن کا تب اعال چارون بخود ہونگے مدعی شور و شہر پسند	چھپتا ہے بازون سے برائی عقاب کا لگتا ہے دلغ موئے مژدہ کو خضاب کا دکھا دیا ہے پار نے جہرہ عتاب کا شرمندگی سے رنگ ہو نیلا شراب کا ما قوس پھیلیوں نے بجا یا حباب کا دیکھوں گا روز حشر میں کاغذ حساب کا افسانہ اپنا شعر ہے فتنہ کے خواب کا
---	--

آتش کی التجا ہے یہی تھسے یا علی  
صدہ نہ ہو فشار لحد کے عذاب کا

حسین میں شب کو جو دہ شوخ ہے تعاب یا اُن انکویوں میں اگر نشہ شراب یا میں موج ہوں البساعل میں آسمان پر ایسر ہونے کا اندر سے شوق بلب کو سیر ہوئی مری اوقات آئینہ کی طرح صدائے رعد سے ظاہر ہے رقی نزاری خیال صبح میں سو یا تو آنکھ پھر کھلی شب فراق میں کار حال مجھے ہوا کسی کی محرم آب رواں کی یا د آئی ہمیشہ بلب قمری سے حبشہ نالہ رہی شب فراق میں مجھ کو سلائے آیا تھا لبا ذہین و ذکی ہودہ طفل اکبر خوان جو علم چاہے تو مہا اہل علم کا پیر وہ کوہ آتش بت سیدین کا کوہ کلین ہے	یقین ہو گیا تنہم کو آفتاب آ یا سلام ٹھک کے کردن کا جو حجاب یا کبھی جو جوش میں دیا ہے منظر آب یا جگایا نالوں سے صیاد کو جو خواب آ یا ملا نزوانہ جو مجھ کو مسٹر آب آ یا شکار پھیلنے طاؤس کا حساب آ یا دکھانے آئینہ جب تک نہ آفتاب آ یا اڑی پیہند مری قدس کو خواب یا حباب کے جو برابر کوئی حباب آ یا کسی کمان سے چھپا تیر میں جواب یا جگایا میں نے جو افسانہ گو کو خواب یا گیا جو سانے ملا سر حساب آ یا کر سے زلف کو انداز بیج قباب آ یا ہزار بچنے پکارا نہ کچھ جواب آ یا
---	---

کمان سانی پہ صیاد کا ہوا مچھکو چو چرخِ سنہ چارہ کو جھول گیا اصول دین جو سنے گوشِ زبانِ کما جاری قبر سے آدیجی یہ صدناشر گال مل کے ڈرامین سنج سنور پر مقام رخسار الفت بین طالع طاوس عدم سے سستی مین جا کر ہی کوں گا مین	حضور یار جو لے کر لبِ شراب آیا مراد پر جو ترا عالم شباب آیا مجھے سوالِ نیکین کا جواب آیا یہ مردہ آیا کہ تجھ کوئی عذاب آیا یقین ہو ایہ مجھے یار کو عذاب آیا حمین مین قلہ کسار سے سحاب آیا نزار دن حسرت زندہ کو گھاٹا ب آیا
---	---

محبت مے و عشق ترک کر آتش  
سفید بال ہوئے موسمِ خضاب آیا

سجِ راحت کا مرے واسطے سامان ہوگا گیسوں ساند کوئی ریزن بیان ہوگا زنگ بدلا نظر آتا ہے ہوا کا مچھکو مجھ جگر خوشہ کی خاک ہر سر سے سیا عود کرنے کی مینیں رُوح نکھر تر سے نالہ بلبلی شیدا مین اگر ہے تاثیر بوئے مے رکھتی ہو اس سیکرہ مین کیفیت تیری فریاد کا تسلیج مین دامادہ مین سایہ مین اس کے مری گور کھلکی لکڑی آتشِ عشق سے ہوتا ہو سر اپن داغ خطا کا آغاز قیامت جو رخ رنگین پر دست گسلاخ مین قزاق کا بابا مین حسن کا خاتمہ تو عشق کا مین خاتمہ ہوگا عبد میرے نہ گرفتار طے گا مجھسا	سجّل دہا عدم داغ عزیزان ہوگا خال سند سے ترے خونِ سلمان ہوگا گل تازہ کوئی اس باغ مین خندان ہوگا گوشتہ چشم کوئی گوشہ دامن ہوگا پھر نہ آباد یہ گھر ہوگا جو ویران ہوگا دست صباد مین گلچین کا گریبان ہوگا محب نوط کے شیشے کو پتیاں ہوگا اے جس میرے لئے نافلہ مالان ہوگا ای پدی رونی دیوار کا احسان ہوگا وہ گنگارہ ہوں جو سرِ چرخِ افغان ہوگا خارہ دگل ویدہ انصاف مین بجان ہوگا ایک دن بار مے ہاتھ سے عربان ہوگا نکدہ مچھسا نہ تجھسا کوئی سلطان ہوگا زلفِ خوبان کا سبت حالی نشان ہوگا
--	--

ہم نہ مانیں کہ خدا صورتِ انسان ہوگا	بے نیازی سے فریبِ بہت عبارتِ رند
اس کے عاشق ہیں بڑے بزرگ و بزرگ کمال رشتہ بگاڑے گئے ہیں ہی گریبان ہوگا	
<p>شفاقِ یونِ فرشتہ صاحبِ جمال کا منا سنینِ سخن میں مزاجِ اکِ نصال کا ما فہموں کو گمان ہو شفق میں ہلال کا عقدہ کھلے گا گیسوؤں کے بالِ لال کا قطبِ شمالِ حسنِ جو تل تیرے گال کا کیا کیا جوان مرید ہو اس پر زلال کا پانیِ حبابِ نفس کا جو دانہ ہو جمال کا ہر نو نصالِ رشک ہو یاں خردِصال کا کیا عرصہ ہو زمانہ ماضی سے حال کا دہ جسمِ نازنین جو عبید و گلال کا گولی کا سانسنا ہو یہ نظارہ خال کا مہربا سنینِ زکوٰۃ سے نقصانِ مال کا ہر ترک کر ہے شوقِ تمکارِ غزال کا دیوانہ ہوں میں بادِ سیاری کی طالع کا پر وائون کو نصیب ہوا دنِ جمال کا پردا ہوا نہ فاشِ چارے ہلال کا دہ روئے سادہ نقشِ ہو صاحبِ جمال کا معدوم ہے جوابِ چارے سوال کا</p>	<p>انہکا چمنِ مرغِ محو ہوں تیرے خیال کا پیرا میں اس جوان نے جو سنا ہو جمال کا آلودہ بیگنا ہوں کے خون سے چمنِ چرخ شائے نین کے بعد فنا اپنے استخوان مینی سہیلِ شتری و زہرہ گوشِ بین کس کس شہر کو لائی ہو دنیا فریبِ بین لائی ہو دانِ قضا و قدرِ مرغِ روح کو امر و پرست ہو تو گلستان کی سیر کر اکدم میں جا ملوں گا عزیزانِ رفتہ سے سُرخ و سفید رنگ سے ہوتا ہو آشکار اے دلِ فضا نہ آئے اُدھر کئی نہ بانہ لبسہ دے سے حسنِ میں ہوگی کمیِ یار وہ چشمِ ہی سنینِ دل و حشی کی نکلے بین زنجیرِ طوقِ ہر برس آ کر نہ چاہا کسی رو و زیباہ ہجر میں میرے جلے چراغ رونے کی بدلے حال پر اپنے ہنسائے دکھلا با بے نقاب جسے بندہ ہو گیا کرتی ہے یاں زبانِ کمرِ یار میں کلام</p>
آتشِ بکد سے اُٹھوں گا کتنا یہ روزِ حشر شفاقِ یونینِ یار کے حسنِ جمال کا	

اس ترک کی شامین جو صفت رقم ہوا  
گستلخ باغ گردن دلبر میں غم ہوا  
بے یار باغ خانہ بمبار ہو گیا  
بیدار کی رفتہ رفتہ رسانی کمر فلک  
آنکھیں فخر سارہ نے اسکے کیا خراب  
یاد آیا طوف کعبہ میں سندوستان مجھے  
بیر اہار سے قتل کا کیونکر اٹھاؤ گے  
دور ت اخیر خدیوہ دل پہنچ لائے گا  
ٹوٹے ہیں لاکھ شیشہ تیزاب ہر قدم  
دنیا میں نیک ہے فردن بد کا امتیاز  
شغل تصرف آج کس اہل نظر کو ہو  
نقش روئی شا کے بنا گھر خدا کا دل  
جینے دنی نے داغ کیا نذر دل مدام  
معنوں میں زانمش کی قلم ہے بند  
دوستہ خاطر نے کیا داغ کشت  
ماہیج تیسری کا مکر چاند یار ہے  
ماہ نقی ہے حال بہار و خزان باغ  
رکھی تھی اکدن اسکی چھڑی تو نے ہاتھ  
نکلی نیام سے تو گلے لپی اپنے تیغ  
چرکے سے بھی کیا نہ بھی بیکوہ فرزاد  
نورانی چہرہ پر ترے ابرو کے نقش سے  
رکھا تھا پاؤں ایک دن اس مزاج نے  
اتھم کدہ ہے اپنا آہی کہ بت کدہ

خبر زبان نگہی نیزہ قلم ہوا  
حدادوب سے شوق کا باہر قدم ہوا  
بھولا جو غنچہ میں نے یہ سمجھا درم ہوا  
کیسوں نے بار جادہ راہ عدم ہوا  
منشوس جند سے بھی ہما کا قدم ہوا  
کوئے تہان کا سارہ لباس حرم ہوا  
کسکر کمر بندھی ہو نور در شکم ہوا  
دیکھیں گے روئے یار جو اٹھوین دم ہوا  
کا نٹوں پر ابلوں سے ہمارے تم ہوا  
کیا کیا گران نہ شہد سے قیمت میں ہم ہوا  
ہر آئینہ سکندر دہر جام جم ہوا  
کعبہ ہوا خراب جو بیت اضم ہوا  
دست تحمل سے مجھے حاصل درم ہوا  
زیر نگین فکر عراق عجم ہوا  
صحرائے بے تعلقی باغ ارم ہوا  
حسب کو نظر پڑا اُسے اندوہ و غم ہوا  
اک زخم ہے کہ خشک ہوا اور غم ہوا  
ہر سال ہر گلاب کا تختہ قلم ہوا  
جھوٹا کمان سے تیر تو ہمیں کرم ہوا  
غافل کی تیغ میں نہ تواضع کا خم ہوا  
محراب بیت کعبہ کا طغرا قلم ہوا  
چین چین جادہ فشان قلم ہوا  
ہر سنگ سینہ کو ب ترش کرم ہوا

آہ تار عشق آنکھوں سے ہونے لگے عیان  
راحت سے ایکن نہ ہوا عشق میں بسر  
بیداری کی ترنی ہوئی خواب کم ہوا  
غم پر غم اپنے دل کو الم پر الم ہوا

دنیا کو آتش ایک کے اوپر نہیں فرار  
یہ آج کل وہ صاحبِ طبل و علم ہوا

ایوسف سے تیرے حسن کا پلہ گران ہوا  
اگر مرادو شفق آسمان ہوا  
ابریساہ آہوں کا میرے دھوان ہوا  
بار و گر کیا دے میں زور کمان ہوا  
کس روز بچ ماہ میں فرش کتان ہوا  
انسو بے چراغ ہمارا مکان ہوا  
گردابِ بچ تیغ کو سنگ فسان ہوا  
گزار آگ ہو گئی سنبھل دھوان ہوا  
کچھ ان دنوں میں مشک کا سودا گران ہوا  
شاخِ غزال اپنا ہر اک استخوان ہوا  
جوشِ جنون مرے لئے تختِ روان ہوا  
کثرت سے مشتری کی یہ سودا گران ہوا  
تجھ ہماری قبر کا سنگ نشان ہوا  
کوئی نہ طفلِ اشک ہمارا جوان ہوا  
اسادہ تجھ کو دیکھ کے آبِ روان ہوا  
سجھے سبک اُسے جو کسی پر گران ہوا  
کانٹے پڑے زبان میں جو سیل بیان ہوا  
زیرِ نگینِ فلکِ سندھوستان ہوا  
بنوائی جاندنی جو میسر کتان ہوا

انصاف کی ترازو میں تو لا عیان ہوا  
روئے زمین پہ اسیا میں سبل تپان ہوا  
اُس ہنق دیش کا عشق نہانی عیان ہوا  
پیری میں بھگو عشقِ حسین جوان ہوا  
اہلِ زمین سے صاف کمان آسمان ہوا  
مردمِ فراعِ عشق کا دل سے نشان ہوا  
دو ٹھکڑے ایک دار میں خودِ جہاب ہے  
دیکھا جو میں نے اُس کو سمندر کی آنکھ سے  
لٹا نہیں دماغ ہی گیسو سے یار کا  
خوشِ چشموں کے فراق میں کھائے یہ چچِ قباب  
سنجھی راہِ عشق سے واقف ہوئے نہ پاؤں  
ابوہ عاشقان سے ہوا حسن کو غرور  
پویند خاک ہو گئے اک بت کی راہ میں  
بھینچ گیا نہ پیر فلک نعل کی طرح  
تو دیکھنے گیا لبِ دریا جو چاندنی  
انسان کو جا ہیے کہ نہ ہونا گوار طبع  
اُس گل سے عرضِ حال کی حسرت ہی رہی  
اللہ کے کرم سے تون کو کیا مطیع  
انصاف میں نے عالم اسباب میں کیا

<p>چلتی ہمارے پینے کو آسمان ہوا آہن ہمارے واسطے سنگ نشان ہوا</p>	<p>گردش نے اسکی سرمہ کیے اپنے اتھوان قاتل کی تیغ سے رہ ملک عدم ملی</p>
<p>فکر بلند نے مری ایسا کیا بلند آتش زمین شہر سے لپٹ آسمان ہوا</p>	
<p>سبزہ خط یار کا تنکے مجھے چنوائے گا نافہ کش سوزن نہ اس رغبت سے طوا کھائیگا روزِ محشر شاعر دن کا پوست کھینچا جائے گا شیر کے نیچے کے زخمی کی طرح چلائے گا ہاتھ کو جو جھینچے گا پاؤں کو پھیلانے گا اینٹ کی خاطر کوئی کا فر ہی سہی ڈھائیگا پاشکستہ ذرہ ہو مشرق سے مغرب جیسا گوہر معصود اس دریا سے باہر جائے گا بارغ عالم میں مجھے شفا لب بھائے گا دامن رکھ دیکھ اہنین زندہ ہا ہاتھ آئے گا ابر رحمت حال پر اپنے کرم فرمائے گا</p>	<p>جو ہر اپنے آئینہ رخسار کا دکھلائے گا بوسے لیتا ہوں لب شیریں کے میں جس شوق سے لالہ رو کمر لگاتے ہیں گل اندام نئے داغ کشتہ مژگان خوش چٹان مردم کش نہ ہو سے سزوار اہل دولت سے فقیر دن کا غور کون تھینے بت کو توڑے بہن کے دل کو کون رہ من وقفہ کرے گا جو نہ ٹٹل آفتاب یہ صد آتی ہے شہر بھر ہستی سے مجھے طفل کے مانند اس پر رال پیکی گی مری گوشت کھا کر اتھوان میری نہ اچھا دھنیک گرمی خورشید محشر کیا جلا دے گی مہین</p>
<p>پوست اس کا صدف نقش اریار ہوگا بعد مرگ آتش اپنے ہاتھ تیرے پاؤں تک پھیلائیگا</p>	
<p>سبزہ پر اس گوش کے فیروزہ ہیرا کھائیگا نقش اپنا خانہ درمیں نگین بھلائے گا پاؤں میں موج آئیگی کبک ایسی ٹھوکر کھائیگا چشمِ مہوشی سے جو دیکھے گا جسے غش آئے گا سیکڑوں دل کوہ مکین سے ترے پس پائیگا میری گردن تک ترے گیسو کا حلقہ آئے گا</p>	<p>ریشم کے مارے زمرہ دغا میں لمبائے گا دسترس انگشت تک اس بیم تن کے پائیگا چل نہیں سکے گا ہرگز تیری انکھیلی کی چال حسن کا جلوہ بھی کم برق بجلی سے نہیں اسیالی گردش اور اس کی سکونت ایک جز ایک عالم سے راسخنا ہوں میں مجھوں آ</p>

آتش گل دامن باد صبا بھڑکائے گا  
ششِ حبت کو تنگ کر دے گا جو دل گھڑنگا  
وہ صنم کو تل کبودِ جنج کو دوڑائے گا  
گور میں بھی میرے سر کے ساتھ سودا چایگا  
مجھے دریا نوش تک کیا کشتی لے لائے گا  
حسن نے سیدھی بات کی اُٹا اسے لٹکایگا  
اک نہ اکرن ابر آب آتشین برسائے گا  
اسن چاہے تو دیارِ یخو دی میں پائے گا

سردی دے کا یہ بھگامہ نہیں رہنے کا گرم  
چار دیوارِ عناصر کی ہے وسعت کس قدر  
عرش ہے اس بادشاہِ حسن کا تختِ روان  
بعدِ مردن بھی رہے کا زلفِ مشکین کا خیال  
نم لگا دے مجھ سے ساتی لب تو رہو دین مر  
اپنی زلفوں کے اُچھنے سے خفا وہ سُخ ہے  
مجھ فدیہ کش سے بخار دل بھی ہوتا ہوشِ نیک  
یہ صدا آتی ہے مجھ دیوانہ کی زنجیر سے

آستانِ یار سے اُٹھنے کا قصد آتشِ مگر  
چھوڑ کر اس در کو سردیوار سے ٹکرایگا

دگر درونِ خانہ بیرون در نہ کرتا  
دیوارِ بھاند جاتا میں در گذر نہ کرتا  
اسمِ مبارک اُس کا جو نامو نہ کرتا  
قابلِ ادھر کی دنیا کوئی ادھر نہ کرتا  
خطِ عاشقوں کے دل کو زیر و زبر نہ کرتا  
مجھ پھر تاجِ ہر سے پھر مجھ ادھر نہ کرتا  
میں در دسہ کی خاطر یہ در دسہ نہ کرتا  
یہ وہ نمون نہ تھا جو اپنا اثر نہ کرتا  
کیونکہ چلی محبت تیسے لشہر نہ کرتا  
پانی سے بجھ کو تپلا اے نیشکر نہ کرتا  
دور و زہفۃ اک گلِ ہنسک لہر نہ کرتا  
صنمت کے لکھن تو شام و صبح نہ کرتا  
زلف دراز اپنی تو مختصر نہ کرتا

عین سے نالہ درو دل کی خبر نہ کرتا  
دربانِ یار مجھ پر شفقت اگر نہ کرتا  
زرگرِ رنگین سے ہرگز پیوند زر نہ کرتا  
تلوار کو اگر تو زیب کر نہ کرتا  
حسن اُس کو پیشِ خدمت اپنا اگر نہ کرتا  
اے آفتابِ محشر آنکھوں سے گر گیا تو  
صنل کو سول لے کر کس کی ہلا رگڑاتی  
آنکھیں دکھائیں تو نے دیوانے ہو گئے ہم  
آئینہ میں پر ہی سے چہرے کو دیکھئے تو  
شیرِ نرِ اُن لبوں کی رکھتا جو تو ہرگز  
بلبل کے حال پر جو روتا نہ ابر باران  
اے آسمانِ کفن کے دینے میں دیکھیا جو  
ملجاتے خاک میں گو سودا دے ہلا سے

<p>گرد اپنے یہ حصارِ ہالہ قمر نہ کرتا تقلید آدمی کی یہ جانور نہ کرتا کالا بھی کاٹتا تو مجھ کو اثر نہ کرتا کس کس کو غرق دریا شوق گھر نہ کرتا سیرے جو اس حشمہ کو منتشر نہ کرتا جو خانہ کمان سے باہر گذر نہ کرتا سعد دم اپنی ہستی عشق کمر نہ کرتا مین ذکر آدہ زیر شاخ سحر نہ کرتا</p>	<p>جاو کس کا اس پر چلتا مجھے چلے گا بلبل کا عشق حسن گل سے نہیں خوش آتا تزیان کا ہے جو ہر اس جسم سخت جان میں اُن دانوں کی صفا کا عالم جو اس میں ہوتا عالم دکھا کے اپنا وہ خجہ خانی وہ تیر آہ اپنے سینہ میں ضعف سے ہو نبت رسا جو زلف مشکین کی طرح رکھتی مرد فقیر اپنے ادیتے نہیں کسی کو</p>
--	---

لکھتا جو نامہ شوق اس سیر کو آتش  
تحریر اُس کو خامہ بے آب زرنہ کرتا

<p>بلبل مست سے سودائے گلستان نہ گیا زلفین و ان مند گئیں بان حال پریشان نہ گیا تجہ ابرو نہ گئی خجہ مرگان نہ گیا ساتھ یوسف کے زمانے سے یہ نڈان نہ گیا رات بھر گھر سے ہمارے مہ تابان نہ گیا پاؤں سے اپنے مین دیوانہ بیابان نہ گیا ذکر صبح وطن و شام غریبان نہ گیا چاروں اور اگر ابر گلستان نہ گیا کس قلم و مین شہ حسن کا فرمان نہ گیا شیشہ سے عہد تو پچانہ سے بچان نہ گیا کون سا آئینہ اس حسن کا حیران نہ گیا باغبان زرگس گلزار کا یرقان نہ گیا کون ہی مجلس ماقم مین مین ہمان نہ گیا</p>	<p>کو مہ یاد مین کس روز مین نا لان نہ گیا حسن کی طرح سے آیا نہ مرے عشق مین فراق واہ سے لوہے کبھی سالن کے اوپر چڑھنے مہر ہی صبح روان کی تن خاکی نے نہ کی صبح کی شام نظارہ مین بیخ روشن کے اُٹکے پہنچا مرد و جوش جنون سے دان تک روز و شب زلف بیخ یار کا افسانہ رہا مرغ سبیل کی طرح رقص کرین گے ملاؤں کون سے دلمین بنین یاد سے عشق کا نقش صادق القول بنین دوسرا مجھ سبیل کون سے شانہ کا سینہ نہ کیا زلف نے چاک خاک کیا تو نے نہ اُس عیسیٰ نفس کی پھر کی مجھ سا غم دوست نہ ہو دے گا کوئی دشمن</p>
---	---



اے شرمزہ ہون مقرر آتش قدمی کا تیری  
 بھوٹ کر آبلون نے خشک بنائیں حرکتیں  
 کوئی دنیا سے تری طرح گریزان نہ گیا  
 تم سے شرمندہ میں اے خارغیلان نہ گیا

عاشق اس غیرت بقیس کا ہون اس آتش  
 بام تک جس کے کبھی مرغ سلیمان نہ گیا

حال زار اپنا فنا کے بعد بھی روشن رہا  
 مردہ سے بدتر زلس احوال مجھ بخون کا تھا  
 خاندہ زنجیر میں دن رات اک شیون رہا  
 شکست گل پر گمان بوئے پیراہن رہا  
 چاروں حس گھر میں تو اے غیرت گلشن رہا  
 میں وہ مبل ہوں کہ جو مجھ گل سوسن رہا  
 غرقہ میں جالی رہی دیوار میں دوزن رہا  
 جب تک میرا چراغ زندگی روشن رہا  
 خندہ زن زنگس کے اوپر کیا گل سوسن رہا  
 سا لہذاغ الملق ایام سا تو سن رہا  
 ہاتھ ملتا مجھ مسافر کے لئے رہزن رہا  
 اک پری کا دست نازک حلقہ گردن رہا  
 میں گریبان چاک بھی بازھے ہوئے دہن رہا  
 موم مجھ دیوانے کی زنجیر کا آہن رہا  
 حال پر اپنے تارہ اپنا چشمک زن رہا

باغ عالم کی ہوا آتش نہ اس آبی مجھے  
 دوست جس گل کار با میں وہ مرادشن رہا

فطور آدم خالی ہے یہ ہم کو یقین آیا  
 گہا باقیس تک مکتوب شوقیہ سلیمان کا  
 تماشائجن کا دیکھنے خلوت نشین آیا  
 قرآن شستری دماہ کا دورہ تہن آیا  
 مبارک ہووے حکو ابر باران آفرین آیا  
 ہنسین تیرے کرم سے جام مثل برق استغنی

عجب انداز سے آغوش میں وہ نادین آیا  
 ستارہ نیک ہے میرا تو وہ ذرہ جبین آیا  
 تری انگشتی یاد آئی جب نام نگین آیا  
 ہزاروں میں درگستان سے آہ آتشین آیا  
 گیا جب اس مکان سے پھر نہیں اس کا مکین آیا  
 اگر اپنے لبوں تک کوئی نعل آتشین آیا  
 جو کوئی مشتری بازار عالم میں حسین آیا  
 پسینا پاؤں کا کس روز یاں ترک نہیں آیا  
 سمجھ زبر زمین اُس کو جو بالائے زمین آیا  
 نہ شہر مذہب زنج کوئی آہوے چین آیا  
 نعل سے ہو کے دان تک جو چاکلتین آیا  
 کھلے کی گُن کی قلعی جو کوئی نیچ بین آیا  
 مقام گسبے نشین وصال عنبرین آیا

پری شیشہ میں اتری کہیے یا قالب بن روح مانی  
 نمونہ نقشِ حُب کا مشتری کے روز گھٹا ہون  
 خدا بھی تو پیش چشم تیرے دست نازک تھے  
 مبارک کشتیاں نے کی تباہ منہ کو ہون  
 نہ گھر اچا دون کے واسطے اے روحِ قالبین  
 نہایت تشنہ دیدار میں خوب اُسکو جو سین گئے  
 یہ جنسِ دل مقرر اُن نظر اس کو دکھا دین گئے  
 شفقت سی شفقت کی ہے راہِ عشق میں نہیں  
 چھوڑ دیا کسی کو آسمان بے گور میں بھیجے  
 سب کو سے شکار اُس کا تباہ خوش گم کر دے  
 گریبان تک بھی دہن سے جنون ہو رہا اس کا  
 مری آنکھوں سے اُس آئینہ کی صورت نہ بچھوگا  
 مصوٰر کو تری تصویر کا سودا مبارک ہو

رجوع اپنے دل روشن سے کہ آتش جو مضطر  
 گیا خرم جب اُس درگاہ میں اندوہ گین آیا

یہ پشتِ اسب تک تیری سواری کو ہوس گیا  
 جو اس طاعتِ سبب میں لب تکب آتشین آیا  
 شرف ہو اُس مکان کا جسمینِ جانِ حسین آیا  
 وہ نادان ہے جسے خوف کرنا کا تہین آیا  
 فرشتہ بھی جو مقضِ روح کو آ یا حسین آیا  
 الہی خیر کجیو گرک پوسٹ کے فرین آیا  
 دل اپنا نذر لے کر سب بدون کر سی نقین آیا  
 مقرر منکر ہوئے باطل گمانوں کو یقین آیا

عدم سے جانبِ سستی جو ان تجھسا نہیں آیا  
 کیا شکرانہ آبِ تقابلی کر اُسے ہم نے  
 غنیمت جان اے دلِ نقشِ عشقِ بارِ جانی کو  
 کبھی قسمت کے رکھے سے زیادہ بھ نہیں سکتا  
 اثر اپنا کیا آخر ہمارے عشقِ کامل نے  
 جگہ بدین نے کی سلوے یا رنیکِ طہیت میں  
 بجائے عرش کے اور دماغ اُس شاہِ خوابان کا  
 دکھائے جو ہر اپنے آئینہ نے فکرِ نگین کے

<p>نیا ز اُس سے کیا پیدا نظر جو نادمین آیا زبان پر میرے صد تھے ہوئے ماریا سین آیا عنایت جان جو پیش نگاہ دلِ سین آیا خدا کے فضل سے خائن کیا آتشِ امین آیا</p>	<p>ہنوگا سن کا جیسا بھی عاشق کوئی دنیا میں صباح سے تری شبیہ دی جو شعر میں اُس کو نہیں گی کبھی جسکو پھر آنکھیں دہ تاشا ہے کیا دجال کو بیوز خاک اقبال ہدیٰ نے</p>
<p>گنہ عشق کب صاف ہوا در داس میں ہوا کہ صاف ہوا نخلِ سُرخ کا غلاف ہوا در درِ درمان سے المضاف ہوا سینہ اپنا زمین صاف ہوا مردم دیدہ خالِ ناف ہوا قول سے فعل حبِ خلاف ہوا سنگِ قبر اپنا کوہِ قاف ہوا فکر کر کر کے مونگٹا ہوا مذہبون میں جو اختلاف ہوا وہ زبان ہوں نہ جس سے لاف ہوا</p>	<p>حسن کس روز ہم سے صاف ہوا لے لیا شکر کر کے ساتی ہے تیغِ قاتل پر اپنا خونِ جسم کر زہرِ پیہر ہو گیا مچھو خاکساری کی ہو چکی معراج کسے یار نے دکھائی سمجھ دعوتِ محبوبِ مکر وہ مردِ نہیں فاتحہ کو جو وہ پری آیا اُس کر کے ثبوت میں عاجز زند مشرب ہوں مچھو کیا ہوئے وہ دہن ہوں نہ نکلا حرفِ غرور</p>
<p>محرابِ مقبرین کا ہا سے ستون کیا اب کی بہار میں اسے نذرِ جنون کیا شبیہ میں جس نے تھکوا اُتار امنون کیا مطرب نے مکر سے سر سے ارغنون کیا کیا کیا نہ چشمِ یار نے مجھ پر فسون کیا یوسف سے بھی عزیز اُسے چنے فردون کیا</p>	<p>پیری نے قدرِ راست کو اپنے نگوں کیا جامہ سے جسم کے بھی میں دیوانہ گنگ کیا دیوانے تیرے یوں تو ہزاروں ہیں پر کیا بچھو فی کے جو نصیر سے حال اُس کو آگیا کس کس نگاہِ ناز سے دیکھا مری طرف گرگِ نعل کو پہلو میں دل کی طرح رکھا</p>

<p>آہ آتش اہل حسن کو جادو سے کم نہیں آئی بہار کپڑے لگا بھاڑ نے جنوں فرما د سر کو چھوڑ کے ہمیشہ سے مر گیا دریا بہا شراب کا بے یار رات بھر مضمون بند جانے ہم سے کبھی دگے داغ کا جو ہر وہ کو نسا ہے جو انسان میں نہیں کیا کیا نہ داغ ٹھکرو دیے شوق بوسہ نے</p>	<p>بے تیغ تیرے دست نگارین نے خون کیا عالم نے سال حال کا اپنے شگون کیا شیرین نے ناپسند مگر بے ستون کیا مثل حباب کا سہ سے داؤ گون کیا بیرون لب زبان سے ہوس درون کیا دے کر خدا نے عقل اسے ذوننون کیا اکھین شراب نے جو وہ رخ لالہ گون کیا</p>
---	---

آٹھکون سے جائے شک ٹپکنے لگا لہو  
آتش جگر کو دل کی مصیبت نے خون کیا

<p>فرط شوق اس سب کے کوچہ میں لگا لیجائے گا کاٹ کر پھینکے صیاد بے قابو نہ چھوڑ روتے روتے جان جادوے کی فریق یارین دل مرا مٹی میں رکھتے ہو تھکے ہاتھ سے مصر تک پہنچے نہ جو کنعان سے وہ یمن نہیں ایک گل اس باغ کا بوئے ذفا رکھتا نہیں وعدہ صادق تو عذر ایل سے ہے دیکھئے باغبان گلشن کے دروازے کو کیا رکھتا ہو بند استخوان اجرت میں دینگے ہم فقیر ایشاہ حسن کشتی تن بکریستی میں رہی برسوں تباہ حسن دکھلا دیگا اے بت تجھ میں شان اندکی</p>	<p>کعبہ مقصود تک ٹھکرو خدا لے جائے گا نانواں ہون باد کا جھوکا اڑا لے جائیگا اشک کا دریا مرا مردہ بہا لے جائیگا چھین کر اکدن اسے دزد و حنا لے جائیگا دست انخوان سے چھپتا تو بھیڑا لے جائیگا سبزہ بگناہ شوق آشنائے جائے گا اس سراسے مٹھک کتبک اس سر لے جائیگا کون غچہ کی کاہ گل کی تباہ لے جائے گا عرضی اپنے شوق کی تجھ تک ہا لے جائیگا پار اسے اکدم میں اس کا ناخدا لیجا لیگا تیرے آگے عالم اپنی التجا لے جائے گا</p>
--	--

ہوسے لیکھا دست تیغ قاتل بیباک کے  
آتش مقبول اپنا خون بہا لے جائے گا

<p>کچھ برق بجلی کو اشارا اپنا</p>	<p>لاچکا حسن جہاں سوز حرار اپنا</p>
-----------------------------------	-------------------------------------

<p>گنگ کو ہونہ فراموش اشارا اپنا حق تو یہ ہے نہیں تقدیر سے چارا اپنا گنہ عشق میں ہم ہے یہ کفارا اپنا ہم بھی دو چھوڑے ہوں دل بھی ہو چھوڑا اپنا خود پسندوں کو مبارک ہو نظارا اپنا کشتی دہل سے نہو دے گا گذارا اپنا ہم زمین پر مہین فلک پر ہر ستارا اپنا غوطہ کھلوتا ہے ساحل سے کنار اپنا منہ نہ دکھلائے عین عمر دوبارا اپنا</p>	<p>بادِ خاطر ہی جنبش تری مژگان کو منہم کسی تو میر سے لہے آئے نہ پائے بت شرم زنگ نذر دولب جھٹک مرزہ خون آلود تجھ ابرو بھی چلے تیج کیساتھ اوتقال آئینہ صاف ہوا دور سکندر آیا راہے صورت موسیٰ مہین بحر ہستی نذیر دیوار مہین ہم بام کے اوپر وہ ماہ بحر ہستی میں یہ طوفان پر علم چھینے سے صبح محشر بھی نہ ہوں خواب لحد سے بیدار</p>
---	--

سالہا سال سے تحصیل سخن ہے آتش

اس قلم و دین پر مدت سے اجارا اپنا

<p>صورت پرین تنگ مگل جاؤن گلا آج جاتا تھا تو صند سے تری گل جاؤنگلا نئے چھپا کر مین اندھیرے مین مگل جاؤنگلا نام معشوق نہیں ہوں جو مین مل جاؤنگلا کچھ مین لڑکا تو نہیں ہوں کہ دل جاؤنگلا پاؤن تھک تھک کے ہوں ہر چند کہ شل جاؤنگلا کوہ صبر اب یہ صلا دیتا ہے مل جاؤنگلا تیری حسرت ہی مین اے حسنِ عمل جاؤنگلا حال دل پر کھٹا افسوس مین مل جاؤنگلا موم سے نرم مراد دل ہے پچھل جاؤنگلا گر مہمان مین جو بھی آپ کی مل جاؤنگلا کیا سمجھتا تھا مین دودن مین بدل جاؤنگلا</p>	<p>ایسی وحشت نہیں دل کو کہ سبھل جاؤنگلا وہ نہیں ہوں کہ رکھائی سے جٹل جاؤنگلا شام ہجران کسی صورت سے نہیں ہوتی صبح کھینچ کر تیج کمر سے کسے دکھلاتے ہو سبب ہجر اپنی سیاہی کسے دکھلاتی ہے کوچہ یار کا سودا ہے مرے سر کے ساتھ ضبطِ بتابی دل کی نہیں طاقت باقی طالع بد کے اثر سے یہ یقین ہے مجھ کو چار دن زسیت کے گزرنیکے ناسف میں مجھے شعلہ رویوں کو دکھلاؤ نہ مجھے اے آنکھو چلے گل کھانے کو ہوتے مین عنایت بھکو حال پیری کسے معلوم جوانی مین تھا</p>
---	--

وہی دیوانگی میری ہے بہار آنے دو	دیکھ کر رد کون کی صورت کو ہل جاؤنگا
مٹوڑھلتے مہن مری فکر سے آج امراض مر کے کل گور کے سانچے مہن مین ڈھل جاؤنگا	
<p>سب خورشید رو نوروز کے دن میمان ہوگا          کہیں جھپٹ بھی سکے آتش تن روح سے یارب          دہن مین تیرے وقت ہو دیگی وقت پسند ہوگا          پیغمبر کو وسیلہ کر جو قرب اللہ کا چاہے          تو اس حسد دودی مین کسی کے منتشر ہوئے          عذاب گور سے واعظ نہایت ہی ڈراتا ہے          عداوت کی تو کیا حاصل نہ تھا معلوم اخوان کو          ہوائے دھر اگر انصاف پر آئے تو سن لینا          نہین معشوق ساعاشق کا کوئی دوست نیامین          فضیلت خانہ کعبہ کو ہے سارے مکانوں سے          فروغ غصہ کیا جس نے پچھا ڈا دیو کو اُس نے          قدم بجا ہی ہمارا ہوگا سمہ باغ عالم مین</p>	<p>خدا کے فضل سے بیچ شرف اپنا مکان ہوگا          کہان تک اس خرابے مین یہ گنجینہ نہان ہوگا          نامل ہوشگافون کو کمر کے درمیان ہوگا          گذارا بام تک کس طرح سے بے زرد بان ہوگا          فراق دوستان سپہ نصیب شمنان ہوگا          ہمارے ساتھ پیوند مین کیا آسمان ہوگا          کلک چاہ سے یوسف عزیز کاروان ہوگا          گل و بلبل حسن مین ہون گے باہر باغبان ہوگا          خدا سے کون بندے پر زیادہ مہربان ہوگا          کسی محبوب عالم کا یہ سنگ آستان ہوگا          اُسے رستم کہیں گے ہم جو ایسا سہلوان ہوگا          وہ ٹہنی پھٹ پڑے گی جس پر اپنا آستان ہوگا</p>
نہین اسرار سے آتش یہ تپا خاک کا خالی یہی وہ گرد ہے جس سے سوار آخر عیان ہوگا	
<p>کر بار سے کھینچ کر مہوئی تلوار جدا          عرض عشق بھی ہے اور یہ آزار جدا          مول لے کر ہم اُسے اپنے گلے کو کاٹیں          نہین گفتار ہے عالم سے نرالی اُس کی          ہاتھ گردن مین جو ڈالون تو یہ کہتا ہر وہ گل          حق تعالیٰ نے جو چاہا تو دکھا دے گی صنم</p>	<p>سگینا ہون سے کھڑے ہو دین گنگار جدا          رُوٹھ کر عیسیٰ سے ہوتا ہونین بجار جدا          کوئی قاتل کرے ابرو کی جو تلوار جدا          طرز رفتار الگ بندش دستار جدا          یارب انسان کے گلے سے رہے ہمار جدا          زلف سے پیچ تری شپشی دستار جدا</p>

سوزش عشق سے ہو دے گی نفاق انگیزی  
تنگ کرتی ہے قہا تھک نہایت اے تھک  
سشش جہت میں نہیں اُس نے کیا بی نظیر  
جال دل کہنے سے گنتی ہے زبان شمع کی طرح  
خانہ بار کا سن رکھ یہ نشان احو قاصد  
پیشگی دل کو جو دے لے وہ اُسے تحصیل  
بے بہا حسن کا اُس کے نہ بنے گا سودا  
بہونہ مسہرتی زلفوں سے نبشتہ سنبھل  
ہی رونا ہے جو ان خانہ خرابہ کھون کا

چار عنصر کو کرے گی یہ شہسار جدا  
نہ بند اس کا کرے گا یہ گنہگار جدا  
معنی نوہن ہر اک فقرہ میں دو چار جدا  
لب سے لب کیچو اس بزم میں زہار جدا  
تیرے سایہ سے کھڑی ہو دگی دیوار جدا  
ساری سرکاروں سے ہی عشق کی سرکار جدا  
میرے یوسف سے کھڑے ہو دین خریدار جدا  
کس کے ہر بیچ میں اک دل ہے گرفتار جدا  
بام سے در ہے جدا در سے ہر دیوار جدا

زندہ کو قتل کیا مردہ کو زندہ آتش  
فتنہ حشر سے ہر پار کی رفتار جدا

لجھاتا ہے نہایت دلو خط رنزار جانان کا  
روان رکھتا ہر خون آنکھوں سے جو اک نہر تاباں کا  
ہی جو آتش حسن تباں کی گرم جوشی ہے  
حسینوں کو دیا دل جس نے اپنی جان پر کھیدا  
گریبان گیر قاتل ہو گئے ہم فرماے محشر کو  
لب دندان سے تیرے لعل دگوہر کو کی نہایت  
خط شبنم محبت ہو گیا جو اس کی طلت پر  
کچھ ہی سرگزشت دل کے مضرین کا قلعہ میں  
ہبت سے ہوسے لینے سے کیا کم ارتباط اُس نے  
چھری صیاد نے حلقوم لبیل پر جو پھیری ہے  
ہدم کو باز گشت روح ہے اکرو زہستی سے  
وہ جانے گا جاری حالت دل جس نے دیکھا

کھینٹے گا تجھے کا نون میں سبزہ اس گلستان کا  
شفق آلودہ رستا ہے لالہ اپنے گریبان کا  
حلا سبزو کے مردہ کی طح زندہ مسلمان کا  
روا رکھتے ہیں خون یہ لوگ بے تعین نہاں کا  
ہمارا محضر خون جو ہر اک پاؤں سکے دامان کا  
نہ وہ ہنسک چوب کا نہ وہ ہم پلہ دھان کا  
دہان بار کو سمجھا میں چشمہ آب حیوان کا  
تماشہ قتل گہ کا ہر مطالع میرے دیوان کا  
یقین پر سیر خوری تیرہ کھودتی ہے نہان کا  
نباتے محل نام ہر خبر میرے گلستان کا  
ارادہ بندہ رہا ہر مصر سے یوسف کو کھان کا  
اشارہ ابرو سے پیوستہ سے برگشتہ مرگان کا

<p>ہنیں کچھ دفتر گل ہی میں بھی سرگزشت اسکی          اٹھادے زکس ٹھکانہ آکھ ادھر اگر دیکھ          کیا ہے خانہ زنجیر میں چو یا دھڑا کو          چنیں میں بسکے دل سودا زد کے تیری نفو میں          عظیم انسان کوئی کوئی بیخ القدر رکھتا ہے          ہوا ہے میری خوش حسی کا شہر اے صنم ہر سو          قلم حسن عالمگیر کی یہ سب مسکون ہے</p>	<p>شہادت نامہ بلبل ہے ہر شیا گلستان کا          سرے مرزائش کی آکھ میں سرسہ مغلان کا          ہوا ہے دو بین ہر ایک بدن میرز ان کا          ہر اک موئے رسا پر اے عالم پرگ جان کا          بلند اقبال ہو تو آستانہ تیرے اوان کا          عجب کیا اڑ کے پہنچے مہدیک سرسہ مغلان کا          کہ وہ ہفت کسور میں پر بلع تیرے فرمان کا</p>
---	--

خط لوز نے دوا لے لب جان بخش کے ہوئے  
 دکھایا خضر نے آتش کو چشمہ آب حیوان کا

<p>خدا سر دے تو سودا دے تری نفع پریشان کا          جگر خون پاں کھا کر چکے لعل بد نشان کا          دل صد پارہ کو سودا ہر اک کیوئے بچان کا          خدا و پختن کے عشق نے سہیں جگہ کی ہے          دل اس کا ہی خیال یار اگر تشریف فرما ہو          فیکہ اس کا اسکی ناک میں دنیا ہو میں بخون          خیال تن پرستی چھوڑ نکد حق پرستی کر          شب منتاب میں ٹھکھو مکدہ سوخ سوتا ہے          کمان جاتی ہے یہ ہر چہ بھاگے شوق منزل          خوشحال اس کا امداد جنوں سے جو رہنہ          جال یار نے جو نقش اپنا اس میں خطبہ لایا          مصل میں اطبا سن کے بجا راچھے بہتے ہیں          جبین پر اپنے نشان کو جو اس صوبے چھوکا          چہرے ریتے ہیں مشاقون سے اپنے اہل صلی</p>	<p>جو آکھیں ہون تو نظارہ ہوا ایسے سبیلستان کا          لومندی جو پھیرا جاتے ہو چہ مرجان کا          عجبان نفی سکین ہے اس گنج شہیدان کا          لگین دل پر ہے اپنے نقش پر مہر سلجان کا          قدم آکھوں کے ادھر سر کے ادھر ایسے مہمان کا          مری دوا لگی دم بند کرتی ہے پری خواہکا          نشان رہتا نہیں ہے نام رہتا ہے انسان کا          ستارہ آجکل چکا ہوا ہے ماہ تابان کا          میں آگے میں جب چھپا کیا عمر گر یزان کا          گریبان گیر ہے کوئی نہ دامگیر عریان کا          دل مشاق پر عالم ہوا یوسف کے زندان کا          فسانہ تیرے غناب لب سیب زخندان کا          کتابی چہرے نے نقشہ دکھایا لوح قرآن کا          ان آنکھوں پر بھی سایہ بڑ گیا برستہ موکان کا</p>
---	--



<p>ملاں آیا اُدھر اُسکو فنا تھا دم اُدھر اپنا  نُج روشن ترا جو دیکھتا ہے وہ یہ کہتا ہے  زبان سے اُسکے افسانہ زبان یار کا مُسنے  اسی سے عاشق اُس محبوب کی فریاد کرتے ہیں  نشان تیرا اُن آنکھوں کی محبت نے بتایا جو  گوئی میں لبریز میں نے کر دیے ہیں ایسا رویا ہوں  کچک جانے سے اس کے بندہ جو پہنچ جاتی ہے اُنکھیں  سنا کرتا ہوں اس کو چھپر کر پاؤں سے میں مجھوں  کتابی چہرہ کے نظارے سے آنکھیں مہور ہوں  وہ دوسہ یار دیتا تھا جو دن کو رات پر طالا</p>	<p>بلائے جان خفا ہونا ہے خوش اسلوب انسان کا  سحر کو کوئی منہ دیکھے تو ایسے مہربان کا  پیمبر سا کوئی ہوتا جو واقف رازِ مہمان کا  شکوہ حسنِ عالمگیر سے ہے رتبہ سلطان کا  اُدھر بھی جاتے ہیں ہم نُج جدہر پھر تا ہر مژگان کا  خیال آیا جو جو بے آبی چاہ زخندان کا  یہ دھوکا برقِ دیتی جو تھارے ردِ خندان کا  مری زنجیر کا نالہ جو افسانہ بیا بان کا  دل حباب کو کھینچے شگفتہ تیرے حسان کا  لیا تھا صبح میں نے نام کس کجوشِ نسا کا</p>
--	---

<p>سہارا کی ہے سائل ساغرے کا ہو ساگی سے  چمن سرسبز ہیں آتش کرم ہے ابر باران کا</p>
--

<p>نُج و زلف پر جان کھو یا کیا  ہمیشہ کچھ وصف دندان یار  کہوں کیا ہوئی عمر کیونکر لبر  ابھی سبز بے فکر کشتِ سخن  برسین کو باتوں کی حسرت رہی  مزا غم کے کھانے کا جس کو بڑا</p>	<p>اندھیرے اُجالے میں رُو یا کیا  قلم اپنا موتی پڑو یا کیا  میں کاٹکا کیا بخت سُو یا کیا  نہ جوتا کیا میں نہ بُو یا کیا  خدا نے بتوں کو نہ گو یا کیا  وہ اشکوں سے ہاتھ اپنے دھو یا کیا</p>
---	--

<p>زخندان سے آتشِ محبت رہی  کونین میں مجھے دل ڈبو یا کیا</p>
--

<p>گوشِ زد جس کے تھاری شہم کا افسانہ تھا  مشتب جو آنکھوں کو خیال کیوئے جانامہ تھا  غواب میں ٹھکبو خیالِ زکسِ مستانہ تھا</p>	<p>آہوئے سستِ مسلکی آنکھوں میں سگِ بولہ تھا  چنچہ مژگان کو حکم دستِ خشکِ شانہ تھا  آکھ کھولی تو لبالبِ عمر کا پیمانہ تھا</p>
---	--

یہ جو روشن ہو چراغِ حسن بے پروا نہ تھا  
پردہ میں تو کو جو بازار میں افسانہ تھا  
جامِ خالی میکدے میں سنگِ ماتم غامد تھا  
جانِ یانِ جاتی رہی دانِ نازِ مشوقانہ تھا  
عالمِ ادراج میں میرے ترے یارانہ تھا  
خوابِ شیرین تلخ کر دیتا یہ وہ ہسانہ تھا  
کو کہن بے مغر تھا بخون جو تھا دیوانہ تھا  
کس قدر دلچسپ حسنِ یار کا افسانہ تھا  
آفتابِ زرہ پر در جلوہ جانا نہ تھا  
بادِ نیرنگ سے لبریز اک پیمانہ تھا  
دانت تھا جو ننھ میں تیرے گوہر کیانہ تھا  
سیکڑوں ہی تودہ خاکستر پر دانہ تھا  
عشقِ مشوقِ مجازی اکبہ طفلانہ تھا  
ساتھ کیفیت کے تھا لبریز جو پیمانہ تھا  
جو ہر دن سے خنجرِ قاتل جو ہر خانہ تھا  
محبوبت آنکھیں بھین دل اللہ کا دیوانہ تھا  
بادشاہِ وقت زلفِ نین تمہارے شانہ تھا  
آشنا تھا تو سوا تیرے جو تھا بگناہ تھا  
گنج کی دولت سے مالا مال یہ دیوانہ تھا

اے پری پکیر نہ حب تک میں ترا دیوانہ تھا  
حسنِ عالمگیر چھپ سکتا چھپاے سے نہیں  
اٹھتے ہی تیرے دگرگون ہو گیا رنگِ نشاط  
واہ رے اندازِ نازِ اندر سے کبر و غرور  
آجکل سے سلسلہِ مہر و محبت کا نہیں  
نہیں اڑ جاتی جو سننتا یا میرِ محالِ دل  
محبتِ علمِ عشق کے قابل نہ تھا دونوں ایک  
پردہ ہائے گوشِ تنکِ سننے کو آ جاتی ہو جان  
حال پر اپنے توجہ کی نظر تھی جن دونوں  
جو ہر جامِ حباب میں حسن کے یہ روشن ہو  
لعل لبِ دونوں تھے اے محبوبِ لعلِ شجرِ غ  
مشنِ نازِ انگلی کرتا تھا جب وہ شمعِ رو  
صحفِ روئے حقیقت کی تلاوت کھلا  
ساقیا تعریفِ تیرے سیکدے کی کیا کرنا  
لبکہ رکھتا تھا ہر اک انہیں سے میری جگہ  
واہ رہی نیرنگِ سازیِ طلسمِ زندگی  
سایہِ بالِ ہما سے سرفرازی تھی حصول  
ٹھول کر بھگو کسی شکل میں کرتے یاد ہم  
روشنیِ دل میں تصور سے تھی حسنِ یار کی

حسنِ دیکھو عاشقِ شہید اے اللہ نے  
ان بتوں کو لازم آتشِ سجدہ شکرانہ تھا

صورتِ زخمِ ہوتا دمِ آخر مٹو کا  
آتشِ بے سے لگاتا ہے کیا رب آہو کا

عشقِ کئے ہیں اسے بچہ ابرو کا  
نشہِ میں کرتا ہے کارِ دلِ جشی وہ ترک

سبغی عامل کا اشارہ ہے تری ابرو کا  
 ڈھونڈھئے سرمہ اُن آنکھوں کے لئے جادو کا  
 سلسلہ دور پہنچنا ہے ترے گیسو کا  
 خال کا فرنے لہو خشک کیا سہد کا  
 تیلیاں آنکھوں کی تپلا ہوئی ہیں جادو کا  
 نام کو دخل نہیں سارے بدن میں مٹو کا  
 ڈر چھلاوے کا بھی دکھتا ہے شکار آہو کا  
 دل کو لہراتا ہے سبزہ جو کنارہ جو کا  
 اک لطیف ہے یہ اُس میں کہ ہے دو پہلو کا  
 مل گیا سر کو جو عجم ہے کسی زانو کا  
 خار اس خوکا نہ دیکھا نہ تو گل اس بو کا  
 سر و شجرہ ہے مرے گل کے قد و بلو کا  
 توے گل پر جو پڑے سایہ بھاری خو کا  
 ماہ نو دیکھ کے منہ دیکھنے اُس خوش رو کا  
 چاہئے خلوت اسے وقت نہیں قابو کا

دم فدا دیکھنے والوں کے کیا کرتا ہے  
 نگہِ لطف کی حسرت یہ سبھاتی ہے مہن  
 کہتے ہیں سنبھل فردوس بھی شاعر اس کو  
 رنج پر پور کے سودے میں مسلمان ہوئے زرد  
 اُس پر یوں نے کھلایا ہے جو سرمہ اُن میں  
 کیا کہوں اُس بت حبیبی کی صفا کا عالم  
 جان لے گا مرے اُس چشمِ سیہ کا سودا  
 خطِ پشت لب یار آنکھوں میں بھر جاتا ہے  
 مصرعِ قد میں ترے یوں تو مہن مہنی ملند  
 کیا کہوں آگئی ہے نیند کس آسائش سے  
 سیرِ گلزارِ بہت کی نہ لگا دل بے یار  
 سارے نخلوں سے شرافت میں ہو بلا دستی  
 مادہ ہو بادِ بہاری سے نہ بلبل کا دماغ  
 یہی شوق آنکھوں کو ہے سارے مینے ستا  
 شمعِ محفل بجو اُس شوخ سے گستاخِ امِ شوق

فکر کے زور سے باندھا نہیں جاتا عشق

ہاتھ آیا جو معنوں بھی کسی بازو کا

اے جذبے ل جو کچھ تری امداد سے ہوا  
 کافر جو پر عشق کے ارشاد سے ہوا  
 قد کا بلند مرتبہ شمشاد سے ہوا  
 بلبل کا سامنا نہیں صیاد سے ہوا  
 مرشد وہی ہے فرقہ آزاد سے ہوا  
 خندان جو زخم تیغ کی بیداد سے ہوا

ابدال سے ہوا نہ تو اوتاد سے ہوا  
 مومن سے بہتر اُس کو سمجھتے ہیں اہل دل  
 گل پر شرف تراش خوش رنگ لگیا  
 دلفون کے دام دیکھ کے گل چھل جائیگا  
 تیرے الف سے قد نے کیا ہے جب فقیر  
 رونا کھلایا مجھے ابرو کے عشق میں

<p>حسن و جمال یار کی اجباد سے ہوا          باہر کھڑا مین قلعہ فولاد سے ہوا          نخل حیات قطع نہ بنیاد سے ہوا          جس نے سنا وہ عشق مری فریاد سے ہوا          کارِ ہشت کوئی نہ شداد سے ہوا          نسیان کا مرض ہے تری یاد سے ہوا          شوقِ خرابہ کشور آباد سے ہوا          خون بگیاہ کا نہیں حلا د سے ہوا          نیکی کا اک عمل نہ بد اولاد سے ہوا          کس کس کا سرنگون مرے حلا د سے ہوا</p>	<p>کس کس طرح کے ناز کے جب ظہور عشق          تیغِ قضا سے جبکہ نہ بچا کہنِ حبا و          اے موت روزِ حشر کرے گا نہ پھر نمود          فریاد رس جو داد نہ دے اس کی جو فضا          سیر اپنے باغ کی بھی مرنے دی کفر نے          عیسیٰ نفس سے میرے یہ کہو پیام بر          تیرے ہی گنجِ حسن کے سود میں چھو کو          عاشق کو چپکے قتل نہ کیونکر کرے وہ شوخ          تاکوئے یار اشکِ ہبا کر نہ لے گئے          کیا کیا گناہ بجا رحمت کئے ہیں قتل</p>
---	--

آتش جو بے ستون کو بنایا تو کیا کیا  
 شیریں کے دل میں گھر تو نہ فریاد سے ہوا

<p>مارا ہوا دل اپنا ہے فصلی بخار کا          مسطور پر یقین ہے مجھے نے سوار کا          عہدِ شباب مجھ کو مبارک ہو یار کا          سوے کر کو رتبہ ہے سونے کے تار کا          دکھلا دیا سودا ہمارے دیار کا          پچانتا نہیں مگر آسن سوار کا          طوطے کا پر ہے سبز ہمارے مزار کا          ماہ چار وہ ہے جلالِ اس دیار کا          گلِ حین کے ہاتھ کے لئے کھکا ہو خار کا          پھرتا نہیں ہے تیرے منہ اس شکار کا          نازک ہے سنگِ شیشہ سے میرے مزار کا</p>	<p>لشتہ پر گرم جوشی ہر جانی یار کا          نافہمی کی دلیل یہ حکمہ ہے دار کا          بلبل کو ساز و آواز ہو موسمِ بہار کا          رنگِ طلائی رکھتا ہے اندامِ یار کا          ہونچا دیا عدمِ شبِ تارِ فراق نے          کرتا ہے مجھے اہلِ قیامِ شوخیان          خاموشی میں بھی باقی ہے گویائی کا نشان          جلوے سے روئے یار کے پلوں میں نشی          اندر سے دعا ہے یہی عندلیب کی          عاشق نگاہِ ناز کے رہتا ہے سامنے          کشتہ تنکِ مزاجی محبوب کا ہون میں</p>
--	---

اہل صفا کی قدر نہیں کرتے تیرہ روز چلنا پڑے گا ملک عدم کو پیادہ پا مطلب نہیں ہر عاشق یوسف سے یار کو	روشن ہر حال آئینہ سے زنگ بار کا اس راہ میں نہیں ہے گزرا سوار کا وہ ترک آشنا نہیں زخمی شکار کا
--	---

آتش بہ کس کی چاہ کا دم مارتے ہو تم  
وہ دلربا ہے دشمن جان دوستدار کا

باغِ طلسم حیرہ رنگین ہے یار کا دماں زین بھجوا ہے جو اُس شہسوار کا سودا ہوا ہے مرغِ جنون کے شکار کا اُس بادشاہِ حسن کے در کا فقیر ہوں پیری میں داغِ عشق نہ کیونکر عزیز ہو وعدہ خلاف یار سے کہیو پیام بر آتی ہے جھلکِ شہرِ حموشان سے یہ صدا نصل بہار آئی کہیں قطع ہو چکے دستِ عالی کی ضرب کا جنبش میں ہوا اثر بعد فنا ہے کوچہ کیسو کی جستجو چلتی رہی پھری تری اے ترکِ صید پر کیونے قربِ آئینہ روئے یار سے پہچے نہ پاؤں معرکہِ عشق سے بچے باز آؤں گے نہ مر کے بھی صورتِ عشق سے بھندے میں زلفِ بار کے بستے بھناؤں بے یار داغِ موتا ہے لالہ کو دیکھ کر بیکہ شرابِ موسم گل میں ہوا میں سست اُس شمعِ رو کی بعد فنا بھی ہے جستجو :	رہتا ہے چار فصل میں موسم بہار کا ہے عرش پر دماغ ہمارے غبار کا بھندا بنارہا ہوں گریبان کے تار کا ظلم ہما سودا ہے جس کے دیار کا بے فصل کا شر ہے یہ گل بے بہار کا آنکھوں کو روگ دیکھے ہوا نظار کا تاریکی کد ہے سودا اس دیار کا دامن سے سلسلہ یہ گریبان کے تار کا اُن ابروؤں میں معجزہ ہے ذوقِ نقار کا سودا تو دیکھو مرے سشتِ غبار کا خوارہ چھوٹا ہے خونِ شکار کا ڈانڈا ملا دیا ہے حلب سے ستار کا تلوار کھا کے بوسہ لیا بہت یار کا آئینہ ہوگا سنگِ ہمارے مزار کا دیتا ہے صدرِ روح کو سبتہ شکار کا آتا ہے خوش کسے یہ شگونہ بہار کا حاصل کیا پیادہ نے رتبہ سوار کا ہر ذرہ اک جبرغ ہے اپنے غبار کا
---	--

آتش نہ پوچھ سحر میں اک نونال کے  
سوز و دردن سے حال ہے کمنہ خیار کا

بندھن گئے باندھنوں اُس لٹ پٹی شاربک کیا  
تھارے چودھون کے چاہیے رضا پر کیا کیا  
پڑی ہے آبلون کی آکھ نوک خار پر کیا کیا  
نک چھو کا ہے زخم دیغ بیدار پر کیا کیا  
قدم مارا نہ کس کس نے تری رفتار پر کیا کیا  
ہوار شک اہل صحت کو ترے پیار پر کیا کیا  
اُداسی برسی جو بام و درو دیوار پر کیا کیا  
ستم تو نے کئے ہیں کا فودنیدار پر کیا کیا  
سپا ہے سُرہ تیری زگس ہمار پر کیا کیا  
بھسلتی ہیں نگاہیں یار کے رضا پر کیا کیا  
کسی ہیں بھتیان اُس ابروئے خمار پر کیا کیا  
موسے طوطی تری شیرینی گفتار پر کیا کیا  
گری ہواؤں اشکون سے مرے گلزار پر کیا کیا  
مرے زخموں نے تھو کا مرہم زنگار پر کیا کیا  
شہادت خواہ پھر کے ہیں تری تلوار پر کیا کیا  
حین میں گل سے ٹھٹھا ہونین قربار پر کیا کیا

کر نیگے افرا شاعر تباے یار پر کیا کیا  
اندھیری رات میں ہوتے ہیں صد تے کبک اڑکے  
گیا ہوں عہدیت کے جوین دیوانہ صحرائین  
سب فروت میں اس کان ملاحت کے تصور نے  
نہ طاؤسون کو میطر ز روکش آئی نہ کبکون کو  
سو گھا کر تو نے جو سبب ذقن اچھا کیا اُس کو  
گیا وہ ماہ جو صبح سب وصل اپنے گھر میں سے  
موا بھتے نہ عشق اچھن کس کس کو زمانے میں  
لبون پرستی و بان کیسے کیسے نگ لائے ہیں  
صفا آئینہ کی وہ چہرہ محبوب رکھتا ہے  
کسان سے دی کبھی تقبیبہ منہ منہ سے گا ہے  
فنا کی جان مصری کے عوض میں زہر کھا کھا کر  
جمن میں جا کے روبا میں جو باروے رنگین میں  
مٹانے یادگاروں کو تری خجہ کے آیا تھا  
جٹانے کوچوں گ لے ترک سے تو نے گھسیٹا جو  
رنگی دان بھی طبعیت بدگمانی سے محبت کی

مہو ا جو گوش زد افسانہ حسن یار کا آتش  
ہماری رال ٹپکی شربت دیدار پر کیا کیا

خنا پس پس گئی جو دست دبانے یار پر کیا کیا  
ارہا ہے دل مارا احنی رضاے یار پر کیا کیا  
اہو کے گھوٹ گھوٹے ہیں خلاء یار پر کیا کیا

گلون نے کپڑے بھاڑے ہیں تباے یار پر کیا کیا  
کیے ہیں غلکے سجدے خفاءے یار پر کیا کیا  
لکے کو کاٹ کر اپنے شہیدان محبت نے

<p>ہوئے ہیں آئینے حیران صفائے یار پر کیا کیا  دکھائے رنگ لعل بے بہائے یار پر کیا کیا  ہو اسے رشک صورت آشنائے یار پر کیا کیا  سندھے کی گلتکی اپنی تھاے یار پر کیا کیا  اڑے مغلس در دولت سرے یار پر کیا کیا  ملین ہن ہنئے آنکھیں لپٹ پائے یار پر کیا کیا  گر بیان چاک ہوتے ہن قبائے یار پر کیا کیا  سہاری جان نکلی ہوا دے یار پر کیا کیا  چڑھایے جن مری مند سے جیلے یار پر کیا کیا</p>	<p>خیال آتا ہے اس خوش رو کو جو صورت غالی کا  جوانے خبرے خالق انھن بان اور مستی نے  کیا ہے ٹکڑے ٹکڑے آئینہ کو پیش رہم نے  سمجھا رکھا ہے احوال قیامت ہے آنکھوں کو  رہا مجمع ہمیشہ عاشقان بے محنت کا  کیا ہے خوش خرام ناز کا عالم جو دکھا کر  کیا ہے اک جہان دیوانہ اسکی جانمیری نے  قبائے تنگ پر رکھے کلاہ کج جو دیکھا ہے  اٹھانے دی نہ آنکھ اور شب وصل اس پر ہی</p>
--	--

ہنیں آنیکا میرے بعد شانہ کا خیال ہنس  
پڑینگے بیچ گیسوے رسائے یار پر کیا کیا

<p>گناہ مجھے گا اللہ ہے غفور ہمارا  زبان جو ہو کہین آنکھیں تو ہی نور ہمارا  کہو تو شب ہمیں رہ جائیں گھر ہو دور ہمارا  چل غ خانہ ہے وہ رشک شمع طور ہمارا  ہزار شیشہ دل ہوئے چور ہمارا  نشاط و عیش ہمارا ہے تو سرور ہمارا  گزر ہو اوج بھی جانب قبور ہمارا  سند کس کو کیا واہ رے شعور ہمارا  حنائی ہاتھوں سے غن ہو گا بے تصور ہمارا  بہت ہی مرتبہ اتنا ترے حضور ہمارا  تھارے لطف و کرم سے ہے یہ غرور ہمارا  مزاج پھیر سکے گا نہ حسن حور ہمارا</p>	<p>معاف ہو گیا جو کچھ کہ ہے قصور ہمارا  ترے جال کے نظارے ہوئے ہن یہ روشن  عدم سے شوق تمہارا کشان کشان ہے آیا  اندھیری رات میں نکلے تو نور روز ہوش میں  شراب عشق نہ اک قطرہ بھی ٹپکے بے گی  قرار کرتے ہن صورت سے ترے دیکھی جو غم میں  مال کار کا دھیان آگیا کمال ہی ٹکے  سمایا دیدہ مشتاق میں وہ غیرت یوسف  کھلایا آپ کی آرائش جال سے صاحب  لگے جو درون میں اسے رشک آفتاب تو اپنے  تمہارے تکیہ سے یہ عرش پر دل غم اپنا  ہشت میں بھی نہ بے یار کے لگے کی طبیعت</p>
--	--

یہ حسن و عشق سے رسوائے ہر گروہ ہے تم یہ گناہ اس میں بھڑانہ کچھ مقصور ہمارا

جو ساتھ چلنا ہے آتش تو باندھے کمرانی  
سفر زیارت کعبہ کو ہے ضرور ہمارا

نشین ہر نفس ہر آشیان ہر مرغ مضمون کا  
نہ ایسا طاق کسری تھا نہ قصر ایسا فریبن کا  
رہا جو سرد پر چھاوان ہے تیرے قد و وزن کا  
جو دھیان آتا ہو خوش ابتالی بخت بایون کا  
لب بھر بیان سے سنتے ہیں فسانہ انسون کا  
وہی عشق آج تک ہر جھکوں حسن روزافزون کا  
ہمارا آخر ہے چلتا دور ہے صہبائے گلگون کا  
تھمارے اور اپنے فرق ہر اعجاز و انسون کا  
وہ شاعر ہون نہیں جو آشنا بگیاہ مضمون کا  
زمانہ آئینہ ہے اپنے احوال و گرگون کا  
خسایہ کرے گی رنگ بھجے سودائی کے خون کا  
ہنگامہ شاعر بھی جو یا تازہ مضمون کا  
ہلا سے اس میں سودائی ہو کوئی لعل بگون کا  
زمین میں ساتھ قارون کے گرما ہر کنج قارون کا  
صدائے چنگ کی تیرے آواز و قانون کا  
نسیم صبح سے آگے قدم ہوا سکے گلگون کا  
قضا و کھلا چکی مٹھ جھکے میرے تشنہ خون کا  
سگ لیلیٰ کا خلق ہے استخوان ہر جو کہ عین کا  
وہ رخ جوش صفا سے رشک ہر قلب فلاحون کا  
کیا ہے تنگ وحشت نے ہماری عرصہ ہامون کا

مزا صیاد و نوین گے ہمارے شعر و وزن کا  
رفیع القدر ہر مصرع ہے اپنی بیت و وزن کا  
عین آئینہ ہے گل عکس ہر رخسار گلگون کا  
تری دیوار کے سایہ کو سین سر پر سمجھتا ہون کا  
زبان سے اپنی تعریف اپنی آنکھوں کی وہ کرتے ہیں  
آمن سالی میں بھی الفت دہی ہر فوج و انون کی  
زوال حسن میں تو لوٹ لینے دیکھے کیفیت  
لب جان بخش کی جنبش پر ایما ہر آن آنکھوں سے  
نگہ میری نہیں مد نظر پر غیر کے پڑتی  
قرار اس کو نہیں آتا ہماری بقاری سے  
سیہ شوخی سے اپنی ہو کے مٹھدی اس پر برو کی  
نکاش اے نوگل خندان ہر تیری حسد و جھگو  
بنایا صبح سے تا شام اُن کو آئینہ رکھ کر  
محبت ہوتی ہر معشوق کو بھی عشق کا مل سے  
نشا و عیش کا سامان ہر چھ بن مرگ سامان  
چمن کی سیر کو خورشید سے پہلے وہ ترک آئے  
نہایت دل مرادیدار کا قاتل کے جھوکا ہے  
گھلا دے ڈیان سوزِ فراق یا جب چاہے  
بنایا ہے زبس حکمت سے اپنی دست قدرت  
جنون لے چل عدم کو یاں بھی گھبراتا ہر دم بنایا



مزا ملتا نہیں نعمت سے انہی نصیبوں کو | نہ دیکھا لالہ داعی کو اکدن نشہ افیون کا

صفحا کے واسطے سخن وہ بت داتون میں ملنا ہو  
خدا حافظ ہے آتش آبروئے درمکنون کا

ذرا سنبھل کو لہرایا تو ہوتا  
گل لالہ کو شر مایا تو ہوتا  
یہ انداز قدم پایا تو ہوتا  
قیامت قدر لایا تو ہوتا  
کبھی کچھ ہم سے فرمایا تو ہوتا  
گلون نے منھ کو بنوایا تو ہوتا  
یہ قد بوتا سا رکھلایا تو ہوتا  
زبان تک حال دل آیا تو ہوتا  
نہ گڑھا تا تو پتہ پایا تو ہوتا

ترسی زلفون نے بل کھایا تو ہوتا  
مُخ بے داغ دکھلایا تو ہوتا  
چلے گا کبک کیا رفتار تیری  
نہ کیونکر حشر ہوتا دیکھتے ہم  
بجالاتے اُسے آنکھوں سے ایسوت  
ترسی صورت سے سہنا تھا نہ لازم  
اکڑنا بھول جاتے سر و شمشاد  
کہے جاتے وہ سُنتے یا نہ سُنتے  
صنوبر سے جو کرتا قد کشی تو

سمجھتا یا نہ اے آتش سمجھتا  
دل مضطر کو سمجھایا تو ہوتا

جو کڑی کو بھول کر تو وہ ہرن ہو جائیگا  
غنیہ گل کی طرح خوشبو دہن ہو جائے گا  
دھیان لینے کے قابل ہیر ہن ہو جائیگا  
سُرخ تر لالہ سے رنگ یا سمن ہو جائیگا  
چشم زگس گوش گل غنیہ دہن ہو جائیگا  
کو کہن خسرو نہ خسرو کو کہن ہو جائے گا  
جسے ہینا اس کو یہ جامہ کفن ہو جائیگا  
روح کو جسم مثالی پس رہن ہو جائیگا  
آئینہ جوش صفا سے وہ بدن ہو جائیگا

سامنا تجھے جو اے نادک فلن ہو جائیگا  
مام تیرا حس کو درد اے گلبدن ہو جائیگا  
موسم گل من بدن کو کپڑے چائے کھائیں گے  
تیرے آنے کی حس من ہوگی ہر گل کو خوشی  
حسن کا عالم دکھا دے گی مجھے سیر جہن  
عشق شیرین من عبرت دونوں کو جو ایسے شک  
خلعت شاہی نہیں اے بوداوس تشریف عشق  
بعد مردن بھی رہے گا خوق عریانی مجھے  
کھنار اکدن مری تمثال ہو کے بار سے

بھاڑ کر یونہی محبوبوں کو دنگا ہر برس  
چشم کے چشموں میں اٹکا اتفاق چنانہیں  
موت کے آنے کی ہوگی اس قدر شادی مجھے  
روئے بت پر آنکھ میری طرح رغبت کی ٹھال  
سکے داغ و فدا کو دن مرے کام آئیں گے  
مدعی کیا تشنہ دیدار ہو دین گے ترے  
چار دن جو گرم بازار شباب اور نونال  
شاعروں کے کہنے پر اترا نہ اے گدیوے یار  
خط کے آنے کی خبر تھی روئے رنگین پرکے  
دختر رز ہوگی حلقے میں ہمارے بے نقاب  
دم فنا اپنا کرے گا کو کہن سر پہ چوڑ کر  
ہر گھڑی ہر دم ترقی ہے جاں یار کو  
وجد ہو گا ہر شجر کو دیکھ کر اسکی ہمار  
دم میں دم جبتک جو بھینٹے کانہیں میں ہمار  
تفضل بے مفتاح کا عالم کرے گی خاموشی  
منزل مقصود دکھلا دیگی تو فیق ازل

پیر بن درویش کا دل نہ کہن ہو جائے گا  
اشک کے قطروں سے دریا بہن ہو جائیگا  
بھٹ کے اتر گیا شگنہ سپہیں ہو جائیگا  
سامنا مصاب کا اے برہمن ہو جائے گا  
عشق کے بازار میں ان کا چلن ہو جائے گا  
آب زہرہ دیکھ کر چاہہ ذوق ہو جائیگا  
کوڑیوں کے بول یہ سیب ذوق ہو جائیگا  
عنبہ سارا نہ تو مشک خشن ہو جائیگا  
کیا سمجھتا تھا میں خاراں میں ہو جائیگا  
خلوتی کو اشتیاق اکہن ہو جائیگا  
غزہ شیریں فریب پیر زن ہو جائیگا  
روح سے بہتر لطافت میں بدن ہو جائیگا  
لالہ غربت مرا داغ وطن ہو جائے گا  
میرے اُص کے اتفاق روح تن ہو جائیگا  
مثل ماہی بے زبان اپنا دہن ہو جائیگا  
دوست دشمن ہوں گے رہبر راہزن ہو جائیگا

یار دہان ہو گا آتش وصل کی شب آئینی  
خانہ شادی مرا بیت اکہن ہو جائے گا

ہنہیں ہے غزہ سوال عشرہ ہے محرم کا  
خدا نے کر دیا حاکم مجھے اکمیر اعظم کا  
ہمارا ہی دیکھ کا حلقہ جو ہے حلقہ ہے خاتم کا  
مسیحا سا ہے شاید پاکہ امانی مریم کا  
کھلونا جو ہمارا دل تری طفلی کے عالم کا

ہلال عید ہے بے یار جانی فعل ماتم کا  
نہ رکھی دولت دنیا کی خواہش خاکساری نے  
نصو یار کے دندان کا ہیرے کا گیندہ  
جینے جس کی عفت کو صل یار سے پوچھو  
شگستون پر شکستین چوٹ پر کھائی جو چوٹ

نصو سے اسے ایوان دل میں مین لگاؤں گا  
 خباہہ ہو چکا تیار اسے سرور روان اپنا  
 ہوا سے فصل گل ٹھہر کار ہی جو عشق گل کو  
 خوشی قتل کرتی جو صنم ملند گو یا ہو  
 ہوا ہون ہو سے لاغر مین پرے ہیں گھوٹین حلقے  
 چرلے سے منوگی دیو کے زیر نگین کشور  
 حنین مین جانگلتا ہون جو بے اس جو جنت  
 عتاب یار سے رنگ رخ مرعج ہوتا ہے  
 بلا سے جان ہوا تیرا گناہ اسے مایہ سادی  
 وہ بت بھی راہ مولادے اگر بوسے تو بہتری  
 تری ابرو کا دل اسے ترک کشہ ہون پر طالع  
 فقیری نے دیا ہے رتبہ علی بادشاہی سے  
 بھر آیا زخم دل مجھ چوٹے سے یار جانی کے  
 نگاہ زہر آلودہ سے اٹھایا اشارہ ہے  
 ترے در کی فقری کو شرف ہے باضائی پر  
 کف افسوس مل مل کر گریبان چاک کرنا ہون  
 ادویانی کیا ہے شوق نے اس کعبہ کو کے

صفا سے پکیر یار آئینہ سے قد آدم کا  
 شگوفہ بھولنا باقی رہا ہے نخل ماتم کا  
 حنین مین کر رہا کار روغن آب شبنم کا  
 لب جان کش پر ہوتا ہے شک عسلی ہیدم کا  
 پریشان کر رہا ہے حال سودا زلف پر خم کا  
 کھٹ ہے تو انگشت سلیمان مین جو غاتم کا  
 حرارہ عشق گل لاتی ہے نار جنس کا  
 بچاہ خشک مین کرتی ہے زہرہ آب رستم کا  
 بنایا کامشون نے ہجر کی تپکا مجھے غم کا  
 سخاوت سے زمانے مین جو ذکر خیر حالت کا  
 خوشا حال اس کا جو چرنگ ہوا اس حق خوش کا  
 دو عالم مین مردل ہے جہان مین جام تھا جم کا  
 نہ تھا معلوم شد لب اثر کھٹا ہے سرم کا  
 کہاں تریاق سے نصیفہ ہو سکتا ہے اس سم کا  
 گواہ اس قول کا جو حال ابراہیم ادہم کا  
 خیال آتا ہے اسے رشک پر ہی جب تری حرم کا  
 ہمارے دیدہ تربہ ہے عالم چاہ زمزم کا

نصرت

زبان پاک اگر پیدا کرے انسان کو عشق  
 ہر اک نام اتھی مین اثر ہے اہم عظم کا

درد مندوں نے ترے سخنہ دوا کا دیکھا  
 رنگ بزرگ گلستان کی ہوا کا دیکھا  
 لوح سمین پہ اگر کام طلا کا دیکھا  
 تنے انداز نہیں اپنی ادا کا دیکھا

مرگئے پر نہ اثر حُب شفا کا دیکھا  
 تیرے پھرتے ہی اوداسی سچ مین بھائی  
 گوئے سخن کی ترے یاد آئی سنہری نشان  
 سامنے آئینہ رکھتے تو غش آج بامنا

دست دپا یار کے چومون گا یہ تحفہ دیکر  
ناز معشوق سے غمزہ مین زیادہ کھلی  
جامہ زیبی ترے اندام کے ادبِ بھری ختم  
تیری درگاہ کا اللہ زے جلال سے شہِ حسن  
پھانسی دینے مین اجا کے نہ کوتاہی کی  
اے شہِ حسن کبھی دھوپ مین نکلا ہے جو تو  
پھر نین آنکھیں جاری طرف کو چہ یار  
ہر تار سے لڑائی لکھ ہر اک گلِ سونگھا  
ذرہ کی طرح سے ہم نے بھی لڑائیں کھین  
جو ہر لوح کیے نشہ نے نے روشن  
سیرِ تہانہ کی جب تک کہ نہ کی تھی ہم نے  
سر و شمشاد و صنوبر کو نہیں کچھ نسبت  
التجا کرتا ہوں اللہ سے وصلِ بت کی  
روئے گلِ دیدہِ بلبل سے گرا اور محبوب  
چھلکے یا قونی لب کو ترے بچو دھوئے ہم

نوحۂ ہون جو کہیں پڑخنا کا دیکھا  
آئی جب راستہ برسوں ہی قضا کا دیکھا  
تھکوا پہنا کے جو اندازِ قب کا دیکھا  
عرش پر ہم نے دماغ اُس کے گد کا دیکھا  
حوصلہ ہم نے تری زلف رسا کا دیکھا  
سر کے ادبِ ترے سایہ بھی ہوا کا دیکھا  
جانبِ کعبہ جو رخِ قبتلہ نما کا دیکھا  
تھا تماشا جو کچھ اس ارض و سما کا دیکھا  
رخِ حب انہی طرف اُس نہر تھا کا دیکھا  
ٹوٹے غنچے غلام اُن کی حیا کا دیکھا  
کارخانہ ہی نہ تھا شانِ خدا کا دیکھا  
قربِ بلا کو ترے ہم نے بلا کا دیکھا  
ہاتھ اٹھائے جو محلِ مین نے دلا کا دیکھا  
زنگِ مندی سے جو تیرے کھن پاکا دیکھا  
نشہِ معجون مین بے ہوش رہا کا دیکھا

کوئے قاتل کا تماشا اُس سے دکھلا آتش

گرمِ جس نے نہ ہو بازِ فنا کا دیکھا

سو دے مین ترے دھیان مہین سودو زبان کا  
دل سے یہ دم فکر ہے قول اپنی زبان کا  
معدون سے تو سودا کیجا حسنِ بیان کا  
عقدہ کھلے اس گل کے جو غنچہ سے وہاں کا  
شک ہے کمر بار کے اوپر زنگِ جان کا  
سجھ تینے شرب وصل مین لُس واسطے دکھا کا

مطلق جو پس و پیش ہو ازان و گران کا  
بے خون جگر کھائے نہیں لطفِ بیان کا  
دانوں سے مگر کا ثنا باقی ہے زبان کا  
موسمِ سہتا ہوں تصور اپنے گمان کا  
کیسی رگِ گلِ رشہ بار یک کمان کا  
بجائے کرو ناز یہ غمزہ ہے کمان کا

تشبیہ نئی دون ترے گیسوے رسا کو  
 لہرا کے نہ اُلجھے مژدہ یار سے گیسو  
 اک ترک کے ابرو کے اشار کیا ہوں بندہ  
 فرقت میں تری صبر میں ہونے کا مجھے  
 قدس و ہن خساہ میں گل آنکھیں میں بخش  
 نفیث جو کرتے ہیں مرے حالت دل کی  
 سودا زدوں کی طرح کیا کرتے ہیں باتیں  
 پرسان جو ترے حسن کے عالم کا ہے تجھے  
 اک آبلہ کپ کپ کے خوشی ہی ہوئی ہے  
 زمینہ سخن گو یوں میں ہر خواجگی ہم کو  
 عنجبہ نہ دہن ہے نہ رگ گل وہ کمر ہے  
 پیری میں بھی دل سے نہ مٹے دلغ محبت  
 رخ پھر لیا بوسہ طلب کرتے ہی ہم سے  
 کھودی گئی کو چہ میں ترے قبر ستاری  
 طوفان نہ کراے گل مجھے ہنس ہنس کے نہ رولا  
 بے مثل ہی بیکتا ہے جو تصویر ہے اس کی  
 دنیا کے خرابے میں نہ گھر جس نے بنایا  
 لطف دو جہاں حسن سے ہی یار میں میرے  
 جان بربہ کو فی عشق کے آزار سے کیونکر  
 بنیا و فسادوں کی ہے آغاز سے اس کے

اُترا ہوا چلہ کمون ابرو کی کمان کا  
 سوزن ہنیں دے سکتی ہے دبیر کا ٹانگا  
 درکار مرے گوش میں ہے حلقہ کمان کا  
 بچھ اٹھے گا سینے سے نہ اس سنگ گران کا  
 رفتار میں عالم ہے تری بارغ روان کا  
 در پردہ تہہ پوچھتے ہیں تیرے مکان کا  
 بے فصد گذار امنیں اب اپنی زبان کا  
 مشاق ہے موسیٰ سے تجلی کے بیان کا  
 کیا شعر کمون قافیہ ہے تنگ زبان کا  
 بے لطف بیان نام غلام اپنی زبان کا  
 اندیشہ باطل ہر ترے وہم و گمان کا  
 گل صبح کو بھی ہو نہ چراغ اپنی مکان کا  
 کیا جو صلہ ہے تنگ ترے تنگ وہان کا  
 دروازہ کھلا اپنے لئے باغ حستان کا  
 بھاری ہو تین پر قدم پر اس آب روان کا  
 کھینچا ہوا کس کا یہ مرقع ہے جہان کا  
 جنت میں نہ نکلے گا جواب اس کے مکان کا  
 چہرہ ہے پری کا تو بدن حور جنان کا  
 آخرین دق اول میں مرض پر خفقان کا  
 انجام قیامت ہے جہان گذران کا

پیری میں جوانی کے کمان چھلے آتش

اب اپنی غزل خوانی پر غل برنگ نران کا

مدح حیدر سے حکمت خامہ و لزل ہو گیا

سر سے حاضر نقبت میں بے تامل ہو گیا

<p>کل ترے آگے چراغِ لالہ و گل ہو گیا مجلسِ حبیبِ برہم ہو چکی قل ہو گیا ابتدائے عشق میں چندے تحمل ہو گیا رزقِ اپنا مہوہ باغ تو کل ہو گیا حسن کی دولت سے وہ بت مرچل ہو گیا گاہ پروانہ بنا میں گاہ لبسِ ہو گیا نیچہ مرگان اُسے شاہین کا چکل ہو گیا طرہ شمشاد باغِ حسنِ سنبھل ہو گیا عشقِ بازو سے سواری کا تمبل ہو گیا مؤمنین کا مصحفِ رو سے ترے قل ہو گیا ٹھیک بلبل کے بدن پر جامہ گل ہو گیا جامہ سے باہر جو شوق بے تامل ہو گیا لالہ سیدِ باغِ چھلے کا ترے گل ہو گیا رفتہ رفتہ مغزِ سر سودائے لاکل ہو گیا تہ ہوا سطحِ زمین کا آسمان بل ہو گیا</p>	<p>زلفِ بچان سے پریشان حال سنبھل ہو گیا جام بھرتے بھرتے خالی شیشہ مل ہو گیا انتہائے شوق ہو اب صبر کی طاقت کہاں لے لیا جس نو نہالِ حسن نے بوسہ دیا کون ہے جو اُس کی جانب کو کھنچا جاتا میں نورِ سنج و رنگ گل دیکھا جو معے یار میں مربعِ دل مارا پڑا چشمِ سیاہ یار سے تو نے رکھوائی جو کا کل اے بت بالا بلند جب وہ شاہِ حسن نکلا گردِ پیش اُسکے ہو کافروں کو زلف کے زنا سے بھانسنی ملی تیرے آنے کی خوشی نے کر دیا یہ نگِ سرخ بے تکلف بند کھوون کا قبائے یار کے لسبکہ انگشتِ حنائی میں رہا تھا مدتوں بڑھتے بڑھتے حاکم ہو گئے وہ موئے مشک جوشِ پُر آیا جو ہجر یار میں دریائے شک</p>
--	---

خطِ بکھنے پر صفا چاہے جو یارِ شمش کہان

صاف ہوئے میں ہمارے اب تامل ہو گیا

<p>زندگی سے تنگ ہیں ہم بھی ضعیف بالِ قضا میری قبضِ روح کو آئی ہے لا حاصل قضا جو تک ہوتی ہے غافلِ صبح اے غافلِ قضا جانِ حاضر ہے جو مجھے ہوتی ہے سائلِ قضا اگر چکی تیرے شہدِ دن میں عینِ داخلِ قضا عالمِ ارواح کی دکھلائے گی محفلِ قضا</p>	<p>ہاتھ سے تیرے ہی لکھی ہو جو اوقافِ قضا زندگی میں کر دیا ہے ٹھکڑا مردہ عشق نے خوابِ غفلت میں نہ کھو نہ گامِ بیرونی انگن دل نہ دون کا پیشتر سے چپکا ہوں یار کو بیگنہ جلا سے پھر دانی گردن پر چھری بزمِ دنیا سے اٹھاتی ہے تو غم اس کا سنیں</p>
--	---

<p>پہلے محبوں سے کرے گی لیلی محل قضا دق کرے گی خون تھکوا کر بنے گی سل قضا سہل کر دے گا خدا ہر چند ہو مشکل قضا مین تو غافل ہوں مگر مجھے نہیں غافل قضا دور ہو ہر چند مجھے سیکڑا دن منزل قضا مثل پروانہ کھیتا ہوں سر نخل قضا کھیلتی جو شمع سان سر پر ترے ایدل قضا</p>	<p>عشق کا صدرہ نہیں اٹھ سکے کا معشوق سے عاشق حسن زبان سنتی ہے بھون سے مجھے نزع کی ایذا سے ہو جاو گی اکدم میں بجا مین اُسے بھولا ہوا ہوں دھجے بھولی نہیں پاس اپنے وعدے کے اوپر کھیتا ہوں آ حسن سے اک شمع رو محبہ کے دل کو عشق آج کل ہونا ہے سوز عشق سے جل جلکے خاک</p>
--	---

مہر فیض روح آتش جو نیکر آئے گی  
عشق بازی میں اگر کبھی نہیں کامل قضا

<p>اندھیر گیسوے سبہ بار نے کیا مڑگان نے وہ کیا کہ جو کچھ خار نے کیا غمرہ نیا یہ ترک ستکار نے کیا جو ہر سے کام بار کی تلوار نے کیا کام آفتاب حشر کا رخسار نے کیا رخنہ یہ قصر بار کی دیوار نے کیا مشاق روشنی کا شب تار نے کیا میٹھا نہ منہ کو تیرے نمک خواہ نے کیا پانی مرے ہو کو اسرار نے کیا اکھیر جھکھو میرے خسربار نے کیا محبود سر کو نری رفتار نے کیا دیوار ہم کو بار کی دیوار نے کیا کافر تجھے ترے بت سپدار نے کیا پائے نگاہ سے بھی خلش خار نے کیا</p>	<p>طرہ اُسے جو حسن دل آزار نے کیا گل سے جو سامنا ترے رخسار نے کیا مازدا کو ترک مرے یار نے کیا افشان سے کشتہ ابرو رخسار نے کیا قامت تری دلیل قیامت کی ہو گئی میری نگاہ کے رشک سے روزن کو جامی سودائے زلف میں مجھے آبا خیال رُخ حسرت ہی بوسہ لب شیرین کی رہ گئی فرصت ملی نہ گریہ سے اک لمحہ عشق میں سیاب کی طرح سے شگفتہ ہوا مزاج قد میں تو کر چکا تھا وہ حق برابری حیرت سے پاگل ہوے روزن کو بھیک پتھر کے آگے سجدہ کیا تو نے برہمن کاوش مزہ نے کی رُخ دلبر کی دید میں</p>
--	---

<p>عاشق کی طرح مین جو لگا کر نے بندگی          اعجاز کا عجب لب جان بخش سے مین          طرہ کی طرح سے دل عاشق کو پیچ مین          آنکھوں کو بند کر کے تصور مین باغ کے          نالان ہو مین اُس سُرخ رنگین کو دیکھ کر          ہکلا کے مجھے بات جو اُس دلربا نے کی          اٹھا اُدھر نقاب تو پر وے پڑے ادھر          لذت کو ترک کر تو ہو دنیا کا رنج دور          ناصاف آنکھیں ہو تو بدتر ہے سنگ سے          حلقہ کی ناف بار کے تعریف کیا کروں</p>	<p>آزاد داغ دے کے خریدار نے کیا          پیغمبر اُس کو مصحف رخسار نے کیا          کس کس لبیب سے تری دستار نے کیا          گلشنِ نفس کو مرغ گرفتار نے کیا          بلبل مجھے نظارہ گلزار نے کیا          کس حُسن سے ادا اُس سے تکرار نے کیا          آنکھوں کو بند جلوہ دیدار نے کیا          پرہیز بھی دوا ہے جو بیمار نے کیا          روشن یہ حال ہم کو حلا کار نے کیا          گول ایسا دائرہ نہیں پرکار نے کیا</p>
---	---

دیوانِ حسنِ باری کی آتشِ جو سیر کی  
 دیوانہ بیت ابر و خمدار نے کیا

<p>سہیلی سبھی رنج دیتی ہے قیدِ فرنگ کا          سودا ہی ہے جو تیرے خطِ سبزنگ کا          اندر سے دماغ بت شوخ و شنگ کا          دریا سے حُسن چہرہ ہے اُس شوخ و شنگ کا          کلمہ پڑھیں کے دونوں مرے خانہ جنگ کا          همان سہار باغ ہے دو چار روز کی          غیرت کا کوئے عشق و جنون میں گزرنین          صوفی مین دور جام ہے جو ش سہار ہے          اے بت خدا کے واسطے دل کو نہخت کر          سچوں آب و گل ہی سے رہتے مین سست ہم          سستا ہوں تختہ بھولا ہرگز گس کا بلغ مین</p>	<p>دیوانی نشانہ نبائی ہے سنگ کا          رستا ہے اُس کو آٹھ پہر نشہ نگ کا          نازک مزاج شیشہ سے تپلا ہر سنگ کا          مرگاہاں مہلین جو ارہ ہے پشتِ سنگ کا          زاع کمان ہو اس مین کہ طوطہ تفنگ کا          حیدر ہے دور دور شرابِ فرنگ کا          ہوتا ہے تنگ حوصلہ یاں عار و تنگ کا          خرقے مین اور داغ بے لالہ رنگ کا          اس کو بیہ مین ضرور مین فرسنگ کا          کس کو دماغ ہے نے یا قوت رنگ کا          آنکھیں بڑا بیٹے جوارادہ ہو جنگ کا</p>
---	--



قابل ہے دید کے یہ طلسم آب و رنگ کا  
 پایہ بہت بلند ہے تیرے پلنگ کا  
 ایک رنگ آشا نین ہو تا دورنگ کا  
 رخسار یار ہے کہ جزیرہ فرنگ کا  
 طاؤس آسمان پر شکار اس تنگ کا  
 موئے مزہ میں توڑ ہے تیر خدنگ کا  
 آئینہ ہو حلب کا ویا ہو فرنگ کا  
 آہو کو ہے ارادہ شکار پلنگ کا  
 تربت سے میری پٹرا کے کا پنگ کا  
 مالہ سرود کا ہے آغین شور زنگ کا  
 مطرب نہ مار ٹوٹے اب آواز چنگ کا  
 دھبہ لگانہ آئینہ رخ کو زنگ کا  
 گھلنا نین سبب کچھ اجل کے درنگ کا

مخ چمن کے نالوں سے ہے یہ صدا بلند  
 رتبہ ہے نسبت تخت سلیمان کا اوپر کی  
 وحدت پسند ہے تو زمانے سے کر گریز  
 تیار رہتی ہن صفت مرگان کی پلٹنیں  
 پھر دن سے کم نہیں شرر آہ آئینیں  
 دور کمان ہے ابرو خمدار یار میں  
 رخسار صاف چاہیے نظارہ کے لئے  
 وہ حتم گھات میں دل پر دلغ کے نہیں  
 بعد فنا بھی رنگ طبیعت بجائے گا  
 یوسف کے حن کے ہن وہ چکاروان ہنست  
 ساقی نہ قطع سلسلہ دور حجام ہو  
 جو مصلحتی دوا برو خمدار یار تھے  
 میری طرح مہوئی ہو نہ بجا حشیم یار

اس گنبد سہر کو من کیا کردن کا یار  
 آتش ہمیشہ رنج رہا گور تنگ کا

کم ہے جو کچھ کہ صاحب تاثیر سے ہوا  
 کیا حسن اتفاق یہ تدبیر سے ہوا  
 سودا نکل کے خانہ زنجیر سے ہوا  
 کانون میں درد چنگ کی تقریر سے ہوا  
 شیر دن کو سلسلہ تری زنجیر سے ہوا  
 یوسف عزیز خواب کی تعبیر سے ہوا  
 دوزخ میں گھر ہشت کی تعمیر سے ہوا  
 خورشید سر و قرص تابشیر سے ہوا

س کیا عجب طلا اگر اکسیر سے ہوا  
 قابو میں یار عشق کی تابشیر سے ہوا  
 دل تنگ جھٹکے زلف گرہ گیر سے ہوا  
 بے یار غم غنی کی تحریر سے ہوا  
 مردان عشق زلف کے پھیرے میں پس  
 دکھائی شان طالع بیدار حسن نے  
 شداد کو خدا سے نہ کرنی مہسری  
 گرمی جو کی مقابلہ میں رو سے یار نے

<p>دل باغ باغ یار کی تقریر سے ہوا اکیر کا جو کام تھا اکیر سے ہوا استادہ جو کہ فاصلہ تیر سے ہوا حب سامنا موافقی تصویر سے ہوا دیوانہ آفتاب کی شجر سے ہوا طفلی من محبو نشہ سے شیر سے ہوا بہتر ہوا جو مصلحت پیر سے ہوا رتبہ شہید کا نری شمشیر سے ہوا کلدار تنگ حلقہ زنجیر سے ہوا ہر روز عشق اک نئی تصویر سے ہوا انبوہ مودہ دانہ زنجیر سے ہوا وہ ظلم جو فلک کے بنو پیر سے ہوا کار سبند دانہ زنجیر سے ہوا انسان عفو عشق کی نقص پیر سے ہوا</p>	<p>بھرنے لگے جو منہ سے اُس رام جان کے چول دنیا سے بے نیاز قیامت لے کر دیا مارا نگاہ ناز سے اُس ترک نے اُسے آئینہ خیال کو منظور تو رہا ۶ وحشت ہوئی تصور رخسار یار سے تختانہ حدود میں مست قدیم ہون بھا کیا فلک نے جو رکھا مجھے علیل مارا بڑھین جنبش ابد سے بے گناہ یا دآنی زلف یار جو سنبھل کو دیکھ کر بھڑکا کیا مرتع عالم کے حسن پر آغاز خط کا زلف مسلسل سبب ہوئی اُس فوجوان کا ناز بہ کتنا ہے کیجئے زند ان میں اُس پری کا جو آبا کھجی خلیل حسن آٹے آگیا مرے غنجا کریم نے</p>
---	--

اے پیر عقل بھر مین آتش ترا مرید  
تقدیر کے خلاف جو تدبیر سے ہوا

<p>سرسنوریدہ کو پا سے غزالان پر بھی دیکھا ترا دیدار آنکھوں کو جو تھا مد نظر دیکھا نے گل رنگ سے سو سو طرح پیانہ بھر دیکھا وہ نان بے نمک پایا بہ شیر بے شکر دیکھا بیاض گردن محبوب میں نور سحر دیکھا اُسی کو بنے چاہا جو حسین بیداگر دیکھا بے دیکھا اُسے آلودہ گرد سفر دیکھا</p>	<p>بیابان کو بھی بھیجا جنون میں سیر کر دیکھا تجھے موجود پایا بار بھگو جلوہ گرد دیکھا تری ستانہ آنکھوں کی بگردش کا اثر دیکھا تمہارے روبرو چپکا رنج شمشیر نہ دیکھا سودا گیسوے مشکین میں ظلمت شام کی پائی محبت میں مزا ملتا ہے ابد میں اٹھانے سے مسافر ہی نظر آیا نظر آیا جو دنیا میں</p>
---	--

دل سوزان کی حالت سینہ سوز نہیں یاد آئی  
 خرید ارجحیت آئے بھی بازار عالم میں  
 نیا غمزدہ کیا میا د نے اپنے سپردن سے  
 ملاوت سے نہیں اکفرۃ موجودات کا خالی  
 ہوئے ہیں کیا سمجھ کر پرن فافوس با ہر  
 پھری نیت نہ ہرگز لاکھ کھا یا کھکھو بے صرفہ  
 خدا کی شان اسے بت جلوہ گر چس تیرے  
 بجو خون ہو گیا بدگو کا اپنے چپکے رہنے سے  
 خبر اکدن نہ لی پوچھا نہ حال اپنے عزیزوں کا  
 یہ مستغرق مقصود میں ہوئیں اس طاق بڑگی  
 تڑپتے دیکھ کر محکوم کہا نہیں کر یہ اس سے  
 فراق یارین جب عشق نے محکوم ٹولا ہے

کسی مجرمین بنے عود کو جلتے اگر دیکھا  
 وہی سودا گیا بننے کہ حس میں در بدر دیکھا  
 گیا آزاد اُسے جس مرغ کو بے بال پر دیکھا  
 اگر ہیز قند کو باز سے ہوئے ہر شکیو دیکھا  
 مگر ستموں نے پرداؤن کو بھی بے بال پر دیکھا  
 فراق یار سا کوئی نہیں جوع البقرہ دیکھا  
 تجلی طور پر دیکھی جو کھجکھو یام پر دیکھا  
 خموشی میں بھی مظلوموں کے نالے کا اثر دیکھا  
 وہ شاہ حسن بنے بادشاہ بے خبر دیکھا  
 پھرین اپنی نگاہیں حطوف کبہ اُدھر دیکھا  
 خدا کے دھوکے کو رنج و الم میں مبشر دیکھا  
 جو دل فولاد کا پایا تو تھپسہ کا جگو دیکھا

بدخشان دین چھانا لگانے غوطہ دریا میں

نہ لب ساحل ہشت نہ دندان سا گھر دیکھا

کھینچے جو رنگ عاشق کو نگاہ ناز کا  
 صوفیوں کو وجد میں لاتا ہے نعمت ساز کا  
 یہ اشارہ ہے ان کی نگاہ ناز کا  
 گفتگو بڑھ جائے گی تقریر عسی نے جو کی  
 پڑائے سوراخ دل میں گفتگو سے یار سے  
 ذمہ اُن آنکھوں کے کشتے کو نہ وہ لے سکے  
 لوح قالب سے جدا کرتا ہے قالب روح سے  
 سرمہ ہو جاتا ہے جل کر آتش سودا سے یار  
 بہر بابائی عاشق ہوتی ہے شوق خسرام

دیکھ لینا شرط ہے شمشیر خانہ ساز کا  
 شہدہ ہو جاتا ہے پردے سے تری آواز کا  
 دیکھ تو تیر قضا ہوتا ہے اس انداز کا  
 وہ لہجہ ان گشت بھی دم بھرتے ہیں اعجاز کا  
 بے کنایہ کے نہیں اک قول اس طنز کا  
 اس منون پندور حلپکتا نہیں اعجاز کا  
 ایک دن فی سا کرشمہ ہے یہ تیرے ناز کا  
 دیکھنے والا تری چشم منون پر داز کا  
 سور ہے غلخال پائے یار کی آواز کا

<p>مثل نے محتاج ہے اپنا دین و مساد کا یہ نہیں کھلتا کہ دل گشتہ ہے کس انداز کا کام مُنھ چڑھنا ہے اس تلوار کے جانباز کا منکشف ہونا نہیں بہتر ہے مخفی راز کا نبد ہو جاتا ہے پیش یار دم غماز کا روح بلبل کی ارادہ رکھتی ہے پرداز کا فکر رنگین کام اس پر کرتی ہے پرداز کا</p>	<p>منھ سے بیدل کے اشارے کھلتا کچھ نہیں حیرت آنکھوں کو ہے نظارہ میں اس محبوب کے یہ اشارہ کر رہی ہے ابرو و خمدار یار اسے زبان کیجیو نہ سحرِ حالت و کجا خیال غیبتِ عاشق کے سننے کا دماغ چکو نہیں کاٹ کر پرمٹھن صیاد بے پروا نہ ہو کھینچ دیتا ہے شبیہ شعر کا خاک خیال</p>
--	---

نبد شل الفاظ جڑ سے سے نگوں کے کم نہیں  
شاغری بھی کام ہے آتشِ مصرع ساز کا

<p>جھری جو تیز ہوئی پہلے مین حلال ہوا دلِ غریب مرا مفلسوں کا مال ہوا وہی ملا ہے جو محتاج کا سوال ہوا وہ آفتابِ نہیں ہے جسے زوال ہوا مجھے ملال ہوا تو مجھے ملال ہوا خیالِ یار مرا شعور کا خیال ہوا گلاں سے بھی ہو رنگِ عبیر لال ہوا عروجِ نجھکو ہوا جب کہ پامال ہوا بنایا سو چرِ اغان جسے نہال ہوا ہمارے وجد کے عالم میں ہو چال ہوا غمِ فراق کے دانتوں میں مینِ خلل ہوا پڑا جو عکس مرا آئینہ میں بال ہوا نگاہِ ناز سے وحشت زدہ غزال ہوا خیالِ خام کیا طالبِ محال ہوا</p>	<p>بلائے جان مجھے ہر ایک خوش حال ہوا گرد ہوا تو اُسے چھوٹنا محال ہوا کمی نہیں تری درگاہ میں کسی شے کی دکھا کے چہرہ روشن وہ کہتے ہیں ہر شام دکھانہ دل کو صنم اتھا د رکھتا ہوں سجایا آنکھوں نے وہ رخ تلاشِ مضمونین ترے شہید کے حبیبِ کفن میں ادا قاتل لبندِ خاک نشینی نے قدر کی سیسری غضبِ مین یار کے شانِ کرمِ نظر آئی یقین ہو دیکھتے صوفی تو دم نکل جاتا وہ ناتوان تھا ارادہ کیا جو کھانے کا کیا ہے زار یہ تیری کمر کے سودے نے دکھانی بھی نہ بھینچیں چشمِ سرگمین انہی دہان یار کے بوسہ کی دل نے رعیت کی</p>
---	---

بڑھا تو زلف ہوا گھٹ گیا تو خال ہوا  
 کھلونا آنکھوں میں اپنی ہر اک غزال ہوا  
 ہزار جان سے دل بندہ جمال ہوا  
 پھر اس کا ہیرہ ہنیں عمر بھر جمال ہوا  
 عرق عرق ہوئے ہم جس کو نفع مال ہوا  
 گمان و دم کو کیا کیا نہ احتمال ہوا  
 ہزار شکر کہ بھکونہ کچھ کمال ہوا  
 سیاہ ہوتا اگر عید کا ہلال ہوا  
 فراق تلخ تو شیریں تجھے جمال ہوا

رہا سبار و خزان میں یہ حال سو دے کا  
 جنوں میں عالم طفلی کی بادشاہت کی  
 سنا جمیل بھی تیرا جو نام اے محبوب  
 لکھا ہے عاشقوں میں اپنے تو نے حکما نام  
 گھنہ کسی نے کیا تھر تھرا دل اپنا  
 ترے وہاں دکر کا جو ذکر آیا بار  
 کمال کو نسا سو دہ جسے زوال نہیں  
 تتھاری ابد و کج کا تھا دوج کا دھوکا  
 دیا جو بیچ ترے عشق نے تو رہتی تھی

وہی ہے لوحِ شکستِ طلسمِ جسمِ آتش  
 جب اعتدالِ عناصر میں اختلال ہوا

غیرت نے قدم پھر نہ بیا بان سے نکالا  
 سر نہ کو ان آنکھوں نے صفا بان سے نکالا  
 یہ رنگ نیا بیخبرہ مرجان سے نکالا  
 گویا کہ وہ گل میرے گریبان سے نکالا  
 مطلب تھا جو کچھ اپنا وہ قرآن سے نکالا  
 کھنچوا کے مجھے گنجِ شہیدان سے نکالا  
 آزاد کیا بند گریبان سے نکالا  
 طغرا کو کسی نے ہنیں فرمان سے نکالا  
 صحرا کی ہوا نے مجھے زندان سے نکالا  
 ظلمت نے ہے چشمہ حیوان سے نکالا  
 وحشت نے مجھے ملکِ سلیمان سے نکالا  
 لعنت کا مزا گجر و مسلمان سے نکالا

وحشت نے ہمیں جبکہ گلستان سے نکالا  
 ہاتھوں نے جو مندی کو گلستان سے نکالا  
 کالی ہوئی شوخی سے ترے ہاتھ کی مندی  
 سو رنج کیا خار کھٹ پا سے جو باہر  
 باتیں سنیں اللہ کی مشتاق تھے جس کے  
 جھپکی نہ دم قتل جو قاتل سے مری آنکھ  
 گردن مری اے دستِ جنوں تو نے بھکائی  
 کیونکہ وہ شہ حسن کرے چینِ چینِ دور  
 وحشت نے کیا خانہ زنجیر سے باہر  
 مسی کا نہیں رنگ لبِ یار کے اوپر  
 دیوانہ ہوا دیکھ کے پریوں کی ادائیں  
 اے حسن محلِ دونوں کو سمجھا جو ترا میں

پانی نہ ترے چاہ زخدان سے نکالا	ہر جنہ کہ کاوش رہی مضمون میں اُس کے
برہوں نے بھی ہے سلسلہ انسان سے نکالا	لکھا یا ہے زلفون کو انھوں نے بھی تری طرح

نالان رہے ہم کو چہ محبوب میں افسوس  
بلبل نے بخار اپنا گلستان سے نکالا

شام سے یار اور میں جامے سے باہر ہو گیا  
روے زیبا حسنِ یوسف سے پیمبر ہو گیا  
دل ہمارا صبر کرتے کرتے پتھر ہو گیا  
اُس قدر لوٹا ہا اُس پر کبوتر ہو گیا  
اڑ گئے ایسے مرے چھلکے کہ شہر ہو گیا  
صادقِ اشعر کے جہرہ کا زیور ہو گیا  
آب گوہر سے ہراول کا صنوبر ہو گیا  
بوئے سنبل سے دماغ جانِ معطر ہو گیا  
مرغِ لعل کی طرح آخِ رطب کر ہو گیا  
وقتِ شبِ دربار اگر اپنا مقرر ہو گیا  
جسے سودیکارے سر میں مرے گھر ہو گیا  
پیشِ زہد یا مٹیِ مشک و عنبر ہو گیا  
اپنی آنکھوں میں ہلالِ عیدِ خضر ہو گیا  
نقشِ جانِ بازی کا اپنی اُس کے دلیر ہو گیا  
بھول کر گھر کو تباہی میں کبوتر ہو گیا  
طولِ شرحِ شوق سے مکتوبِ دفتر ہو گیا  
پانی پانی اُس طلائی رنگ سے زر ہو گیا  
برگِ گلِ صفحہِ رگِ گلِ نقشِ مسطر ہو گیا  
آسمان ہے وہ زمین کے جو برابر ہو گیا

وصل کی شبِ نگِ گردونِ فرغِ دیگر ہو گیا  
عیسیٰ مریم وہ لعلِ روحِ پرور ہو گیا  
ظلم سے اپنے پشیمان وہ ستمگر ہو گیا  
اُس شہِ خوابان کو جب کھاحرِ ضیہ شوق کا  
تختِ زردِ عشقِ دل کھیا جو حسنِ یار سے  
منتخب تو نے کیا لے کر قلم کو ہاتھ میں  
روح کو تفریحِ ان دانتوں کے دلچسپ سے ہوئی  
کو چہ گیسو سے کس دلبر کے آئی تھی نسیم  
جنشِ اُن مرگان نے کی ٹھہر جبری علی بابی  
عشق کا قصہ کہیں گے ہم حضور شاہِ حسن  
کو بچو بھرتا ہون میں خانہِ خرابوں کی طرح  
رتبہ سنبل کو ہم ہو چا خوشِ رخشاں کا  
صورتِ قاتل کے دلچسپ سے ہوئی ایسی خوشی  
قبر پر بیٹھا ہمارے ہو کے وہ قاتلِ فقیر  
پھوٹ کر مرج سے اپنے پریشانِ حال ہو گیا  
بوجھ ہے حال کا قاتل سے اٹھنے کا نہیں  
لعلِ و گوہرِ لعل و دندان سے کھوئے گئے  
فکرِ رنگین نے بنایا باغِ دیوان کو مرے  
گوشِ عارف میں یہ گورتان سے آتی ہے صدا

<p>تیری گردن میں صراحی وار گوہر ہو گیا تیغ ہے پیدا جو خونریزی کا جوہر ہو گیا گردلشکرمین جسے سمجھا تھا لشکر ہو گیا استخوان جو تھام رہے ہلو میں خنجر ہو گیا نام گلبن سننے تھے جس کا وہ منبر ہو گیا آئینہ شمال سے تیرے سکندر ہو گیا حام چشم یار مہوشی کا ساغر ہو گیا</p>	<p>ہم کچھ سے دیکھا نہ کرتے تھے صحبت کا اثر قتل عاشق کا اشاہہ تو ہم ابرو سے کر د کشور دل کو کیا غارت خطہ شہر نگ نے تیرے ہلو سے جدا ہوتے ہی احوال ہو جا عجبہ بلبل نے پڑھا تیرے بہار حسن کا سوق خود بینی ہوا تجھ کو جو اسے سلطان حسن سامنا جو پڑ گیا مہوش اڑ گئے بچود ہوا</p>
---	--

ایک الف سے قد کے سودین بڑا آتش فقیر  
چار ابرو کو صفا کر کے قلم در ہو گیا

<p>بادہ گل رنگ سے سمجھا اگر دل خون ہوا سرو سے سرسبز انپا مصرعہ موزون ہوا سانپ نے کاٹا تو مچھو نشہ انہوں ہوا زائل اعجاز جنون سے عقل کا انہوں ہوا کاسہ سرپردہ پوشی کے لئے واژون ہوا بیٹھ کر دیا گھڑی بھر میں جہان جچون ہوا بار کا شا کر تو میں حباب کا منون ہوا شہر میں آئے تو داغ لالہ بامون ہوا گل ترے آگے چراغ عقل افلاطون ہوا سرو ناموزون ہوا قد یار کا موزون ہوا عشق کے نیرنگ سے حال انپا گوناگون ہوا بگینہ جب تیغ سے تیری ہمارا خون ہوا سامنے دزد حنا کا جب کوئی صنون ہوا رنگ رو میرا مرے محبوب کا گلگون ہوا</p>	<p>شادمانی میں نے کی غم حسن قدر افزون گل سے رنگین تر ہمارے شعر کا صنون ہوا کا کل مشکین کے سودیسے ہوا میں سنجیب موسم گل کی ہوا نے دور کی قید لباس مغز کے بدلے بھرا سودا جو عشق یار کا بھرتے بھرتے جستجوے گوہر مہتودین حکم سے اس کے کیا جو قتل مچھو لے گناہ خون کیا غربت میں دل نیا وطن کی بامین اے جنون عشق کا لے کا اثر رکھتا ہو تو تول دیکھا ہے میزان خرد میں یار ہا گاہ گریان گاہ خندان گاہ نالان کہ خوش آرد منہ شہادت مر گئے حسرت سے یار فکر رنگین نے اسے بازہا عین کی طرح یار جب آیا وہ ترک اڑنے لگا بے اختیار</p>
--	--

دخاں حبت تھائے کو چہ کاموں ہوا نازل لیلیٰ جب کیا تھے تو میں مجھوں ہوا	نگلی گور اسکی راحت کے لئے آغوش حور دیدہ فرہاد سے شیریں ادا دیکھا کیسا
غائب آنکھوں سے خیال یار اور آتش نہ ہو جان کے اوپر بنے گی دل اگر محزون ہوا	
مرگ دشمن پر بھی ہوتا ہے مقام انوس کا دل نہیں بگھنا کسی صورت ترے مانوس کا سر میں سودا لے چلے ہیں یار کے پلوں کا توڑنا اچھا نہیں ہے شیشہ ناموس کا رض دکھا دیتا ہے اب کرم طاغوس کا کرنے بگھنا ہے دل اپنا ذکر یا قدوس کا اپنی آنکھوں پر قدم پڑتا ہے اُس طاغوس کا دینی ہے دھوکا تباہے گل ترسی طہوس کا منزل دل پر ہے عالم گنبد فانوس کا دم خموشی سے ہماری نبد ہے جاسوس کا پر ہے اے شمع رو پر وہ ترافانوس کا عید ہے حسن روز چھپکا ہوا محبوس کا دیکھ کر بت تھکنا لاکرتے ہیں ناغوس کا سینہ کوبی میں عمارے غلط ہے کوس کا چاہتا ہے دل شرف حاصل کرے پابوس کا صوبت اچھی جو سخی کی دل مگر غوس کا	دوست تھا لازم ہے ماتم کلو بچہ مایوس کا خار آنکھوں میں ہیں گل باغ جہانکے بچہ شیر مشت خاک اپنی غبار راہ ہوگی بعد مرگ سے سربازار پیکر ہو نہ رسوا اے صنم موسم گل کی ہوا پلو اتکے لے بھتی ہے سرت پاکدامانی کا تیری جب گذرتا ہے خیال عالم سستی میں چلتا ہے جو تیری چال یار سرو پر ہوتا ہے آنکھوں کو قہ بالا کا شک روشنی شمع رکھتا ہے خیال رو سے یار کچھ نہیں سننا خبر جا کر کہے کیا یار سے چشم دنیا چاہیے تو جلوہ گر ہے ہر طرف آدمی کو موت کے آنے کی لازم ہے خوشی حسن میں تیرے خدا کی شان چلنے ناؤں اکب شاہ حسن کی فردت میں دل بتیا ہے لوحہ ہستی میں آنکھیں اُس محبوب کا نقش قدم بوسہ حب مانگوں تو بندہ کو پھر لیتے ہیں بیت
موسم گل کی ہوا کرتی ہے تکلیف شراب پردہ کھلتا ہے آتش زہا پابوس کا	
خاک میں میں مل گیا جو سر کسی کا خم ہوا	آگیا مجھ کو پسینا جب کوئی ملزم ہوا



یا در فضل گل میں آنکھوں کا عجب عالم ہوا  
 مرے بھی دیکھے سے تیرے یا زندہ ہو گئے  
 نغمہ بیل کی خاطر کان تو رکھتا ہے گل  
 نزع کی حالت پر سن رکھتے وصیت مہربان  
 اُس پر رونے کے منہ ڈاکے زلف آزاد ہر  
 جب نظر آیا کوئی رخسار آئینہ سے صاف  
 کر دیا صاف آئینہ سے مصقلی نے عشق کے  
 بوئے گل سے بد دماغ اسنا زمین کو جب سنا  
 چشم وحدت میں سے سیر عالم کثر ہے جو کی  
 کالے کے کانٹے کی لہر آنے لگی بے اختیار  
 لہاتے میں رکھنے سے تیرے قدر انشتہر کلی  
 دوسرا سمہانہ پایا جب کوئی عہد دوست  
 ایک بوسہ مانگنے پر دے کے داکھوں کا بیان  
 چپ رہا عقدہ کھلا جس کو دہان یار کا  
 مر گیا سودائے گیسوے سلسل میں جو میں  
 جلوہ یوسف دکھایا حسن روئے یار نے  
 پھر گئے آنکھوں میں شائق گذشتہ نشہ میں  
 زور مردانہ اکھاڑا ہر اکھاڑا عشق کا  
 عاشقوں سے جھک کے کب بتا ہوا ہوا بلند  
 دیکھ بھانسی عجیب بے قصیدہ کو گیسو کے یار

اشک جو مرزاگان سے ٹپکا قطرہ شبنم ہوا  
 جان میں جان آگئی دم میں ہوا دم ہوا  
 گوش صوفی سے سنا تو وجد کا عالم ہوا  
 روح ہو گی شاد اگر محکو نہ اپنا غم ہوا  
 سلسلہ سودا زودن کا درہم و برہم ہوا  
 دم بخود میں رہ گیا سکتے کا ساء عالم ہوا  
 دل مر آحسن حمال بار کا محرم ہوا  
 اس قدر چھپنے کے تھنوں میں ہارے دم ہوا  
 ذرہ بھی اپنی نظر میں نیر اعظم ہوا  
 سو گھٹنا اُس گیسوے مشکین کا ٹھکوسم ہوا  
 نام اقدس سے یگین تاج ہر خاستم ہوا  
 زخم پر اپنے نمک کا نور کا مرہم ہوا  
 غل میں قارون سخاوت میں وہ بت عالم ہوا  
 ہو گیا وہ گنگ جو اس راز کا محرم ہوا  
 خانہ زنجیر میں چالیں دن ماتم ہوا  
 وہ لب جان بخش نور دیدہ مریم ہوا  
 دور جامے میں اکثر ذکر خیر جسم ہوا  
 چار دن سختی لڑا جو اس میں وہ دم ہوا  
 قریوں سے سرو کا کس دن اکڑنا کم ہوا  
 اگر دن اہل ندامت کی طرح سے غم ہوا

شعر یگین میرے بلبل نے جو اس پر ہے

چہرہ گل پر لہینا قطرہ شبنم ہوا

کام برو کے اشارے سے ہو تیغ تیز کا

قبضہ ہر اس پر بخارے حسن سے طوئیکام

سہر کو سودا ہے تری زلف ہلا انگیز کا  
 ذائقہ حاصل ہوا ہے شہد زہر آسنہر کا  
 عشق ہے روز ازل سے حسنِ ثور انگیز کا  
 دل میں شیریں کے ہوا ہے وہ جو گھر پرہیز کا  
 دل کو لہراتا ہے جو بن سبزہ نوشہر کا  
 رنگ گلگون کر دیا اس ماہ کے شہدیز کا  
 کام کرتی ہے شراب تند تیغ تینہر کا  
 یا تیری دل سے رکھتی ہے خلش ہمہر کا  
 نشہ رستا ہے عین اک ساغر لبسیر کا  
 توڑیے دکھلا کے آکھ انہر غضب جنگیز کا  
 درو سر ہو گا نہ مجھ بجا رہے پرہیز کا  
 ہاتھ سے قاصد کی آنا اسکی دستاویز کا  
 کشتہ ہے جو تیرے بالائے قیامت خیز کا

کشتہ ہے سو جان سے دل نہ کس غریز کا  
 جب لب شیریں سے گالی دی ہو کھو یا نہ  
 تا ابد دل کو نہ بھولے گی ملاحت یار کی  
 بے ستون چھپے بنا کھو داس کو پہلے کو ماہن  
 چاہیے آغاز خط ہو گل سے رخ پر یار کے  
 عاشقوں کے خون میں منلا کے تیغ مار نے  
 نشہ میں دکھلا کے آنکھیں قفل کرتا ہے وہ ترک  
 عہد اتنی آنکھیں نہیں اکدم کھجے اس شہسوار  
 جب سے دکھلایا ہے آنکھوں نے ترا حسنِ ثنا  
 کم نہیں عباسیوں سے معسدہ پر داغِ غیر  
 نہرانی حال پر میرے نفرا میں طبیب  
 خط نہ لکھا یار نے اچھا کیا تھا ناگوار  
 صورت اسرافیل کا ٹھکانا اسے انسانہ ہے

من کنایہ کی کسی سے گفتگو کرتا نہیں،  
 ناگوار آتش جو سننا حرف طعن آسنہر کا

ذکر کرتا ہے ہرک مرغ خوش الحان تیرا  
 حق نویہ ہے کہ جو عاشق ہو تو انسان تیرا  
 طرہ سنبل سے ہو گیسو سے پریشان تیرا  
 ہاتھ ہندی سے ہوا نیچہ مرحبان تیرا  
 دم بھرا کرتا ہے مور اور سلیمان تیرا  
 سر و آزاد بھی ہے بندہ احسان تیرا  
 آب شیریں کے عوض چاہہ زخدان تیرا  
 بنین حکمت ہے وہ جو کچھ کہ ہے فرمان تیرا

باغ عالم میں نہیں کون ثنا خوان تیرا  
 کوئی تجھ سنا نہیں لاثانی ہے تو جو محبوب  
 گل کو خوش رنگی میں نسبت رخ روشن چین  
 جلوہ حسن نے دریا کی دکھائیں لہریں  
 تو جو محبوب سے ادنی ہو کہ اعلیٰ اس میں  
 لالہ ہی اک بنین او یار غلام داغی  
 جان شیریں سے بھرے دل کو تنہا ہو یہی  
 بات بے مصالحت وقت نہیں تو نے کی

کون عالم میں ہو ایسا جو نہیں سر بسجود باغ عالم میں ترس دم سے ہو اپنی ہستی خوش بیان لائے ہیں ایمان کلام اقدس جسم خلکی سے ہو دشوار رسائی تجھ تک بانٹے چاہی جیسے دولت دو جہان کی اور دست عشق نے آنکھوں کو دیدار دکھایا نہ نیت اہل توکل ہو کرم نے جبر دی چھوڑنا عاشق شیدائین بے قتل کیے	کسکی گردن کو جھکا تا نہیں احسان تیرا چلتے ہیں سوکھ کے ہم سب زرخزان تیرا کلمہ پڑھتے ہیں وہ سنتے ہیں جو قرآن تیرا گرد آؤ کر نہیں چھو سکتی ہو دامن تیرا چاہتا تیرے سوا کچھ نہیں خواہاں تیرا پرہیز پوشی سے ہوا حسن نہ پیمان تیرا سیر نعمت سے دو عالم کی ہو مہمان تیرا تج عریان کی طرح حسن ہو عریان تیرا
--	--

کس پر ہی رشک کا دیوانہ ہو تو اسے لہجہ  
چاک رہتا ہے مرے یار گر بیان تیرا

ہاتھ قاتل کا مرے خنجر تک آکر رہ گیا باغ میں میں بلبلوں کو جو اڑا کر رہ گیا ہو چکی تھی میرے نابوں سے قیامت آگیا کاروان یاروں کا ہو نچا منزل مقصود میں پڑ چکے تھے دست گستاخ اس کمر کے دیان سوزش دل سے چلے لیکن زبان نے اُن کی کر چکی تھی موسم گل کی ہوا شتر طلب جب کسی لیلیٰ ٹھائل کا اُٹسا کا نون سے ذکر ہنس پڑے تیری طرح سے گل جو بھیر باغین شہر خوبان میں رہا کرتا ہوں میں خانہ بدوش چپ نہ رہتا تھا دلا کر دہان یار میں ٹھوکر دے سے راہ کی از سبک حالت غیر کی سانسا شوق شہادت نے کیا چھوڑا جو تیرا	کہنوں تک آستینوں کو چٹھا کر رہ گیا خندہ زن گل ہو کے غنچہ مسکرا کر رہ گیا خواب سے سو رفتہ محبت اٹھا کر رہ گیا میں بچے کی طرح سے خاک اڑا کر رہ گیا شوق وصل یار دل کو گدگدا کر رہ گیا صورت تجالہ دل ہو بٹون پر آ کر رہ گیا خون جنتا تھا بدن میں جوش کھا کر رہ گیا بید مجنون کی طرح میں پھر پھر کر رہ گیا پانی پانی ہو گیا آنسو سہا کر رہ گیا سب ہوئی حس کو بچہ میں بستر گار رہ گیا دل اٹھنا تھا جگہ محبت کی پا کر رہ گیا پاؤں اپنا یار کے کوچے میں جا کر رہ گیا جب کھینچی شمشیر میں گردن جھکا کر رہ گیا
---	--

تو نے منہ پھیرا سوال بوسہ پر مجھے جو بار	ہوئے کیا کیا اپنے دانتوں سے چبا کر رہ گیا
سمعان اطہار کا یار نہ شش کو ہوا	سرگردشت اپنی زبان تک اپنی لاکر گیا
شب وصل بھی چاندنی کا سمان تھا مبارک شب قدر سے بھی وہ شب تھی وہ شب تھی کہ تھی روشنی جہنم کی مکالے تھے دو چاند اُس نے مقابل عروسی کی شب کی حلاوت تھی حاصل مشاہدِ جمالِ بری کی تھیں آنکھیں حنودی نگاہوں کو دیدار سے تھی کیا تھا اُسے بوسہ بازی نے پیدا حقیقت دکھاتا تھا عشقِ محازی	نعل میں صنم تھا خدا مہربان تھا سحر تک سہ و شتر کی قرآن تھا زمین پر سے اک نور تا آسمان تھا وہ شب صبحِ حبت کا جس پر گمان تھا فرحناک تھی روحِ دل شادمان تھا مکان وصال اک طلسمی مکان تھا اُٹھلا تھا وہ پردہ کہ جو درمیان تھا کمر کی طرح سے جو غائب دہان تھا نہان جس کو سمجھے ہوئے تھے عیان تھا
بیانِ خواب کی طرح جو کر رہا ہے	یہ نقشہ ہے جب کا کہ آتشِ جوان تھا
دلِ شبِ وقت میں ہر از سبکہ خواہان چاہیچِ خالِ بری بہرِ سپندِ چشمِ غول سوم گل کی ہوا کرتی جو تکلیفِ جنون کیا بیانِ دردِ دلِ پیشِ اطبا سمجھے جب کما مر جاوے گا اپنے گلے کو کاٹ کر حسرتِ تازہ تنائے اجل نے جھک دی اس قدر گردون مری قیدِ گریبانِ زندگ دانتِ لبتے بہن ہوئے بہن موئے سرِ جلے سفید شام ہوئے ہی شبِ وقت میں آنکھ لے اگر	اشتباہِ یاس سے افزودنِ ارمانِ مرگ کا یہ چراغِ گور ہے مجھے سیا بانِ مرگ کا دیتی ہے پیغامِ تنگیِ گریبانِ مرگ کا کچھ کسی سے ہونہیں سکتا ہر زبانِ مرگ کا منش کے فرمایا نہیں نختارِ انسانِ مرگ کا جب کہیں دکھیا دنیا میں نے سامانِ مرگ کا بھیر کھنڈنِ ہاتھ اگر آجائے دامنِ مرگ کا آؤ زہشتی ہے سمجھک بھک شایانِ مرگ کا صبحِ محشر تک رہے گا گچھ پر احسانِ مرگ کا

<p>کیون نہ اسے آتش جو انون کی طرح باندھون کر پیر ہون و پیش چڑے کرنا میدان مرگ کا</p>	<p>صبا دے شکار چھری سے لٹا دیا گوئی نے بے تغنگ نشا نہ اڑا دیا عاشق کے دل کو توڑ کے کعبہ کو ڈھا دیا بازار عشق میں سے یہ آکر لیا دیا دن ہو گیا نقاب جو شب کو اٹھا دیا بجلی گرائے گا جو کبھی مسکرا دیا فرعون کو تخت علاج کے اوپر بٹھا دیا سُکرا سے گلال ساتم نے اڑا دیا دام بلا میں دل کو قضا نے پھنسا دیا دراغ جبین کا ماہ کو دھتہ لگا دیا تھر تھے تم کو شبشہ سے نازن بنا دیا بکھنے نے اس چراغ کے دل کو بجھا دیا آنکھوں کو منہ بکر کے ہر دل کا پتا دیا پیری نے آسمان کی کمر کو جھبکا دیا غافل حوسونے تھے انھیں مینے جکا دیا غش آگیا جو سب کسی نے دکھا دیا</p>
<p>آتش خرام یار بھی ہے دولت کشیر اکسیر تھا وہ خاک میں خس کو ملا دیا</p>	<p>کام اول میں قدم کعبہ کے اندر ہوتا از جو ہوتا تو حسینوں ہی کا زور ہوتا دل عالم میں بہنیں تیری طرح گھر ہوتا</p>
<p>رو سے مرہ ان آنکھوں نے دل کو دکھا دیا تشبیہ دی جو چہرہ قاتل کی خال سے کافر سے بھی نہ ہو جو کیا ناز حسن نے دل دے کے پوسے لب لعلین کیا خرید بھٹھرا حضور یار نہ ماہ چسار وہ قہر خدا ترا دہن تنگ ہے صنم آل کیا بنا یا یار نے روئے صبح پر ذکر آگیا جو خاک شہیدان ناز کا سوداے زلف یار کی سر میں جگہ ہوئی بے داغ ہونے نے رخ پر نور یار کے احسان مانو حسن خدا داد کا بتو خط سے رہا نہ حسن رخ یار کا فروغ پوچھا ہے عارفوں سے جو ہے مکان یار مغرور ہو نہ حسن جوانی پر آدمی خلخال پائے یار سے جو یہ صدا بلند اندھے شوق دل کو زخماں یار کا</p>	<p>شوق اگر کو چہ محبوب کا رہبر ہوتا گوش خوابان میں لٹکتا جو میں گور ہوتا حق ہوائے جان کہ تجھسا نہیں دلبر ہوتا</p>

کہ ثواب اس کا ہے سوچ کے برابر ہوتا  
بیٹ میں مارنے سونے کا جو خنجر ہوتا  
تاج ہڈ کے سزاوارہ کبوتر ہوتا  
شامل عطر ہے فی الواقعہ غنبر ہوتا  
کاٹنا سر کو اگر مانگنا سر ہوتا  
آئینہ تھا جو مروت کا بھی جو ہر ہوتا  
خالی اک لفظ ہوا سے جو ترسہ ہوتا  
بیشتر لبتہ ہے آلودہ شکر ہوتا  
نکمت کل کی طرح جانے سے باہر ہوتا  
آئینہ تھکوک دکھاتا جو سکندر ہوتا  
یار کے قد سے جو اونچا نہ صنوبر ہوتا  
چیرتا پہلو سے خالی کو جو خنجر ہوتا  
دوست اند کا کیسا ہی پیسہ ہوتا  
دونوں آنکھوں سے تری ست و ساعہ ہوتا  
حتمہ لالہ قزلباش کا لشکر ہوتا  
لالہ تھا دارغ محبت جو میسر ہوتا

نہیں معلوم اُنھیں دلجوئی نہیں ہو کرتے  
اس قدر اہل جہان کو ہے محبت دے  
اُس پر ہی تک جو خطا شوق مرا لے جاتا  
خال کی بو بھی ہے اُس رخ کے پسینے کا خطر  
نوتا پائون کو جو سخت کی خواہش کرتے  
قابل دید ہے ہر چند صفا سے دھڑکتے  
بھرستی میں نظر آتے نہ مانند حباب  
میٹھی باتوں کا عجب کیا ہر دین سے اُن  
میرے زندان میں کرم بادبازی کرتی  
مام عہد بھر کے نئے ناب سے تیا جیشد  
گر دیکھتا بھی آغوش میں لیتا گا ہے  
تیری فرقت میں شب کی ترک یہ تنگ آٹھا  
عشق ہو ندگی حسن سے کیونکر باہر  
ساغر نے کا طلبگار نہیں ای سانی  
باغ بے بار جو جاتا تو بے غارت دل  
باغ عالم کے ماننے کا سہی حاصل ہو

سوزش عشق میں یہ دل ہی جو قائم عشق  
پانی ہو ہو کے ہبا کرتا جو پھیر ہوتا

روایت تازی

روبرے یار ہے اک قرص کا نور آفتاب  
دیدہ خفاش کو کرنی ہے بے نور آفتاب  
ای صنم جب پوجتے ہیں گبر مغرور آفتاب

گرم ہو کیسا ہی کتنا ہی کھنچے دور آفتاب  
یار کو دیکھے تو اندھا ہو قریب رو سیام  
منہ نہ دیکھا ہو ترا اس شکستہ حلقہ آفتاب

<p>سبز کرد تیار کیو نکرتاک انگور آفتاب آسمان نیلگون چھتا ہے زنبور آفتاب چشم حرامین پر ہی بن جائے یا تو آفتاب نابہ کم سن ہی پیش روئے پر نور آفتاب پردہ شب سے نہ نکلے نابہ مقدور آفتاب</p>	<p>ہر طینت میں تباہ ہر طاقت کی نین نیش سے لگتے ہیں سحر بار میں تار شاع داغ سیلو ہے جو سیلو میں وہ مہ پیکر نہ ہو حسن غارنگو سے نسبت کون دیتا ہے اسے بلم پر وہ ہر دوش آتا ہی صبح عید ہے</p>
<p>سرمہ بندون کے لئے ہے غیب بھی آتش مہر آسمان کا داغ پیشانی ہے مشہور آفتاب</p>	
<p>تیری قسمت میں نہیں اویدہ بید خواب کوچ کر جاتا رہی پیش از مردن بجای خواب آنکھوں میں ہے پر نظر آتا سنیں زہنہار خواب اڑ گیا پانی ہی بوئے انتظار یار خواب جلتے ہی آیا میان دامن کس خواب کچھ تاحند ز پر سایہ دیوار خواب صبح تک ٹھکراتی ہے یہ چشم بیدار خواب میری آنکھوں سے بہت کھنکھناتی خواب گور میں آنے نہ نیگا وعدہ دیدار خواب کس کو دکھلاتا ہے ایسا طالع بیدار خواب</p>	<p>بھین سکتا ہے کوئی جائے خیال بید خواب حالت بد میں نہیں کوئی کسی کا آشنا پر توہ ہے یہ مگر حسن لطیف یار بیکار دیکھ خانہ خراب اب روتے روتے چوت جا دامن دایہ اسے شاید کہ سمجھا کو کہن سایہ طوبی میں لے چل بھگو اوی خواب خفگان بھگو نظر آتے ہیں مولیٰ سے بڑے عبد مردن بھی سنون گے بند روزن کی طرح زیست میں راحت کو کیا رو دین بیدار بھی وقت شب ہو بادہ ہونہما کھان یار ہو</p>
<p>نہیں آتی ہے مرے جاتے ہی آتش یار کو ہو گیا ہے جان کو میری عزیز بزار خواب</p>	
<p>خاموشی کے سوا نہیں تقصیر کا جواب تصویر ہے کھنچی ہوئی تصویر کا جواب نے اس کمان کا شیل اس تر کا جواب کھری کا جواب نہ تقصیر کا جواب</p>	<p>کیا دیجے گا عاشق دیگر کا جواب آئینہ لے کے صفت اسکندری کو دیکھ مژگان یار تیر ہیں ابرو کمان ہے خدا کیے کہیو اب کی زبانی یہ نامہ بڑ</p>

میرا سوال اُس بت بے پیر کا جواب میں نے دیا ہے نالہ و زنجیر کا جواب شمشیر کھینچتا ہوں میں شمشیر کا جواب تدبیر سے محال ہے تقدیر کا جواب	اللہ جانتا ہے اسے خوب کیا کہوں زندہان میں شب کو ڈر کے جوئے کیا بولوں لکھتا ہوں بیت ابرو محبوب کی جو شرح گویا زبان شعلہ سے ہرگز ہوئی نہ سنج
--	---

آتش کمان تک اپنے نوشتہ کو روؤں میں  
لکھا نہ یار نے مری تحریر کا جواب

شرح سے متن کا کھلا مطلب کافر و رند و پارا مطلب گوشہ میں چھپ کے ہو گیا مطلب گوش سے ہو نہ آشنا مطلب صو جھتا ہے نیا نیا مطلب میرے قاتل کو مر حبا مطلب کیا ہے اے بندہ خدا مطلب ہم نے جب کھول کر کھا مطلب ہے زبان سے تری عا مطلب کبھی اُٹھا کبھی رُکا مطلب کس کو ہے درد بے دوا مطلب مگر منظور ہے دغا مطلب خطا پیشانی کا پڑھا مطلب	خط سے اُس رخ کا حل ہو مطلب تو وہ مرج سے جس سے رکھے ہیں منزل گور میں وصال ہوا اتجا ہے سی زبان سے مجھے بیت ابرو کی کیا کروں تعریف دین زخم کشکان سے ہے برہن سے نہ پوچھا اک بت نے بند خط اُس نے پھاڑ کر پھینکا اے شہ حسن ہم فقیر وں کو دین دلف کا میں مانل تھا حسن سے عشق کون کرتا ہے فتنہ برداز چشم کو اُس کی جو کہ شا کر ہوا مقتدر یہ
--	---

شاعرِ حال گو تھا میں آتش  
میرے ہر شعر میں بندھا مطلب

مقرض ہو جیسے تو قابل ایراد ہیں سب خانہ بربادی احباب کی بنیاد ہیں سب	زعم میں اپنے یہ نافرہم جو استاد ہیں سب صورتِ سیلی پہ خوش و ستم یکا دین سب
--	--



کوئی شاگرد کسی کا نہیں استاد ہیں سب  
 مستحقانِ کرم موردِ بیداد ہیں سب  
 رنج و اندوہ ملاں اپنے یہ ہمزا دین سب  
 بھر گرفتار نہیں ہر کوئی آزاد ہیں سب  
 نظریٰ فرد نہیں اس میں کوئی صا دین سب  
 واسطے تیرے گنگاروں کے جلا دین سب  
 خلش و کاوش و پرخاش کی بنیاد ہیں سب  
 نرسنِ حلوہ محبوب کی آباد ہیں سب  
 ان حسینوں میں غرض جو ہر فواد ہیں سب  
 جو گر آہ و فغان نالہ و فریاد ہیں سب  
 قد کشی کرنے کو استاد ہیں سب  
 نامرادانِ میں سے ہر ایک ہر ناشاد ہیں سب  
 انشد و اکی ہے صدا سائل ادا دین سب  
 دامِ میں اپنے اسیر آپ یہ صبا دین سب  
 تو جو شیریں ہر تو عاشق ترے فواد ہیں سب  
 خوابِ بچھے ہیں جو یوسف نے مرے یاد ہیں سب  
 راہگانِ محنتیں ہیں گوشتیں برباد ہیں سب  
 غیرت جو دین سب رشک پر یزاد ہیں سب  
 فتنہ پرداز یان اس چشم کی اجا دین سب

اکتبِ عشق میں جو ہیں وہ فلاطون حکمت  
 آج کل چاہئے دایوں سے خفا پر وہ شوخ  
 روزِ اول سے ہیں سایہ کی طرح سے ہمراہ  
 قطع ہو جائے اگر سلسلہ ہر رودنا  
 دفترِ عشق بھی کیا دفترِ خوش طالع ہے  
 عشوہ و غمرہ و بد مذہب و ناداندا  
 آفتِ جان نہیں ہو کو نسا اُن شرکان کا  
 شوق ہے دل میں تو آنکھوں میں تصویر اس کا  
 صاف آئینہ سے ہیں تیغ سے غورِ نیرنگ  
 کو نسا دل پر نہیں جبینِ غم عشقِ احسن  
 کیا عاشقا پر جو وہ سرورِ روانِ آنکھ  
 جگر و دیدہ و دل کا میں کہوں کہا چوں  
 عاشقِ خستہ ترے ہجر سے تنگ آئے ہیں  
 آئینہ لے کے حسنین نے نہ یقین بچیں  
 تو جو لیلے ہے تو مجنون ہیں ترے دیوانے  
 صورتیں کشتوں کی اپنے نہیں عجبِ آفتل  
 اس حجاب کو نہیں قدر و فاداری کی  
 دل نہ کیو کہ ہو حسنینِ حبانِ برائے  
 قامتِ یار پر بانیِ قیامتِ آتش

## روایفِ بائے فارسی

دیکھیں جو آئینہ کو ہماری نظر سے آپ  
 اپنے دہن کو صاف کریں نیٹھک سے آپ

بہتر دکھائی دین کمینِ تنہاں سے آپ  
 مہرے ہیں گوشِ زولبِ شیریں سے حرفِ تلخ

کانون کو بند کرتے ہیں میری خبر سے آپ  
واقف نہیں ہیں آہ و فغان کے اثر سے آپ  
دیکھیں گے راہِ شام کی صاحبِ سیر سے آپ  
بجھو رہو گئے ہیں قضا و قدر سے آپ  
کچھ ناز کی من کم نہیں اپنی کمر سے آپ  
زلفوں میں شانہ کرتے ہیں کس درویشِ سحر آپ  
آگاہ ہیں غلام کے عیب و خیر سے آپ  
کس دن شکار کھیلنے نکلین گے گھر سے آپ  
آئے ہیں کس طرف سے گئے ہیں کس گھر آپ  
ہے خیر اسی میں باز ہیں اب بھی تیرے آپ  
ہاتھ آئے زور سے نہ تو ہم کو نہ زور آپ  
کھرکے ہیں اپنے سر کو مرے سنگِ رستے آپ  
کرتے درخت خشک ہرے چشمِ تیرے آپ

دربانِ غریب خاک کرے عرضِ یارِ باب  
فریادِ عاشقوں کی گوارا نہ کیجئے  
آئینہ نے جو زلف کا عالم دکھا دیا  
خط نے غورِ حسن کو کھو گیا ہے مہربان  
اُس نازِ زمین کو دیکھ کے کہتے ہیں غیبِ بان  
آئینہ دیکھنے کا کمان ہے تھکین دماغ  
اچھا ہوں یا بُرا ہوں تمھارا ہوں جو کہ ہوں  
کیا کیا ہمارا طائرِ دل ہے ٹھٹھک رہا  
ہوش ایسے اڑ گئے ہیں خبر کچھ نہیں رہی  
بدنام ہو گئے تم بھی جو رسوا کیا ہمیں  
زاری بھی کر کے اپنے نصیبوں کو دیکھ لیں  
خانیہ خرابِ عشق جو میری طرح کرے  
آتشِ تمھارے گریہ میں بونا جو کچھ اثر

## ردیفِ تائے ثناۃ

نوجوانِ چلین مرے سر پر تمام رات  
وعدہ ہے میرے آپ کے دنِ حکم رات  
شانہ تھا اور زلفِ معنبر تمام رات  
گویا میں زیرِ پا سے صنوبر تمام رات  
اب بیٹھے ہاتھ ملنے ہیں کھوکھو تمام رات  
رستی ہے جان آنکھوں کے اندکام رات  
کیا کیا حکم کے نکلے ہیں آخر تمام رات  
باقی بڑی سحر اے دلِ مضطرب تمام رات

تا صبح نیند آئی نہ دم بھر تمام رات  
سوئے نہ جاؤ فتنہ جگا کر تمام رات  
اندھری صبحِ عید کی اُس حور کو خوشی  
گلشن میں آگیا جو قد یارِ مجھ کو یاد  
غفلت میں بنے عہدِ جوانی کو کھو دیا  
کیا انتظارِ یار کی حالت بیان کردن  
بے یارِ دل کسی سے نہ میرا بھل سکا  
کرنے دے کرتے ہیں جو ہوسناک گرمیاں

<p>موج کا غلاب قبر مقبر تمام رات بہلے کیا تھا کس لئے خوگر تمام رات کشتی سے جہر بار میں کیونکر تمام رات سویا نہیں کبھی میں لپٹ کر تمام رات ہنکا کیا میں سر کو پس د تمام رات آنکھوں میں دشمنوں کی کیا گھٹھم رات لوٹا کیا میں کانٹوں کے اوپر تمام رات زندہ ان میں میرے آتے ہیں پھر تمام رات کانی جو جھکو گردش ساغر تمام رات</p>	<p>مارا ہے بھانسی دے کے مجھے زلف یار اے ماہ چارہ یہ گریزا بنیں جو خوب گویا زبان شمع جو ہوئی تو پوچھتا بکھوئے نعل کہیں لحد تیسرہ روزگار کنڈوسی چڑھا کے شام سے وہ شوخ سو رہا تا صبح گفتگو بھی ننگا ہوں میں یار سے بے یار فرش گل مری آنکھوں میں غار تھا دیوانہ کونسے صنم باد فاکا ہوں دن کو تو چین لینے دے اے گردش فلک</p>
--	---

راحت کا ہوش ہے کسے آتش بخیر یار  
بالین میں خشت خاک ہے لستہ تمام رات

<p>ہڑیوں پر میری لڑنے میں سگان کو لے دوست ذکر کو حبت کے میں سمجھا بیان کو لے دوست آفت جان میں زمین دھماں کو لے دوست تھکے گورستان کے اوپر گمان کو لے دوست ہجر کی شب میں سنون کا دھان کو لے دوست صورت دیوار اگر دیکھی میان کو لے دوست آشنائے دزد نکلا پاسبان کو لے دوست خط دیا لیکن نہ تیار یا نشان کو لے دوست موج چکے دشمن ہمارے ہر وان کو لے دوست</p>	<p>روز و شب ہنگامہ برپا ہے میان کو لے دوست حور کی تعریف گویا کی تعریف تھی تشنہ خون جہان ہے یہ تو وہ قتال خلق قاصد کشتہ نظر آتا ہے ہر مردہ مجھے ہمنشین کہتے ہیں افسانہ سے آجانی ہر نیند ریشک سے کہتے ہیں میں نے صاف سمجھا قریب نقش پائے غیر پاتا ہوں پس دیوار میں قاصد دن کے پاؤں توڑے بدگمانی نحری چاہ رہ نقش قدم ہے خار رہ قزاق ہے</p>
---	---

آتش کی بل کر بلا سے جلے اب کہتا ہوں  
اے خوشا طالع تمہارے ساتھیان کو لے دوست

<p>نار تار پر میں ہر گز نہیں ہوں یا پہلو کی دوست</p>	<p>مثل تصویر نہالی میں ہوں یا پہلو کی دوست</p>
--	--

حسن مطمع بہن مسین مطمع ہر صا بڑے دوست  
دوش سے نیچے نہیں اترے ابھی گپوے دوست  
آئینہ کو سنیہ صافی نے دکھایا نئے دوست  
نیچہ شل سے ٹھکیں گے عہدہ ہائے مئے دوست  
دشن جان بہن جو ٹھکین دیکھتی ہیں دوست  
چار تلواروں میں شل ہو جاوے گا باؤں دوست  
خشت زیر سر نہیں یا حکیم تھا ازاد دوست  
جب اڑانی ہو موائے تنہا کسے دوست

--	--

مبض حل بسنے کی دہچی ہو خبر آج کی رات  
جمع مہین ٹھہر مین مرے غمیں فر آج کی رات  
یاد آدے گی کل اے دردِ جگر آج کی رات  
خواب مین ٹھکبو دکھا دینگے سحر آج کی رات  
عبودت کے تم آئے ہو ادھر آج کی رات  
اے قلم چھوٹے نہ مصنون کمر آج کی رات

--	--

منہ کر کھول کے آنکھوں کو نہ رہا ہے بہشت  
دیکھنے آتے ہیں مشتاق تماشا ہے بہشت  
ہاں بہشت کبھی کہنا ہوں کبھی اے بہشت  
سر زاد کو مبارک رہے سودا ہے بہشت  
حور کے ہاتھ سے کھاؤں گا مین مارے بہشت

<p>روزِ اللہ سے کرتا ہوں تقاضا سے بہشت  یہی دو چشمے ہیں دنیا میں دو دریا سے بہشت  کافر عشق ہوں مجھ کو نہیں پروا مئے بہشت  سببِ بالا کی بلندی سے ہر طوبائے بہشت  بھردہ کافر ہے جو اُس کو چڑھائے بہشت  یہ گنگار بھی رکھتا ہے تمنا سے بہشت  مجھ کو آباد رکھے انجمنِ آرا سے بہشت  مر کے بھی دیکھ لین مشتاقِ تماشائے بہشت  صورتِ بار کے دیوانے ہیں شیدا ئے بہشت  اسکی بخشیم نہیں زکس شہدائے بہشت</p>	<p>وصلتِ حور کی ہر صبح دعا سے مجھ کو  عشقِ مین تیرے ذہن اشکوں سے آنکھیں لہر  سائل کوئے حسنین ہوں خدا سے اپنے  گلِ جنت سے ہر خوش رنگ دہ روڑ رنگین  حکم سے اپنے جہنم میں جھے تو بھیجے  داورِ حشر سے عشرتِ مین کیون گا مین بھی  نخلِ حور و شان کو یہی میری ہر دعا  تیرے کو چہ کی ہو اُس مین نہ حلیتی ہوگی  حور کی آنکھوں سے شرمائی ہوئی ہوں آنکھیں  دیکھے رضوان جو تری چشمِ سیدہ کو تو مکہ</p>
---	---

عاشقِ ساقی کو تر ہوں مین رندایِ آتش  
مئے کو تر کے لئے ہے مجھے سودا سے بہشت

<p>بیا رسال بھر کے نظرِ آئین تندرست  صورت دکھائی دے گی مجھے کو کہنِ درست  اپنے طریقِ مین نہیں یہ مادنِ درست  چاہن حقیقتِ اپنی اگر برہمنِ درست  ہر ایک فصلِ مین رہے رنگِ چمنِ درست  نکلا نہ اکب اپنی زبان سے سخنِ درست  زقمار کا تمھاری نہیں ہے چلنِ درست  اندام پر ہر اک کے ہر یہ برہمنِ درست  چھٹی نہیں ہے صورتِ بجا و تندرست  نقشہِ درست مینی و گوشِ دامنِ درست  بے باغبان کے رہ نہیں سلیمانِ درست</p>	<p>آئے بہار جاے خزان ہو چمنِ درست  نیشہ سے جب کرے گی مجھے پیرِ نِ درست  منصور بھی جو ہوں تو نالینِ کہن نہ ہم  سجے کرین مجھے ست و زمار توڑ کر  رنگین خیالِ میری طرح ہو جو باغبان  حالِ شکستہ کا جو کبھی کچھ بیان کیا  رکھتے ہیں آپ پاؤں کہن پڑتے ہیں مین  جو پہنے اُس کو جامہ عریانیِ خشک ہو  عشاقِ دیوانہ کو کس کو وہ پہچان جائیں گے  صورت کا تیری دل نہ ہو کیونکر فریفتہ  آرٹشِ جال کو مشاطہ چاہیے ۔</p>
--	---

<p>ٹھیک اُس کو جانے مجھے اُسے دھین در          شانہ سے ہوگی زلف شکن در شکن در          مستغنی ہو گیا جبہ آ یا یہ فن درست          بت کی طرح ترش کے جو ہو بہن درست          ہر امام امام کا ہے پیر بہن درست          برسوں رہا معاملہ روح و دن درست          ہوئی اگر طبیعت اہل وطن درست          اپنے شکستہ حال سے کیجئے سخن درست          اپنا مزاج رکھتی جو یہ انجن درست          سچ جو یہ بات کرتی ہو ورزش بدن درست          شوہر سے اپنے رہتی نہ دیکھی یہ زن درست          آرامتہ ہے گورہاری کفن درست          کمد و کمہ ہو بہن گل و سہرہ بہن درست          نزدیک اپنے تو نہیں چاہ و ذوق درست</p>	<p>جامہ پہ اس کے قطع ہوئی ہر قبائے ناز          آئینہ سے بنے گارچ یار کا سبناؤ          کم شاعری بھی نسخہ اکسیر سے نہیں          آئینہ رکھکے سجدہ میں اپنے جھکائے سر          بھاری نہ ہو دین گئی مجھے مجنون کی بڑیاں          پر بچاوان اُن کا عاشق و معشوق پر پڑے          غربت زدوں کے حال کا افسانہ چھڑے          طنز و کنایہ کی نہ رہے ہم سے گفتگو          مستون کے حلقہ سے کوئی حلقہ نہ خوب تھا          مشق سخن نے بندش الفاظ حسیت کی          دنیا سی خانگی کوئی ہوگی نہ مبیہوا          قتال کے اشتیاق میں خود کا مٹتے گلا          وہ رشک باغ سیر کو آتا ہے باغ میں          پانی نہ نکلے جس میں سے ناقص ہوہ کنوان</p>
---	---

ہست دہی بہار کا عالم ہے باغ میں  
 تاحال جو دماغ ہوا سے سخن درست

<p>دلچسپی کو چہ میں بڑا کرتے ہیں چارہست          سر بہنہ ہو جو مستون میں وہ ہر ہر درست          عشق دکھتا ہو بہن بے بادہ گلنا درست          لالہ گونے پیٹے پھرتے ہیں سہرا نہ درست          اپنے اپنے حال میں ہیں کافر و نیک درست          بہت ہو شیار بھگو دیکھ کر شہیا درست          آسمان مست و زمین مست و در و دیوار درست</p>	<p>کونسی جاہ و جہان تیرے نہیں ایہ درست          کہہ کے یہ ساتی سے رکھتے ہیں گروتا درست          حسن کے نظارے سے ہوتی ہو کیفیت بھول          فصل گل و ساتی یوسف تھا بہن ساتھ ساتھ          کون پوجے بت کو کس سے ہو سکے یا و خدا          حسن کی نیرنگ سازی سے عجیب گناہیں          سیکوہ میں نشہ کی عینک دکھائی ہو مجھے</p>
--	--

<p>نشہ کے عالم میں کرتے ہیں جو استغفار مست          دیکھ لیتے ہیں ترسی صورت ترے بیکارست          محاسب بر کھینچتے ہیں آہنجل تلوار مست          میرے آگے کتنے ہیں میخانہ کے اخبار مست          روزِ زنجیرون میں جکڑے جاتے ہیں بیکارست          ساغر گل سے ہوئے کس دن چین میں غارت          بھول جاتے ہیں جو راہ خانہ خوار مست          باغبان مست و صبا مست دگل گلزار مست          دردے کو جانتے ہیں غاڑہ خسار مست          نے ندی تو نے تو اے ساقی ہوئے بیکارست</p>	<p>زاہد دل کی چنگانہ سے فضیلت ہو اے          ساقی و پیرِ مغان سے ملتی ہو تے نہیں          دخترِ زر کے لئے ہونا ہو اکرن کشتِ خون          سنگشت ہو ٹھکوا احوالِ خراباتِ مغان          عام ہو سوداِ انتخاب سے گیسوے پہنچ کا          زہدانِ خشک کو کیفیتِ دنیا نہیں          آگے آگے ہو کے یاد آن کو دلا دیتا ہوں میں          حارِ خارِ دل کے کس سے سننے بلبل کی کون          روشنیِ دل سمجھتے ہیں زلالِ بان کو          ترکِ عادت ہو عداوتِ آدمی کیواسط</p>
---	---

<p>وہ انش کی زبان رکھتا ہے کیفیت کے ساتھ          سامعین ہوتے ہیں سن سن کر ترے شہارست</p>	
---	--

<p>قربانِ شانِ حسنِ عذیم المثال دوست          یان تو یہ حالِ نہیں معلوم حالِ دوست          صورت دکھاتے ہر ہر فرخندہ فالِ دوست          ظاہرِ نہیں ہوا ابھی ہم کو کمالِ دوست          کرتا ہے چشمِ بار کو روشن جمالِ دوست          ماہِ چارون سے ہیں بہتر بلالِ دوست          شبِ کورلم تصورِ روزِ وصالِ دوست          وحشی سے اپنے ہو نہ گزیرانِ غزالِ دوست          جانِ عزیز کو میں سمجھتا ہوں مالِ دوست          اندیشہ خزانِ نہیں رکھتا نہالِ دوست          بوئے لطیفِ مشک سے رکھتے ہیں مالِ دوست</p>	<p>آئینہ کی طرف نہیں آتا خیالِ دوست          چلی ہوا ہے آنکھ کی اپنے خیالِ دوست          الطافِ نامہ یار کالے کر کرم کرے          حسنِ شہاب تک نہیں طفلی گئی ہنوز          سن کر فسانہ یوسف و یعقوب کا کہا          اُن ابرودن کے حسن کی تعریف کیا کروں          یاد آئی دن کو رات ملاقات یار کی          معشوق آنکھ پھرے نہ عاشق سے اگر کیم          دل پر یقین ہوتا ہے ٹھکوا امین کا          وہ حمد ہو مثلِ سرور ہمیشہ ہزار پر          رخسار سے صباحت کا نور ہے عیان</p>
---	--

<p>ہوتا ہے ناگوار طبیعت ملال دوست ہے لباسِ سُرخ تو ہے حربِ مال دوست گردن کشون کے سر پہ گئے ہیں با مال دوست اک ایک سے ہر خوب جالِ محال دوست مارنگے سے اپنے بندھا ہے خیال دوست آئینہ چاہیے نہ رہے بے مثال دوست اے یار دوست زمین کرتے سوال دوست ہوڑ و سیام اُس کا جو چاہے زوال دوست دشمن پر اپنے بھیکو ہوا احتمال دوست خوشتر زگو ستوارہ بود گو شمال دوست</p>	<p>حینِ جہن یار سے بنتی ہے جان پر میج کی طرح سے ہے خوریز عاشقان گرا گرا گئے ہیں سر و چین قد کو دیکھ کر اندازِ جہے یار کا ہے نصیحت دہی رہتی ہیں آنکھیں بند تصور میں یار کے دل کو خیال یار کا ہر آن چاہیے مانگین جو بوسہ ہم تو نہ انکار کیجئے رخسار یار پر جو کسے آرزو کے خط خوابانِ جان ہوا جو وہ دلدار کی طرح ہشتِ بیوہ زمین پر کہ صائبے ہر کہا</p>
---	---

## رولیف تائے ہندی

<p>مار سیاہ زلف سے سنبل کی راہ کاٹ صورت دکھا کے رنگِ سچ نہر ماہ کاٹ سوئے میں سو نگہ جا گئے میں خواہ خواہ کاٹ روزینہ فقیر نہ اے بادشاہ کاٹ کس کی کمر کی تیغ کا ہے بے پناہ کاٹ توروشنی کے شغل میں روز سیاہ کاٹ چُن چُن کے شوق سے تو سر بگیاہ کاٹ ہدین ملائین آنکھ تو تیر مجاہد کاٹ بجبرم و بے مقور نہ حق سیاہ کاٹ سچ سچ گواہی دے تو زبان گواہ کاٹ</p>	<p>گل کو قبا میں کے تو اے کج کلارہ کاٹ شوخی حسن کا ہے اشارہ ہی اُس سے نثار کر دیا تجھے اے مارِ زلف یار عاشق ہوں بوسہ آج کا کل پر نہ تال یار اس ترک سا ہے کونسا غور پر دوسرا کہتا ہے جہر میں ہی اُس شمعِ رو کا دھیان اے ترک تیرے قبضہ میں ابھی تیغ ہے موتے مرہ ہر ایک بھیری ہے بکیت کی بیوہ عاشقوں سے نہ منہ اے منہ چھپا قاضی کو عاشقوں کی عدالت میں حکم ہو</p>
<p>آتشِ خوش دل نہ پسینہ بجا یار کا</p>	<p>آتشِ خوش دل نہ پسینہ بجا یار کا</p>



بے معنی ہے یہ مصرع موزون آہ کاٹ

سہ کو بھکا کہ چل چلی قاتل کمر کی چوٹ  
پتھر کی چوٹ ہے مجھے گاہر گہری چوٹ  
سہری ہمارا اور تر سے سنگ در کی چوٹ  
حسن دل نے کھائی ہو دیگی بچھی نظر کی چوٹ  
کھاؤں کدھر کی چوٹ بچاؤں کدھر کی چوٹ  
پیدا کیا ہے ہم نے بھی شمش و قمر کی چوٹ  
تیجہ کو کاٹتی ہے یہ کافر نظر کی چوٹ  
پیدا ہوا میں دھتھی ہے جیسے بشر کی چوٹ  
رکتی نہیں کسی سے قضا و قدر کی چوٹ  
دنیا تارخانہ ہے حلوتی ہے زر کی چوٹ  
دل کو نصیب ہوئے اتنی جگر کی چوٹ  
اس کے عوض گئے اسے تیج و تبر کی چوٹ  
آتش بھائی دیتی ہے انسان کو سہری چوٹ

دو ٹکڑے کر چکے کمین تیج و سہری چوٹ  
آوار عشق سے یہ ہوا ہون میں نا توان  
بجھوایا کرتے ہیں شرب در و ز اسے متصل  
درد اس کو ہو گا سُن کے مری آہ دردناک  
مشتاق درد عشق بجھو بھی ہر دل بھی ہے  
اے آسمان دکھائیں گے آیا جو بام پر  
بدین کو اپنی بزم میں اے بت جگہ ند سے  
ہوتا ہے آہ سرد سے یوں اپنے لبین بد  
دل کو لگی ہے چشم یہ گی تری نظر  
مفلس کا کام بیان نہیں دولت کا کھیل  
بدترین ہے غم غم فرزند سے کوئی  
صدمہ فراق کا ہوئے مشتاق وصل کو  
سودائے عشق ہوئے تھارے دماغ میں

## روایت نامے مشلثہ

ماز و انداز سے باہر ہوئے جانے ہو عبث  
بوٹے سے قد کو یہ شاخ اور لگاتے ہو عبث  
توڑ کر دل کو مرے کعبہ کو ڈھاتے ہو عبث  
داغ پیشانی زاہد کو لگاتے ہو عبث  
اس خطر گاہ میں تم بچاؤنی بھاتے ہو عبث  
ہکوا برد کے اشاریے ڈراتے ہو عبث  
کس زبان سے میں کہوں تم بھجھاتے ہو عبث

دل میں گھر کر کے منہ آنکھوں سے چھپاتے ہو عبث  
چوٹی اڑی سے مریجان بڑھاتے ہو عبث  
اے تو تم کو بھی دعوائی الوہیت ہے  
عاشقوں سے نہیں کیا سجدہ ادا ہو سکتا  
غافل و منزل دنیا ہے سر اے فانی  
مرد و نوار کے آگے سے کوئی ٹپتے ہیں  
صاحب سینہ بخدان وہ غنوب ہو

آٹھ گھنٹوں میں دھڑکنے کو پہنچے جاتے ہوئے گرگ کی طرح سے پچا پچا سے ٹھٹھکاتے ہوئے سرخ خونی بہن زبان پر انھیں لاتے ہوئے دشمن دو دوست کی آنکھوں میں پکارتے ہوئے	جانب شیشہ جو دیکھوں تو غمان کہتے ہیں بو سے لیتا ہوں تو کہتا ہے وہ ٹھٹھکے صفت شاعر ذکر و بیان کو سر باز نہو سایہ سان لگ چلو آتش سب تیرے تم
--	--

## دلچسپ تازی

بہ جانے پانی ہو کے جو بے ہوا مزاج پڑ مرده غنیمت تھا کوئی اپنا رکا مزاج ہیجانگی سے اپنا نہیں آشنایا مزاج اُس گلاب کا پاگنی کی کیا تھا مزاج کب ایسا شوخ رکھتا تھا رنگ خا مزاج اصلاح پر نہ بھیجے کبھی آئے نامزاج حبٹ جاتی جو غذا نہیں پانی دوا مزاج افسوس بار کا نہ موافق ہوا مزاج بھیرے مگر تبوں کی طرف سے خود مزاج	نازک جواب سے ہے دل میں مزاج اک دم رہے نہ بالغ جہان میں غلغلتہ ہم دشمن بھی ہو تو دوستی سے پیش آئیں ہم اکدن رکا نہ تنگ بغل میں لباز ہزار پابوس سے ترے یہ ہوا ہے اُسے شرف مشق ستم کی اُس لئے اُس طفل شوخ کو صحت نہیں نوشتہ مہیا ر عشق میں کچھ غم نہ تھا ہزار زمانہ خلاف تھا ہلکو تو دل کی چاہ نے مجبور کر دیا
---	--

دلو اپنے دیکھتا ہوں میں دنیا کا خلق کو  
آتش پر سی کار کھتی ہے یہ بیہوا مزاج

دولت ساتی سے مالا مال ہے یہاں آج دلغ سودا ہم کو دیتا ہے جنوں نذرانہ آج گنج اگل دیتا ہے میرے واسطے ویرانہ آج سیخ کعبہ چھوڑتا ہے بہمن تجھانہ آج عقل کل کیے اُسے جو کوئی ہے دیوانہ آج قیمت یوسف نہ تھی جو ہے ترا بیانہ آج	فصل گل ہے بوٹے کیفیت میخانہ آج بادشاہ وقت ہے اپنا دل دیوانہ آج دولت دنیا سے مستغنی ہوں میں دیوانہ آج تیرے کوچہ کا ہے اے خانہ خرابانہ آج جلوہ حسن پر سی دکھلا رہی ہے فصل گل نوبر و تجسنا کوئی بازار عالم میں نہیں
---	---

وصل کی شب ہے اندھیر کا ہر وعدہ یا ہے  
وہ پری پیکر کرے جو ناز زیبا ہے اسے  
نزع کی حالت ہے کوئی آشنا اپنا نہیں  
آمد آمد اس سراپا نور کی ہے نرم میں  
ہمنشین کہتے ہیں تو کر عیش نصف عیش ہے  
امیاد خوب و زشت اپنے نلنے میں ہیں  
جان سے میزا ہوں اک شمع رو کے عشق میں  
تلوے سہلائی ہیں پر یان خانہ زنجیر میں  
مجھے دریا رنوش کو سانی پلاتا ہر شراب  
نقش آسب پری ہر صورت زیبا تری  
زلف کو لٹکاتے ہیں رخسار پر سوسو سطح  
کل ہمارا اور اس کا امتحان ہو جائے گا  
میرے مرنے کی دعا مانگے وہ بہر ہکر ناز  
وصل کی شب ہے کمان ساتی تکلف بطون  
دیکھوں تو کیونکر پری ہوتی نہیں شیشے میں  
مال ہے اپنا جو یوسف آگیا بازار میں  
عرش پر ہے ان دنوں میں اہل دنیا کا دماغ  
چشم وحدت میں اپنی نیلک بد و دنوں میں  
خال مشکین کو ترے اوزان سمجھ کر مول لون

شیخ کا ہونا نہیں ممکن کمان پروانہ آج  
شہر آباد اس کے دیوانوں سے ہر دیوان آج  
دیکھیے جس کو نظر آتا ہے وہ بیگانہ آج  
شیخ اڑ جاوے جو ہاتھ آدین پر پروانہ آج  
میں کھوں تو سن جہاں یار کا افسانہ آج  
ایکسا ہے آہوے مست و سنگ دیوانہ آج  
ساتھ لے کر بھگو کو دے آگ میں پروانہ آج  
وقت کا اپنے سلیمان ہے ترا دیوانہ آج  
دیکھتا ہوں میں بھی ظرف شیشہ بچانہ آج  
ہوش میں آتا ہے تجھ کو دیکھ کر دیوانہ آج  
آئینہ ان کا مصاحب ہے مغرب شانہ آج  
آشنائی کا ترے دم تو بھرے بیگانہ آج  
کس طرف جا کر کروں میں سجدہ شکرانہ آج  
میں تمھیں بچانہ دون تم تجھ کو دہیانہ آج  
بعد مدت ہوش میں آیا ہوں میں دیوانہ آج  
سے زرقبت کم میں ہا تمھیں بیگانہ آج  
کو نسا گھر سے نہیں جس میں ہر بار خانہ آج  
گرگ دیوسف سے برابر جو میں یارانہ آج  
نعت خرمیں بھی گردے کر طیہ دانہ آج

نزع کی مشکل بھی آسان ہوئی ہے آتش نہ ڈر  
شاہ مردان سے طلب کر بہت مردانہ آج

رکھتی ہے دریا میں حال ماہی بے آب و بحر  
لے چلے کشتی کو اپنی جانب گرداب بحر

عاشق مہر کے مانند ہے بیتاب موج  
غرق ہونا پارا تر جانا ہے بحر عشق سے

<p>مثل عنبر کیا عجب پیدا کرے سیاب موج آئے گی گھر میں ہمارے سبز سیلاب موج آب دریا خشک ہو جاوے تو ہونایا بوج دیکھتا ہوں روز و شب دریا میں ہن نوائے ج قدرت اللہ دیکھے گی شبِ منتاب موج خواب میں بھی پھر نہ دیکھے صوشتلاب موج اب بھی ہر آتش میان عالم اسباب موج</p>	<p>تو بے ہن دریا میں تیرے عاشق بیتاب بھی اپنا امان طیفلی جانتے ہن ہم اُسے دم فنا ہووے تو ممکن ہے سخن گوئی کا توک کیا سمجھ کر مجرستی میں کروں راحت طلب چاندنی کی سیر کو آیا اگر وہ بحرِ حسن بحرِ الفت کے شناد ہو اگر میری طرح کنج باد اوڑھ لادوے جو خسر ہو کوئی</p>
---	--

### رولیت حم فارسی

<p>سن تو سہی پکا رہتا ہے یہ مقام کوئج تیرے مقام خاص سے کجا بین ام کوئج دکھلا چکی نہ منزل عالی مقام کوئج صبر و قرار و ہوش کا ہے صبح و شام کوئج استادگی کی جانین یان ہر دمام کوئج آخر ہو تو شہ راہ کا ہووے تمام کوئج حذرت سے تیرے کرتا ہو اب یہ غلام کوئج میرا مقام وہ ہے کہ جس کا ہر نام کوئج وہ کچھ مغز سمجھے ہن سودائے خام کوئج سہرستان سے جانب بیت الحرم کوئج</p>	<p>اک روز اس سرائے سے ہر کلام کوئج حرص و ہوا اتنی نہ دل میں مرے رہو اک عمر سے روان ہوں رہ کوے یار میں اب ضبط آہ و نالہ کی طاقت نہیں مجھے بحرِ جہان میں اب روان سے کھلایا جال منزل میں گور کی مین مسافر پہنچ چکوں مرتا ہے جان لب لب ہے مسافر کے لیے خبر جب دیکھو رہرو می میں ہوں رنگِ دان کوئج دن رات روز و شب وطن میں یہ نہیں آتشِ خدا نے چاہا تو کرتے ہن آجکل</p>
---	--

### رولیت الحام

<p>وقت کو ہاتھ سے کھوتی ہر غفلت صبح ریشکِ شب نے لہن یہ چاند سا مغزِ غیرت صبح</p>	<p>شفق صبح نہ کیجی نہ سنی نوبت صبح شکو کس مغز سے زلزلے کی دردنگی کا کروں</p>
--	--

<p>یاد آتی ہے مجھے جھولی ہوئی صحبت صبح ظلمت گور میں یاد آئی یہ کیفیت صبح شام سے پھرتی ہے آنکھوں میں مری و شب یا درکھو یہ نشان آنکھ پر حالت صبح رات تو کٹ گئی غفلت میں ٹکھو صبح گور میں ساتھ ہی لیجاؤں گا میں جست صبح سجڑہ شکر کروں پڑھکے میں دور کٹ صبح</p>	<p>دیکھ کر آئینہ یار آنکھوں میں پھر جاتا ہے مئے کلنگ سے بھر جام صبحی ساقی وصل میں جگر کا دھڑکا جو گھار رہتا ہے بوجھ یار کو کہتے ہیں بہشت اے قاصد عہد پیری میں تو کر یا داکھی غافل نور کا نام سیہ خانہ گردوں میں نہیں آتش اک رات جو تہنا دہ دلِ رام ملے</p>
---	--

## رویتِ خام

<p>بڑھ چل نہ سکتی ایک نہالِ حین کی شاخ لازم جبرین کو ہے نسترن کی شاخ آنکھیں ترسی ہر بن میں بھون بن ہی شاخ سجھا میں درم موم سے بھی کر گدی شاخ کس کس نہ ہوشیار کو دیوانہ پن کی شاخ سوکھی ہوئی ہو جیسی درخت کہن کی شاخ کھل کر ہوا ہے اپنا بدن یا سن کی شاخ ہوئی جو خار دار نہ نازک بدن کی شاخ</p>	<p>ہوئی جو اے صنم ترے سیدِ فن کی شاخ مارا پڑا ہوں دیکھ کے اک سیونی سازنگ جو خالِ عنبرین ہے وہ اک مشکِ نافہ جو دیکھا جو سخت روئی انباے دہر کو بوتے سے قدر کا تیرے نظارہ لگائے گا باغِ جہان میں کیا کہوں کیا حال ہو مرا روئے صبح یار کی الفت کے روگ سے تشبیہ دیتے سادہ زیبا ملے یار سے</p>
--	--

صحراؤ کوہ دیکھے گلستان کی سیر کی  
ہاتھ آئی آتش انے نہ بے فن کی شاخ

<p>گنبد کا اور آگ میں ہوتا ہو رنگِ سرخ ہمپلہ برگ گل سے ہو جیسے کہ سنگِ سرخ کانٹوں نے کر دیا ہے یہ تلوون کا رنگِ سرخ چہرہ کو میرے رکھتے ہیں لڑکوں کے رنگِ سرخ</p>	<p>مے لے کئے عذرا بت شوخ و تنگِ سرخ نسبت یہ گل سے ہو ترے جسم لطیف کو روئے نگار ہے جو ہے نقشِ قلم مرا جوشِ جنون لے گو کہ مجھے زرد کر دیا</p>
--	---

<p>ہو جائے چھالے پڑ کے زبان خدنگ سُرخ          شجوف سے ہوا ہے سیاہی کا رنگ سُرخ          ہوتا ہے جہرہ غازیوں کا وقت جنگ سُرخ          قاصد کا مثل رقعہ شادی پر رنگ سُرخ          کہتے کی چار پائی ہے اپنا پلنگ سُرخ          جیتک کہ گرم ہو کے نہ ہوئے تنگ سُرخ          لالہ کے چول سے ہو شراب رنگ سُرخ          جس دن قریب شام اڑا یا تنگ سُرخ          پہنے پھرے لباس سپاہ فرنگ سُرخ          روئے زمین ہو صورت میدان جنگ سُرخ</p>	<p>گو صید ناتوان ہوں پر اتنا ہو گرم خون          بحرِ رصف لعل نگارین یارِ مین ۶          کیفیتِ شراب ہے جو ہر شجاع کا          کھا جو ہے جوابِ حظ شوق یار نے          کہتے ہیں اتک خون شبِ جبر یارِ مین          عاشق نشانہ رہتے ہیں اس ترکِ سرخ کے          ساقی بہار گل کی رعایت ضرور ہے          اُس طفل نے برہا کے شفق سے لاینگ          ہوگی تری طح سے نہ اے ترکِ خوشنما          قاتل کو اپنی تیغ زنی کا جو شوق ہو</p>
---	--

چھوٹا دل کا چھوٹا تو دیکھت  
 ہو جائے گا مزار کا آتش کے رنگ سُرخ

<p>خالِ مشکینِ دلِ فرعون یہ بیضیا ہو دہرخ          یہ اگر حسن کا چشمہ ہے تو دریا ہو دہرخ          ہمینہ سے دلِ عارف کے صفایا ہو دہرخ          شہرِ ویران ہو اگر جانبِ صحرا ہے دہرخ          لبِ جان بخش کے ہونیسے مسجا ہو دہرخ          دولتِ جن کے پیش آنے سے دنیا ہو دہرخ          تیرے رخسار سے دلچپ ہو عفتا ہو دہرخ          کوئی ثانی نہیں لاثانی ہو بیکتا ہو دہرخ          نہ مر صبح نہ نہ سب نہ مطلقا ہو دہرخ          تیلیاں آنکھوں کی دہشت ہیں کلیسا ہو دہرخ          غلط شہرنگ سے سرمایہ سودا ہو دہرخ</p>	<p>قدرتِ حق ہو صباحت سے تماشا ہو دہرخ          نور جو اُس میں ہے خورشیدِ مین وہ تو گمان          بھوٹے وہ آکھ جو دیکھے نگہ سے اُسے          بزمِ عالم ہے تو جمع سے اُسی کے آباد          سامری پرستمِ فنون گر کی فنون سازی ہے          دمِ نظارہ لڑے مرتے ہیں عاشق اس سے          سایہ کرتے ہیں ہمارے کے پردوں سے اپنے          گلِ غلط لالہ غلط مر غلط ماہ غلط          کونسا اُس میں تکلف نہیں پاتے ہر چند          خالِ بند وین پرستش کے لئے آئے ہیں          کونسا دل سے جو دیوانہ نہیں ہے اُس کا</p>
---	---

اُس کے دیدار کی کیونکر نہون اکھیں شوق ماکجا شہر کروں حسن کی اس کے آتش	دلربا شے جو عجب صورت زیبا ہے وہ رخ مہر ہے ماہ ہے جو کچھ ہے تماشا چہ رخ
--	---

## روایت ال

قاتل اپنا جو کرے گنج شہیدان آباد کون ہے جو تری دوری میں نہیں مٹا ہو عبد فراد کے پھر کوہ کنی میں نے کی مدین دل کے خواہ کو ہوئی ہیں دیکھیں سر دا کرتے ہیں تو غنچہ ہن شگفتہ ہوئے کوہ یازمین بھوشنی اپنے دم کی کثرت دغ محبت سے انہی بھرے وہ شہ حسن پریشان ہیں کیوں رکھتا ہے کوئی پر یوں کا اکھاڑا جو نظر آتا ہے نوبر دیوں کا ہے آنکھوں میں تصور رہتا سب طرف دیکھے آتا ہے نظردہ محبوب	دن زخم کہیں خانہ احسان آباد ایک گھر ہے نہ بی شیب ہجران آباد عبد محنون کے کیا میں نے بیان آباد پھر بھی ہوتا ہے کبھی یہ وہ ویران آباد یوں ہی رہا ہے انہی یہ گلستان آباد کعبہ و دیر کرین گھر و مسلمان آباد منزل دل کو کرین آکے یہ دھان آباد چاہتا اپنی رعیت کو ہے سلطان آباد میں سمجھتا ہوں کہ ہے ملک سلیمان آباد خانہ چشم کو کرتے ہیں یہ انسان آباد ملوہ یار سے ہے عالم امکان آباد
--	--

ساری رولق ہے یو یو افون کے دم کی آتش

طوق و زنجیر سے ہوتا نہیں زندان آباد

سے گل رنگ سے لبریز دین جام سفید لہک اُس بت کی طبیعت پر زما شیبہ خان کوئی شام نہیں صبح ہوئی اے مخور قطرہ اشک میں سرخی کا کہیں نام نہیں دل کی تسکین کو میں پیغام صفا کا کھون چاندنی رات میں وہ ماہ جو یاد آتا ہے	چشم بد میں کو کرے گردش ایام سفید صبح پوشاک سیہ ہے تو سر شام سفید ایک دن ہوئی ہے یہ زلف سیہ فام سفید لہو تیرا بھی ہوا اے دل نا کام سفید پرزہ کا غذا جو بھیجے وہ گل انعام سفید کاٹنے دوڑتے ہیں نخلو وہ و بام سفید
---	--

وصل کی سب جو ہوئی صبح یکایک تو ہوا نسبت اُس فتنہ دوران سے کوئی اندھا کسی حالت میں نہیں فکر سے دشمن غافل	میں ادھر زرد ادھر دے دلادام سفید یار کی آنکھ سے دیدہ بادام سفید آفت مرغ سے رنگین ہو بادام سفید
---	--

بس ہے اتنی ہی زمانہ کی درو رنگی آتش  
مئے گل رنگ سے لہریز رہیں جام سفید

قبر پر یا رنے قرآن پڑھا میرے بعد ہو گیا سلسلہ ہمد و محبت برہم پاس و حرام و غم و درد وہ بڑھ جائیں گے زندگ و خسار گل و لالہ دگر گون ہو گا زندگی تک میں قیامت کے یہ سارے دھوا دوستداری کا گنگنا رہوں وہ دشمن جان میں جو نوشہ تو وہ میں جا بیگی آغوش عروں خون ناحق کا مرے پھینچے گا خمیازہ عقربن تن سے چھینا میں تو چین سے لاکر کلمہ کج نہیں رہنے کی تھارے سر پر ہڈیاں کھا کے جو مجھ کشتہ کی لذت پائی میں نہوں گا تو نہ ہو گا یہ قمار الفت گو رنگ ساتھ رہے پڑھکے جہازے کی ناز آئینہ رکھ کے بنانے کے نہیں شانے سے	شرط الفت کی ملی تجھ کو جزا میرے بعد نازنین بھول گئے ناز و ادا میرے بعد بسکسی کا نہیں لگنے کا پتا میرے بعد نر ہے گی یہ گلستان کی ہوا میرے بعد تجھ کو کیا غم ہے اگر حشر ہوا میرے بعد مغفرت کی سرے ملنے کا دعا میرے بعد گور سے آبیگی شننا کی صدا میرے بعد ہاتھ ملے گا بہت ملے خا میرے بعد بوے گل کسکو سنگھاوے گی صبا میرے بعد تنگ و حیرت ایسی ہووے گی قبا میرے بعد صدقے ہو گا مرے قاتل کے ہا میرے بعد کوئی بدلے کا نہیں شرط و فاما میرے بعد فرض جو تھا سو کیا تھنے ادا میرے بعد مختصر ہووے گی یہ زلف سا میرے بعد
---	--

قبر پر فائدے کو آئے وہ شوق اے آتش  
نیک توفیق دے اُس بت کو خدا میرے بعد

چاندانی رات میں کھو لوں جو تری تو نہیں سرخ سان سوزش دل مینے کسی سے نہ تھی	عمر بھر آنکھ نہ ہو بھر شرب متاب میں بند رہ گئی اپنی زبان محفل احباب میں بند
--	--



<p>یہ کالم ہووین سپہ سیکڑوں القاب میں بند دل بلیاب کو کچے چہ سیماب میں بند برہن ہوئے ہیں وان غایہ قصاب میں بند روح مستانہ ہے میلے منہ ناب میں بند ظہر سکتا ہے کمان آمد سیلاب میں بند کام رہے کا نہیں عالم اسباب میں بند</p>	<p>یار کے واسطے کھون جو حظ ستوق اپنے بھنس سے شاید کہ پہلے کوئی دم ماز کرتا ہو وہ بت اپنے ہوا خواہوں سے شدیدہ خالی ہوا ساقی کہ مراد مہکلا آستین جوش میں کیا آنسوؤں کو دیکھے گی روز وصل آنے کا آخر شب حیران ہوگی</p>
<p>کب تک رہے اس گھر میں آہی دھواں دزات رہا مثل حباب اپنا مکان بند وہ گنج ہے دل جس میں نقد و جہان بند آنکھیں تو کھلیں میں مری لیکن زبان بند گوشتہ سہ ساعت میں رہے رگ برقان بند ما صبح نہیں ہوتی ہے آواز گنگان بند اندام کو اس گل کی قبا کے ہون گران بند کھو لے اُسے ساتی جو چہ مدت سے دکان بند ہوتا ہی جُدا بند سے انسان کا یہاں بند زندان محبت میں ہزاروں ہی جوان بند مومن ہوں رہے گا نہ دربار غ جہان بند</p>	<p>ما چند کردن سینه میں آہ و فغان بند اس تلام مستی میں ہیں وہ گوشہ نشین ہم ہم الفت دین ہے اسے ہم لذت دنیا مٹھ دیکھتا ہوں یار کا کچھ کہ نہیں سکتا گردش جو قسمت کی وہ موجود ہے وان بھی پھرتا ہے یہ کوئی تو ترے کوچہ میں شب کو تنگ آکے سرب وصل میں ہو جائے برہنہ سر بہر گستان ہوں چلے باد سباری آواز سہی کو چہ قاتل سے ہے آتی سو دے نے تری زلف مسلسل کئے ہیں دکھائے گا اللہ مجھے یار کا کوچہ</p>
<p>نستمت مجھے کیوں گنبد افلاک میں لائی آتش خفائی کو قیامت ہے مکان بند</p>	<p>منہر لیون میں تو دم کرے خیال یار بند جنبش ابرو سے آئینہ نہ ٹکڑے ہونہ ہر</p>
<p>خواب بد دیکھوں جو ہووین دین بیدار بند بیشتر کرتے ہیں ساحر سحر سے تلوار بند</p>	<p></p>

<p>لکھول کر دروازے کو کرتا ہوں سو ہوا رہند روز بکھتے ہیں کراہ کا تین دو چار بند آجکل کرتا ہوں قحط مشتری بازار بند کرتے ہیں قالب تھی سکرے سے دتار بند بامری ہے اس پر کمر کھو لون تراشلو رہند مصحف رخ پر قصہ دق بت کر نی نار بند زادہ ان خشک ہوں نسل زبان خار بند شیشے میں تاجند رکھے گلے گلزار بند</p>	<p>کما کہوں وعدہ خلافی سے ترے احوال دل میں آتا ہے کہ اکدن رنکے دھوٹا ہوں حسنِ جنس بے سبب اہل زمانہ تنگ چشم تو نے اک سچا سچا ہے ہاتھ سے اپنے جو یا رہ پوچھتا ہے طنز سے کیا باز بھی کس پر کمر دیر میں جاوے الٹ کر گر تو چہرے نقاب رہ گوش زد موندے اگر تقریر تیرے مست کی موسم گل کی ہوا حلیتی ہے ساتی جام بھر</p>
---	--

سج حب قالب میں آنی ٹھکڑا بخش کھل گیا  
پوچھا کچھ نفس میں بلب گلزار بند

<p>اور خاموشی سے ہم عاشق دلیگر سفید جہاں ہے دے نہ کفن بھی مجھے تقدیر سفید زرد و موہوے گل سوسن تو طبیب شیر سفید کیا مس لب کو کرتی جویہ اکیر سفید شع کا فوری سے ہو غامخ تیر سفید پہنے پوشاک ہر اک عاشق دلیگر سفید پر تو ماہ سے رہتی ہے یہ تمیر سفید اوڑھ لے آپ تو چادر فلک پر سفید نہ ہٹے اور نہ منہ پر سے ہوشیر سفید چشم بدخواہ ہو مثل قحج شیر سفید فقر نعم کی طرح خانہ زنجیر سفید سج تصویر ہے کوئی کوئی تصویر سفید خون کھتا ہوں میں ہر چند کہ ہوشیر سفید</p>	<p>خوبو موندے ہیں سن کر تری تقریر سفید وہ سید کا رہوں ظلمت کدہ دہر میں مین لب جانان کی کبودی جو انھیں بھلاؤں خاکساری سے ہوا آئینہ دل روشن سرد مری بتان کی جو حکایت لکھوں عید کا دن ہے بغل گیر وہ دلبر ہو گا دل منور ہے خیالِ نچ نورانی سے کیا جو از دردوں کو احلیہ دنی رکھے گا سخت مانی مجھے قاتل سے نہ شرمندہ کر وہ شکر لب رہے آسیب نظر سے محفوظ کام فرمائیں تکلف کو جو دیوانے تو ہو شادی و غم سے ہے عالم کا مرقع تو ام عقل نے اہل حقیقت سے کیا پوچھا گاہ</p>
--	--

مردم رنگ سپہ مردم شمس سفید کیون نہ ہر رنگ بخ کشتش دگر سفید	ہر زمین پر ہے نئی آب ہوا کی تاثیر غم حیران پئے لیتا ہے لہو جنک کی طرح
---	--

## دلیف دال ہندی

اُس ترک میخزن کو ہے تلوار پر گھمنڈ گلچین کا یہ دوسفہ ہے گلزار پر گھمنڈ زیبا ہے نگو چاند سے رخسار پر گھمنڈ حسن و جمال ختم کرین یار پر گھمنڈ گفتار پر بہین اُسے رفتار پر گھمنڈ کچھ تباہ اور نہ دستار پر گھمنڈ یوسف کو اپنی گری بازار پر گھمنڈ لازم نہیں ہے شربت دیدار پر گھمنڈ سارا ہے اس گھر کا خریدار پر گھمنڈ	رکھتا ہے یار ابرو دے خمدار پر گھمنڈ ہو گا خزان میں رنگ دگرگون بہار کا عاشق میں گرد رہے ستاروں کی طرح سے کبر و عزت کی ہے سزا اور اسی کی شان تقریر اپنی اور روش یار کی ہے خوب دو چار روز لالہ دگل کی بہار سے یوسف نقا سے میرے زیادہ نہ ہو دیکھا عیسیٰ مرصع عشق سے اپنے نہ بھیر نہ آتش سخن شناس سے قدر سخن سمجھ
--	--

## دلیف ڈال

بس ہے انسان کو تعذیر کا کھا تو یز لغش حب کا ہے مرے سنگ لڑکا تو یز نہ زرد پہنی کبھی میں نے نہ باندھا تو یز نہ تو گاڑا نہ جلا یا نہ ہب یا تو یز کھکے کس روز کنوین میں نہیں ڈالا تو یز موے سرا بہیہ برقی سنہرا تو یز	زور بازو ہی کو بازو کا میں سمجھا تو یز دشمن و دوست پس ادمرگ ملین آنگھین دل سے دشمن سے رہی جنگ ہمیشہ درپیش عذبہ دل سے پری رویوں کو نسخیر کیا ذوق یار کے ہو سے کی تنہا ہی رہی نے کی تکلیف نہ کیو بھر کرین ان آکھوئے جاہ
--	--

نہیں ملتی کسی صورت سے بلائے مہرم  
ڈھونڈے کسواٹش کوئی گنڈا تو یز

## روایت رار

پھل نہیں پاتا کوئی شاخ صنوبر توڑ کر  
 قلعہ میں تیسرے قضا لگتا ہے بکتر توڑ کر  
 ہاتھ بڑھیا دے بٹھلایا پر توڑ کر  
 چھینا شیریں کو تھا پردیز کا سر توڑ کر  
 شیشہ کو منہ سے لگایا میں نے ساغر توڑ کر  
 پیچ کا اُن گیسوؤں کے شانہ بکتر توڑ کر  
 نون عاشق کی قسم کھاؤ گے خنجر توڑ کر  
 محاسب رکھ دے تری گردن براہر توڑ کر  
 پھیر دے گا چار دن میں اے سکندر توڑ کر  
 نوڑے دیوار کو زندان کے لنگر توڑ کر  
 توڑتا ہے دل مرا شیشہ کو پتھر توڑ کر  
 چنیکر دے گئے اے حسینوں تم یہ زبیر توڑ کر

شانہ توڑتا تار گیسو سے معنبر توڑ کر  
 اُس نگہ سے دل کو سینہ میں نہیں دھکونپا  
 شاخ گل پر سے کیا تھا لبکہ لب لب کو اسیر  
 چھوڑنا تیشہ سے اپنا سر نہ تھا اک کوہن  
 باز آیا فعل سے اپنے نہ بدستی میں بھی  
 ایدل صد چاکل بھکر زندگی سے ہونہ تنگ  
 درد بازو میں رہے گا سخت جانی سے مری  
 شیشہ کو توڑا اگر تو نے لگا کر جام سے  
 آئینہ لبیا تو ہے وہ لا پالی دیکھنا  
 قید مستی سے جو تنگ آتا ہوئی کتا پر دل  
 یاد آئے ہیں ستم اُس سنگ دل محبوب کے  
 دیکھنے والا جو آتش کا جھبسا اُٹھ گیا

دم فنا کرنا ہے آتش جنبشِ مژگان کا شوق  
 چھیدتے ہیں دل رگ سودا یہ نشتر توڑ کر

ہو چکا ترے لئے مصر میں زندان تیار  
 مری شاخوں سے ہوئے سرو چرغاں تیار  
 ابر مژگان نے کئے نعلِ مغیلان تیار  
 بر چھپانے ہوئے ہیں صفِ مژگان تیار  
 دستِ قدرت سے ہوا سیکر انسان تیار  
 خاک اُڑے اپنی تو ہو گئید گردان تیار  
 زخم کے واسطے رکھتا ہوں نگدان تیار

جلد مہر سفر سے مہ کفغان تیار  
 باغِ عالم میں ہوں میں وہ شجرِ سوختہ بخت  
 آبلہ پانی نے صحرا میں رلایا جو مجھے  
 چل ولا وقت ہے سینہ کے سپر کرنے کا  
 لپٹ پا کیوں نہ یہ کوئین کے اوپر ہے  
 سر بلندی بھی ہے گشتِ بخت کیسیا تھ  
 سچ اٹھانے میں زبس میں نے مزا پایا ہر

تو بھی اے گریہ دکھا چہرہ زنگین حبیب زور بھی خاک کے تلے کو مہین بچتا ہے غم عالم ہے شکار دل شوریدہ مزاج کون سے روز نہ دامن لے مجھے اُٹھایا	بارش ابر سے ہوتا ہے گلستان تیار کشتی رونے کو ہوئے گہر و مسلمان تیار مین نے پہلو مین کیا شیر نستان تیار کب گلا کھوٹنے کو تھا نہ گریبان تیار
---	---

بعد محزون جو گیا مین مرے سر پر آتش سایہ کرنے کو ہوئے بید بربان تیار
--

بھاگو نہ بھگو دیکھ کے بے اختیار دُور مانند مرغ قبلہ غامض چشم ہے عیسیٰ نے نسخہ مین ترے یار کے کھا اے حضرات منزل مقصود انبیاء گردن نہ خم ہو شیخ صفت گو جہانیاں مضمون باندھ لاتی ہے فکر اپنی عرش سے روپوش ہے جو ناز سے اُس کا گلہ نہیں کیف شراب مین ہے مزا فکر شجر کا بنتی ہے جان پر جو حرارت سے عشق کے تسکین کے لئے گئے منزل مین گور کے وصل حبیب حاصل عمر عزیز ہے فرقت مین یار کے یہ سخن بیکہ ہے مرا	اے کو دکان اچھی تو ہے فصل بہار دُور وہ کعبہ مراد مہم سے ہزار دُور درد فراق کو کرے پروردگار دُور پھوٹا ہے مجھ غریب کا بھبھے دیار دُور تن پر سے میرے سر کو کرین لاکھ بار دُور وٹھو بٹھا ہے جب تو بکھولا ہے کار دُور نزدیک دل سے ہے رچ آنکھوں یار دُور رکھتا پیار سے ہے ارادہ سوار دُور کرتا ہوں آہ بھنچ کے دل کا بخار دُور ہو بچے تراب تراب کے ترے بقرار دُور وہ گل ملے تو ہجر کا ہو خار خار دُور نخروم سے نہ اپنے ہو خد مت گزار دُور
---	--

پیری مین ترک لے کا ارادہ نہ عجیبو آتش صبوحی کرتی ہے سنب کا خار دُور
--

فصہ سلسلہ زلف نہ کہنا بہت ضبط گریہ سے حلا کرتی ہیں آنکھیں سچ دو لون ہاتھوں کی ترے یار کروں کیا کھنچ	پہچ دیچ ہے خاموش ہی رہنا بہت سند ہونے سے ہر ناسور کا بہنا بہت بایان رہنے سے تو پھر بائین سے دنیا بہت
---	--

یار کو دیکھیں گے پہنا کے شب میں اُسے غصہ مار رہا رکھتا ہے یہ کس کس دشمن	مل گیا کوئی اگر چہ لون کا گناہ بہت آوی کے لئے غافل نہیں رہنا بہت
ٹپڑے سیدھے سے غرض رکھتے نہیں دشمن جو کہے یہ بدھن دشمن کے یہ گناہ بہت	
خط سے کب جاتے ہیں عاشق کوئے جان بھر گہرے سان چلے ادب ہی چار دیواریں کھا لیا دلغ فراق یار نے آخر مجھے مصحفِ روئے صنم سے خوفِ زبا بدنو مٹ نہ بعد مرگ بھی اے نازِ الفت پر بعد نیک بختوں کو نہ دے رنجِ انقلابِ روزگار فرقت تن سے ہر شادانِ روح اپنی حسِ قدر چاند سے رخسار پر لہر کے آئے دیکھتے کار مراد نہ کیا چاہے نواے دستِ جنون ستد لب کا تیرے سن پایا تھا فسانہ بس باغِ مہن آکر کھماں جاتا ہے اہرِ شک ہمار اے کمان کش چو کسش سے دلی امید فوی کا کھو کو چے قدم رکھ سہ زمینِ عشق پر اُن لبوں سے گیسوے مشکین کا قصد میل باغِ عالم میں وہ ایسا کونسا محبوب ہے	کشتِ پختہ کو کبھی بھاگے نہ دقان چھوڑ کر یاں قدم رکھتا ہے تختِ انپا سیلان چھوڑ کر مہر نہ غافل ملک پر عامل کو سلطان چھوڑ کر منہ دکھاوے گا خدا کو کیا تو ایان چھوڑ کر صاحبِ خانہ کو سوتا جائے مہمان چھوڑ کر داصل خورشیدِ مہرِ شبنم گلستان چھوڑ کر خوش نہ ہوگا اس قدر دیوانہ زندان چھوڑ کر کھینچے اندھیر زلفون کو پریشان چھوڑ کر تھینچ دامنِ پری میر اگر بیان چھوڑ کر زہر کھا یا مورچوں نے شکرستان چھوڑ کر گل کو خندان چھوڑ کر بلبل کو نالان چھوڑ کر تیر پہلو سے مرے نکلے تو پیکان چھوڑ کر کھیت ہاتھ اُس کے ہی بھاگا جو نہ میدان چھوڑ کر تنگ ہوگا اس غتن میں یہ بدیشان چھوڑ کر خاک اڑاتی ہے صبا کس گل کا دامن چھوڑ کر
سستی فانی ہے آتش چار دن میں نیستی فکرِ عقبی کا کرے دنیا کو انسان چھوڑ کر	
اے جنون رکھو بیابان کو سواری تیار دل تو کتنا تھا نکل چلنے کو پر چلتے دقت	آج کل چلنے کو ہے بادِ بہاری تیار مہرِ دل سے ہوئی جانِ بہاری تیار

گشتی لڑنے کو ہوئی بادبھاری تیار  
 بچا انسی بچے اسے گردن ہو ہماری تیار  
 فتنہ انگیزی کی ترکیبیں مین ساری تیار  
 بدھی زخون کی کرے تیغ تمھاری تیار  
 خون دل لخت جگر کی ہے ہماری تیار  
 اے فلک تنگ نہ ہو گور ہماری تیار  
 نہ تو تلوار سچی ہے نہ کٹاری تیار  
 رہی لگ چلیے کو دامن سے کناری تیار  
 بیڑیاں ہوئی مین ہر مرتبہ ہماری تیار  
 بھاڑ کھانے کو ہوے یوز شکاری تیار

جگو مجنون سے بھی جسوقت کہ لاغریا یا  
 اس قدر تنگ گردیاں نہیں زیبا پیا  
 سرمہ اندھیر حنا قہر قیامت سستی  
 ہار پھولوں کے پہنتے ہو تو میری خاطر  
 رزق ہر صبح پہنچتا ہے مجھے بے منت  
 زندگی مین جو فراغت نہوئی تو نہ ہوئی  
 اس زمانے مین سپاہی نہیں بگاری ہیں  
 خد سے دھیان اس کو تکلف کا نہ آیا برگز  
 تیرے دیوانے کی وحشت ہو زیادہ ہر سال  
 کمر بار کا شک ان کی کمر پر جو پڑا

تحت تابوت کہان نیکے غبار اڑھاؤ  
 باد کے گھوڑے کی آتش ہو ساری تیار

نظارہ کرتے کرتے ہوئی شام دوش پر  
 راحت نہ گور مین محی نہ آرام دوش پر  
 لاوے پھرے حباب درو بام دوش پر  
 رہنے نہ دے گی گردش ایام دوش پر  
 صباد کا مرے ہے ابھی دام دوش پر  
 مردہ نہ ٹھہرے زیر لب بام دوش پر  
 سر پر ہر اک قدم ہے ہر اک گام دوش پر  
 جاتا تھا روز تا بے لب بام دوش پر  
 آیا نہ گور تک مجھے آرام دوش پر  
 بجاری ہے جس کو زلف سیہ فام دوش پر  
 رکھتا انگر کمان کو ہرام دوش پر

دیکھی جو صبح زلف سیہ فام دوش پر  
 طفلی سے ہون دوچار نشیب و فراز دہر  
 لچے سخت جان کا سایہ جو سیلاب پر پڑے  
 نادانی کا سبب ہے جو جو طفل کو قرار  
 زلف سیاہ یار کمر تک نہیں گئی  
 بالائے بام ہو جو سیجا نفس مرا  
 چلتے ہیں کیا یہ مار کے معزور بھوکریں  
 طفلی مین بھی مرا یہی عالی دماغ تھا  
 پیوند خاک ہونے کا اللہ رے شتیاق  
 کا اندھا مرے جنازہ کو کیا دے وہ نازنین  
 عاشق فشاں تیر کے ہوتے تری طرح

اے موت آگہین رہوں تاجند منتظر	ساتی سب کی طرح لئے جامِ دوش پر
لاوے ہوئے سفر کا سر انجام دوش پر	

پہنچے ہیں میرے کاتب اعمال رنجِ مین	
آتشِ اٹھاؤں گا میں درو بامِ دوش پر	

جھڑنے ہیں بھول منہ سے اس سنگی دہن پر بعد فنا کنوئیں کے پانی سے غسل دینا دونوں کلاسیاں دو چھوٹوں کی ڈلیاں ہیں کیونکر نری تبا سے تشبیہ دون میں اُس کو ہمے خلافِ ناحق صبا دو باغبان ہر گھبراتے ہیں یہ اس میں وہ اس سرک باہر دیکھتے جو تل کسی کے نازک کلائیوں کے بھوکوں کو سبب بہ میں راہ خدا کھلاؤں اُس ترک سے جو کی ہیں صحرا میں چائیں گشتوں کو تیری قبر میں دیکھیں جو دیکھ لینا دو پہل ہوئے ہیں پیدا اک نخلِ حسن ہیں	عجفہ تارِ تیری رنگینی سخن پر کھنٹی ہو میں نے جانِ سرسبز چھ دقن پر گل کھائے ہیں یہ میں نے خوابِ گہن پر دوبوٹے بھی نہیں ہیں اک گل کے پیر پر نالوں سے اپنے کس دن بجلی گری ہیں پر جادو کیا ہے غم نے کچھ میری لوحِ دقن پر بھونروں کو میں نے سمجھا شاخِ گل سن پر دوسہ کولب جو پہونچیں اُن غنچہ فتن پر جھنجھلا کے کہا ہی کتے چھوڑ ائے ہیں کن پر زندگن کو ہوئی حسرتِ مودعی اکہن پر بادِ اطمینان صدقے اُس چشم اُس دہن پر
---	---

مٹا ہے کیا جو آتشِ مرے تے ہیں اہل دنیا	
اک دو جب زمین پر اس بیکوگرِ کفن پر	

دم نکلتا ہے نگاہِ چشمِ مست بار پر شرم سے وہ شرمگین آنکھیں جھکی جاتی ہیں خوشا ہے چہرہ محبوب پر زلفِ سیاہ چھینر سکتا ہے کوئی اہم کو شانہ مثلِ دلف کھینچتا ہے آپ کو دُور اس قدر کیوں آفتاب کیا کردن لپٹ دلبند راہِ الفت کا بیان	نشہ کا ڈور الجائے جان جو اس تلوار پر راتِ جاری ہو گئی ہے مردمِ مبار پر عالمِ اک دکھلاتی ہے کالی گٹھا گلزار پر ماتھ لپھر سکتا ہے تیغِ تیز کی کب دھار پر بسا یہ کیا سورج کھی کا ہے کسی بخار پر چاہ میں اک پاؤں جو اکٹاؤں جو دیوار پر
---	---



<p>سرسری بھونہ میری آہ کو اے سرکشو حسن کے منہ کی نقاب لہین گے بیمار عشق کیوں نہ پہانے عاشقوں کے دل وہ طفل بہن رودیا چہ عاشقوں نے ابر باران کی طرح رنگ سب اڑتا ہے گیسوئے سیر کو بھکر بٹٹی بگڑی سے قاتل کی مین کیا تنبیہ تو جو اے عیسیٰ نفس آبا عبادت کیلئے ترے دانوں سا کوئی موتی سم نہین دوست کو لے کر بغل میں رات بھر نہاؤں یار کی فرقت میں رو کر قصر تن کو ڈھاؤں دام میں لا کر کرے صیاد بے پردا حلال</p>	<p>ہیونک ہی دے گی گر بگی جبکہ کجی خار پر نہ توڑیں گے جو کی ہے شربت دیدار پر طرہ ہے گردن کا ڈورا دوش کے زنا پر تمنے مارا چہ قدم جو برق کی رفتار پر داغ ہر ماہ دو ہفتہ کو ترے رخسار پر داغ کا دھبہ لگا ہے لالہ کی دستار پر تندرستوں کو بھونی حسرت ترے بہار پر صل لب سا اک بخشان کے نہیں کسار پر ریشک جو دشمن کو میرے طالع بیدار پر پانی پھر جاو گیا اس گھر کے دروہوار پر بلبل متیاب صدقے ہو چکی گلزار پر</p>
--	--

خود غلط ناحق نہوں تھلید آتش سے ہلاک

جو رکب منصور بن سکتا ہے کھنچ کر دار پر

<p>دکھائی حسن نے قدرت خدا کی گے چون کریں گے اس سے صید اکدن جائے تیغ قاتل دکھائی دختر رز نے یہ میخانہ میں نیرنگی نادی کو شراب اس نے پلائی جاکے سق کوئی بھینکے فلک اپنی طرف منھ اس کا کرتا بھلا دیکھیں تو گو بازی میں بخت کون کرتا کہ مری آواز پاس کر نہا ہو جان مودی کی وہ بدگوئی مری کرتا ہو میں نیک اسکو کہتا ہوں نمود غیر مقصود دل آتش مزاجوں کو تماشا دیکھ گورستان میں نیرنگ زمانہ کا</p>	<p>چراغ طور کا عالم ہے تیرے لئے دوش پر رگون کا جال یاں پھیلا ہوا ہے اپنی گان پر دم طاؤس کا عالم ہوا سینا کی گردن پر کلبہ میں گیا تو ست کو دے پیکار بہن پر ہمارا نام کندہ ہر مگر سنگ فلاخن پر ادھر بھی ہیں تون پر ادھر تم بھی تون پر وہ رہرو ہوں کمر باندھی جسے ہے تون نہن فرشتے میرے نعمت کرتے ہوں گے میرے دشمن پر یہ ساری گرمی حمام ہر موتوف کلخن پر جو گل بہن شندہ زن کو روہی ہر شمع مدفن پر</p>
--	--

زمین پکڑی تو پھر چھوڑی نہ ہرگز سید مجنون عروج حسن باز آرمی پسند دل نہیں ہوتا جنون نے جل بیابان کو میں باز آگشت گان یہ صرف سیدہ کوئی ہے وہ صرف نعل ماتم ہے	نشان داغ مجنون رنگیا صحر کے دامن پر مجر و ہون مگر رغبت نہیں تجبہ کے جو بن پر خوش آئی ہے کسے چٹان کی تر گس کی سوسن پر مرے ماتم سے آفت رستی ہے اک سنگ آہن پر
--	---

ہر اک مصرع میں یاں مضمون ہے انش و ستاری کا  
ہمارے شعر کا انصاف ہے انصاف دشمن پر

سہار آئی ہے عالم کی گل و نسیم و دوسن پر نقاب دہتے جو تو رخسار آتش رنگت اپنے دل نازک کو اپنے جنبش مژگان سے کیا ڈر ہے حذر عالی مقاموں کو ہے لازم خاکساروں سے ادب موزی ہر ایک زرد اپنے وادی کا سیہ چشم اکثر آتے ہیں تماشا دیکھنے اس کا نہایت بلبل شیدا کا اس نے دل چلایا ہے نہ بچا سخت طغیت کو بھی سر سبز دنیا میں ترہ حسدن سے او قاتل گلے میں تو نے ڈالی ہے نہا نیکو خاجا جام میں ہمرہ رقیبوں کے نہ سمجھا پر نہ سمجھا میرے خط شوق کا مطلب تری زلف سیہ اکدن سفید اور بار ہو دیگی حرارت طوہر کے شعلہ کی ہر اک دانہ رکھتا ہے قنا ہو کر بھی چھوٹے گی نہ غول ظاہر باز بھی	جو انان حمن نازان ہیں اپنے اپنے جو بن پر پر پروانہ سے آئے چلین شمعوں کی گشتن پر چھری چلتی کھینچی نہیں شیشہ کی گردن پر پیادے غالب نے ہیں سوار پشت قوسن پر نہیں ممکن کہ گرواد کر پڑے رہ کرے دامن پر گھنڈا ہوئے شہری ہے سبزہ اپنے مدفن پر جو بس ہو دے تو رکھ دوں گ میں گلچین دامن پر شکوہ پھولنا ممکن نہیں دیوار آہن پر طلاؤ فقرہ کو اکے شک ہے اقبال آہن پر لٹا دیگا ہیں رشک آتش سوزان گلشن پر مقدر نے مجھے عاشق کیا کس طفل کودن پر یہ وہ سب ہے چلے گی جو طریقی روز روشن پر یقین ہے خاک ہو گئی گرے گرا ہے خمزن پر ہماری خاک کے ذرہ کرتی تھے تہضہ روزن پر
---	--

جو کامل ہیں نہیں اندیشہ آتش انکو بدین کا  
دبان زخم کاری خندہ زن ہیں چشم سوزن پر

اول سے حسن و عشق کو لایا ہے راہ پر	عاشق چھو روز ازل سے ہے ماہ پر
------------------------------------	-------------------------------

<p>ناغموں کا عمل ہے فقط لا الہ پر مستی کا شگ بہا مجھے ابرسیاہ پر بھیپتا ہے تخت شاہ سربادشاہ پر مدت کے بعد آئی ہے خال پی راہ پر مرتا ہے کیا سچ کے یہ انسان گناہ پر دھوکا ہوا فقیر کا تجھ داد خواہ پر سنہتا ہے ناخدا مرے حال تباہ پر جن تو چڑھا نہیں سر دیو سیاہ پر بو سے دیے ہیں دیو مردم گیاہ پر لکھتے ترے فقیر کا ہے شاہراہ پر دیکھا نہ گنج کو سربار سیاہ پر لکھتے نہیں جو ہم کو سپر کی پناہ پر رقص اس کا کیسا لاتا ہے مطرب کوراہ پر باندھا جو شملہ یار نے زرین کلاہ پر رحمت خدا کی اپنی اثر دار ۳۵ پر جائز رکھا ہے سجدہ اخون نے گیاہ پر لیتے ہیں موتی جو ہری اپنی نگاہ پر یان لکم درے پٹنکی ہے داد خواہ پر ابرسیہ کا لطف نہیں خانقاہ پر</p>	<p>منکرین ذات صانع عالم کے دھریے دکھائی برق نے جو ترے دانتوں کی چمک مدون ہیں اس زمین میں ہزاروں ہی تاجدار کوچے سے یار کے نہ صبا دو بھنپکا سے اعضا گواہی دینے کو حاضرین روز حشر قسمت کی خوبی دیکھو اس شاہ حسن کی میں کشتی شکستہ دریا سے عشق ہوں سمے خلاف ہے فلک تیرہ روزگار یاد کیا ہے سبز جو مرگان یار کا اے طفل ترک دھری گزر گاہ گاہ ہو آزار سہل بھی نہیں موزی کے واسطے دیتے ہیں خالی دار کو دشن کی تیغ کے صاحب کمال صوفی عالی مقام ہے ہالہ میں عاشقوں کو ہوا ماہ کا یقین گوش بتان کے پردے چھٹے اسکے شور سے کس گل کے خط سبز کے کشتہ ہیں اہل سرع دندان یار جب سے سنا ہے ہیں آنکھ میں شہر بتان میں حوصلہ فربا دکا نہ کر مشاق اہل مسکدہ ہیں یان کرم کرے</p>
---	---

آتش زمین کو بھی سمجھتا ہوں آسمان  
ہوتا ہے برج و لو کا شگ مجھ کو چاہ پر

<p>عشق پیمان بن گیا طغرائے فرمان بہار تیر باران بلا ہے مجھ کو باران بہار</p>	<p>حکم رانی پر ہوا میل سلیمان بہار زخم خندان یار بن کر دے خندان بہار</p>
--	--

مراق کی چٹک سے کم وقفہ ہر دوران بہار  
نرگس شہلا کو کیے چشم فتان بہار  
نے سواران چمن ہین مرو میدان بہار  
سبزہ بیگانہ ہوں لیکن ہوں مکان بہار  
بلغ بے سبیل ہے بے شیرازہ دیوان بہار  
کھیت ہر تلوار کا یارب کہ میدان بہار  
لالہ آتش زبان ہے شمع ابوان بہار  
ہر گل خوشبو ہے افلاطون یونان بہار  
رزق زنبور عسل ہے ریزہ خوان بہار  
نقشبندان خزان و نقش ندان بہار  
جاتے ہی تیرے نکل سی جاتی ہر جان بہار  
سروش سبز ہے سبیل شہستان بہار  
صدقے ہوتے ہیں تپنگے شے مرغان بہار

بے بقائے مستی شہنم سے باران بہار  
زلف سبیل کو کچھ گوش اگل کو جانے  
شہلا گلبن پر یہ طفل عنچہ سے ظاہر ہوا  
کیا سمجھا کر روندتے ہین تجھ کو سیار چمن  
زلف کا ہونا قریب چہرہ رنگین ہے شرط  
چاک پر ہین ہر اک گل کا عینہ رسم ہر  
روشنی ہووے جو آنکھوں میں تو سیر باغ کمر  
آب جو ہین ہین صفا سے سینہ اشراق بان  
پیش آتے ہین بدون سے بھی کرم کیا تھ نیک  
رنگ میرا اور تیرا کچھ کمر حیران ہوئے  
جان تازہ آتی ہے آتے ہی تیرے باغ میں  
لالہ دگل سے سنوڑ آباد ہر بزم حسن  
مہر سیر باغ جاتا ہر جو تو اسے شمع رُود

کل ماتم کی طرح ہوں بوستان دہر میں  
نے سزاوار خزان آتش نہ شایان بہار

کیا زمین پیدا کرے گا آسمان بالائے سر  
میزبان رکھتا ہر پائے میمان بالائے سر  
دم چڑھے ہو صد مہ سنگ گران بالائے سر  
اس نہا کا سایہ ہوئے مہ بان بالائے سر  
سارے تن سے مچھ کے آرتی جان بالائے سر  
زیر پاکبے سے کشتی بادبان بالائے سر  
اٹو کرے پھولوں کے رکھ کر باغبان بالائے سر  
گنبد و ستارے زاہد مکان بالائے سر

گرد و کلفت جم رہی ہر زبان بالائے سر  
کیا عجب ہے داغ سودا کا مکان بالائے سر  
برگ گل کھون اگر میں نا توان باہائے سر  
برق سی جلی حری تیج اے جان بالائے سر  
کھینچتا ہے نغ حبیبہ و لستان بالائے سر  
پار اتر جاؤں کرم سے تیرے ای باد داد  
پھر بہار اے بے نیاز آوے پھر بن پھر کو کج  
رکھتے ہین ای بت ترے سر پر چھائے کیلئے

خون ناحق کو چہ میں اس ترک کے بھتے ہیں  
 کون تجھسا پادشاہ حسن ہے اے ہروش  
 کیا کچھ کر سٹخ سے میں یا رکوت شبیہ دون  
 بلبل دقری برابر دون ہوتے ہیں حلال  
 عالم بالا کی نعمت کا اگر صہ کا ہوں میں  
 اس قدر توسعی کرتا ہوں میں راہ عشق میں  
 فکر کی گرمی سے حلقہ ہر بس میرا داغ  
 کھلے خطا حسرت میں قاصد کی پھینچ ہوں ہوا  
 ایک دن تو بام پر سے روئے تو رانی دکھا  
 صورت بدست ہر وہ طفل حسین ہر دلعزیز  
 کونسا گلہ دے گا مندری اپنے پاؤں میں  
 حسرت شاہی ترے در کے فقیروں کو نہیں  
 کس جگہ زیر زمین قبر بن نہیں آہستہ چل  
 میل آرائش بچراغ حسن کو دیگا فرغ  
 یہ بھی دیوانہ کسی گلہ کا ہو دے او کریم  
 تابے سر میں نہاں رکھوں میں سو دلف کا  
 آرزو ہر پاؤں پر اسکے چار اسر ہو اور  
 کونسا حلقہ ہر جس میں اک دل عاشق نہیں  
 مالے کرتا ہوں تو کہتے ہیں مجھے اہل میں  
 اپنے عریا نون کا پردہ رکھیکا وہ عیب پوش

لاشتر تیل پے لاشتر پر سر ہو طیان بالائے سر  
 تاج زرین مہ سہ لگی ککشاں بالائے سر  
 یان دہن میں ہر زبان دان ہر زبان بالائے سر  
 گل کو رکھتا ہے خود سر درد ان بالائے سر  
 آسمان پر سے فرشتے اتریں خوان بالائے سر  
 پاؤں کا میرے پسینا ہے روان بالائے سر  
 جائے مود کھلائی دیتا ہے دھوان بالائے سر  
 چاہیے ہر بنا دے آشیان بالائے سر  
 پڑ رہی ہے کیسی خاک آستان بالائے سر  
 آنکھوں پر رکھتے ہیں پر اسکو جو ان بالائے سر  
 بوئے ہن نعل حنا کو باغبان بالائے سر  
 تخت ہر حکو ز میں چہر آسمان بالائے سر  
 پاؤں پڑتے ہیں ترے ایجاں جان بالائے سر  
 شمع ختی باندھے گا وہ داستان بالائے سر  
 آشیان بلبل کا رکھے باغبان بالائے سر  
 موئے سر کے بدے سنبل ہو عیان بالائے سر  
 دست شفقت بھرے دھنکٹ نشان بالائے سر  
 طرہ کیسی ہر اس نعل کو گران بالائے سر  
 کیوں اٹھایا جانتا ہر آسمان بالائے سر  
 رودر محشر ہوں کی چشم مردمان بالائے سر

قل جب چاہے کرے عشق وہ ترک جنگجو

نے گلے میں ہر ذرہ نے خود یان بالائے سر

موئے مژگان کو ہر شلخ اس ستر کا نظار

خون دل کے ساتھ ہر لخت جگر کا نظار

<p>سرو قد بار کے مضمون کا رہتا ہے خیال تارے گھٹنے گھٹنے شب کو صبح کو دیتا ہو مین شب جو تھے صبح وعدہ باغ چلنے کا کیا راہ سے آنکھوں کے نکلے جان مضطر چاہیے کلنگلی بندھواے رکھتا ہے ہمیشہ سوئے در قطع کر رکھیو کفن اپنے لیے اے آسمان کو دپڑنے کا زبس عیار کے گھر میں خیال عشق پیدا کر کی کچھ حسن و خوبی کی نہیں خود چلون گایا رہے لینے جواب خود شوق نا توان ہو جاتا ہو فکر سخن سے آدمی</p>	<p>شک کرتا ہے ہر مصرع ترکا انتظار ہند اڑا دیتا ہے اک رشک ترکا انتظار ہر گھڑی دل کو زیادہ تھا گجر کا انتظار شام سے فرقت کی شب میں ہر حکم انتظار مردم دین کو اس نور نظر کا انتظار ہو نہ ہنگام سفر رخت سفر کا انتظار ہے اندھیری رات میں بچھی پہر کا انتظار سودھ صندل ہر تیری درکس کا انتظار اور میں کرتا ہوں دودن نامہ بر کا انتظار رشتہ کرویتا ہے آتش اس گھر کا انتظار</p>
---	--

## دلیف اے ہندی

<p>حیرت ہے ہونہ زلف و رخ و یار سے بگاڑ مثل نسیم ہوں چمن روزگار میں ریخید جب سے ہم سے وہ خانہ خراب ہو پاتا ہوں میں مزاج عناصر میں اختلاف بوسہ طلب کروں تو مجھے گالیاں ملیں اس مہ کی مہربانی تک اپنی ہتی زندگی آزادہ ہوں وہ بوسہ لب کے سوال پر تیرے سوا کسی سے علاقہ نہیں مجھے اے بکر حسن لہریہ کیا آئی ہے مجھے</p>	<p>رہتا ہے درد کا فرونیار سے بگاڑ گل سے بناؤ ہے نہ مجھے خار سے بگاڑ گھر سے بگاڑ ہے درد و دیار سے بگاڑ آپس میں ہو گا ایکن ان چارے بگاڑ میوہ ہونہ عاشق رخسار سے بگاڑ غیرت سے مر گئے جو ہو یار سے بگاڑ شیرینی کے لئے ہر نمک خوار سے بگاڑ لازم نہیں ہے خامد سرکار سے بگاڑ رکھتا ہے اپنے نقشہ دیدار سے بگاڑ</p>
<p>دلوئے آج کل کے چھ آتش نہیں ہیں ہم دلت ہوئی کہ ہے سرو و دثار سے بگاڑ</p>	

## اردیف لے مجھ

دامن زین سے پستی ہر مری خاک ہنوز  
پاؤں تو سست ہوئے ہاتھ مچا لاک ہنوز  
اک گریبان نظر آتا نہیں بے چاک ہنوز  
نہیں آلودہ ہماری نگہ پاک ہنوز  
سین نے جانا کہ زمانے میں ہیں حکاک ہنوز  
نظر آتے ہیں جن میں خس و خاشاک ہنوز  
دوسمہ میں مرے دیدہ مناک ہنوز  
زیر دیوار چین ایڑتے ہیں تاک ہنوز  
صاف ہوتا نہیں اس پر بھٹی ہسٹاک ہنوز

ساتھ ہر بعد فنا سرت فتراک ہنوز  
کپڑے چھتے ہیں مری خانہ زنجیر میں بھی  
کون کہتا ہے سب ہو گئے آیام جنوں  
آٹھ بھر کر نہ بھی چاندی صورت دیکھی  
عشق نے نقش بٹھایا جو نگین دل پر  
باغبان کسی بہار آئی ہے کیا عالم ہے  
کیا کروں اس کو جو نکلتے نہ بخارا گدلی کا  
اس قدر فحط ہے کس واسطے نے کاسانی  
استخوان خاک ہوئے خاک بھی برباد ہوئی

وہی پستی و بلندی ہے زمین کی آتش  
وہی گردش میں رہتے روز ہیں افلاک ہنوز

پیتے ہیں نوجوان شراب کہن ہنوز  
معدوم ہے کمر کی طرح سے دہن ہنوز  
منہتے ہیں مدتوں سے مرے زخم تن ہنوز  
دیکھا نہیں ان آنکھوں نے سورج گہن ہنوز  
غربت میں بھڑے بیٹھے ہیں یاد وطن ہنوز  
بل کھا رہی ہے زلف شکن در شکن ہنوز  
اس نے تو داب رکھا ہے اپنا کفن ہنوز  
خلوت نشین ہے روشنی اکھن ہنوز  
دیکھا نہیں ہے آئینہ نے وہ بدن ہنوز

جوش و خروش پر ہے بہار چمن ہنوز  
پاتا نہیں میں یار کو میل سخن ہنوز  
برسون سے رو رہا ہوں شب درو و فصل  
رخسار یار پر نہیں آغاز خط ابھی  
انجام کار کا نہیں آتا خیال کچھ  
عالم ان ابروؤں کی جی کا جو ہے سو ہے  
خلوت کی کیا امید رخصت آسمان سے ہم  
عالم حجاب یار کا تا سال سے وہی  
اپنے اصفائے سینہ کا حیران کار ہے

ہر چند باغ دہر میں مدت سے ہوں نکم

آتش نظر پڑا نہ وہ سیب ذوقِ سنوز

ساقی میخانہ کو بندھوا دیے دستارِ سبز  
زرد ہو جاتا ہوں سو سو بار سو سو بار سبز  
آئینہ کے آگے ہو جاتا ہے روئے یار سبز  
کیا کرے بارانِ زمینِ سوزِ منِ آشجارِ سبز  
سُرخ مثلِ گلِ شکرِ زمرِ رخسارِ سبز  
ہو گیا ہدیت سے رنگِ مرہمِ دنگارِ سبز  
تا کہ کو کرتی ہے اپنے آہِ آتشبارِ سبز  
سبزہ خط سے ہوئے ہیں لالہ گونِ خسارِ سبز  
خشک ہو کر نخل پھر ہوتا نہیں زرمزارِ سبز  
جامِ ہونِ تیار ہر بارِ بونِ گلزارِ سبز  
منہدی کی مٹی سے رہتی ہے ہر اک لوارِ سبز  
سُرخ اک سیرِ غصبِ قہرِ شلوارِ سبز  
چہرہ آتش ہے مثلِ چہرہ بیکارِ سبز

فیض سے ابر بہاری کے ہوئے گلزارِ سبز  
شدتِ دردِ جدائی سے دگرگونِ حال ہے  
آپ سا دیکھا نہیں جانا غرورِ حسن سے  
فیضِ نیکون سے ہواں کو وہ جوہنِ بدست  
ہوں میں وہ بلبلِ جواہرِ خانہ جس کا باغِ جگر  
زخمِ ہلو میں نے دکھلایا تھا اک دن کھول کر  
سوزِ دل میں اثر ہے تالشِ خورشید کا  
القلابِ دہرے میں نہیں ہے حسن بھی  
چار دنِ جوشِ جوانی کے غنیمتِ جانیے  
بیکدہ میں سیرِ نینگِ جہان بکھین گے ہم  
سیدہ اشکوں سے کمی ہو میرے گھر میں روزِ  
دیکھے کس کس کو وہ زرینِ قبا کرتا ہر قتل  
کون کہتا ہے نہیں عناب ہے اس کو عشق

## رولیف سینِ حملہ

زخمی کو نہیں اس کے دماغِ پڑاؤس  
جو دم ہے غنیمت ہے فراغِ پڑاؤس  
دماغِ اپنا ہی ہے شمعِ چراغِ پڑاؤس  
ہر دماغ ہے اک لالہ باغِ پڑاؤس

کرتے ہیں عیبِ یارِ سراغِ پڑاؤس  
صیاد بھی زخمی بھی اسے بانڈھیں گے دونوں  
محتاجِ نہیں روشنیِ عاریتی کا  
اسے ابر ترے عشق میں یہ رنگ دکھلایا

وہ بھیاکرے بارانِ بہاری اسے آتش  
چھتے کے پروں سے نہیں دماغِ پڑاؤس

نسایہ بن جلے ہالوٹ کے دیوار کے پاس

زہرِ خورشید ہو ہو بچے جو دہریار کے پاس



<p>خوشنما کہتے ہیں کچھ کمر یار کے پاس در کے نزدیک کبھی ہوں بھی دیوار کے پاس کس کی قسمت کا ہر پانی ترے تلوار کے پاس سایہ کو آنے نہ دوں میں تری دیوار کے پاس جھونپڑا ڈالا ہے صیاو نے گزار کے پاس روز ہوتا ہوں ہر کارہ اخبار کے پاس روین گے بچے کے آزاد گرفتار کے پاس سنبہ کو کھول کے جاتے تھے جہلول کے پاس اب تو جلاؤ کو بھجواؤ گنگا کے پاس اٹھ گیا رو کے جو آیا ترے پیار کے پاس خندہ زن گل کی طرح بٹھیکے ہجر کے پاس</p>	<p>طرہ زلف سے زیبا نہیں خسار کے پاس کچھ یار میں سایہ کی طرح رہتا ہوں سیکڑوں شہد دیدار میں معلوم نہیں انجک و ربانی کی خدمت ہو تو اسے خانہ یار انکر مرغان چین کی ہے ہمارا آئی ہر کب جواب آئے خواشوق کا دانے کچھوں کار زنجیر جو ان گیسوے پچان سے ہوا پھر گیا منہ تری ابرو کی طرف سے ان کا ایڑیاں شوق شہادت میں کمان تک گرو حالت نزع ہے صورت کوئی بچنے کی نہیں باغ عالم میں جو رکھا ہے قدم او آتش</p>
--	---

## روایت شین معجم

<p>تمام عمر کئی قصہ مختصراً خاموش زمین گے مجھ کو نیکیرین دیکھ کر خاموش جو دوپہر ہوں میں نالان لودوپہر خاموش رہا میں عالم وحشت میں ہمیشہ خاموش اٹھا میں مٹھ کے اکدم ادھر اُدھر خاموش ہمارا غنچہ دین کیوں ہر اس قد خاموش خدا کے قہر کا رکھتا ہے مجھ کو خاموش ہر اے زسیت کو بھی کرتی ہے سحر خاموش دہان غنچہ کو رکھتا ہے مرثت ز خاموش پھر آگیا پس دیوار و پیش در خاموش</p>	<p>جلال میں شمع کے مانند عمر بھر خاموش جبین کے نور سے اسلام بیان ہو یاد نہیں قرار زمانہ کو ایک حالت پر جنون میں بھی ہوئی زائل مجھے دانائی نہ کتبہ میں نظر آیا نہ تبارے میں تو بہن ز باغچہ نہیں شکستہ ہوا تعلل کے دل رکھاؤں میں ایندو کی طرح ہوئی ہے قاتل عالم صباست رخ یار زبان کیلئے کالفتش منہ بھر آئی ہے نہ راہ ہی مجھے سوجھی نہ بچا نہ کی گھات</p>
--	--

ردانہ ہوتا ہے پہلو سے پھلے ہرے یار گنڈ زلف کا ٹوٹے نہ تار آئے پٹانے نہ چھپر قصہ موے میان یار آتش	چراغ صبح سے کرتا ہوں پیشتر خاموش رہا بہت مین گلا گھونٹ گھونٹ خاموش کسی نے دیکھی ہے معشوق کی کمر خاموش
--	---

## روایتِ صدا

آفت جان ہے ترا اے سر و گل اندامِ رقص طبع عالی باز رکھتی ہے تماشے سے مجھے کس طرح کرتا ہے یہ دولت گوار آدمی چہرہ محبوب پر گیسو نہیں لہرا رہے اے دل پر داغِ بیتیابی سے کچھ حاصل نہیں دم فنا ہوتا ہے دامن کی سڑک ٹھوکر کیسا حاصل دنیا حسنِ غارِ گھر کو رکھتی ہے خراب سینہ کوئی کی صدا ہے یہ کہ گنگر دو کی صدا ایک دن لایا تھا جامِ مے ترے نوٹوں تک چشمِ راحت کا رذلت مین خیالِ غلام ہے اپنی صورت سلنے اپنے تماشا گاہ ہو سکدے مین چلکے سیرِ عالم نیرنگ کر دل اسی پہلو مین آتش پیش ازین تیا تھا	ساتھ ہر ٹھوکر کے کرتا ہے ہمارا کام رقص بام پر گویا کہ مین ہوں اور میر بامِ رقص فی الحقیقت کچھ نہیں غیر خیالِ خام رقص بت کے آنکے کرتے مین کفِ زانو جامِ رقص ہوسکا طاؤس سے کابلِ انعام رقص خرمن امید کو ہے برق کا پیغام رقص بہر زگر کرتے ہیں محبوبانِ سیم اندامِ رقص بقرار سی ہے تری یا ایدلِ ناکام رقص آج تک کرتا ہے یہ گردونِ مینا فامِ رقص عمرِ عبیرِ قاص کو رکھتا ہے بے آرام رقص کیا سمجھ کر یہ روار کھتے ہیں خاصِ عامِ رقص قلقل مینا ہے نغمہ اور دورِ جامِ رقص یہ وہی جا ہے جہاں ہوتا ہے صبح و شامِ رقص
---	--

## روایتِ صدا و معجزہ

کلام ہے شیشے سے جھکو اور ساعت سے غرض عشق صورت سے خیال آیا یعنی کی طرف آشنا ہوتے ہیں غلس کے کمان یہ لاپچی	مست رستے مین سترابِ لوح پرور سے غرض حسبِ صدف سے مدعا تھا اب ہو گور سے غرض زر کی خواہش ان حسدین کو ہو زیور سے غرض
--	--

اپنے فعلوں سے تعجب ہے ہنود جو فساد بہ لب مانگے پر گالیان دیتا ہے یار آٹھ گھنٹے پر والدہ رخسار کی پڑتی نہیں ناز بجا بھی نہ اسے دل ناگوار طبع ہو صاف نہ ہو کر گلستان حسن کی کوئی بہار عاشق بیتاب کو بوسہ عنایت کیجئے لغوہ اس کا بھی زبان زد ہونہ اور دل چاہئے فرش قالین وند کا آشنا ہوتا نہیں	زن سے مطلب ہو زمین سے دعا ہے غرض زہر ملتا ہے اُسے جس کو بوشکر سے غرض عاشق قاتل نہیں رکھتے صنوبر سے غرض اب تو اُچی ہے تری اس ماہ پیکر سے غرض یہ مراد آئینہ کی صحنی یہ سکندر سے غرض مروغفس کی نکلتی ہے تو گھگھ سے غرض اگر اٹھا دی ہے جہان سفالہ پرور سے غرض آتش درویش کو ہے اپنے ستر سے غرض
--	--

## دلیف طار

سبزے سے خط یار کے ہوتا ہے غم غلط ایسے فریب اس نے حرفیوں کے کھائے ہیں معتشوق سے امیر وفا ہے خیال خام مایوس ہونہ مرغ دل اگر دن شکار ہے ہوتی ہے دھن میں نشہ کے دہنی چھوٹا اگر شوق راہ یار میں لے تو چلا ہے تو کعبہ بنا ہے نام جو کوچہ کو یار کے شاعر نہیں ہے سچیدان کہے جو سچ چھل پائے گانہ عشق سے ابرو سے یار کے	کیونکہ کہیں نوشتہ قسمت کو ہم غلط حق حق کہو جو میں تو کہے وہ صدم غلط وعدہ دروغ یار کا قول و قسم غلط تیرنگہ نشانہ کو کرتا ہے کم غلط کیا بھر میں نہ اب بے سے غم غلط جاوے سے پڑنے پائے نہ نقش قدم غلط کرتے ہیں برین رہ بیت الصنم غلط ہستی کو اس کم کی سچ کہتا عدم غلط اے دل جو ابر تیغ سے چشم کرم غلط
--	---

حرف یار کے لئے کرتا ہوں خط شوق  
مطلب کو لکھنے پائے نہ آتش قلم غلط

نہ عشق کا اثر ہے شرط بے خبر اکیں سفر ہے شرط	کب خشک اور خشم تر ہے شرط کہے رکھتے ہیں ہم خبر ہے شرط
--	---

دین و دنیا سے لے خبر ہے شرط  
عشق بازی کا درد سر ہے شرط  
شرط پر شرط شرط پر ہے شرط  
جسم کے واسطے کر ہے شرط  
خال کوتاہ و مختصر ہے شرط  
گوش بھی قابل گھر ہے شرط  
اُس قدر ہو کہ حقد ہے شرط  
مثل غنچہ گرہ میں زر ہے شرط  
ساقی غیرت تھر ہے شرط  
زہر میں زہر کا اثر ہے شرط  
جوہری کے لئے نظر ہے شرط  
دل کے خون کرنے کو جوہر ہے شرط  
حسن بے پردہ سے ضد ہے شرط  
سیر گلزار کو سحر ہے شرط  
پاؤں پر تیغ زن کے سر ہے شرط

مست تیرے لئے محبت کا  
صندلی رنگ سیکڑوں معشوق  
قول پر قول بھسے یار سے ہے  
کہوں کیوں کو مکیان یار کو بیچ  
زلف خوبان دراز لازم ہے  
قابل گوش سیکڑوں گواہ ہے  
یہ تنہا ہے بندگی تیری  
گلشن عشق کے نظارے کو  
توبہ مے کے توڑنے کے لئے  
لب شہین سے میٹھی باتیں کر  
جھوٹے سچوں کا دیتے ہیں دھوکا  
عشق میں صبر کا مشکل ہے  
طور سے کیا کیا تجسلی نے  
عہد پیری میں روئے رنگین دیکھ  
معرکہ عشق کا ہے یان آفتش

## رولیف ظار مجہ

بات بڑھائی ہو کھو دیتی ہے تکرار لحاظ  
توڑنا یاد کا اے چرخ ستمگار لحاظ  
مجھے رکھتے ہیں بجا کا فرو و نیدار لحاظ  
نرہا میرے ترے عاقبت کار لحاظ  
نجا کو رہتا نظر آتا نہیں زہار لحاظ  
محبت بد سے ہو انسان کو نذر اور لحاظ

سخت گوئی سے تجھے چاہئے او یار لحاظ  
جام توڑے سے نافوں کا تجھے زور آور  
نہ تو مند وہی میں ٹھہرا نہ مسلمان نکلا  
اٹھ گیا پردہ چھپی لوح سے آفتش تن  
یار ہے باغ ہے سبزہ ہوئے گلگون ہو  
مثل غنچا ہو مجھے مردم دنیا سے محروم

آہیچنے سے ہر نازک دل بیا ر آتش  
بد مزاجی سے مرے رکھتے ہیں غمخوار لحاظ

## ردیف عین قہلہ

قدر کیا رکھتی ہے پیش چہرہ پر نور شمع  
صاف آتا ہے نظر پوشاک سے نور بدن  
اڑ گئے اغیار سنتے ہی مری آواز یا  
نیش زن کو اپنی دولت سے نہیں بکن فروغ  
سشب کی سشب اُس شعلہ سے گرم سبت ہو گیا  
اگر فلک اتنا تو محفل میں فروغ اپنا بھی ہو  
بام پر تونے جو جگہ ایا رنگ اے شعلہ رو  
یہ بھی عاشق ہو مگر رخصتی ہے جو میری طرح  
جستجوے یا میں نکاون اندھیرے میں اگر  
دینہ بنیا دل روشن نظر آتا نہیں

نام کو چربی کا پتلہ گو ہونی مشہور شمع  
پیرن فانوس ہے جسم بت مغرور شمع  
راہ گئی مجلس میں عذر رنگ سے مجبور شمع  
کب ہوئی روشن میان خانہ زہور شمع  
صبح کو پیدا کرے گی سردی کا فور شمع  
یار کے نزدیک یثیین ہم کھڑی ہو دور شمع  
رات بھر روشن ہی بالائے کوہ طور شمع  
اشک گرم وسینہ سوزان تن محرو شمع  
راہ تبادا دے پری جگہ دکھا دے جو شمع  
اڑ گئی بزم جہان سے صورت کا فور شمع

صورت پروانہ جلتے ہیں قریب قریب  
سوز غم سے ہو گیا ہے آتش رنجور شمع

خاک ہو جاتی ہے جل کر پھر پروانہ شمع  
شام کو آتی ہے وقت صبح کر جاتی ہے کوچ  
تیری محفل میں اگر دیکھے مری گستاخیان  
سوزش دل کا بیان کچھ کیا تحارات کو  
گر قیہ ستانہ کرتے کرتے آخر ہو گئی  
اور کچھ مطلب نہیں پروانہ کا سمجھے رہو  
آشنائے حال بھی بیگانہ بعد مرگ ہے  
جندش شعلہ بخان اُس کو اشاریے یہ یار

ہر تو زن رخصتی ہے لیکن غیر مردانہ شمع  
منزل سہتی کو سمجھے ہے مسافر خانہ شمع  
شوخی پروانہ سمجھے بازی طفلانہ شمع  
مومن ہو کر ہو گئی سن کر مر افسانہ شمع  
اگر کچی معمور اپنی عمر کا پیمانہ شمع  
آشنا کو آشنا بیگانہ کو بیگانہ شمع  
گور پروانہ کے لاتا نہیں دیوانہ شمع  
اگر تھی ہے محفل میں تیری سجدہ مشکرا نہ شمع

<p>روئے روشن سارے کھنسی بوج روشن اگر لائی ہر ایمان یہ کس کا مصحف دودھ کھکر دل میں رہتا ہے خیال چہرہ پر نور یار چشم غول آنکھوں میں پھر جاتی ہر اس کے شعلہ عکس روئے آنکھیں سے تیرے اگل پرین سر کو کھڑا کی اگر مجھ سخت جان کی طرح سے روشنی دیکھے گا یارب کو نسا رشک پر پی عزت مکان ہر لازم چاہیے پروانہ کو</p>	<p>جانِ قیمت مانگتی گاہک سے دل بجائے شمع رکھتی ہر اشکوں سے اپنے سبکے صدوانہ شمع ہر تو مہتاب سے رکھتا ہے یہ کاشانہ شمع یا دودھ لاتی ہے مجھ دیوانہ کو پروانہ شمع زلف شگون میں ہوا ہر ایک خط و نشانہ شمع ڈال دیتی آہن گلگیر میں دندانہ شمع ڈھالتا ہر اپنی چربی سے ہر اک دیوانہ شمع درتک لینے کو آوے لیکے صاحبانہ شمع</p>
---	---

حسن ناقص ہے کوئی عاشق نہ ہو آتش اگر  
ہے یقین بے پرہیزی ہے جو بی پروانہ شمع

<p>روشنی بزم ہے یان چہرہ گل رنگ و شمع اُٹھتے ہی اس وقت محفل کے سب بیکار تھے کنج مرقمیں یہ دل غل سے میر حال ہر آتش فرقت رہی بعد فنا بھی مستعل ساعدمین سے نسبت دو کوئی ناقصا سے فکر رنگین کو جو ہوا انگشت و فندق کا خیال راہ بھولون گر سب تار یک میں تیر موند بزم ماتم ہے ہر اک محفل فراق یار میں</p>	<p>سجھ میں پروانہ و مرغان خوشی آنکھ سے شمع جام و مینا ساقی و مطرب باج چنگ شمع گر میون کی رات میں جیسے مکان رنگ و شمع موم ہو کر بہ گئے میری کدیر سنگ شمع اپنے آگے ایک سی ہر ساق پائے سنگ شمع دوست بستہ آئین مضمون گل و رنگ شمع سفرل سستی سے عنقا ہر صدائے رنگ شمع رات بھر چلتے ہیں آتش عاشق بے ناک شمع</p>
---	---

## دلیف غنیمت

<p>بزم میں رنگین خیالوں کے جوہر سرور و شمع چاند سے مکھڑے کو دیکھا آنکھیں روشن شمع روشنی طور ہو بار و گر ممکن نہیں</p>	<p>سنبلستان ہوشستان لاکھ گلشن چراغ ہر تو مہتاب سے بن جاتے ہیں رون چراغ تیر سے صدقے کا کمان سے لایا گلشن چراغ</p>
---	--

<p>دن کو بیداری میں رہتا ہوں خیال روئے یار سیکڑوں پروانوں کو اس نے کیا خاکستہ دل ہمارا فردہ ہے سینہ ہمارا گور ہے یار کو بھڑکا کے مجھے کوئی پاتا ہر فروغ صبح تک چلتی ہے آہوں سے ہمارے باتند دھیان آجاوے جو مضمون چراغ نشہ کا گنج زر رنگ طلائی نے کیا منہ یار کا منزل ہستی میں دشمن کو بھی اپنا دوست کر</p>	<p>رات بھر میں دیکھتا ہوں خواب میں ہنسنے والے موم کر سکتا نہیں اپنا دل آہن چراغ داغ سینہ کا ہر گویا گور پر روشن چراغ آتش افروزی سے ہو نیکانہ میں دشمن چراغ شام سے فانوس رکھتی ہے دامن چراغ واسطے تشبیہ کے ہو دین گل مومن چراغ لعل لب کو میں نے بھانا ل پر رٹھیں چراغ رات ہو جاوے تو دکھلا دو مجھے رہن چراغ</p>
---	--

داغ دل کی روشنی کافی ہے آتش گور میں  
غم نہیں اس کا ہوا نیے سر مدفن چراغ

<p>بتیان اس کی بنا کر میں کروں روشن چراغ رات بھر جلتا ہے یہ جھٹھون سپر جلتا ہے وہ قلب ہایت گداز عشق سے ہووے اگر تازہ ہو جاتا ہے یاد رنگان سے داغ دل بسکہ جلتے ہیں حسد سے دیکھ کر میرا فروغ اس میں رکھتی ہے شہر سے فتنہ کی موتی ملی تیل کا مقدور تو اس کو نہیں ہاقی رہا روز و فرقت کچھ شب و بچور سے بھی ہم سیاہ کون کہتا ہے ستارے اپنی برق آہ سے جانمیں داغ محبت کی دل بے عشق میں دوستداری کے مزے سے آشنا ہووے اگر</p>	<p>باؤ سے اڑا کر بھادوے گر مراد اس میں چراغ دل کو دیکھے اور اپنا سینہ آہن چراغ موم ہو کر کیا عجب روشن کرے آہن چراغ کاروان کرتا ہے اس دیرانہ میں روشن چراغ روز اڑا یا کرتے ہیں سندوق سے دشمن چراغ چور بھر جاتا ہے گھر میں دیکھ کر روشن چراغ گھر جلا کر اب مگر روشن کرے دشمن چراغ دن کو ہووے گا ہمارے گھر میں ابونٹن چراغ بن گیا ہے اس سیاہ خانہ کا ہر روزن چراغ خانہ خالی میں دیکھا ہے کہیں روشن چراغ اپنی جرنی سے جلاوے راہ میں ٹھن چراغ</p>
---	--

ایک دلی سے دوسرے دیون کے ہو گا گم گرم  
آتش افروزی کرین باہم ہوں جب غن چراغ

<p>مرد میدان پر تو کھلے دن کو میدان میں چراغ          دکھایا ہم نے بھاکر طاق نسیان میں چراغ          لالہ نے روشن کیا کوہ و سیابان میں چراغ          ہو گئے روشن شب نے لہف پریشانی میں چراغ          باغبان گلی کے جلاتا ہو گلستان میں چراغ          اس قدر ہوں گے نہ اک سرو چراغ نین میں چراغ          رات بھر رکھتے ہیں روشن فصل باران میں چراغ          شیر کی چربی سے جلتا ہے نیتان میں چراغ          دیکھ لے منہ ڈال کر میرے گریبان میں چراغ          حسن یوسف نے کیا روشن جو زندان میں چراغ          دیدے بے نور ہوئے چشم انسان میں چراغ          میری مٹی کے جلیں گے کوئے جانا میں چراغ          بزم عالم میں جو تو گنج شہیدان میں چراغ          پھر نہ بچے گا کوئی گور غریبان میں چراغ          شمع روشن بام پر ہوئے تو الیہ میں چراغ</p>	<p>سامنا کرتا ہو گیا اس کا شہستان میں چراغ          جب نہ بچا شمع دیون کے زخاندان میں چراغ          شمع مینا سے ہو ساقی شہر میں بھی روشنی          روشنی کی اس کے حلقوں میں جو روئے یار نے          کونسا بلبل بھنسا ہے دام میں صیاد کے          کیا کہوں کتنے مرے تن پر بہن داغ آئین          روئے روشن کا خیال آنکھوں کو روئے میں کرا          داغ دل کی روشنی ہے بوریائے فقر پر          نور شمع طور ہے سینہ کے ہر اک داغ زمین          ہو گیا اس پر زلیخا کو یقین فافوس کا          چہرہ روشن دکھاؤ تم جو شب کو بے نقاب          عشق کی تاثیر سے بعد فنا ہو گا فروغ          کون سا دل ہے نہیں کشتہ جس گم کا          خاک کا پیوند ہوں گا جب میں تیرہ روزگار          ربہ اعلیٰ و اسفل میں رہ فرق اے فلک</p>
---	--

داسطے اپنے نہیں منظور مجھ کو روشنی

میں چلتا ہوں تو آتش راہ مہمان میں چراغ

<p>اس شمع روئے آگے نہو خندہ زن چراغ          آنکھوں میں اپنے ہو گیا کالے کان چراغ          پیدا تو کر لے پہلے یہ لب یہ دہن چراغ          لے بیوں کو اپنا بھٹا پس بن چراغ          گل ہوئے تیرے حسن کا اے گلبدن چراغ          دکھتا ہو ناحق آرزوے خار زن چراغ</p>	<p>سن رکھے شام ہوئی ہے میرا سخن چراغ          یاد آگئی جو رات کو زلف رسائے یار          چاہے جو روشنی ترے رخسار کی کہان          دکھلایا چاہے داغ جنون کو جو روشنی          لیکن خزان نہ ہو دے بہار شباب کو          ہو گا نہ روشنی میں لہج یار سے فروغ</p>
--	---



ہوتا ہے جیسے روشنی انجمن چراغ  
روشن کردن میں جا کے میان جمین چراغ  
مردے جلایں بیچ کے اپنا کفن چراغ  
غربت زدوں کے نام کے اہل وطن چراغ  
سجد میں تو حملائے گاہے برین چراغ  
بھکھڑ میں رہ گئے لب چاہ ذوق چراغ  
چرخ چاک پر کھار کے نوادر بن چراغ

عالم میں جلوہ گر ہے مر یا ر اس طرح  
لیجائیں گوے یا ر میں تجھ کو یائے شوق  
مجبور ہیں نہیں تو اندھیرے میں گور کے  
جلتا ہے خود بھی قبر میں روشن کیا کریں  
دیکھا جو بت کے حسن خدا داد کی طرف  
تھڑی کے گرد یار کے خال سیہ نہیں  
اگر خاک آتش اپنا جو منظور ہو فردغ

## روایت فار

کلچین جو بولتا ہے تو صیاد کی طرف  
مرت ہوئی گئے نہیں شمشاد کی طرف  
تھوکن کبھی نہ سوسن آزاد کی طرف  
گردن جھکائی کو چہ جلاد کی طرف  
جاتا ہر دھیان حب تری ملائی طرف  
دلچکا نہ تم نے جو ہر فواد کی طرف  
آتا تھا کون عالم ایجا کی طرف  
فریاد رس کے کان میں فریاد کی طرف  
آواز سے میں اسیروں کے آزاد کی طرف  
مد نظر ہم حسن خدا داد کی طرف  
منہ سوئے قبلہ آنکھیں ہوں جلاد کی طرف  
اس فتنہ و فساد کی مباد کی طرف  
کس کا خیال جاتا ہے بیداد کی طرف  
شادی کا بھی گذر ہو علم آباد کی طرف

اندھو دے بلبل ناشاد کی طرف  
برسون سے قد یار کا مضمون نہیں بد  
مستی سے اُن لبوں کو تعلق جھون کو ہے  
چلنے میں کی جو شوق شہادت نے برہی  
اے جذب دل نعل میں سمجھتا ہوں یا ر کو  
آئینہ کی طرف نہ خیال آیا آب کا  
لایا ہے عشق حسن کا تیرے کشان کشان  
عاشق ہی داد خواہ نہیں در نہ روز و شب  
نکلا ہے تیرسی زلف کا جب کہ سلسلہ  
کچھ یہ بھیت کوئی اپنا بڑن سے عشق  
گردن سے چاہتے ہیں یہی ہم گنا بیکار  
طاقت ہے کس کی دیکھ جو غربت کی آگ  
عاشق ہیں محسن جو چاہو ستم کر دے  
بیت الحزن میں میرے وہ یوسف کرم سے

چو شجنون ہے مہم گل کا ہے درویش دھوکا دیا ہے دام نے کس گل کی زلف کا شیریں بھی چاہتی جو اسے یزید تو کیا	سودا کی کھینچے جاتے ہیں فساد کی طرف بلبل اشارے کرتے ہیں صیاد کی طرف خسر و نیکہ سکتا تھا فراد کی طرف
---	---

آتش تیرے وہ زمین ہے کہ جس میں شفیق من  
سودا ہوا ہے میرے استاد کی طرف

رجوع عہدہ کی ہے اس طرح خدا کی طرف بعید کیا ہر مروت سے تیری اپنی نہ حسن کہان وہ زلف کہان خون نافرمان آہو الطرح کے شانے سے کھاتا ہر سیکڑوں بھٹکے خدا نے دردِ محبت عطا کیا ہے جسے ملاحو تم نے لہو دست و پا میں عاشق کا کرے گا یار مری جنگ غیر میں امداد فراق یار میں رہتا ہے یوں تصور گور نہو گا مسفر روح پیکر خاکی	پھرے ضمیر خبر جیسے مبتدا کی طرف نگاہ لطف سے دیجے جو تو گد کی طرف جو رشک کچھ ہیں وہ لوگ ہیں خطا کی طرف مقصود سے یہ تیرے گیسوئے رسا کی طرف اسے قویہ حاضر نہیں دوا کی طرف نہو گا میل طبعیت کو پھر حنا کی طرف جو آشنا ہیں وہ ہوتے ہیں آشنا کی طرف خیال جیسے مسافر کا ہو سہرا کی طرف یہ سوئے ارض روان ہو گا وہ سما کی طرف
--	--

سب خراب رہا تنگدے میں اے آتش  
خدا پرست ہے چل خدائے خدا کی طرف

ایہ دل ہے جیسے بھارے خیال سے وقف کمال ہو جو ہو اپنے کمال سے واقف خدا کرے نہ تعین میرے حال سے وقف نہیں جو روز و شب ماہ و سال سے وقف نہوں کی آنکھیں بھارے حال سے وقف زمانہ سے کس کی مہ چار وہ نہیں سنتے خبر ہے کیا تجھے ان گیسو دن کی مشاطہ	کہ چار خطا نہ تھے اعدا سے وقف کرے تو دمج جو ہو جائے حال سے وقف نہو مزاج مبارک ملاں سے واقف وہی ہے خوب زمانیکے حال سے واقف علا کے طور کرے گی جلال سے واقف زمانہ ہے ترے فضل و کمال سے واقف سہو زنا نہ نہیں بال بال سے واقف
---	--

دعاے خیر ہی ہے مری حسنیوں کو  
مراد پر نہیں آیا سنو حسن شباب  
فسانہ طور تجلی کائن کے کان کھلے  
وہ کام کرتے ہیں جو دل اشارہ کرتا ہے  
کہا یہ اُس نے تیرا سودا کسی کو زلف کا ہو  
قرنل کے بعد کھلا دل کو عشق کا پردہ  
سب سے لطف تر ہے چہرے میں ہیں انہیں  
شراب دے مجھے ساقی میں نہ مشرب چون  
کھلے گا ساقی و پیر و فغان کو حال اپنا  
قلم نے چہرے حسنیوں کے لوح پر کھنکھ  
بڑا ہے ابرو ساقی کا عکس سا غریب  
چمن کی سیر کو وہ شیخ طبع آ نکلیے  
ہوا سے آئی ہے لہر کے آنکھ پوہ زلف  
ازل سے محرم راہ پر ہی ہوں میں مجنون  
ہبار آئی ہے لطف و کرم نے ساقی کے  
نہو تامل ترے رخ پر نہ ابرو صنم ہو تا  
بے بے پھر میں دریاے اشک امیں لگا کر  
پری ہے حور ہے یا مری مقرر جسم میں ہے  
در کریم نہیں سیر گاہ معروران  
نہ چند روز جدائی بھی مقتضی ہوں گے  
نہ وہ عہد جوانی نہ وہ دن کہ نہ تھے

نہو کمال تھا را زوال سے واقف  
گل و ثمر نہیں اُس نونہال سے واقف  
نہ تھے کرشمہ حسن و جمال سے واقف  
شگون سے میں نہ تو ہم گوش خال سے واقف  
ہوا جو مجھے پریشان حال سے واقف  
تمام ہو کے ہوئے ہم کمال سے واقف  
نکاح اپنی بھی ہے خال خال سے واقف  
فقیہ ہوں گے حرام و حلال سے واقف  
یہ مشت خاک بھی ہوگی کمال سے واقف  
کچھ یوں کو کیا خط و خال سے واقف  
پڑھے وہ ہو جو دعاے ہلال سے واقف  
گلون کے کان بھی ہوں گوشال سے واقف  
کندشکی ہوئی ہے غزال سے واقف  
مرے فرشتے نہیں میرے حال سے واقف  
کیا ہے درد کشوں کو زلال سے واقف  
بلال کعبہ سے کعبہ بلال سے واقف  
ہوں کو کچھ کشتی کی چال سے واقف  
شہر ہوں میں نہیں پر دیچے حال سے واقف  
نہ آ کے یاں وہ نہو جو سوال سے واقف  
کمان فراق ہوئے جب وصال سے واقف  
یہ موصاف سے وندان خلال سے واقف

رقیب متزل اُس گلزار کے ہوں گرد  
یہ خارشن نہیں بہ لاش کے حال واقف

## ردیف قاف

داغ دل زخمِ جگر ہے نعمتِ الوانِ عشق  
 نعمتِ دنیا کو کر دیتا ہے تلخ اُس کا مزا  
 زلفِ لیلیٰ سے سوا ہر سطر سودا خیز بھتی  
 حق یہی مذہب ہے باطل ہے جو ہے اس کے خلاف  
 نامِ دوشہور بہنِ شہرِ حسنین میں مرے  
 ہو مبارک تم کو مصحف کی تلاوتِ زامد  
 دلِ جگر داغوں سے دونوں میں دکانِ عرواق  
 تولتے ہیں موتوں میں انک شکِ حسنِ یار کو  
 سیر ہو جاتے ہیں ایسے بھوک بھر لگتی ہیں  
 ایک دن تیری کمر کا طوق ہون گئے انکے  
 ارغوانی شک میں تو زعفرانی رنگ ہے  
 قطع ہو جاتے ہیں دنیا کے تعلقِ مکلف  
 دو جہان میں آتش اس سے کوئی شے نہیں

سیر اپنی جان سے ہو جاتے ہیں جہانِ عشق  
 شیرہِ جان سے ہر شیریں حلوہ دکانِ عشق  
 ہو گیا دیوانہ مجنون چھوٹی دیوانِ عشق  
 مردِ مین سے وہی لایا ہے جو ایمانِ عشق  
 بندہ احسانِ عشق و تابعِ فرمانِ عشق  
 دو جہان بھولے ہوئے ہیں حافظِ قرآنِ عشق  
 کشتورق میں ہے جاری سکتے سلطانِ عشق  
 دونوں آنکھیں اپنی ہیں دو پلیمیرانِ عشق  
 زہر دیتا ہے نیکو اردن کو اپنے خوانِ عشق  
 البصیرت تائیدِ غیبی رکھتے ہیں مژدگانِ عشق  
 اپنے خاطر سے مہیا آجکل سادگانِ عشق  
 چھپٹ گیا وہ ہو گیا قیدیِ نڈانِ عشق  
 وصف جو کچھ کیجئے اعلیٰ ہے اس سب خانِ عشق

## ردیف گاف تازی

کسی حسین کی ہو کیا قدر یار کے نزدیک  
 خدا نے کی جو عطا اُس صغیر کو دولتِ حسن  
 تھیں تک آئے جو لے کر ہیں بکھرت گل  
 شرابِ پینے کی کرتی ہے فصلِ گلِ کلیم  
 کر دے کوس سے بیجا نہ دور ہو ہر جنب  
 ہوا یہ دیدِ بیدار سے مجھے روشن

وہ گلزار ہے کیتا ہزار کے نزدیک  
 طلاؤ فقرہ ہیں کیا مالِ یار کے نزدیک  
 یہ فاصلہ ہے نسیمِ بہار کے نزدیک  
 دن آتے ہیں بپٹے کے شکار کے نزدیک  
 کرم کرے تو ہے ابر بہار کے نزدیک  
 ہمیشہ روز ہے شربِ زہدہ داک کے نزدیک

<p>پیری و حور کو مٹھا کے یار کے نزدیک تری نمود تو قاتل ہے چار کے نزدیک یہ جبر ہے دل بے اختیار کے نزدیک وہ خاکسار ہے مجھ خاکسار کے نزدیک پیادہ پائی ہر سہر سوار کے نزدیک جہان مردہ ہے شب زندہ دار کے نزدیک بنے مزار نہ میرے مزار کے نزدیک اگرچہ بیچ ہو وہ روزگار کے نزدیک لگے نہیں جو کبھی کوئے یار کے نزدیک سزا جو انجی سمجھ لے کنار کے نزدیک شکست آبلہ ہے فتح خار کے نزدیک خوشی چٹکتی نہیں اس دیار کے نزدیک</p>	<p>جو بس چلے تو گردن منفعل و محفل بلا سے ایک اگر کشتہ ہو گیا مجھ سے نہ تالین آج کے وعدے کو کل کے اوپر آ بس از فنا تری در گاہ کی جو مٹی ہو یہ عاشقی کی وہ منزل ہر راہ میں جس کی طلسم تازہ دکھاتی ہے ہوشیاری بھی وہ زو اخلق ہوں غالب ہر بعد مردن بھی سمجھتے ہم کربار کو نہیں بے پیچ وہ لوگ کرتے ہیں تعریف غلام سر پر سیر کی طرح چڑھے منہ وہ تیغ اردو کے خوش کرے نہ مرے دل سے وہ مزہ کیونکر عجیب شرم آ باد عشق بھی ہے کوئی</p>
--	---

ہزار سبت کیا ہے نکاح نے آتش  
لمبہ قدر بہن ہم اعتبار کے نزدیک

<p>سمجھ جو آدمی کہ ہے میرا مال خاک دامن پر اس کے اڑ کے پڑ گیا بجال خاک اے عندلیب دیدہ گلچین میں ڈال خاک خاطر سے اپنی دور ہو گرد ملال خاک دم سے ہے تیرے منظر حسن جمال خاک افتادگی میں رکھتی ہر سیر اس حال خاک مرت کے بعد ہوتے ہیں مٹی میں بال خاک آکھون میں نیا یوں کے ہر اسد میں مال خاک مجھ سست کی لے جو تجھے اے کلل خاک</p>	<p>اگر قبر پر اڑا کے علی الاتصال خاک آکھون کا عاشقوں کی وہ یار میں فروغ چاہے فروغ آتش گل تو جو کچھ دنوں تاسال وہ غبار دل یار ہے سو ہے روشن ہر جس سے منزل ل تو وہ شمع ہے لغزش قدم کو تلج سر اس کا ہون دیکھتا سودار ہے مگر سر کو سبت روئے یار کا اس سیم بر کا جب سے زمین پر پڑا ہوا پیدا کر گیا خم سے زیادہ پابالطرف</p>
---	--

اُس رُوئے آتشین کی ہو امین یہ رنگ سے غنجہ نہ ہو شگفتہ نہ جھڑکن جو باغبان	گا ہے عبیر بنی ہے گا ہے گلال خاک تیرے قدم کے نیچے کی اے نونہال خاک
---	---

صورت بگوتی بنی ہے اے ماہ چار دہ بہر و بیون کا رختی ہے آتش کمال خاک	
---	--

بہار میں جو ہوا ہے مرا گریبان چاک صدایہ غنجہ گل کے ہے نکلنے سے آتی نہائے سامنے جو کھار تیرے لئے نکلے حسن میں جو گیندے کے پھول تو یہ کھلا نکلے تن سے دکھا دے گی اپنے جو ہر نوج جنون کا جوش اتارے گا چھڑا کر کپڑے گردن کا زلف کے سود میں تار تار ایسا ملاؤں پیر بن گئی سے کیا لباس لپٹا دکھا کے عالم صبح بہار اگر رکھوا لے کیا ہے عشق نے اک نہر خوش کا دیوانہ یقین ہوا میں سودا ہوا زلیخا کو اثر جنون کا رختی ہے دل کی بیابانی	پوئے ہن لالہ دگل کی طرح سے خندان چاک کرے جو تنگ گریبان جو آنکسے شایان چاک سیاہے بیون وہ دغور شد و چرخ گردان چاک بکے بہار نے ظاہر خندان کے نہان چاک کھلے کا مطلب خط جب کہ ہوگا عنوان چاک بہار میں بدن اپنا کرین گے عریان چاک دکھائی دیکھ مری جیب کے پریشان چاک ہو انہیں ابھی دست جنون سے چندان چاک نقاب میں وہ رخ غیرت گلستان چاک سحر کی طرح سے رہتا ہوں میں گریبان چاک کیا جو بیخ کے بوسے کا اُس نے امان چاک قبائے صبر کو کرتا ہوا آتش انسان چاک
---	---

## روایت کا فارسی

لاتی ہے ہر جگہ میں نیا چشم یار رنگ مسح عشق کیف نے لالہ گون نسیم ہر ایک صفحہ ہے مرے دیوان کا اک تہن اکھلاے باغ بوئے میں تیرے حضور زندہ گلشن چراغ ناخن غم سے بنے گار رخ	دکھلا رہی ہے گردش لیل و نهار رنگ اس رنگ پر جانیں سکتا خار رنگ سطرودہ دام ہے کہ ہے جس کا شمار رنگ اُڑتا ہے تھکاوٹ بچے کے بے اختیار رنگ لیدل دکھائے گایہ تر خار خار رنگ
---	---

<p>اک حال پر کبھی نہیں پاتا قرار رنگ پیدا کرے گا سرمی اپنا غبار رنگ کچا دکھا رہی ہے خزان و بہار رنگ نقرا زاکمیت کا اسے سسلا رنگ سیاب کی طرح سے ہے کرتا فرار رنگ سستی مستعار ہے بے اعتبار رنگ رنگِ بزم کے فکر رنگے کی ہزار رنگ</p>	<p>چراغِ اطلسم ہے حکمت سے عشقِ مہ نہد فنا سائیں گے ہم چشمِ یارِ مین رخسارِ زرد پر مرے بتے ہیں شہنشاہِ خون خون میں نہا نہا کے شہیدوں کے لایکا کھڑکا رہی ہے آتشِ فرقت ہواے وصل یزنگی فنا ہے لگی اس کی فکرِ مین مضمونِ بندھے ہیں بوجِ قلمِ روئے یار کے</p>
---	---

بلبل کی طرح ہم کو بھی ہوتا مین سے عشق  
اس لٹچ جو چار فصل مین ہوتے نہ چار رنگ

<p>گلے کو کاٹتا ہے اپنے ہونے کے لسان تنگ کشانِ چہرہ کے اوپر وہاں جانان تنگ سہارِ باغ سے ہوا عرصہ گلستان تنگ خوشی سے ہو گئے پیر اسن شہیدان تنگ لعلِ مینا میں اسے وہ گہوے پریشان تنگ وہ مگر ہے جس کو کہ رکھے جہم نہان تنگ جنون کے جوش میں جو دو جہان کا میدان تنگ نخل گئے ہیں دہن مین سے ہو کے دندان تنگ ہوا ہے لہج کو غالب سے اپنے زبان تنگ کنہِ زلف سے مین ہندو و مسلمان تنگ یقینِ کثرتِ پروانہ سے ہوا وان تنگ گلاہ بانے کو بچا نی سے ہو کر میان تنگ</p>	<p>نہ کر زیادہ سبب اسے فراقِ جانان تنگ طلسمِ تازہ دکھاتا ہے دیدہ دل کو رہو نہ لالہ دنگ سے کوئی جگہ خالی پھٹائی زخون کی بدھی جو تیغ نے تیری نصیب شانے کے پہاڑ کرے دل صد چاک وہ دل ہے جس میں تصور ہو غنچا لون کا نخل کے خانہ زندان سے مین کدھر جاؤں یہ گوش ہی مین کہ باتیں زبان کی سنتے مین سہار گل مین جو دل کو ہواے صحرا ہے سکار مین و کافر کا کھیلتا ہے وہ ترک نقابِ رخ سے جو دن کو وہ شمعِ رو اٹے سہار گل مین جو مین و دھجیان نہ لون اسکی</p>
--	---

نہ کیجیو آتشِ مین یہ اپنا سایہ جا  
فقر کے پردہ پر تباہے سلطان تنگ

## رولیف لام

حامی ہے ترا شیر خدا لا تحف ایدل  
کعبہ کو تولد سے ہے اس کے شرف ایدل  
دنیا کے طلبکار کرن حق تلف ایدل  
وہ لالہ میدلغ و مہیکلف ایدل  
شفاف ہے الماس سے در نجف ایدل  
گو ہر سے علی کون دکان کچھ صدف ایدل  
حق اس کی طرف ہے وہ بڑی طرف ایدل  
کچھ نہ مقدم یہ جماعت کی صف ایدل  
دریا کی طرح تاکہ نہ آجائے کف ایدل

مومن کا مددگار ہے شاہ نجف ایدل  
بت توڑنے کو دوش تہی پر وہ چڑھا ہے  
بیواسطہ ہے احمد رسل کا خلیفہ  
موصوم ہے عیون سے زمانے کی بری ہو  
خاک نجف اکیر ہے مومن کی نظر میں  
حاصل سے تو قلم قدرت کا سچ لے  
آئینہ تحقیق کا رہتا ہے مشاہد  
لاریب المومن سر آمد وہ ولی ہے  
مدح اس اللہ میں تقریر نہو بند

دشمن جو ایسے کا کہے رکھتا ہے  
شیطان کے لطف سے یہ وہاں ایدل

بعد فنا بھی خاک نے میری کھلائے گل  
بے یار شور زار غ ہوئے خندہ ہائے گل  
ورنہ اس آسمان نے نہ کیا کیا مٹائے گل  
مرد پوش پہمن میں پیالہ چڑھائے گل  
شعخ حیات جلد کمین ہو بھی جائے گل  
رکھتی پر ٹوے حور کا عالم صفائے گل  
دل پر مین تیری کفش کے لالہ نکلائے گل  
کھولے نسیم صبح نے بند تباہے گل  
آکر تنور چرخ سے پہنے تو کھلائے گل  
کنج نفس میں بلوغ سے اڑاؤ کئے گل

عمر دروزہ ہی میں ہزاروں بٹھائے گل  
سیر عین نے اور بھی دل کو کیا ادا اس  
میرے ہی داغ دل کی نہ تدبیر کر سکا  
سنتا ہے کون نالہ و فریاد عند لب  
وعدہ وصال کا ہے اندھیرے میں گور کے  
پھر ٹکی ہے باغبان نے مگر خاک پائے یار  
بیوجہ یہ جگہ میں نہیں اس کے چار داغ  
رفع عجاب یار کیا آہ سرودنے  
ملتا ہے کس طرح لب نان فقیر کو  
حیاد نالہ ملے جو رویا تو لطف کیا



<p>مقراض تار عمر ہوئے بر گھمائے گل کس کے مزاج سے ہے موافق ہوا گل</p>	<p>وان لب طے رقیب سے یان دم گل گیا اے عند لب تجکو مبارک ترا حین</p>
<p>آتش بقول مصرع سودا غرض نہیں بیک دست اگر زمانہ جہان کے لئے گل</p>	
<p>نہیں آنے کا ہوا اس کو بہانہ شرب و صل خشک ہو ہاتھ تو ہوں زلف کا شاہ شرب و صل چاہیے میرے لئے آئینہ خانہ شرب و صل نہ رہا شکر و شکایت کا زمانہ شرب و صل دوسرا کا جو کیا اس نے بہانہ شرب و صل ستور کرتا ہو جو پارِ زیب کا دانہ شرب و صل ہاتھ آیا مرے قارون کا خزانہ شرب و صل سیر دریا کا جو لایا وہ بہانہ شرب و صل آجکل تیرا دعا کا ہے نشانہ شرب و صل جان جاتی ہے کہ ہوتی ہر روانہ شرب و صل چاہتا روانہ خدا سے ہے زمانہ شرب و صل</p>	<p>درد دل کا جو کہا میں نے فسانہ شرب و صل نہیں کوتاہ کسی حال میں بہت میری حسرت جلوہ دیدار بہت ہے مجھ کو صبح ہوتے ہوئے اس بت نے قدم بچھ کیا میں نے صندل کی طرح ماتھے کو گرہ آنا صبح مرتے ہیں رشک کے مارے پس دیوارِ قریب یار کیا مجھ کو ملا دولت پائیدہ ملی چاندنی آئینہ میں میں نے اُسے دکھائی خط سے پیغامِ زبانی نے رتی کی ہے وہ فون نہان دم چند ہیں دیکھوں پہلے عاشقوں کی کشش دل پر کہ لائی ہو اسے</p>
<p>آتش اس گل کو ہر لہجہ کے حین میں رکھنا ہو مبارک تجھے بلبل کا ترانہ شرب و صل</p>	
<p>ہمیر میں مجھے شکل ہے سمانا شرب و صل پاؤں پر یار کے سر کو چھکانا شرب و صل بختِ خفہ کو ہے تا صبح جھکانا شرب و صل موت کے کم نہیں پھر نیند کا اہاس شرب و صل پاستی یار کی ہے میرا سہانا شرب و صل آبِ شیر سے ہر جھکنا شرب و صل</p>	<p>وہم ہے یار کا آغوش میں آنا شرب و صل سجدہ شکر خدا میں کیے رکھتا ہوں جس قدر سوئے غنیمت میں بھجنا ہوں وقت کو ہاتھ سے کھونا غنیمت میں عشق کو آنکھوں کو تلون سے مجھے ملنے کا رضعت یار کے اوپر میں گلا کا ٹون گا</p>

یار وحشی کو یہ لانی ہے نعل میں آتش  
دام عناق ہے جسے کہتے ہیں دانا شہنشاہ

ملک الموت سے کچھ کم نہیں خوشخواری شکل  
درد و دل پوچھنے والا کوئی مسیرانہ رہا  
باغبان آنے والے صیاد کو آزدہ نہ ہو  
آہستہ حبلی کے چلنے سے چھپک جاتی ہے  
یار نے عاشق رنجور کو کب پہچانا  
ٹھونڈے اور مجروح کوئی زال ذیبا  
دل کے گاہک تو ہزاروں ہی پریر و کچھ  
زرد ہو تا تھا مرے سامنے روئے رستم  
یار نے غیر کے بدلے جو دیا مجھ کو جواب  
یار جو ناز کرے سبزہ خط پر کم ہے  
کوئی یار میں کرتے ہیں اندھیر میں جو نفل  
ہو گئیں چارنگا ہین جو دم قتل آتش

میر گیا جس کو نظر آئی مرے یار کی شکل  
ہو گئی صورت عناق مرے غنوار کی شکل  
نظر آوے گی نہ پھر بلبل گلزار کی شکل  
دیکھیں ہم بھی تو ترے طالبِ ریا کی شکل  
نا تو انی سے بدل جاتی ہے بیمار کی شکل  
میری پاپوش کے قابل نہیں داری کی شکل  
دیکھے جانِ حزن کے بھی خریداری کی شکل  
اب ڈراتی ہے مجھے مردہ بیمار کی شکل  
پھر گئی آنکھوں میں دشت کے طفل کی شکل  
کچھ کی کچھ ہو گئی اس مینہ خسار کی شکل  
خوب چچانی ہوئی ہر مری دوچار کی شکل  
آنکھیں جلا دی ڈھونڈھیں گی گنگاری کی شکل

## ردیف

آئینہ خانہ کریں گے دل ناکام کو ہم  
شام سے صبح تک در شراب آخر ہے  
یا در لکھنے کی جگہ ہے یہ طلسم حیرت  
آٹھ وہ فتنہ دوران کسے دکھاتا ہے  
فتنہ انگیزی بھی چھپتی ہے کہیں پردے میں  
خون قاصد تو وہ سفاک سمجھتا ہے حلال  
پاؤں پر طے ہیں زمین نے یہ ترے کوچہ کی

پھیریں گے اپنی طرف روئے دل آرام کو ہم  
روئے ہیں دیکھ کے خندان و بنِ جام کو ہم  
صبح کو دیکھتے ہی بھول گئے شام کو ہم  
شعبہ جانترہ میں گردش ایام کو ہم  
سنتے ہیں گبر و مسلمان سے ترے نام کو ہم  
کسی غماز سے مجھو این گے پیغام کو ہم  
وہ صد سالہ سمجھتے ہیں اب اک گام کو ہم

دیدہ یار کمین کیا اسے کیف مے مین سبز خط سے ہوئی اس کی کدورت و چند ✓	✓ محبوب کر روز گزک کر تھیں بادام کو ہم اب صفائی کے لئے دھونڈیں گے حجام کو ہم چیتہ کتے مین ہونو آرزوئے خام کو ہم مول مین دل کی اسیری کے لئے دلم کو ہم نگران رہتے مین حسرت سے درد بام کو ہم
--	---

حسن سے عشق کی خاطر ہے خدا نے بھیجا کرتے مین آتش اُسے آئے مین جن کلام کو ہم
---

غیرت مہر شک ماہ ہو تم جس نے دیکھا تھیں وہ مری گیا کیونکر آنکھیں نہ ہم کو دکھلا د حسن مین آپ کے ہے شان خدا ہر لباس آپ کو ہے زیندہ فوق ہے سارے خوش جالوں پر ہم سے پردہ وہی حجاب کا ہے کیون محبت بڑھائی تھی تم سے جو کہ حق وفا بجا لائے ہے تمھارا خیال پیش نظر	خوب صورت ہو بادشاہ ہو تم حسن سے تیغ بے پناہ ہو تم کیسے خوش چشم خوش نگاہ ہو تم عشق بازوں کے سجدہ گاہ ہو تم جامہ زیبوں کے بادشاہ ہو تم وہ ستارے جو مین تو ماہ ہو تم کوچہ گردون سے رو براہ ہو تم ہم گناہگار بے گناہ ہو تم شاہد امتد ہے گواہ ہو تم حسن طوف حائین سداہ ہو تم
--	--

دو لون بندے اسی کے مین آتش خواہ ہم اس مین ہو دین خواہ ہو تم
--

وحشی تھے بوئے گل کی طرح سے جہان مین ہم ساکن مین جوش اشک سے آہ انہیں ہم شیدا سے روئے گل نہ تو شیدائے قدس و گل لبون سے آہ کہ گردون نشانہ تھا	نکلے تو پھر کے آئے نہ اپنے مکان مین ہم رہتے مین غل مردم آبی جہان مین ہم صبا و کے حکار ہیں اس بوستان مین ہم گویا کہ تیر جوڑے ہوئے تھے کمان مین ہم
---	---

<p>آلودہ گناہ ہے اپنا ریاض بھی          بہت پس از فنا سبب ذکر خیر بھی          ساقی ہے یار ماہ نقا ہے شراب ہے          نیزنگ روزگار سے امین ہیں شکل سر          دنیا و آخرت میں طلبکار ہیں ترے          پیدا ہو اپنے لئے جو دیا ہے فقر          خواہان کوئی نہیں تو کچھ اس کا عجب نہیں          لکھا ہے کس کے خجمرنگان کا اس نے صفت          کیا حال ہے کسی نے نہ پوچھا ہزار حیف          آیا ہے یار فاختہ پڑھنے کو قبر پر          شاگرد طرغندہ زنی میں ہے گل ترا          باغ جہان کو یاد کریں گے عدم میں کیا          اندری بقراری دل ہجر یار میں          دروازہ بند رکھے ہیں مثل حجاب بحر</p>	<p>شراب کا ستہ میں جاگ کے رخ کی دھلیق ہم          مردوں کا نام سنتے ہیں ہر داستان میں ہم          اب بادشاہ وقت میں اپنے مکان میں ہم          رکھتے ہیں ایک سال بہار و خزان میں ہم          حاصل کئے کچھ نہیں دو لون جہان میں ہم          یہ نیستان ہیں شیریں اس نیستان میں ہم          جنس گران بہا ہیں فلک کی دکان میں ہم          ان خم دیکھتے ہیں ظلم کی زبان میں ہم          نالان رہو جس کی طرح کاودان میں ہم          سیدار بخت خفتہ ہے خواب گران میں ہم          استاد عند لب ہیں شور و فغان میں ہم          کنج قفس سے تنگ رہو آشیان میں ہم          گاہے زمین میں تھے تو گئے آسمان میں ہم          قفل درون خانہ ہیں اپنے مکان میں ہم</p>
--	---

آتش سخن کی قدر زمانہ سے اٹھ گئی  
 مقدور ہو تو قفل لگا دین دہان میں ہم

<p>آخر کار چلے تیر کی رفتار قدم          اٹھ گئے وصل کی شب پیشتر از یاد قدم          گوئے مقصود سے یوں کھتی کھلتی          اہل عالم میں یوں میں زندہ ہیں مگر کھٹکے          ایک مدت سے رہ کعبہ میں دارہ ہیں          پوشِ حشمت میں بھی چھلے نہ ہر مودا          صورت برکت ان جہر تے ہیں ہر کام گناہ</p>	<p>غیر منزل نہ پڑے راہ میں نہار قدم          آگے ہم عمر و دان سے بھی چلے جاو قدم          حبیبے جو جانیے ہو جاتے ہیں بیکار قدم          بڑھ چلین لاکھ گھر ساتھ ہیں بوجہ قدم          کیا خدا کا کچھ دکھلائیں گے دیکر قدم          لے گئے حسرت خار سرد و بوار قدم          حبیب تھانے ہیں تری راہ میں زوار قدم</p>
---	---

اے جنوں کوہ و بیابان بھی دکھلا چکو کوچہ گردی یہ شہب و روز کی بیوجہ نہیں جادو راہ محبت کو خط مسطر حان	رہیں لپٹی و بلند می سے خبر دار قدم اہڑ پان رگڑ پان گے کس کے پس دیوار قدم سہ کے بل مثل قدم چل جو ہوں بیکار قدم
--	---

خاک بھی ہوں تو ہوں خاک در اس کا آتش جس کے تھے دوش ہمیر کے سزاوار قدم	
---	--

میل کی طرح سے ملتے نہیں زنا را قدم جوش و حرش میں جو ہوں مائل رفتار قدم بخت خفتہ کو جگادین جو یہ پشت پا سے عرصہ جنگ سے خون ریز زمین ہریان کی جوش و حرش میں نہ زنجیر کو توڑ اک دن چال وہ چل کہ ہو جان سے دل عالم کو عزیز ہاتھ بندھو ایں نہ مجھے یہ حضور ربان چاہیے عاشق شیرا کو لحاظ معشوق کو چنے زلف کے سود لیے گل آخر چھو لا دوڑتے دوڑتے کس دن نہیں عاشق میر سبقت اس بر کو جنبش میں ہر آن فرکان بیڑ پان ان کو جو ہنایں قصو ان کا کیا ثابت معرکہ عشق بتایا ہے مجھے حیف ہر راہ خدا میں نہو ان کو گمشد عاشقوں سے جو سچا اے سُن پایا ہے یہ صدا آتی ہے زنجیر سے مجھ محزون کی	بھول جاتے ہیں رشتہ میں رفتار قدم شہرستی سے ہر صحرا سے عدم چار قدم ایسے رکھتے ہیں کمان طالع بیدار قدم بیشہ عشق میں مردوں کی طرح چار قدم گو زمین جا میں گئے ان ہاتھوں کو زوار قدم آنکھوں پر رکھے ترے کافر و نیدار قدم یار کے گھر میں حلیم پھاند کے دیوار قدم سناخ گل پر نہ رکھے بلبل گلزار قدم ہوئے زنجیر کے بھندے سین گرفتار قدم جاتا ہی نہیں اس ترک کار ہوار قدم تیر سے جلتی ہے آگے یہ کمان چار قدم میں گنگا جنوں ہوں کہ گنگا ر قدم کوچے کاٹوں جو ہوں غرض کے سزاوار قدم دست قدرت نے بنائے نہیں بیکار قدم چومنے آتے ہیں ہر صبح کو بیار قدم آج مجبور میں وہ کل جو تھے مختار قدم
--	--

آبِ رحمت کرے گناہ کے آتش چھڑکاؤ خاک پر دکھیں گے مجھ رند کی اہوار قدم
---

چمن میں رہنے دے کون آشیان نہیں معلوم  
 مئے صنم کا کسی کو مکان نہیں معلوم  
 اخیر ہو گئے غفلت میں دن جوانی کے  
 یہ اشتیاق شہاوت میں محو تھا دم قتل  
 سنا جو ذکر آہی تو اُس صنم نے کہا  
 کیا ہے کس نے طریق سبک سے آگاہ  
 مری طرح تو نہیں اُس کو عشق کا آزار  
 جہان و کار جہان سے ہوں خیر میں ست  
 سپرد کس کے مرے بعد بولامنت عشق  
 خموش ایسا ہوا ہوں میں کم دماغی سے  
 مری بھاری محبت ہے شہرہ آفاق  
 کس آئینہ میں نہیں جلوہ گر نرمی مثال  
 ملا تھا خضر کو سطح چشمہ حیوان  
 کھلی ہے خانہ صبا دین ہاری آنکھ  
 طریق عشق میں دیوانہ وار پھرتا ہوں  
 جو ہو تو شوق ہی ہو کوئے یار کا ہادی  
 دین میں آپ کے البتہ تم کو محبت ہے  
 نسیم صبح نے کیسا یہ اس کو بھر کا یا  
 سینک گئے واقعہ اس کا زبان ہون کو  
 کنار آب چلے دور جام یالب کشت  
 رسائی جس کی نہیں اسے صنم و دل  
 عجب نہیں جو اہل سخن ہوں گوشت نشین  
 چھین گئے دلست کے پھینک دو کہن اگر اُس

نہال کسکو کرے باغبان نہیں معلوم  
 خدا کا نام سنا ہے نشان نہیں معلوم  
 بہار عمر ہوئی کب حزان نہیں معلوم  
 لگے ہیں زخم بدن پر کہاں نہیں معلوم  
 عیان کو جانتے ہیں ہم نہان نہیں معلوم  
 مرید کس کا ہے پیر مغان نہیں معلوم  
 یہ زرد رہتی ہے کیوں زعفران نہیں معلوم  
 زمین کدھر ہو کہاں آسمان نہیں معلوم  
 اٹھائے کون یہ بار گران نہیں معلوم  
 دہن میں ہو کہ نہیں ہے زبان نہیں معلوم  
 کسے حقیقت ماہ و کتان نہیں معلوم  
 تجھے سمجھتے ہیں ہم این و آن نہیں معلوم  
 ہمیں تو یار کا اپنے وہاں نہیں معلوم  
 قفس کو جانتے ہیں آشیان نہیں معلوم  
 خبر گڑھے کی نہیں ہے کنواں نہیں معلوم  
 کسی کو ورنہ سبیل جنان نہیں معلوم  
 کمر کا بھید جو پوچھوں میان نہیں معلوم  
 سنوڑ آتش گل کا دھوان نہیں معلوم  
 سنبھید کس کا ہے یہ ارغوان نہیں معلوم  
 شکار ہوئے بڑے کہاں نہیں معلوم  
 یقین ہو اُس کو ترا آستان نہیں معلوم  
 کسی دہن میں نہان کا مکان نہیں معلوم  
 تہنازہ ہو گا کب اپنا روان نہیں معلوم

## ردیفِ نون

پتلیاں پتھر کے آخر سنگ موتی ہو گئیں  
لوٹیاں بھی اس گلستان کی تاشا ہو گئیں  
شاعر دن کی واسطے تشبیہیں پیدا ہو گئیں  
آج ہو گئیں مثلِ آئینہ مصفا ہو گئیں  
چشمہ خورشید تک پہنچیں تو دریا ہو گئیں  
دوبالین و دوطرے میری پیدا ہو گئیں  
کیا کہوں کیا کاہتین اسے ماہِ سیما ہو گئیں  
نعتیں دنیا کی جو کچھ عین مہیا ہو گئیں

اس قدر آنکھیں مری محو تاشا ہو گئیں  
روے رنگین سے بھی وہ کیسے خطِ سحر و لہجہ  
بلغ کو سرسبز باران بہا رہی نے کیا  
قشہ دیدار میں کس لٹین رخسار کے  
صوت کا فورِ بوندین اُسکی اب اُسی تہین  
جس طرف سودہیں ان زلفوں کے میں بھی  
شبِ خون سے ترے اذہیر تھا اک صبح تک  
کنجِ عزت میں قناعت کی جو خانِ خلعت

قات میں بھی سکے مٹھا حسنِ عالم کبر کا  
آتش اپنے یار کی پر یان بھی شیدا ہو گئیں

وندو جتا چڑھایا گیا دار پر کہاں  
مستی سے کرچا ہوں عام کو سفر کہاں  
گل کرتی ہے چراغِ نسیمِ سخن کہاں  
کس کے ہوں ہاتھ طوق وہ نازک کہاں  
پیش آیا کوئی یار کا ہم کو سفر کہاں  
کھانا ہمارا مغزِ خروسِ سخن کہاں  
کرتا ہے سبزِ گل کو آبِ بتر کہاں  
آنکھوں سے پوچھیے کہ پڑی ہو نظر کہاں  
پیدا کیا عقیق نے ایسا شجر کہاں  
انہی خبر نہیں انھیں میری خبر کہاں

ہونچا سزا کو اجی ہے بیدا گر کہاں  
عشقِ کمر کا قصہ ہوا مختصر کہاں  
دراغِ جگر مٹا نہ سکی آہِ صبح گاہ  
لونِ بوسہ کس کا ہے دہن یارِ ناپید  
تا حال آنکھوں نے نہیں سیرِ شبست کی  
فراغِ شبِ فراق جو جیتا نہ چھوڑتا  
آہنِ دلون سے چشمِ کرم ہے خیالِ خام  
حیرانِ کار رہتے ہیں آئینہ کی طرح  
دندان کا اپنے نقشِ لب یار پر جو ہے  
آئینہ دیکھنے کا گذرتا نہیں خیال

اندھیرا آکھوں میں ہوا جالا ہر ناہر پر سودا نہیں ہے کیسوں کا یار کے کسے خزائے لبے بوسہ کا چکھا نہیں مزہ دھوکا نہ دیکھیں مجھے زلف یار کا دم کیا بھرے گا کوئی محبت کا یار کے	پر دھین شب کے چھپ ہی ایسی حیران ان دو بلاؤں سے ہر کسی کو مفر کمان توڑا ہے نخل حسن کا ہم نے تر کمان سنبیل کے پاس طرہ ہو ہر چند سر کمان میرا سادل کمان ہر ماسا جگر کمان
---	---

قید خودی سے بھوٹ کے جاگی ہو گور میں  
آتش ملا ہے گنبد گردان کا در کمان

نہانے کو لگا جانے جو وہ محبوب دریا میں غریب فکر رکھا پہر دن ہی صیون دہان نے مے یوسف کو لہرائی اگر اس میں نہائی کی لگا کر غوطہ بوسہ لون گا اس طفل شہاد کا وہ بحر حسن جو فرقت کی شب میں یاد آیا ہو خفا دم چاہنے والوں کے ہونے غوطے کھا کھا عشش یاد بیکھر حسن و جمال یار کا جلوہ	عریضوں کی جگہ بننے لگے مکتوب دریا میں گھر کے واسطے غوطے لگائے خوب دریا میں حباب ایک ایک ہو گا ویدہ یعقوب دریا میں شجر اسے گو ہر عضو و ہر مطلوب دریا میں یہی نہر آتی ہے دلوں کو حل کر ڈوبے دریا میں سب کف لا بیگا وہ طفل خوش سلبی دریا میں نہایت شہاد آتی ہوئے نوحہ دریا میں
---	---

دیا دھوکا جو آتش محلو اس دست نگارین کا  
مڑ ڈرا نیچے مرجان کو میں نے خوب دریا میں

خنگین آنکھیں تھک رہی آفت جان بونین تم جو جاکھ نیم نو سہاری کی طرح اے صبا و امن ہو تیرا و مجھے محبون کا ہاتھ اسانے رہنے لگا رخسارہ زیبایے یار منہدی ہا تو نہیں ملی تو نے جو اوردیائے حسن راستی سے نیزہ ترکان بنا بالا سے یار خانہ دل میں تصور خوش جالوں کا رہا	برجھیاں عاشق کشی کرنے کو مڑگان بونین بھول کھل کھل کر گل دلائی کلیان بونین اس پریر کی اگر زہین پریشان بونین صورت آئینہ آنکھیں اپنی حیران بونین انگلیاں رنگ حنا سے شلخ مرجان بونین وہ بھون اپنی کچی سے تیغ عریان بونین گاہ حورین گاہ پر بیان اپنی همان بونین
---	--



<p>سبلوں سے شہر کی گلیاں گلستان ہو گئیں حسن سے یریاں بلائے جان انسان ہو گئیں حسین جو کچھ کہتے تھے گرد پریشان ہو گئیں</p>	<p>کوچہ گردی میں دکھائی مخ قاتل نے بہار دیدہ عاشق سے جس نے دیکھا دیوانہ ہوا اے مراد دل ترے کوچہ میں رکھتے ہی قدم</p>
<p>یہ کھلا آتش غنا صر سے دل دیوانہ کو چار دیواریں اٹھی ہو کے زندان ہو گئیں</p>	
<p>روح سے چھوٹا ہے یہ زندان آب گل کمان دخم نہتے تھے کسی کے منہ پر او قاتل کمان گوئے گوئے عارضوں پر کالے کالے تل کمان واہ بولے ناخن سے اپنی عقدہ مشک کمان اٹے ہوئی ہے کعبہ مقصود کی منزل کمان پھر نہیں معلوم جاتا ہوں کدھر منزل کمان سایہ دیوار کو اندیشہ عامل کمان در بدر بھرتے ہیں مثل کا سہ سائل کمان آسمان نیگنوں سا سبزہ ساحل کمان ہجر کی شب کے اندھیرے میں مکمل کمان یاد آتی ہے عدم میں جا کے یہ محفل کمان ہوئیاری کے حزم سے آشنا غافل کمان چہرہ نامور و زخم تیغ کے قابل کمان</p>	<p>قید سہی سے ہنوز آزادی حاصل کمان چمکیاں لیتے تھے کوچہ میں ترے سب کمان قدرت اللہ ہے نیرنگ سازی حسن کی دسترس کمان ہوا بند قباے یار پر طوف کوئے یار کی حسرت نہیں نکلی ابھی صورت رنگ روان گرم سفر ہوں روز و شب جوندے ایز کوئی ایذا نہیں دیتا اُ سے بھیک کس کے حسن کی مقصود مہر و ماہر مجر سہتی سا کوئی دریا سے بے پایاں نہیں دلت بد میں کون ہوا ہر مصیبت کا شریک کونسا ایسا کیا ہے مجھے یاروں نے سلوک خندہ زن دیکھا نہ اک سر و کو زندہ کی طرح جنبش بر دے قاتل میں نہ ٹھہر گیا قریب</p>
<p>عشق کے صدمے اٹھانے کو جو بھی چاہئے خون ہوا میری طرح آتش کسی کا دل کمان</p>	
<p>وہ دشت ہے یہ جہاں آب و گاہ نہیں جو اس حسہ سے بہتر کوئی سپاہ نہیں ہزار آکھ ہو زکس کی وہ نگاہ نہیں</p>	<p>قریب کو دل اہل صفا میں راہ نہیں بدن سا شہر نہیں دل سا بادشاہ نہیں وہ آب و رنگ کمان روئے یار کا گل نہیں</p>

عمل جو نیک ہوں تو ایسی خواہجہ نہیں  
لباس کو بہ دل کامرے سیاہ نہیں  
چمن مین دہر کے ایسی کوئی گیارہ نہیں  
وہ قصہ ہے یہ کہ جس کا کوئی گواہ نہیں  
وہ کون ہے کہ خدا سے جو داو خواہ نہیں  
مر اگناہ ہے قاصد کا کچھ گناہ نہیں  
عضب خرا کا ہے عادل جو بادشاہ نہیں  
وہ سر ہے کونسا جس پر کس کج کارہ نہیں  
دکھاؤں کس کو وہ منج چشم مہر و ماہ نہیں  
مقتدری نات ساجشمہ ذوق ساچہا نہیں  
تھارہ تیج کے زخموں کی بذر راہ نہیں  
قد بلند سے کوتاہ مسد آہ نہیں  
مژد گرد ہے باقی مگر سپاہ نہیں  
سوا خدا کے کرم کے کہیں نیاہ نہیں

صدایہ قبر سے بیدار دل کو آتی ہے  
خیال اس میں ہے لازم سیاہ چہون کا  
تھارے سبزہ خط کی طرح سے دل لہرائے  
سناپک ہو گا کبھی حسن و عشق کا جھگڑا  
تہون کے ناز سے دھک دھک کے پگٹے ہیں ل  
غریب کو نہ کریں قتل خط وہ پرے کریں  
خراب ظلم سے ہیں حسن یار کس عا شق  
فرشتے نے کہیں بھونکا ہے کان میں کس کے  
چمک چمک کے بکھنے کا حال ٹھٹھل جاتا  
بھر آئے دیکھ کے منہ میں نہ کس طرح یانی  
کھڑے ہیں کھولے ہوئے اپنے سینوں کو  
نہوے گوش زدیار تو تجب ہے  
عبار خط سے وہ انداز و ناز حسن کسان  
خدا بگور ہے دنیا کے رنج سے بدر تر

فقیر بن کے قدم مارا اس میں احوال عشق  
طریق احمد مرسل سی شاہراہ نہیں

ہر طفل کی نعل میں گلستان ہے اندون  
ناتوس برہمن دل نالان ہے اندون  
سیلاب مجھے غریب کا دھان ہے اندون  
میش نظر ہلال گریبان ہے اندون  
آزاد ایک سرور گلستان ہے اندون  
ہر بیت اپنی خانہ زندان ہے اندون  
مہندی کے مول خون مسلمان ہے اندون

بلبل کو خار خار دلستان ہے اندون  
دُور عشق تب میں رگ جان ہے اندون  
آباد میرا خانہ دیران ہے اندون  
دامن ہے اپنے ہاتھ میں لڑکھا ماہ کا  
باغ جہان میں جو ہے گرفتار ہے ترا  
کتے میں ہم زمین میں نمون کی اب غول  
کافر ہوا و صائم جو خریدے نہ تو اسے

دلو اٹھ پری ہے جو انسان ہر اندون مجلس نہیں وہ جو نہیں حیران ہر اندون وہ ماہ چارہ مہ تابان ہے اندون بھیلے گل کے پاس جو دامان ہر اندون گھر خانہ باغ ہے جو وہ نہان ہر اندون	منہ گناہ حسن و عشق کا ہے گرم آج کل مستی کا اُن لبوں کے فسانہ کمان نہیں صدقے چور ہوتے ہیں رخصت یار کے آتا ہے سپر باغ کو وہ گوہر مراد قد سہر و چہرہ گل ہے تو سنبھل بیچے یار
--	---

جو ہر شناس جمع ہیں آتش جو معرکہ  
شمس ہے دی کہ جو عریان سے اندون

برگ گل ہی آشیان کو انچ ہے چنگاریان بیر بیان منت کی بھی نہیں تو میں نے بھاریان کیا اسی کی یاد میں کرتے تھے شبنم باریان چاندنی راتیں یکایک ہو گئیں اناھیاریان خون بلبل سے مگر سچی گئی ہیں کیاریان جسم پر انسان کے تو این ہوئی ہیں آریان خانہ قاضی میں جا کر کیجئے میخواریان پھر گئے ہیں یاریوں ہی اپنی اپنی باریان	برق کو اس پر عبت کرنے کی مین تیار یان عہد طفلی میں بھی تھا مین سبک سودائی مزاج موت کے آتے ہی ہلکو خود بخود دیندا گئی اے خطا اس کے گورے گا لون پر یہ قوتے کیا خندہ گل سے صدائے نالہ آتی ہے مجھے خاک کا پتلہ بھی آہن سے ہے سختی مین من خون خلاق ہے ورنہ محسب کیا مال ہے کچھ ہمیں خالی نہیں کرتے ہیں یہ دیر خراب
---	--

حکم کر آتش کہ بازار محبت بند ہو  
اب کریں ٹپو بجیے گرم اپنی دوکان داریان

نفس میں غنڈہ خیمہ سجان ہے دل گلستان میں منہ سوتا بھیا ہے غنیمت تم کھل کھل گلستان میں نہ ہوں برگ عنائے ابلے شامل گلستان میں کنارہ ایک صحرا میں ہوا اک ساحل گلستان میں بہار زعفران ہو جاتی ہے داخل گلستان میں سہید دن کی طرح ہے ارغوان لعل گلستان میں	ہوا تھا اس کو ایسا لطف کیا حاصل گلستان میں شبات اس کو نہیں یہ عالم و اشہد درد زہر ابھی مار غضب نہ تاق ان کو خار بھینچیں گے سباؤں رو کے سود میں جو شبنم کی طرح دریا خزان میں زرو بھی ہونا چمن کا حسن رکھتا چمن کی سیر کو تم کا ہے گا ہے جا بھٹکتے ہو
--	--

<p>نہ کیونکر قید میں بلبل کو دیکھے سے جگر خون ہو چمن میں بلبلوں کو فوج وہ صیاد کرتا ہے نسیم نو بہاری کی مدد کا وقت ہے پودے بہار فتنہ کے غم نے خزان میں خون ٹھکرایا شراب بخودی ایسی پلا دی ساغر گل نے سنا ہوا عاشق و معشوق جیسے بلبل و گل کو پھر اجب بارغ سے تیرے قد بالا کا دیوانہ</p>	<p>مفتس مسکن ہر اس کا جھلی جھلی ہر گلستان میں بہار تیا ہو نہرین خون کی قاتل گلستان میں ہوئے زمین غنچہ گل عقدہ مشکل گلستان میں ہوئی دق ہو کے آخر بلبلوں کو گلستان میں رہے صیاد سے مرغ چمن غافل گلستان میں اسے بسمل سمجھتا ہوں اسے قاتل گلستان میں مہبت رُدا کیلئے سرو کے مل گلستان میں</p>
--	---

بہار آئی ہے دل بہلایے سیری میں اے شمس  
جوانان چمن کی دیکھیے محفل گلستان میں

<p>پرسے یہ غفلتوں کے اگر دل سے دور ہوں تمرین کیجئے جو سفید و سیاہ میں پہلے ہی دیکھا ہوں میں ان کو جواب بہان آنکھوں میں تنگ چٹون کے پھر بھی ہیں فیکٹ مہر نہا بھی خاک رہ یار ہوں گے ہم کرتا ہے کیا یہ محنت سنگدل غضب خلخال پائے یار میں آواز صور ہے کشتے جو حسن گرم کے نالان ہوں زیناک مرتا ہے غیر کس لئے کٹتا ہے یار کیوں ساقی چمن میں آگ لگائی بہار نے ثابت جو یاد کرتے ہیں مجھ پر خطائے عشق دل میں ان آئینوں کے سر ابر ہر آنک مدنے کی جا بہ حالت دیوانگان عشق</p>	<p>مائل سو سجدو سر پر غم دور ہوں ظلمت جو زلفین ہوں تو وہ رخسارے نور ہوں کچھائیں اب جو یار بڑے بے شعور ہوں ہر چند نا توانی سے میں پائے مور ہوں نمکن نہیں رکاب سعادت سے دور ہوں شیشون کے ساتھ دل نہ کہیں چور ہوں بیدار محنت حفتہ اہل قبر ہوں سنگ مزار جلنے لکھیں کوہ طور ہوں حاضر میں جان و دل جو کسی کو ضرور ہوں رنگ شراب سرخ سے جام بلور ہوں انصاف ہو تو آپ سراپا تصور ہوں ہر چند پاک صاف یہ تیرے حضور ہوں ابر بہار دیدہ و خش و طیور ہوں</p>
--	--

عزم طوان کعبہ ہے اب کچھ غرض نہیں

<p>آتش تباہ ہند پری ہوں کہ جو رہوں          پاؤں نکل ہو جاتے ہیں دیوار بجاتا ہوں مین          لالہ رویو لے کے داغوں کے چہن جاتا ہوں نہیں          چہا آ نکھیں ہوتے ہی اُس بت سے بجاتا ہوں نہیں          کس خوشی سے باز ہو کر سر پر کفن جاتا ہوں نہیں          مشک کی بو کو کھنچتے ہیں وختن جاتا ہوں نہیں          گورے کھولامری خاطر دہن جاتا ہوں نہیں          تشنہ لب لے حسرت چاء دنتن جاتا ہوں نہیں          بھاڑنے اُس گلبدن کا پیر سن جاتا ہوں نہیں          کاٹنے سر و صغوبر کو چہن جاتا ہوں مین          جھپٹ کر گوشہ مین گرد پیر سن جاتا ہوں مین          آیا تھا بے پیر سن پہن کفن جاتا ہوں مین          دل کو خوشنوقتی سے غربت سے وطن جاتا ہوں مین</p>	<p>دو قدم غربت سے گرسوئے وطن جاتا ہوں مین          مثل گل باغ جہان سے خندہ زن جاتا ہوں مین          کیسی ہی آندو کی ہو آئینہ کی طرح سے          کوئے قاتل کا جو ہو شوق شہادت سہما          تنگ آیا ہے جو دل سود لائے زلف یار مین          جان کرتی ہے لبوں کی راہ سے چلنے کا قصد          کچھ بھی غیرت ہو تو پانی پانی بے آبی سے ہو          طرفہ سودا سے مرا اپنا کریبان چھوڑ کر          ساتھ ہوتا ہے کبھی میرے جو وہ بالالہند          گور مین خاکی بدن کو چھوڑ کر جاتی ہے نوح          خوش سلو کی کی زمین و آسمان نے میرے ساتھ          ہستی فانی سے قصد روح ہے سوئے عدم</p>
<p>تاب داغ بر بھی مانند بوسے گل نہیں          چھوڑ کر آباد آتش انجمن جاتا ہوں مین</p>	<p>لپسے دل اس کی چیتوں پر ہزاروں          مری صد سے ہوا ہے نہر مان دوست          برائے شکر قاتل رو نگٹوں سے          نہ اٹھیلی سے چل ہوئے مین صدے          ہوا سرخم نہ زیر تیغ حلال          تھے کشتہ مین ہم آنکھیں ملین گے          نہ ل اے لعبت چہن عطر گلزار          نہیں اک مرد کو دنیا سے مطلب</p>
<p>موئے بے ساختہ پن پر ہزاروں          مرے احسان مین دشمن پر ہزاروں          زبان مین مرے تن پر ہزاروں          دل شیخ و برہمن پر ہزاروں          رہے بوجھ اپنی گردن پر ہزاروں          ہمارے سنگ مدفن پر ہزاروں          گل کا مین گے گلشن پر ہزاروں          مرین نامرد اس زن پر ہزاروں</p>	<p>لپسے دل اس کی چیتوں پر ہزاروں          مری صد سے ہوا ہے نہر مان دوست          برائے شکر قاتل رو نگٹوں سے          نہ اٹھیلی سے چل ہوئے مین صدے          ہوا سرخم نہ زیر تیغ حلال          تھے کشتہ مین ہم آنکھیں ملین گے          نہ ل اے لعبت چہن عطر گلزار          نہیں اک مرد کو دنیا سے مطلب</p>

عجب کیا ہے اگر پروانے بے شمع  
جلین آتش کے برفین پر ہزار دن

واشد دل کیلئے جاتے ہیں نادان بلغمین  
مر گیا جب خوش نوا بلبل غزلخان بلغمین  
اربنے نائق مجھے گلگشت کی تکلیف دہی  
غیر ممکن ہے اسیری میں سنگھنے خاطر  
شیشہ کے منہ کی طرح رکھتا ہے ہر وادہ کو بند  
چشم بلبل میں جو پیدا ہو سوا اہل علم  
یاد زلف یار آئی دل کو سودا سا ہوا  
دے نہ زیبا تم نے دکھایا ہے ہا کرے نقاب  
شوق کو مے یار میں روتا جو ہوں دل لکر  
قتل کرتا ہے محبت کی نظر سے دیکھنا  
میٹھون میں ہندی کی تو نے نہائے کیا ہرن  
ہندی ملکر دھوئے ہاتھ اُن میں جو تو اس خبر سن  
کوچ کرتی ہے سہارا ہے ہنگام خزان  
سیر کرتا ہوں میں جب تک سہی ہر حسرت یہی  
چلتی ہے دست جنوں کی طرح سے باد بہار  
پوسے اُس جہانہ رنگین کے میں کیونکر نہ ہوں  
جوش نے مستی کے دکھائی مجھے سیر بہار  
بے حیائی سے نہ ہوئے تو نہوئے فحال

گل گریبان چاک میں بلبل میں نالان باغین  
اُس کے بھولن میں بڑھی میں نے گلستان باغین  
تیرا باران ہو گیا ہے یار باران باغ میں  
دل نہ قیدی کا لگے ہو گو کہ دھراں باغین  
باغبان کیا سیر کو آئی ہیں پر یان باغین  
برگ گل مہا بن اوراق گلستان باغین  
بجے سنبل نے طبیعت کی پریشانی باغین  
آج ہے صورت آئینہ حیران باغین  
اشک شبنم کی طرح جاتے ہیں نہان باغین  
سورقہ کی کے لئے ہر سیف عریان باغین  
آئینہ میں اے باغبان شلخ غزالان باغین  
چھوٹکر نہروں سے نکلیں نخل چلان باغین  
مٹھے بلبل کھٹکے منہ پر گل کھلا مالان باغین  
توڑنا ہوتا اگر سیب زخندان باغین  
چاک تھامنا میں ہوا گل کا گریبان باغین  
پھول بے توڑے نہیں رہتا ہر انسان باغین  
نشتہ کی دھن لیگی اتناں و خیران باغین  
لالہ نافرمان کے رو پر رو ہے خندان باغین

ہے یہی اند سے اپنی مراد آتش رہیں

مست کو مے یار میں طائوس نصان باغین

آئینہ ولی کی طرح سے حق نہ ہوتا نہیں

آشنا معنی سے صورت آشنا ہوتا نہیں

تندرستی سے یہ بیمار آشنا ہوتا نہیں  
 مثل آب و رنگ گل ملکر جدا ہوتا نہیں  
 کونسا سرکش تمھاری خاک پا ہوتا نہیں  
 کماہ سے ہر چند جذب کسرا ہوتا نہیں  
 خیر ہے جب تک کہ وہ بالا بلا ہوتا نہیں  
 اما کجا دیدار کا وعدہ وفا ہوتا نہیں  
 خط سایہ و گیسو نہ سا پیشوا ہوتا نہیں  
 چار ابرو کی صفا سے دل صفا ہوتا نہیں  
 موئے رنگی کی طرح سنبل رسا ہوتا نہیں  
 ان لب لعلین ساحل بے بہا ہوتا نہیں  
 اس کے پاؤں میں سیہ رنگ حنا ہوتا نہیں  
 یار کا سا خندہ دندان نہ ہوتا نہیں  
 حق نازاے طفل ابھی کھینچے اولہ ہوتا نہیں  
 تھو کرین کھا کھلے کب آہن طلا ہوتا نہیں  
 میں بھی اُس نا آشنا کا آشنا ہوتا نہیں  
 اپنے جاے میں تو اے گلگون قبا ہوتا نہیں  
 شامل حال اپنے کب فضل خدا ہوتا نہیں

درومند عشق جمیا سے دوا ہوتا نہیں  
 خار خار دہر سے دل آشنا ہوتا نہیں  
 کس کو پیو د زمین کرتی نہیں رختا زار  
 کھینچ لیتا ہے دل عاشق کو خطا سیر یار  
 جس قدر چاہیں اگر لالین باغ میں شمشاد و غیر  
 دیکھیے کب تک نہیں بھتی قیامت آشکار  
 سنبل دریاں باغ حسن کا عالم نہ کچھ  
 اک قلندر کی پسند آئی مجھے کتنی یہ بات  
 کیا مری آنکھوں کو دھوکا دیگا رخت یار کا  
 ہے ہر اک دندان دہان یار میں درہمیتیم  
 بڑھ نہیں چلتا ہے کوئی حد سے اپنی پیش یار  
 گو ہر شبنم بہم پہونچا میں گلہاے چین  
 دلربائی کے طریقہ میں نہیں کامل سنہور  
 لے صدمہ پارس گے تیرے پاؤں میں ترش ہوئے  
 کون ملتا ہے نہیں ملتا اگر وہ ناز میں  
 نشہ کی گرمی سے بھانپے کھلے گلتا ہواں  
 کون سی شب کو وہ بت رہتا نہیں آغوش میں

استخوان آتش کے ہیں رزق سگان کو سی یار

اس سعادت کا شرف بہر بہا ہوتا نہیں

سمند عمر منزل طے کریگا دو طرفہ و ن میں  
 اڑائی تیرھی خاطر خاک کن کن رہگزاروں میں  
 کیا ظلی میں بھی ہر روز میں اک دو کندوں میں  
 عزیزان پاؤں کو بھیلانے تو تے میں نزاروں میں

غلامدہ میں گویا ہم ان نے سواروں میں  
 گئے بچانہ پوجا گم کیا طوف حرم ہم نے  
 ازل ہی سے مری نعمت میں بھی سستی کھی  
 اجل آدہ ناب یہ رشک محکو قتل کرتا ہے

<p>ہوا سے کوئی قاتل کا کبھی عالم نہیں پایا نہ دو آنسو گرے یا د آہی مین ان آنکھوں امانت روح کی جھینوا کے عذر اکیل سے تو نے نہایت عید کی نوروز کی اُس گل کو شادی</p>	<p>چمن کو بار بار دیکھا ہے جا جا کر بہاروں مین اڑا کی خاک ہی میرے چمن کے ہستاروں مین ہم سے نام کو لکھو دیا ہے اعتباروں مین لڑائے جا مین گے کیا بھینہ بلبیل قطاروں مین</p>
--	---

<p>کبھی کچھ کام بھی تو آنے تیری بہت عالی مگر چہرہ ہی کھوایا ہے اسے آتش سواروں مین</p>
---

<p>یہ چرچا اپنی سوانی کا پھیلنا ہر دیاروں مین ہوا ہے خط کیوں عالم مین موسیٰ و خلی کا مین وہ غمزدست ہوں جب کوئی تازہ علم ہو گیا نہ کہ شہریدہ گلگون پر غم زور انا بھی ہر خسرو ہو آتا ہے تو آجیتے جی درہ لطف پھر کیا ہو سہانہ درد سر کا آپ کو کیا سمجھ کرنا تھا ربا مثل خس شعلہ مجھے ربطا اہل عالم سے ہر اسان ہوتے مین کب مردیکہ تازہ کشت سے سمجھتا اہل عالم مین زبان کوئی تو میری بھی</p>	<p>کہ مروج نام کھتے مین سرے پر ہستاروں مین وہی پتھر نظر آتے مین اب تک کو ہستاروں مین نہ نکلا ایک بھی میرے سوا امید واروں مین پیادے رو دین گے گل آج پر تو شہسواروں مین جگے جب صفحہ دکھانے کی رہی جنگو نہ یاد مین تب غم نے ہماری جہان کھودی و چراغوں مین وہی دشمن ہوا جس کے بنامین دوستوں مین کوئی دو چار ہی جانماز ہوتے مین ہزاروں مین خدا یا کاش مین پیدا ہوا ہوتا گنواروں مین</p>
---	--

<p>بدن مین جان تازہ آئی ہے تو کھٹے سے آتش عجب خوشبو ہے اُس گل پر سن کے پاسی ہاروں مین</p>
---

<p>وہ بزم ہے یہ کہ لایمیر کا مقام نہیں حرفی اپنی تنگ مشہدوں کا کام نہیں سیاہ قلب کا کوئی صنم مین کام نہیں تہوں کے گیسوے دگرگان سے تجھ کو کام نہیں عین سے بلبیل و قمری کا عشق حیرت ہو طبع عشق جس حسن و نصیب کا ہو</p>	<p>ہم سے کھٹے مین بازی غلام نہیں خم فلک سے کم اس میکدہ کا جام نہیں ہشت کا فیر بکیش کا مقام نہیں شکار تیر نہیں مین اسیر دام نہیں نشات گل کو نہیں سرو کو قیام نہیں وہ خواجہ ہے وہ کہ جس کا کوئی غلام نہیں</p>
--	---



کلام بت ہے کچھ اللہ کا کلام نہیں  
 شریک جنگ میں شمشیر کا نیام نہیں  
 حلال مال ہے یہ دولت حرام نہیں  
 لحد میں ساتھ یہ قصر بلند بام نہیں  
 خدا کا قہر ہے لے بت تراخام نہیں  
 بنائے زلف کو سچ کہتے ہیں قیام نہیں  
 طلب محال کی غیر خیال خام نہیں  
 خدا نہیں یہ پیمبر نہیں امام نہیں  
 نسیم ہے سرور یا کا کہان مقام نہیں

وفائے وعدہ کا کس کو یقین یار سے ہے  
 رفیق حال برے وقت میں نہیں کوئی  
 وہ سوزہ حسن نہ کر رایگان غم سے یار  
 گداؤ شاہ برابر ہے خاک کے نیچے  
 ملایا خاک میں کس کس جو ان رعنا کو  
 حفاؤ جوڑے عالم وہ حسن کا نہ رہا  
 نظارہ کمر یار کا نہ ہو مشتاق  
 بتوں کے قہر غضب کا کسے ہر اندیشہ  
 بلند و سبست سبکدوش کو برابر ہے

بلند ہونہ زمین سے مراد آتش  
 نشان قبر سے منظور بجگو نام نہیں

گھر کو لگے جو آگ تو پانی بھجواؤں میں  
 بیکتا نہیں اتنی جو چوری ہی جاؤں میں  
 دل ہو نہ سیر لاکھ اگر داغ کھاؤں میں  
 اٹھی کے چراغ طور کے اوپر چلاؤں میں  
 ٹھوکر سے پائے یار کے اُن کو جگاؤں میں  
 محراب بیت کعبہ میں چلے چڑھاؤں میں  
 بنوا کے قبر لالہ کو اُس پر لگاؤں میں  
 مرزا گان کے بوریے جو کھڑے ہیں بھاؤں میں  
 وہ گلبدن ملے تو نہ چھوڑا سکاؤں میں  
 فرما کیے تو شرب کو کسی وقت آؤں میں  
 مضمون جہان کر کاٹے باندھ لاؤں میں

برگشتہ طالعی کا تماشا دکھاؤں میں  
 جنس گران بہا کا خریدار کون ہے  
 لالہ خون کے حسن کا بھوکا ہوں اس قدر  
 آنکھیں مری کرے جو منور جمال یار  
 مری کی طرح ٹوٹے میں کیسے مری نصیب  
 بوسہ ملے کمان کا جو ابرو سے یار کی  
 جی چاہتا ہے شوق شہادت میں قبل  
 گھر میں جو مجھ فقیر کے وہ شاہ حسن آئے  
 کا تماشا کھا کے جبر نے ہر چند کر دیا  
 تم تو غریب خانہ میں آئے نہ ایک روز  
 بار یک میں ہوں شاہ غنا زک خیال ہوں

آتش علام ساقی کوثر ہوں چا سیئے

افردوس کا کھلا ہوا دروازہ پاؤں میں	<p>دیوانگی نے کیا کیا عالم دکھا دیے ہیں اندھے فروغ اس رخسار آتشین کا آتش نفس ہوا ہے گلزار کی ہا سے سویا بارگاہ کو اس نے تلون تلے ملا ہے انسان خود سے باقی رہے تفاوت ابرو سے کج سے خون عشاق کیا عجب ہی کس کس کو خوب کہیے اندھ نے بتوں کو بے یار بام پر جو وحشت میں چڑھ گیا ہوں صفت کمان ابرو جو کیجئے سو کم ہے گویا ہوں یاد کر کے میں تیری تند خوئی سوز دل و جگر کی شیت پھر آجکل ہے شعور کو تو نے دل سے پروانوں کے آواز وہ بادہ کش ہوں میری آواز پا کو سن کر</p>	<p>پریوں نے کھڑکیوں کے پرے اٹھالے ہیں سمون کے رنگ مثل کا فوراً اڑا دیے ہیں بجلی گری ہے غنچے جب مسکامیے ہیں کٹوا کے سر و شمشاد اکثر ملا دیے ہیں اس واسطے پری کو دو پر لگا دیے ہیں آوار نے نشان لشکر مٹا دیے ہیں کیا گوش و چشم کیا لب کیا دست پالے ہیں پرنا لے روتے روتے میں نے بہا دیے ہیں بے تیر بلبوں کے تودے لگا دیے ہیں صرصر نے جب چرخ روشن بجا دیے ہیں پھر ہلوں کے نیکیے مشغل بنا دیے ہیں آنکھوں سے بلبوں کی گلشن گرا دیے ہیں خیشون نے سر حضور ساغر بھکا دیے ہیں</p>
اشکوں سے خانہ تن آتش خراب ہو گا اقصر سیر رفعت باران نے دھوا دیے ہیں	<p>جلی گرنے کو جو جی چاہے تو باران مانگوں اوس پڑنی بھی ہو موتوں جو باران مانگوں تم سے مٹی بھی نہ اے گبر و مسلمان مانگوں لحی مرگ مرادے جو منسکدان مانگوں دوشی کے لئے اس گھر کے جو مہمان مانگوں پوریا چھوڑ کے کیا تخت سلیمان مانگوں زخم خندان ہوں اگر میں گل خندان مانگوں</p>	<p>خار مطلوب جو ہودے تو گلستان مانگوں شع گل ہودے جو صبح شبنم ہجران مانگوں خاک میں بھی جو ملوں میں تو کسی صحرا میں عجبت واژدوں نے زبان کو یہ اثر بخشا ہے خانہ دل میں کروں دلغ محبت کو طلب پادشاہی سے فقری کا سے پایا بالا سج سے عشق کے ہے راحت دنیا بدتر</p>

<p>سو گئے کوجو کبھی زلف پریشان مانگون بھبک دیا سے اگر خوجہ مرجان مانگون شجر حسن سے مین سیب زخندان مانگون پیر سن خاک مین دیوانہ عریان مانگون نعمت عشق کے قابل لب و دندان مانگون گل سے بلبل کے کفن کیلئے دامان مانگون وصل کا روز جو مین ایشب حیران مانگون</p>	<p>دے دیا کیجئے سودائی تھارا ہوں میان عاشق دست نگارین ہوں عجب کیا اس کا میوے پر باغ جہان مین ہو جو دل کو غریت جائزہ جسم بھی رکھنے کا نہیں دست جنون یاس و حرمان ہوں جو لوہے کے چنے بھی چنیا ملتی ہو مانگنے سے باغ جہان مین جو مراد تو تو کیا ایسی بلا ہے وہ تلے ہو جو پہاڑ</p>
<p>کب سے در پر ترے سائل ہو مین آتش کی طرح وہ لے چکو جو کچھ اسے شہنشاہان مانگون</p>	<p>کب سے در پر ترے سائل ہو مین آتش کی طرح وہ لے چکو جو کچھ اسے شہنشاہان مانگون</p>
<p>آب نداشت آیا سو بار تا بہ گردن لوگوں کے سنگریزے دیوار تا بگردن تصویر کر نہ میری تیار تا بگردن روزن ہی کاش ہوتے دوچار تا بگردن وہ سر سمجھتے مین ہم بیکار تا بگردن رستم کی آتی ہے یان دستار تا بگردن</p>	<p>جلاد کی نہ پہنچے تلوار تا بہ گردن کھینچ اے ہوائے صحرا و نہ اٹھا چکے مین سٹشیر کھینچی اے مانی تھے پڑے گی بھتی گو بلند یارب دیوار خانہ بار تن سے جدا ہو جو تلوار سے تھاری اے محنت سنبھل کر سیخانہ مین قدم رکھ</p>
<p>تنہا ہے کیوں تو اتنا مانند سرو باغی کب پہنچے دست آتش اے یار تا بگردن</p>	<p>تنہا ہے کیوں تو اتنا مانند سرو باغی کب پہنچے دست آتش اے یار تا بگردن</p>
<p>میرے ماتم مین عزیزان چشم تر کیونکر کرین یہ شب غم دیکھے عاشق سو کیونکر کرین زندگی مین کوئے قاتل سے فر کیونکر کرین بید محنون بو کے اُسیا شمر کیونکر کرین مرگ کی لیلے کے محنون کو خبر کیونکر کرین یار کا پیدا دہن ثابت کر کیونکر کرین</p>	<p>اسکی رسوائی بھلا مد نظر کیونکر کرین شام سے سو یا ہے ہالوں سے چھپا کر نہ کرین اپنے خون کی بو مین آتی ہو یا کی خاک سے حاصل مل محبت غیر محرومی نہیں وہ بھی مانند چراغ صبح دم نہان ہو شاعر دن سے گنتے مین ہم ہیچ اے مودم سو</p>

یار کے دل میں بھلا پوچھو تو گھر کیونکر کریں جام اُن آنکھوں کے کھینچ کر کیونکر کریں مشہدہ میخ کا ترے شمس و قمر کیونکر کریں سامنا پتھر کا ہر نالے اثر کیونکر کریں	آج تک اپنی جگہ دل میں نہیں اپنے ہوئی ہر نگہ وار دے بیوشی کا رکھتی ہے اثر روے روشن پر زکھے جو جوائے یوسف نقاب سنگ خارا سے نہیں سختی میں کم دل یار کا
--	--

درو س کے واسطے صندل نہ رگڑا جائے گا  
ہو سکے آتش نہ جو وہ درو س کیونکر کریں

عبرت جی بیچ کر الفت کو انسان مول لیتے ہیں زمین اُس کے لئے ابو عزیزان مول لیتے ہیں کہ صیاد آنکر میرا گلستان مول لیتے ہیں یہ دودن کے لئے کیا قصر دیوان مول لیتے ہیں جواب بھی چاہیں تو تخت سلیمان مول لیتے ہیں کہ مردم جان سرور چرخان مول لیتے ہیں مرقع جان کر ذی فہم دیوان مول لیتے ہیں گلے کے کاٹنے کو تیغ غریبان مول لیتے ہیں	بلا اپنے لئے دانستہ نادان مول لیتے ہیں پنہچ احوال بیدر اپنے بیمار عبت کا میں اُس گلشن کا بلبل ہوں ہمارے زمین کا مگر جانا نہیں شاید کہ یان سے اہل عالم کو کیا گو نقش پائے مور کو خاکساری نے عویذ خلق اتنا تو کیا ہے جھکو داغون نے ہما شہر ہر اک عالم تصویر رکھتا ہے ترے ابرو کے سودائی نہایت تنگ ہیں قائل
--	---

یہ آتش نالہ عشاق مستو قون کو بھایا ہے  
کہ صیادون سے مرغان خوش الحان مول لیتے ہیں

سے وہ مطلوب مجھے جو کہ مقدر میں نہیں حجرہ جز سایہ دیوار مرے گھر میں نہیں کیا کرے طاقت رفتار صنوبر میں نہیں طاقت اُس بام تک اڑنے کی کوتاہی میں نہیں ظفر گجائش مئے چشمہ کوثر میں نہیں رحم اصلا دل خوبان تنگ میں نہیں لصہ خضر جو ہے بخت سکندر میں نہیں	چاہتا ہوں جو وفا طینت دلبر میں نہیں آتش افروزی گردن ہے تماشا مجھ کو گرد پھرتا قد موزون کے ترے اور محبوب بال پرواز خط شوق ہے اپنا درد نہ یوگی ہے جو قضا مجھے قدح کش کوشت کنڈہ کرنا یہ مرے سنگ لحد پر پس مرگ غیر خواہان ہو ترے وصل کا ایار تو کیا
---	---

<p>زلف محبوب میں جو پودہ دہ عنبر میں نہیں جو صفوان کی سفیدی میں جو گوہر میں نہیں</p>	<p>یار ہا اس کو بھی سوچھا ہے اسے بھی ہم نے یتیرے دانتوں کی چمک یا زمین ہرے میں</p>
<p>بت پرستی کو نہ آتش کے سمجھ لا حاصل شیخ اندھ بھی تو کعبہ کے پتھر میں نہیں</p>	
<p>ترمو اہوں میں سپینے سے شرب متاب میں کھال کھنٹی جو ہمیشہ خانہ قصاب میں نچھلیاں جو ہر بنی ہین آئینہ کی آب میں شور اکثر کرتے ہیں کوئے شرب متاب میں مردم آبی جلیں میرے صدر سے آب میں دیکھنے کا پھر نہیں عمر روان کو خواب میں لفص ظاہر ہے جہین کے داغ کا دھاب میں یار کو جھکو اؤں گا اک دن چہر سیاب میں برسن سجدہ کرین گے کعبہ کی محراب میں نوح کی کشتی کو اندیشہ نہیں گرداب میں یاں کفن کے چور کا حصہ نہیں سباب میں رات بھر مڑے نظر آتے ہیں محکوم خواب میں</p>	<p>بھیان آیا ہے جو اس خورشید کو خواب میں آسمان جو کچھ کہ ایلزے اسے کم جانیئے عکس جو اس میں پڑا ہے شست زلف یار کا یتیرہ دونان ازل کو نور سے بہرہ نہیں یار کے ہمراہ اگر دیا مانا نے جاؤں میں زندگانی سے دل محزون غربت ہوتا ہر تنگ چہرہ محبوب سے کیونکر اسے تشبیہ دون آج تک حال دل متیاب سے وقف نہیں طاق ابرو سے صنم سے جو اسے تشبیہ تمام گردش دودان سے مردان خدا میاں میں سامنا اپنا کسی جنگل میں ہو گا موت سے دل کو میداری میں زندوں سے نہیں پاتا فراغ</p>
<p>انکھ میں عکس چشم یار کا عالم نہ پوچھ دیکھ لے آتش سے نکول بھوئے ہوئے تالا نہیں</p>	
<p>آب حیوان خضر کو ہاتھ آگیا ظلمات میں دانہ کی تدبیر میں میں دام میری بھات میں جائے خالی کو لے لے آسمان حیرات میں سچ ہو جلاتی ہیں اکثر پوشیاں برسات میں دہریوں کو شبہ ہو دیگا خدا کی ذات میں</p>	<p>یار قابو پر چڑھا میرے اندھیری رات میں خال کا محکوم تصور زلف کو میرا خیال اور نچھریان سے کیا ہاتھ آئے گا قزاق کو جوش گریہ سے نشان سبزہ مژگان مشا میں کھتا ہوں تجھے موجود اے جان جہان</p>

روئے گل پر دیکھ شبنم کو کتنا ہے وہ گل  
کس جگہ سودا کی تیری چشم فتان کے ندین  
بہت چٹو اتنی جو اس شیریں دامن کی گفتگو  
کیا ہی جیتی ہو یہ کیر الگ گیا بانات میں  
نہرہ آتا ہے صفا بان سے تجھے سوغات میں  
سُن لیا مصری کی ڈلیوں کا مزہ عرات میں

پینے کو آتش شیدا کے گاتی باندھ کر  
ذر بانی ختم کی اس جان جان نے گات میں

مے دلو مشوقِ فغانِ ندین مے لب لبتا کی دھانی  
نہ تجھے دماغ کا جو نہ کسی کو تابِ جہاں ہے  
کے نیند آتی ہو اسے نہ سے طاقِ ابرو کی رایتیں  
عجب سہل کیا نہ سماؤں میں جو خیالِ دشمنِ دوست ہو  
یہ خلافت ہو گیا آسمان یہ ہوا زمانہ کی پھر کسی  
مرضِ جدائی یا نے یہ بگاڑ دی ہر ہماری خو  
نچے زعفران سے زرد تر شمعِ جہاں نے کر دیا  
مے آگے اس کو فرسخ ہو یہ طحال کیا قبریب کی  
وہ دہن ہون سمین بان ندین وہ جس ہون سمین آید  
نہیں کس طرح سے دکھاؤ نہیں وہ جو کہتے ہیں خدا میں  
کبھی شعلے تل غل سرِ مرغِ قباہِ نہا نہیں  
وہ مقام ہون کہ گز نہیں وہ مکان ہون کہ نہا نہیں  
کدین گل تھیلے سے تو ہونے کہیں سے تو دنا نہیں  
کہ ہوا فانی ہے مزاج کے نظر آتی کوئی دنا نہیں  
ندین ایسا کوئی زمانہ میں مے حالِ نہا نہیں  
یہ جو مہلوہ یا رہی کہ چل رخ خانہ کو جانا نہیں

چلین کو کہ سا طرون آندھیاں چلین گھر لکھ گھر لکھ  
بھڑک اٹھے آتشِ طور بھر کوئی اس طرح کی دوا نہیں

شور سے کسی کے سین نے کی ہر گفتگو برسوں  
ہوا ایمان اگر رات بھر وہ شمعِ برسون  
تہن میں جا کے جوئے سے میں ختم دل کے لکھا  
برابر جان کے رکھا ہے اسکو مرنے مرنے تک  
تلاشِ شکستہ میں دینِ دشت کی خاک بھپانی ہو  
لی ہر کج بھی چٹا نہ افلاک میں راحت  
بڑے کا شکار اُرد ہوا میں جا کے کھیلا ہو  
شرابِ وصل سے اپنے چھکا اک چلہ و ساقی  
یہی جو ایک تصویرِ خیالی رو برد برسوں  
رہا روشن مے گھر کا چراغِ آرزو برسوں  
کیا کی گل سے بل حبیبہ درد گلو برسوں  
ہماری قبر پر رُو یا کرے گی آرزو برسوں  
پھرے میں زلف کے سوچ میں ہم آشفتم برسوں  
سہلے ہاتھ رکھ سوئے میں زیرِ سو برسوں  
کیا ہر غم غلط ہم نے کنار آجکو برسوں  
یہاں چونک نہ کر سحر نے تیرے لہو برسوں

سنگھائی گل نے اس گل پر سن کی بکوبو برون  
کیا جو جب شراب سے تھے وغیر برون  
دکھا کر دل مرا پچھائے گا وہ تندر خوب برون  
ہمارا پرین بھٹ پھٹ سے بود بکوبو برون  
اُڑائی جس کی خاطر خاک سینے کو بکوبو برون  
نرا بادل رہا کشور خزان میں تو برون  
تمناش اس سٹش حبت میں کہ چاہے ہم چاہو برون

سبر کی مدت اتر چکی سیر باغ وستان  
دیا جو حکم تب بیرغمان نے سجدہ خم کا  
نما ہو جائی جان اپنی وہ نازک طبیعت ہون  
بہار گل گئی پر بھی نہ سودا جائے گا ایسا  
نظر آیا نہ اک دن راہ میں وہ نور کا بنگا  
نما ہو دیکھی کوئی ان لوگوں سے سچ کہنا  
یہی اب عزم ہو بالجبرم ولین یار کو ڈھونڈنا

اگر میں خاک بھی ہوں گا تو آتش گرد باد آسا  
رکھے گی بجو گشتہ کسی کی سستجو برون

شراب مناب میں فریاد کیا کرتے ہیں  
اپنے اللہ کو ہم یاد کیا کرتے ہیں  
سیر ویرانہ آباد کیا کرتے ہیں  
پردہ ناز میں مید کیا کرتے ہیں  
منصع سرو پر ایراد کیا کرتے ہیں  
حسرت جدی آزاد کیا کرتے ہیں  
خدا سے ظلم کی بنیاد کیا کرتے ہیں  
باغبان باغ کو برباد کیا کرتے ہیں  
حضرت دل جو کچھ ارشاد کیا کرتے ہیں  
دوسرے صورت فرما دیا کرتے ہیں  
چھپے باغ میں صیاد کیا کرتے ہیں  
ذکر سے وصل کے دلشاد کیا کرتے ہیں  
نازد و انداز وہ ایجاد کیا کرتے ہیں  
نرم نرم سے فولاد کیا کرتے ہیں

چاند سے منہ کوٹے یاد کیا کرتے ہیں  
صورت خواب فراوش یار عشق مصنف  
شہر مسکن کبھی اپنا کبھی جنس گل ماوا  
ایک سا ظاہر و باطن نہیں جھوٹوں کا  
شاعر دن نے قدموزدن کو ترے کچھ ہم  
صاحب حسن وہ صانع نے بنایا جو کچھ  
حال دیکھا جو حضور نے کہ وہ میرا کبھی  
لالہ گل کا نشان رھتی نہیں گل چینی  
کیا کہوں یار سے کہتے ہوئے شرم آتی ہو  
دیکھے کٹ چکے کب زلیت کلائے یہ پہاڑ  
بلبلوں کے جو گے کھوئے ہیں زکمرہ تمام  
غم شب ہجر میں اپنے نہیں درمیش آتا  
ذکر عاشق سے نہیں ایک دم ان کو فرست  
آتشیں نون کی آندہ سے گرمی شب ہجر

میں نے بہن شوق شہادت کا جو میرے شہرہ  
یاو آتش مجھے جلا دیکھا کرتے ہیں

اگلی ہی جاتے سبزہ کنکھی مرے چمن میں  
دکھائے گا پسینا پانی چہرہ زتن میں  
لیلی بکارتی ہے مجھوں کے پیرہن میں  
لبیل بچانے آیا صیاد اگن میں  
اب کی گروہ میں دون گاندار بہن میں  
سمنے کے بت بندھے ہیں بانے برہن میں  
سہنس سنس کے مار ڈالا صیاد کو چمن میں  
نوا آسمان میں اپنے اکبر کے نورتن میں  
بجے شرب عروسی دھان ہے پیرہن میں  
آواز الامان ہر اتک بلند رن میں  
دکھائی سیر غربت سیلاب نے وطن میں  
تعلیم ہوئے آیا فتنہ فریب فن میں  
عاقل جو ہو تو کرے تمیز مرد و زن میں  
چیتے میں کیا تکلف کیا شاخ ہر لہن میں  
کھوٹے گھرے کا پردہ چھل جائیگا چلن میں  
مصنوع مردہ ہم کو ہاتھ آبیگا کفن میں  
پیردن رہی لڑائی شیر اور گرگدن میں  
ہندو کے مرے بٹین کھواب و گبدن میں  
کنکھی دعا کی خاطر ملنے لگی چمن میں  
خیال یہ ہر طرہ اس سادگی کے فن میں  
اُترا ہوا ہے یوسف دھان سر کے تن میں

اُکھا ہے دل بتوں کے گیسو پر شکن میں  
مٹکین گئے دو بہن کر دل زلف کی رن میں  
شیرین زبان ہوئی ہر فریاد کے دہن میں  
عطر گلاب مل کر حلقہ میں یار بیٹھا  
ذکر فقیر آگے اس بت کے بھوتا ہے  
حاصل کیا ہے تو نے صدقے سے اس قدر زور  
آیا تھا بلبلوں کی تدبیر میں گلوں نے  
اک تختہ سفت کشور دہلی کا چہما سے  
دور روز ہے یہ لطفت عیش و نشاط دنیا  
قاتل کا میرے منکر میدان میں آگے سن کے  
سیدان کیا گرا کر استکان نے گھر ہمارا  
چشم یہ سے تیرے پردے میں تو تیرا کے  
ترک خاک ہے نہان ظاہر ہے ترک اپنا  
چشم و کمر سے تیری چشم و کمر ملا دین  
بازار مصر میں چل یوسف کا سامنا کر  
بدرخشاں ہے گا علم اپنا اپنے تیرہ  
اُس کو دکھا کے تم نے اُس پر جو تیر جوڑا  
دنیا کی زیب و زینت کفار کو مہار کس  
سنبل سے بال اُس نے جس روز سے منڈا  
آنکھوں کے سامنے سے دل کو مرے چھایا  
دل زین خیال حسن محبوب روز و شب ہر



معمورہ حلاوت دادی ہر دواصلوں کا بوسے میں لب کے ہنس کر دزدان دکھائے صحرا کو بھی نہ پایا بغض و حسد سے خالی	شکر بھرے ہوئے مین مور و گس دھن مین حبس کی گرائی تجھ پر تقدیر نے مین مین ساکھو جلا ہے کیا کیا چھو لاجو ڈھاک بن مین
--	---

کوئی نہیں ہے تیرا مقدر ہو تو آتش دے رکھ اجورہ دست غشمال و گور کن مین	
---	--

مضمون آہ کیا مے دیوان سے دور ہوں قاتل سے اپنے مرتبہ عشق ہے مجھے صاف اس قدر ہے چہرہ ترا دکھ کر جسے یار بڑا ہوا ختر بخت سیاہ کا پانا ہوں اس قدر دل عالم سیاہ مین اے خضر ناگوار ہے پانی کا بھی سلوک روباہ باز یوں سے فلک کے قریب ہر لبست ولبی شعر ہزاروں ہی دھل گئے	مکمل نہیں کہ سر و گلستان سے دور ہوں میرے لہو کے داغ نہ دامان دور ہوں بیخ و مال خاطر انسان سے دور ہوں اس چاندنی مین ہم نہ تابان سے دور ہوں شمع و چراغ گور غریبان سے دور ہوں ہم تو کھڑے بھی چشمہ حیوان سے دور ہوں شیر دن کے نام دفتر سلطان سے دور ہوں کیونکر یہ آسمان و زمین یان سے دور ہوں
---	--

آتش غم حسین مین روئس رہا ہے کیا سفرین کی اس طرح نامہ عصیان سے دور ہوں	
--	--

دلی کرد و تین اگر انسان سے دور ہوں نزدیک آچکی ہے سواری بہار کی دل اس قدر گداز ہے برسوں ہی غم ہے مٹتا نہیں فوشتہ قسمت کسی طرح نفل بہار آئی ہے کپڑوں کو پھاٹیے چھڑکاؤ کا ارادہ ہے چشم پر آب کا یہ تنگ کر رہا ہے تواجھار ہے مین وہ وحش و طیور کو مری آہین کرین ہلاک	سارے نفاق گبر و مسلمان سے دور ہوں برگ خزان رسیدہ گلستان سے دور ہوں آنسو جو اپنے دیدہ گریبان سے دور ہوں جو ہر کبھی نہ خبر بران سے دور ہوں دل کے خار دست و گریبان سے دور ہوں گرد و غبار کو چہ جانان سے دور ہوں دامن کے پاٹ پہلے گریبان سے دور ہوں آب و گیاہ کوہ و بیابان سے دور ہوں
---	--

<p>یہ قیدی وہ نہیں کہ جو زندان سے دور ہوں دو آبلے تو خار مغیادان سے دور ہوں</p>	<p>فلک نہیں نجات اسیران عشق کو مدت کے بعد آئے ہیں صحرا میں اور جنوں</p>
<p>گردش سے چشم یار کے آتش عجب نہیں جو جو عمل کہ گردش دوران سے دور ہوں</p>	
<p>اگے ترے صبح کے ٹھہر میں زبان نہیں وہ بزم کو نسی ہے کہ یہ داستان نہیں شعین میں سوز غم سے مرے استخوان نہیں موجود ہے کنہ اگر زبان نہیں ہر گز دلمان یار سے باہر زبان نہیں تسی نکار کی ہے حجاب بتان نہیں دو دل کا ایک سینہ کے اندر مکان نہیں ریگ روان سے کم مری عمر روان نہیں کتے سے تیرے ہم کو عزیز استخوان نہیں کالی تو تلج یار کی یہ کما شان نہیں اگرچہ ترا حسن ہے مگر ارغوان نہیں کوڑی کے مول کہنے کے یہ استخوان نہیں ساقین تری وہ شمعیں ہیں جہیں جوان نہیں کب پشت نیل اس کے اوپر نشان نہیں خرو س کی بہار کو ہم خزان نہیں سب جاتے ہیں ترک کی سہمی بان نہیں گر پاڑے ہی میں جو میسر کنوان نہیں مغلس نہیں میں نصرت یوسف گمان نہیں گرد غبار ہے اثر کاروان نہیں</p>	<p>مجھسا کوئی زمانے میں معجز بیان نہیں اُس غیرت پر سی کافسانہ کمان نہیں پروانوں کو جلا میں گے کھا کر سگ و ہما عاشق کو دود جان نہ اسے ماہ پشت بام کٹ جائے وہ زبان جو کہے شمع یار کو یچی نگاہ اُن کی ہے صیاد کی کمین دو گوہر اک صدف میں ہزاروں جڑھون معلوم کچے نہیں کہ چلے جاتے ہیں کمان بوسہ عمر بزم سے کرے تو ہزار حیف طاق بلند پر اسے رکھتا ہو آسمان دو چار زخمیوں کا بھی ہونا ضرور ہے بعد فنا کھلے گی تجھے قدر زندگی زافوہ آئے ہیں نہیں جس میں جائے رنگ بخت بلند رکھتے ہیں گردن بلند نوک رنگین رہے گا خون شہیدان سے کوئے بہت مطلب کی میرے یار نہ سمجھے تو کیا عجب نزدیک ناف تو ہو ذوق ہو اگرچہ دور اسے دل نہ بقیہ رہو سو خوف وقت ہو کس نثر میں کیا ہو نقصانے مرا گذار</p>

کس کا بلند بام سے یاں آستان نہیں ان نعتیوں کو رتبہ سنگ نشان نہیں ملا دین کے پلہ مین دان آستان نہیں کنج نفس مین خارخوس آستان نہیں	ہر حسین کا عرش کے اوپر دماغ ہے رکھا ہے جب سے بنے تری راہ مین قوم مشق خرام ناز کو کرتا ہے جس جگہ آزاد ہو کے یاد گرفتار ہی آئے گی
---	--

الشیخ ہی بہرہ مند نہیں فیض سے تھے  
اس خوان پر وہ کون ہے جو میہان نہیں

کمر یار سے اٹھتا نہیں بار دامن بار خاطر نہ کسی کا نہ غبار دامن ابر دامن ہے رگ ابر ہے تار دامن جبکہ رہتا تھا تو لے طفل سوار دامن سیر گزار دکھائے گی بہار دامن موسم گل مین نہ نکلتے کا بخار دامن آستین کا جو نہ یہ کام نہ کار دامن خاک کی طرح ٹھٹھک جاتے ہیں تار دامن گل گریبان کو کرتے ہیں نشان دامن بٹی بن جائے گی قاتل کی کنار دامن خارصہ کو سمجھتا ہوں شکار دامن	خاک مین مل کے بھی ہوں گا نہ غبار دامن نہ تو دشمن کوئی میرا نہ کوئی میرا دوست سبکہ رہتا ہے مے دیدہ تر پر شب و روز تیرے دیوانہ مین ہم چاک گریبان تیرے خون کے اپنے جو جھیلے پڑے اس برائے چاک ہو گا نہ گریبان سے جب تک وہ چند زلفت باد مین اسکون کو مرے روک سکے موسم گل کی ہوا چلتے ہی پاؤں کو مرے وہ قبا پوش چین مین جو بھی جاتا ہے دماغ خون اپنے پھڑپھڑا نہیں وہ خون ریز رشتہ دام سے تار اس کا نہیں کم کوئی
--	---

پائی جاتی ہے محبت تجھے اُن سے  
کنجیتے ہیں مرے دامن کو جو خار دامن

تالش ہو دو پہر کو فردن آفتاب مین بھولا ہے تجھ کو صاحب دفتر حساب مین یہ روشنی نہیں فلک آفتاب مین منہ کو چھپا لے رکھتے ہیں اپنے نقاب مین	طلی سے اور قمر ہوا وہ شباب مین گو عاشقون مین نام سر فرد ہے رقم جلتے سے تیرے نور جو بالائے بام ہے تشی کے اوٹ مین وہ کیا کرتے ہیں کار
---	--

ایسا بھنا ہے آتشِ فرقت میں دل مرا  
اکھ اپنی پڑنے کی نہیں اُس رخ کو دیکھ کر  
اُبود کا تیرے دیدہ ترین رہا خیال  
جب اشتیاق لکھا ہے تو خوار یار کو  
کس کس کے دل میں نقش ہوا رے یار کا  
جو تے میں قتل طالب دیدار بے گناہ  
اُس لالہ رو کے رخ کے پسینے کو سوکھے  
خط کے یہ رو گئے نہیں رخسار یار پر  
گلگون یار چال چڑھتا بہار کی  
جان عزیز کرتے ہیں تم پر نثار ہم  
آنکھوں کو گور میں بھی رہے گا خیال یار  
نافع شاعر دن نے کہا ہے جو سچ اُسے  
بے یار گھر مہین لحد تنگ ہے مجھے  
مجھ سے کو بہار میں ہے آرزو یہی  
دیا سے کیا نہا کے پھر ہے وہ بحرِ حُسن  
اے شہسوار گورِ غریبان میں آٹھل  
دنیا سے رسمِ وراہِ محبت کی اٹھ گئی  
وہ مست ہوں غار سے جب درو سر ہوا  
رخسار سے رہا دھن یارِ ناپید  
سرخ و سفید رنگ کیا جسم یار کا  
آجائے شام سے تو خانے دوں صبح تک  
بنی چشم لبِ رخ رنگین یار پر  
آتشِ ظلم بھی کرنے کے بے نیازان

سُکھ تو بے گوشت نہیں اس گلاب میں  
 دُڑے رہیں مشاہدہ آفتاب میں  
 دیکھا کیے ہلال کو ہم طشت آب میں  
 قاصد کا کُتہ آیا ہے خط کے جواب میں  
 کیا کیا نگین کھڑے شرف آفتاب میں  
 عربانی تیغ کی ہے تھلے جاب میں  
 اسی لطیف بو نہیں داغی گلاب میں  
 بال آگئے ہیں اکینہ آفتاب میں  
 گلہائے باغ رہتے ہیں اُسی گلاب میں  
 دل کس شمار میں ہے جگ کس حساب میں  
 مشتاق ہوں زیارت و سرف کا خواب میں  
 زلفوں سے وہ کمر ہے سوارِ چ آفتاب میں  
 روز و شب فراق سے ہوں کس غلب میں  
 دریا دلی سے ساقی کی تیردن شراب میں  
 عالم یہ ہے چشم سفید حساب میں  
 انہی بھی رشت خاک ہو تیری گلاب میں  
 سنتے ہیں بقو عاشق و معشوق ڈاب میں  
 صندل لگایا میں نے رگڑ کر شراب میں  
 مطلبِ دقیق تھا نہ سما یا کتاب میں  
 سیدِ اخیر کر کے دفن انے شہاب میں  
 اُس ماہ چاند کو شربِ مانتہاب میں  
 گلہائے چیدہ ہیں جہنمِ انتخاب میں  
 ہاں لاکھ لاکھ شکرِ حذر کی جناب میں

خدا بخشے صنم یہ کیلے تجھ کو یاد کرتے ہیں  
 بہار رنگ گلہ گب خزانہ یاد کرتے ہیں  
 نوازش مجرمان عشق کی حلاوت کرتے ہیں  
 بلے جان میں تیلے خاک کے بیدار کرتے ہیں  
 خدا محفوظ رکھے دل کو ان زلفوں کے سوئیے  
 قفس میں جسم کے مرغ دل اپنا سر ٹپکتا ہے  
 ملکین ہر سنی روشن مکان ہر بیت موزوں ہر  
 قدم وزن بخ رنگین دکھا قمری و بلبل پر  
 اکڑتا ہے بجا جو یہ کھکھک سدا کرتا ہے  
 عجب کیا ہو جو بوسے لون میں پیشانی مجنون  
 خدا جانے یہ آرائش کرتی قیل کس کس کو  
 یہ شاعر ہیں الہی یا مصویشہ میں کوئی  
 شراب کہنہ سے آلودہ یون ہوتے ہیں سیم کش  
 خیال خط وصال بوسہ لب میں نہیں رہتا  
 بتوں کے عشق نے آخر دکھا یاد کو ان کے بھی  
 گنگاروں کو گردن مارتے ہیں حکم شارع سے  
 نبرد عشق میں اندھ حامی جو غریبوں کا  
 قدم رہتا ہے ثابت جن کا اس سختی دور انہیں  
 قدموں دلبر کہنہ بچوان اندھوں کو دکھلاؤں  
 لٹے ہیں کو ہمارے خاکساری نے کیا زائل  
 زبان سے اپنی دیوانہ نہ کہ لے ماہر دیکھو  
 وہ کافر جو منکر ہے قد بالا کے کشدوں کا  
 کوئی ذرہ تو اس کا تابراں بڑے پیر کے گھا

دعاے مغفرت میرے لئے حلاوت کرتے ہیں  
 جس کی طرح سے دامادگان فریاد کرتے ہیں  
 خدا جبران سے کو اس کا اسیر آزاد کرتے ہیں  
 پری کو بند شیشے میں یہ آدم زاد کرتے ہیں  
 گرفتار بلا یہ سلسلے آزاد کرتے ہیں  
 کسی بازی کے دانے کمین فریاد کرتے ہیں  
 غزل لیتے تین ہم چند گھر آباد کرتے ہیں  
 قیامت سر و گلہائے جن بیدار کرتے ہیں  
 جسے بند سمجھتے ہیں اسے آزاد کرتے ہیں  
 تو جس کس قدر شاگرد پرستاد کرتے ہیں  
 طلب ہوتا ہے شانہ آئینہ کو یاد کرتے ہیں  
 نئے نقشے زالی صورتیں ایجاد کرتے ہیں  
 عروس نو سے قربت جس طرح داماد کرتے ہیں  
 عبارت بھول جاتی ہو جو مطلب یاد کرتے ہیں  
 بریں پردہ نافوس میں فریاد کرتے ہیں  
 خیال چنے گناہوں کا نہیں حلاوت کرتے ہیں  
 پیا دلوں کی سوار غریب یاں امداد کرتے ہیں  
 بہادر ہیں وہی سر قلعہ فولاد کرتے ہیں  
 ارادہ تاڑ سے بڑھ چلنے کا شمشاد کرتے ہیں  
 وہ جو ہرے یہ جس سے کشتہ فولاد کرتے ہیں  
 وہی ہوتا ہے جو صاحب کمال شمشاد کرتے ہیں  
 یہ کن کی خاک سے نشو و نما شمشاد کرتے ہیں  
 یہ رشت خاک حیرتی راہ میں برباد کرتے ہیں

عجب نعمت عطا کی ہر خدا نے اہل غیرت کو  
مگر باندھی ہو گلیں خون نے غارت پر گشتان کو

پہننے میں کفن میل ہوا جاتا ہے اسے آتش  
سراے گور ویران ہے اسے آباد کرتے ہیں

لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین  
یا سبکین میں عالم اس کی غلی صباحت کا کمان  
باغ ہے بے یار اپنی آنکھ میں ماتم سرا  
فصل گل میں سلنا چاک گریبان سے انہو  
خطا کو رکھو اگر نہ کر اندھیرا سے خورشید رو  
شہر سے جاتا ہوں میں دیوانہ صحرالی طرح  
تیرے دیوانوں کو نفرت ظاہر آرائی سے ہے  
ہڈیاں کھدوائے پھکوا دین ہے اس سفاک لے  
صلوہ خورشید کر جاویگا۔ اس پر کار برق  
تھک کی پھانسی سے بلا قلعے ہیں زلف یار  
چشم بد میں کانہیں اندیشہ حسن یار کو  
گھر میں اس خورشید رو کے رہتی ہے حاضر صبا  
بے چہری کرتے ہیں کافر عاشق کو اپنے کو  
اب کے بدلے شراب سرخ نہروں میں بہا  
شکر کے سجدے کامیرے سر کو سودا چاہیے  
موم کے مانند ہے ہر چند جسم ان کا گداز

ایک بت اس حسن کا دیر برہمن میں نہیں  
جو ملاحت خال شلکین میں ہے ہوس میں نہیں  
اسک بہن شہم کے قطبے گل کے دامن میں نہیں  
ہے نگہ بد میں کی رشتہ چشم سوزن میں نہیں  
تیرہ شب و روشنی جب روز روشن میں نہیں  
سنگریزے اب کسی لڑکے کے دامن میں نہیں  
پانوں میں بڑی نہیں ہے طوق گردن میں نہیں  
عاشقوں کے مرے اپنے اپنے مدفن میں نہیں  
قطرہ شہم میں دلنے اپنے خرم میں نہیں  
ابروں کی کج ادائی تیر زہن میں نہیں  
کو نسا ہے حرد جو بازو کے جوشن میں نہیں  
ذرا کو پروا لگی آنے کی روزن میں نہیں  
جو ہر قصاب کس طفل برہمن میں نہیں  
باغیان جو پھول ہے وہ تیرے گلشن میں نہیں  
خو یاد و موت میں ہوں فکر و دشمن میں نہیں  
سینے کی سختی جو ڈھونڈ ڈھونڈتے ہیں میں نہیں

اشتیاق تیغ قاتل کا نہ آتش حال پوچھو

جان کو دل بھیجتا کس روز گردن میں نہیں

ہوتا ہے اک شہت کا دانہ اتار میں

مکمل نہیں ہے دوسرا بھتسا ہزار میں

صیاد باغ باغ نہ ہووے ہمارے  
 آہو کباب ہوتے ہیں بھونک شکار میں  
 یا ہر ہونے میں پوست سے ہم لالہ زمین  
 رکھتے ہیں طفل اشک کو مڑگان کنار میں  
 پاتا ہوں تندخوی کو اس گل کے خار میں  
 عامل کو بھانسی دیتا ہوں جن حصار میں  
 آمد کو سن کے بار کی فصل بہار میں  
 ہیرے کی ہو چمک کھڑا آب دار میں  
 گہوارہ جب کے رکھتا تھا جھکو کنار میں  
 محل سوار ہے اسی گرد و غبار میں  
 وعدہ خلافی لاتی ہے فرق اعتبار میں  
 گاہے حلب میں ہوتے ہیں ہم گم تار میں  
 دن کی سی روشنی ہوتی ہے مزار میں  
 تسبیح اپنے یار کی ہے کس شمار میں  
 بلبل چین میں مست ہو ہم کوئی یار میں  
 چلی کی طرح سے نہیں میں اختیار میں  
 ایک ایک سے زیادہ ہوں گنج دماں میں  
 مانند گرد راہ ہوں فکر سوار میں

بلبل نہ ہاتھ آئے الٹی شکار میں  
 اے ترک مست بہر خدا صید گاہ چل  
 انیونی کی نگاہ سے کی ہے بھی جو سیر  
 خون جگر سے اپنے غم دل ہوں پالتا  
 دکھلاتی ہو بہار خزان میں بھی سیر باغ  
 سودا نہ سر سے جائے گا گیسو سے یار کا  
 کیا کیا گلون نے کان میں اپنے کھٹے کیے  
 تشبیہ دون جو میں اُسے دندان بار سے  
 اے طفل تب سے شوق ہم آغوشی ہو میں  
 صحرائے تن کی سیر تو مجھوں ذکر سے  
 کہدے کوئی یہ میرے تغافل شمار سے  
 سوداے زلف و رخسار میں نہیں ایچا قرار  
 آیا وہ مہروش جو شب جمعہ تہہ پر  
 جیتے ہیں اس کے نام کو ہم سے ہزار  
 جام شراب عشق سے دونوں میں تبیر  
 پھرتا ہوں پھر تا وہ پردہ نشین جد ہر  
 گیسو دور سے یار میں دونوں بلاؤ جان  
 اک آفتاب خانہ زین کا ہے آفتاب

بر باد ہو رہے ہو کھ  
 مٹی خراب اپنی بھی ہے اس دیار میں

صاف ہوا آئینہ اس رخ سے مگر صاف نہیں  
 لے پری سخن تری چوٹی میں مہاوت نہیں  
 تختی الماس کی اس سے بھی شفاف نہیں

پانی پانی ہو خلعت سے تو انصاف نہیں  
 شب بیدار میں ہے میخ ستارہ نگاہ  
 جوہری دیکھ کے سینہ کو ترے کہتے ہیں

<p>دلفری کا نہیں کون سا انداز آتا          قاست یار کو دیکھے تو زمین میں گڑ جائے          بند ہے سحر زبانی سے تری لطف مسج          وہ نگاہیں نہیں اگلی سی تھاری ہم سے          مصحف رو کی ترے کی جو خطا نے تفسیر          دولت وصل سے ہوئے ہی کی اک روز فقیر          داغ سوا کو لئے پھرتا ہوں بازار زمین</p>	<p>چھوڑا جان کو عاشق کی وہ حراف نہیں          قد ہوا سرو کے ہو وہ کرو ناف نہیں          جو کے تو ہے سزاوار تجھے لاف نہیں          حال پر اپنے وہ اتفاق وہ الطاف نہیں          کس کو دکھلاؤں میں اس عہد میں کشاف نہیں          کوئی شب کو مراد و جیل کا ف نہیں          پرکھے اس سکے کو ایسا کوئی صرف نہیں</p>
---	---

دیکھ کر یار کو کہتا ہے یہ دل اسے آلتش  
 جان صدقے ہوا ایسے کی تو انصاف نہیں

<p>صدے ہوئے ہیں ہمارے بازووں پر سیکڑوں          بے نیازی کے ہوں کشتے ناز پر سیکڑوں          عاشق مفلس تو بخیر حسن کی دولت کہے          چشم ستار کی گردش سے تہ و بالا ہوں دل          یہ سعادت لکھی ہے قسمت میں کس کے دیکھے          جتو اس شوخ کی بد لے گی رنگ آسمان          کون جھٹسا بادشاہ وقت ہر آج اے صنم          کوئی حافان کی زمین ہو لہو ہوا آسمان          وہ دگ سودا ہوں میں فرقت جنوں کے دریاں          عید کی آمد پر آتش کی فکر اس بت کو ہر          پھر گئے ہیں معرکوں میں مجھے تلواریں کھنڈ          فخر کے کوچہ میں قدر دولت دنیا نہیں          روز تاجوں سبزہ رہ کی طرح وہ بوٹیاں          میں ہی اپنے شوق کا نامہ اُسے لکھتا نہیں</p>	<p>گم ہوئے ہیں اپنے یوسف سے بر سیکڑوں          سونے شمشیر تقافل سے برابر سیکڑوں          سیر ہوں اس خوان نعمت سے قلند سیکڑوں          عشقا زون کی صفین انہیں یہ سار سیکڑوں          خون گرفتہ ایک میں ہوں اور خنجر سیکڑوں          سبع سیا سے سے پیدا ہوں گے اختر سیکڑوں          کس کے کوچہ میں فقیروں کے ہیں ہیر سیکڑوں          پا رہنہ پھرتے ہیں یا خاک بر سر سیکڑوں          نو لکڑہ رہ گئے ہیں جس میں نشتر سیکڑوں          ہر طرح کے ہوتے ہیں تباہ زور سیکڑوں          سخت جانی لے مری توئے ہیں خنجر سیکڑوں          تھوکرین کھاتے ہیں یاں یارس سے پھر سیکڑوں          ڈھونڈتے پھرتے ہیں جن کو کیا کر سیکڑوں          اڑ کے یجا نے کو حاضر ہیں کہو سیکڑوں</p>
--	---



مال مفلس مول لیتے ہیں تو نگر سیکڑوں  
 خوبصورت رہتے ہیں یہ غمت کشور سیکڑوں  
 مر گئے الجوج کہہ کہہ کر پیر سیکڑوں  
 وصف خال خطا میں لکھے تھے دفتر سیکڑوں  
 اک سکندر کیا اگر ہوتے سکندر سیکڑوں  
 جان شادی پر کر باندھیں گے لشکر سیکڑوں  
 باغ میں پونچے ذخیرہ سے صنوبر سیکڑوں  
 لہشت سے اس کے بہن مثل مہر سیکڑوں  
 اس راز و مین تلے ہیں لعل و گوہر سیکڑوں  
 صدف سے اس شاہین کے اوپر سے کبوتر سیکڑوں  
 سو لکھے ہیں تہ بھی پیر اسن ماطر سیکڑوں  
 جاگ اٹھے فتنہ خواہیدہ اکثر سیکڑوں  
 گنتے گنتے صبح کر دینے کو آخر سیکڑوں  
 سہو کاتب سے مقدم ہوں سوخڑ سیکڑوں  
 شوق میں گردا کے توڑے ہیں لنگر سیکڑوں  
 بیخ میں ابرو کی بیدار ہوں جو ہر سیکڑوں

عاشق بے صبر کے دل کو نہ کیجئے ناپسند  
 جلوہ گر ہے حسن ہر جا عاشقوں کیوڑے  
 اُستی ہے نعمت دنیا تلے تو شکر کر  
 شعر گوئی عقیق میں اک چہرہ زیبا کے کی  
 صاف آئینہ نہ بن سکتا ترے خسار سا  
 اس نشان سے قدر کے ہونگے مرد میرا  
 انجن تک تو بھی آکر میرے او خوش قد سیر  
 کھینا آسان نہیں جو کنبین عشق کا  
 فکر خجیدہ نے دکھلائے ہیں کیا کیا آب و نگ  
 مرغ دل حاضر ہے وہ چشم سیال تو ہو  
 گل کی خوشبو پر ہوا جامہ سے باہر عندلیب  
 بار بار بیا قیامت کی خرام یار نے  
 ہجر کی شب سے نڈرے طالع بد وصال  
 چشم معنی آشنائیں سے مقام ان کا دی  
 جگر سستی میں مین وہ شستی ہوں جسے بشر  
 شوق ہوا نشان چہرے کا کھین خسار سا

دل دیا چاہے تو آتش دریا موجود ہیں  
 خوبر سے خوبر بہتر سے بہتر سیکڑوں

خواب خرگوش سے آہو کو جگاتا ہوں مین  
 پھیر کھا کھا کے تھے کوچہ کھاتا ہوں مین  
 جیسا مودے کوئی دلیا نظر آتا ہوں مین  
 آنکھ میخ لڑاوے تو لڑاتا ہوں مین  
 شکر کرتا ہوں اگر داغ بھی کھاتا ہوں مین

تری خوش چینی کا افسانہ سنا ہوں مین  
 سہد سے دور جو کعبہ کو سنا ہے مین نے  
 سبب صافی سے ہر آئینہ کو رتبہ حاصل  
 سرخ پوشاک پہنتا ہے تو کتا ہر دو ترک  
 نعمت عشق بھی ممکن نہیں بے فضل خدا

ساقیا جام کو اللہ سلامت رکھے بے نقاب آتا ہے گلشت کو وہ رشک بہار ساقی میکیدہ نے مجھ کو یہ خدمت دی ہے شمع کی طرح سے جلنے کے سہلہ ہو بلند	یہ قح میرا ہو خیر اس کی مناتا ہو نہیں بلبلوں کو چنستان سے اڑاتا ہو نہیں لشہ میں مست جو کرتا ہے اٹھاتا ہو نہیں سوزش دل کو زبان پر نہیں لانا ہو نہیں
---	---

کوئی مقصود کے سوئے میں شرب و روزائش  
جادہ کی طرح تجھے راہ میں پاتا ہوں میں ما

دسترس شانہ کے مانند جو پاجاتے ہیں عاشقوں کی ترے کوچہ کو نہ کیونکر ہو جو اختیاری حرکت جان نہ مجبوروں کی اے صنم ان کو کمرنگ بھی خدا ہو بچاؤے واہ ری بے بصری واہ ری نابینائی صبح زدیک ہو بیدار مہل لے غافل زہر کھاتے ہیں طلبگار شہادت قاتل کنج زندان سے ہوئی تنگ مری حشر	کوچہ زلف میں جو پائے بلا جاتے ہیں بارغ فردوس میں مردان خدا جاتے ہیں لئے جاتی ہے جہر کو قضا جاتے ہیں دوش تک تو تھے کیسے سرا جاتے ہیں صورت آباد سے مشتاق لقا جاتے ہیں زہرہ و مشتری و ماہ و سہا جاتے ہیں ہاتھ سے تیرے ترے مہر دیا جاتے ہیں وہ زمین ہفت فلک جس میں آکا جاتے ہیں
--	--

بچ یاں جن کو جو اس آئینہ دان راحت ہے  
لے خوشحال جو دنیا سے خفا جاتے ہیں

تیرا نیا زمند جو اے ناز نہیں نہیں ہم بوسہ مانگین اور کرے تو نہیں نہیں سچ بہنہ کب نہیں قاتل کے ہاتھ میں فلوں سے کچھ عرض نہیں مطلب ہے بار سے سودا زدون سے اپنے نہیں بخیر وہ زلف زمان قدرتی میں ہو طغرای قدرتی آئینہ دکھاؤ تم تو تیا آئین بھاگ جائیں	دونوں جہان میں اس کا ٹھکانا کہیں نہیں انصاف جانتا ہے یہ ای ناز نہیں نہیں کس وقت کہینوں سے چڑھی آستین نہیں نظارہ باز حسن ہوں میں صبح میں نہیں کب بند بست سلسلہ عنبرین نہیں ہزار شاہ حسن میں چین جیتیں نہیں تیر شہاب ہے لہر شگمین نہیں
---	--

<p>اتنا تفاوت اس میں جو زمین و زمین نہیں بالائے آسمان نہیں زیر زمین نہیں کلیان قبائے گل میں نہیں آستین نہیں مستاحی بے نیاز کوئی نازنین نہیں کام آستین کا کرتی ہے گو آستین نہیں جو چاہے پی لے زہر ہے یہ نیکی نہیں عالم سے غافل اپنے جہان آفرین نہیں بچھے کوئی عزیز دم داسین نہیں کیا دلپسند ہو سخن دلشبین نہیں نازک ترے بدن سے میان یا سمن نہیں</p>	<p>رخسار بادشاہ ہے دل مجھ فقیر کا عمر گزشتہ کا کہیں لگتا نہیں تپا ہینا کے جھک دیکھتے اے جامہ زیب کوئی مے کوئی جیسے مطلق نہیں خیال گل ہوتے ہیں بہار میں سے چراغ عقل ہو کونسا کہتا ہے دل بھر کے جام عشق اللہ بے خبر نہیں بندوں سے بے خبر آنکھوں کے سامنے سے نہ ہٹاے خیال یا دیتے ہو سیدھی بات کا اٹھا ہین جواب دیکھا ساس کر کے صبا کی طرح ہریت</p>
--	--

سوز و فراق سے نہ بچے آتش کا حال پوچھ  
دم اٹھوے گا ہے نفس آتشین نہیں

<p>عمر بسر ہوتی ہے سائے دیوار میں سیر ہی کو ہم مگر آگے تھے بازار میں کچھ بھی جو انصاف ہو چشم حریدار میں روشنی نہر ہے چاند سے رخسار میں لطف کجی کا ملا ارد سے خمدار میں بوے محبت نہیں اک گل رخسار میں اور ہی انداز ہے یار کی رفتار میں سکہ یوسف چلے مصر کے بازار میں فرق ہے آزاد میں اور گرفتار میں نشہ جوانی کا ہے بادہ گلزار میں رشتہ وہی ایک ہے سچہ و زنا ر میں</p>	<p>رہتے ہیں ہم روز و شب کو چھ دلدار میں دل نہ جہان میں کسی چیز کا خواہان ہوا قیمت مال مزید چیتے ہیں جنس دل نور کا بگا نہیں کوئی حسین یا رسا راستی آئی پسند دل کو قد یار کی سیر ریاض جہان رکھتی ہے دلوں کو اس کبک کی ہے یہ روش اور نہ طاؤس کی گشور دل میں مرے یار ہے فرمان روا سر و سبکبار میں چیش سنبل کرمان عالم پیری میں شغل اس کا کرے آنکھ کافر و نیکار میں فہم سے اپنے خلاف</p>
---	---

<p>گل نہیں رخسار سار کے گلزار میں طرہ زین کہان لالہ کی دھار میں دہر ملا لیچے شربت ویدار میں</p>	<p>سرو کو لگا نہیں قناعت دلچپ سے یار کے اک پیچے کا اس میں مختلف نہیں بہر کی طاقت نہیں دل کو مرے بعد وصل</p>
<p>دیکھے اس عشق قوم رکھتے ہیں ان پر وہ کب آنکھیں بچائیں تو ہیں ہم نے رہ یار میں</p>	
<p>یہی باعث ہے جو یہ فکر سار رکھتے ہیں چشم بینا ترے مشتاق لقا رکھتے ہیں بھول لالے کے لباس شہدار رکھتے ہیں خون فقہا و دولت کاروار رکھتے ہیں اسے صنم جھوٹ نہ بولیں گے خدا رکھتے ہیں یہ نگین وہ ہیں کہ جو نقشِ دُفار رکھتے ہیں شرط الفت کی بھی اعمال جزا رکھتے ہیں اسرا وہ نہیں لیتے جو خدا رکھتے ہیں یہ شرفِ ذرہ خاک شہدار رکھتے ہیں طاقت اٹھنے کی اگر درست دعا رکھتے ہیں گوش کر قافلہ دالون کے دار رکھتے ہیں شیشہ و جامے ہوش ربار رکھتے ہیں یا کون تو زمین وہ جو یہ سر میں ہوا رکھتے ہیں خس میں اک نذر نہیں وہ یہ قربا رکھتے ہیں چار ابرو کو یہ آزاد صفا رکھتے ہیں ناخدا جو نہیں رکھتے وہ خدا رکھتے ہیں غم کو ترے گیسوے رسا رکھتے ہیں منطقی اس میں جو محبت کریں جا رکھتے ہیں</p>	<p>گیسوؤں کا ترے سودا شعر رکھتے ہیں تاب دیدار نہیں رکھتے ہیں یار رکھتے ہیں تیرے خونی کفنوں کی یہ ادا رکھتے ہیں دست و پامین جو حسین رنگ خنار رکھتے ہیں سچ تو یہ ہے کہ نہیں دوسرا جھٹسا کوئی کون سے پارہ دل پر نہیں اک عشق کا داغ نرم کر دین گے دل سخت صنم کو دم سرو قلم عشق میں تنکے کا سہارا بھی نہ ہو رُوسے خورشیدِ افشان کا جو عالم دھلا دین پاؤں کو منزل مقصود میں مضطرب رکھتے ہیں حال دل کہتا ہو یوسف نہیں سنتا کوئی محب غفل جو رکھتا ہے تو مخمخا نہ جا لامکان ویر و حرم میں نہیں ہاتھ آنے کا جامہ زیبوں سے میں شبیہ گون کو کیا دین تیرے صدقے کا سمجھتے ہیں مگر چوراہا بحر الفت میں تباہی کا ہے اندیشہ کسے عارضی حسن دور و زہا یہ یہ منہ جاوین گے دہن یار کو ہم تو نہ کہیں جو ہر فرد</p>

جسم خاکی کے تلے جسم مثالی بھی ہے خون اجگو ہوتا ہے جو سننا ہو رو دیتا ہے	اک تبا اور بھی ہم زیر قبار کھتے ہیں درو آمیز فقیر اس کے صدر کھتے ہیں
--	---

اپنے ہر شعر میں ہے معنی تہ دار آتش  
وہ سمجھتے ہیں جو کچھ فہم و ذکاوت کھتے ہیں

خانہ خراب نالوں کی بل بے ستر زمین سر کون سا ہے جس میں کہ سودا نہیں ترا خانہ ہے کچھ کا ہر اک قصہ شہ عشق ویدار یار برقی تجلی سے کم نہیں آنکھوں میں اپنے دولت بیدار ہیں وہ خواب کتنے ہیں مادر ویدار مسربان کو بد گویا زبان ہو تو کرے شکر آدمی بریز میں بھی یاد میں بفت آسمان کے ظلم خضر و سح کا تے ہیں رشک سے گلا عالم کو لوٹ کھایا ہو اس پیٹ کے لئے باقی رہے گا نام ہمارا انسان کے ساتھ اہل جہان کا حال ہو کیا تم سے کیا کہیں نقش و نگار حسن ثبات کا نہ کھا فریب عاشق ہیں ہکودا نظر کوئے یار ہے ایسی خلاف ہم سے ہوئی ہے ہوائے دہر	بہتی ہیں پانی ہو بہو کے سنگین عمارتیں ہوتی ہیں تیرے نقش قدم کی زیارتیں گھر گھر ہیں بادشاہان گھر گھر وزارتیں غیر انکھیں ہوں گی دنگی دعائیں بھارتیں ہوتی ہیں تیرے وصل کی جنمیں بشارتیں کرتے ہیں وہ جوارض و سما کی خفارتیں سمجھے جو تو تو کرتے ہیں یہ گنگ اشارتیں بھولا نہیں میں سنگدلوں کی سترارتیں تو بھی تو کر سہیروں کی اپنے زیارتیں اس غار میں گنیں ہیں ہزاروں ہی غارتیں اپنی بھی چند مہین ہیں اپنی عمارتیں بدگوئیان ہیں پیچھے تو بخیر اشارتیں مطلب سے خالی جان لے تو یہ عبارتیں کعبہ کے حاجیوں کو مبارک زیارتیں کافور کھائے تو ہوں پیدا حسرتیں
---	---

آتش یہ شمش بہت ہے مگر کوہ یار کا  
چاروں طرف سے ہوتی ہیں ہم یہ اشارتیں

اس شمش بہت میں خوب تری جو کرین عاشق جو حسن پاک میں کچھ گفتگو کرین	کعبہ میں چل کے سیدہ کچھ چار سو کرین داسن کا پیچھے نام لین پہلے وضو کرین
--	--

<p>استاد کی جو سہو ترے روبرو کرین پامروہین وہی جو تری جستجو کرین سنبل کے سلسلے کو بھی بہم وہ مو کرین خاموش ہوں چراغ جو ہم گفتگو کرین دامن کو بچاڑ لیں جو گریبان رنو کرین عاشق دعائے خیر کھے کو بچو کرین نا چند بند ہاے خدا آرزو کرین جلو گناہگار نہ جام و سبو کرین عاشق مزاج سیر بیاض گلو کرین شایان جو جس قدر کہ یہ شاعر غلو کرین مشق ستم کو ترک جو یہ تند خو کرین سکتہ ہو آئینہ جو ترے روبرو کرین ہنگامہ گرم شیفہ رنگ دبو کرین سنگ صنم ہوں آب جو ہم ذکر ہو کرین آوارہ ہوں نماش تری چارو کرین</p>	<p>نہر مندہ ہوں زمین میں گڑا میں سرخو کرین پیدا کرین جو جھگو اٹھیں کو سہ دسترس نیجا چلی چین میں صبا بوے زلف یار افسانہ گوئی افقی گیسوے یار میں دیوانگی کا سلسلہ جاوے نہ ہاتھ سے اے بادشاہ حسن فقیر دن کی طرح سے دیوار عام کیجیے پردہ اٹھا سیے سستی میں تجھے بے ادبی ہوگی پار سے دیوان حسن میں سے ہوئی ہے یہ انتخاب ورد زبان ہے روز و شب انکی نثار ہے حسن لکھ دیتے ہیں حسینوں کو ہم خط بندگی جبران کار ہوں ترے رخسار صاف کا مراغ میں ہوں دوزخہ پیرا بہار آئے مناشیر دار لوگ ہیں اندک کے فقیر موجود گو کہ تو سہے مگر چاہتا ہے عشق</p>
--	---

عشق یہ دہ زمین ہو کہ جس میں ہو قول و

دل ہی نہیں رہا ہے جو چلے آرزو کرین

<p>سختی نہ بھی ہمیں ترے پائے خیال میں بویشک کی سوزلف میں عنبر کے خال میں نظارہ جمال غضب ہے جلال میں خوٹے لگا سہے میں عرق انفعال میں دیوان ہر اہوانہ بھی اس سفال میں بھینچا ہوا کو مرغ مصلے کے جال میں</p>	<p>عاجز نہ ہو تصور حسن و جمال میں نسبت نہیں حسین کو تجھے جمال میں آتی ہے کوہ سوختہ طور سے صدا لوٹ گناہ کا جو کبھی آگیا دھیان حسرت ہی آئے کو بھی اس سبزہ رنگ کی سب سے بچ نہ ڈال کے گردن میں احوال</p>
---	--

لطفت اس معاملے کا نہیں انفصال میں  
ان چار خلط کا ہے مزا اعتدال میں  
اس بزم میں ہے مست ہر اک پوچھال میں  
طوقِ طلائی ہوئے گلوئے غزال میں  
کتنے شکوئے آئے ہیں کس کس نہال میں  
برسوں رہے مشاہدہ خط و خصال میں  
تعبیرِ خواب کی رہے یوسف خیال میں  
ہوتی ہے خیر جان کی نقصان مال میں  
ما چند دم دے رہیں گردِ ملا ل میں  
اتیک نہ امتیاز ہے دردِ زلال میں  
اکافر ہو جس کو شک ہو تھارے کمال میں  
یہ دیو جن کو بھی نہیں لاتا خیال میں  
عاجز نہیں ہوں میں بھی جوابِ سوال میں

جو روحِ جفا سے یار سے ترکِ وفاء نہ کر  
اُن ابروؤں سے بڑھ نخلین وہ سین کہ ہم  
دور شرابِ حلقہٴ بیرون در ہے یان  
پیدا کرے جو تیرے سب کو کی منزلت  
آتی ہے باغ سے تو صبا سے ہوں پھپھتا  
دکھلاوا اپنی آنکھوں کے اندازِ ناز بھی  
زندگیاں سے چھپٹ کے چاہئے ہونا عزیزِ مصر  
پیسے بہار میں ہو گریبان تو شکر کر  
مثل صبا اُڑا دے اسے اے جالِ دوست  
ایسی پلا کہ بخیری ہووے ساقیا  
رخسار میں ہے چو دھوین کے چاند کی تپک  
موجود کجھے صبر کو کیا عشق بد بلا  
پوچھیں جو کچھ کہ پوچھنا ہو منکرِ دنیا

ابھولیں گے عیش میں بھی نہ آتشِ غمِ دالم  
یاد آئیں گے فراق کے صدمے وصالِ امین

پچھیں ہمارے آگے دامنِ پیار تے ہیں  
سنبل کو اور مشکِ عجب کو وار تے ہیں  
سیرِ حسن کو چلیے بلبلِ پکار تے ہیں  
اس کو بچاؤ تے ہیں اُس کو سنوار تے ہیں  
سوئے عدم کر کے جو یا سدھارتے ہیں  
تن تن کے جب وہ اپنا سنیہ اُٹھارتے ہیں  
کرتے ہیں گنگا اشارے کو یا پکارتے ہیں  
وہ بوٹی ہے یہ جس سے پارہ کو ملتے ہیں

گل کو نظر سے اشکِ خونی اُتارتے ہیں  
شانے سے جب وہ اپنی زلفیں سنوارتے ہیں  
یہ کہہ کے گشتِ گل پر اُن کو اُٹھارتے ہیں  
مردے وہ زندہ کرتے زندوں کو مارتے ہیں  
ہستی سے تنگ حلقہٴ اُسِ ناز کا ہے کرتا  
مشتاقِ مہکناری ملتے ہیں ہاتھ کیا کیا  
وہ دلپند ہے تو جب دیکھتے ہیں جس کو  
بتیابِ دل کو تسکین ہوتی ہے ویدِ خط سے

<p>تاکل ہون میں تو اپنی نالوں کی گرمیوں کا دریا سے رحمت اُس کا غالب کہ موجزن ہو دن رات کھیلتے ہیں باہم قمار الفت شیرین ہون کے اوپر رال اپنی ہے ٹیکتی سینہ کے اوپر اسے گل کھائیں گے تھایے اس گل سے موع کے اور کرتے ہیں گل کو کھٹ رورؤ کے دل کو خالی کرتے ہیں ججگہ ہم بہتی ہے اک پریشان حالی و بد و داعی پوشاک ہر طرح کی حاضر و کشیدوں میں جاتے ہیں عاشق اس کے گوہر کے گرد پھرے دم دے انھیں بھی وہ بت انکا بھی لچکا</p>	<p>داغون کو میرے دل کے کیا کیا اُٹھاتے ہیں تقصیر وار توبہ توبہ بکار تے ہیں وہ ہم سے جیتے ہیں ہم اُن سے ہارتے ہیں بوسہ کا نام سن کر ہم منہ پسارتے ہیں بھلون سے اس پر پی کے یہ قول لاتے ہیں اُس زلف سبیلین پر سنبل کو داتے ہیں دریا کی طرح چٹھے وہاں موع مارتے ہیں سودے میں کیسوں کے سرے داتے ہیں اس کو ہینتے ہیں وہ اُس کو مارتے ہیں بہر طواف کعبہ حاجی سدھارتے ہیں زاہد کمال اپنی شیخی بھارتے ہیں</p>
---	---

مرد فقیر حق حق کرنے ہیں بورے پر  
شیر اپنے نیتان میں اُتَش ڈکارتے ہیں

<p>محم فلک سے بھرون وہ شراب شیشے میں سہوڑ ہے کئی ساغر شراب شیشے میں وہ میر زائش آنکھ لے شایداے ساقی ہامی گھر میں ہو شب کو بھی روشنی دل کی خزان میں مرغا جن میکے کے ساکن ہیں زالال فوش ہون میں مست دور میں میرے وہ بیرہن میں ترے رنگ سرخ کو دیکھے کھلی ہے چاندنی بے جیسے تو موقع ہے ہر ایک مست کی ہوتی ہے ناہ بلبل بتائے رکھتے ہیں ساقی اگر دیا چاہے</p>	<p>یفین ہو زون کو ہر آفتاب شیشے میں مہوڑ باقی ہوا پنا حساب شیشے میں شراب چیدہ رہے انتخاب شیشے میں کرم سے ساقی کے ہے آفتاب شیشے میں بہار رکھتی ہے گلگون شراب شیشے میں رہے گی درد کی مٹی خراب شیشے میں بھرا نہ لکھا ہو جس نے شہاب شیشے میں طلوع ماہ ہے اور آفتاب شیشے میں شراب شیشے میں ہوا گلاب شیشے میں سوال کا ہے ہمارے جواب شیشے میں</p>
---	--



<p>عوض شراب کے رکھئے حضابِ شیشے میں شراب پی کے بھرن گے کبابِ شیشے میں</p>	<p>سفید ہو سکے ترکِ فوج کشی کیجئے یہ ہم سے نشہ امین ہو گی بے محل حرکت</p>
<p>وہ ترک آگے تو دورے میں اپنے حاضر ہے کبابِ سب پر آتشِ شرابِ شیشے میں</p>	<p>وہ ترک آگے تو دورے میں اپنے حاضر ہے کبابِ سب پر آتشِ شرابِ شیشے میں</p>
<p>ملکین کو نام نے تیرے بچا یا خانہ زر میں مئے الفت نہ خم میں نہ شیشے میں نہ ساغر میں عروسِ فکر ان رد و دل لہی تہی ہو لیو میں نزاکت سے دبا جاتا کیوں پھوٹنے لیو میں بھگوین گے فیتلے روغن گوگردِ احمر میں سہ و خورشید حسن یار سے آئے ہیں چتر میں پلاؤں چند کو پانی ہما کے کا سہ سر میں یہ لو ہے کے چنے ہیں دیکھئے کس کے مقدور میں شریاقوت کا مہنگ و جنبک ہے پھر میں تسے کا نون کے پتون سے کمان تیسے صنوبر میں فضیلت و مقدم سے زیادہ یانِ خوش میں ہمیں میں آشیانہ ہو نقس صیاد کے مکر میں یہ شان آسکی جو زخمی موم کی پید ہو پھر میں نہیں وہاں توفاتہ ہو خلیل لیل کے مکر میں روانی ہو اسی کے دم سے آج خشک خنجر میں نہوں گے تسلی سے ہنظر اپنے خشک عشر میں کوئی چہرہ بحال اب ہم جو سنتے ہیں تو دفتر میں نہاے جو ہر انصاف قاتل تیرے خنجر میں تبسم سے تسے لیتی ہیں لہرین موج کو تر میں</p>	<p>شرفِ بخشا گھر کو صرف کر کے تو نے زیور میں یہ کیفیت اُسے ملتی ہے جس کے تقدیر میں یہا کرتا ہے نظم شعر کا سودا مرے سر میں تکلف برطرف انما نہیں موقوف آتش کرین گے سیرِ شب کو کیا گرتیرے کوچے کی قیامت تک یہی گردش ہے گی روز و شب انکو مرے دیرانے کی حد میں بھی اڑ کر جو آنکھ تھنگ بار کے چہرہ دن کی عالم کو مٹتا ہے کھل کر رنجِ عزت سے نہ کر لگا مرہ فروری کرے ہوتا سا قدر چید اس کی مودنی شرفِ اندے بختا ہو آدم پر محسوس کو جہاں چاہے بسرِ اوقات کرے چار دن بلبل خدا چاہے تو نالوں سے مرے پچھلے دل میں نہ جنبک ہم پیالہ ہو کوئی میں نے نہیں پیتا الہی بازو سے قائل میں زور دست قدرت کے لبِ لعلین کو تیرے وصل کی شب ہے چوسا دگر کون عشقِ حسن یار سے ہو رنگِ عالم کا کیا شمشیر کی صورت نہ اک عاشق کو دوڑکھائے دہن اسے جو ہے تیرا بچینہ چشمہ حبت کا</p>

خیال بام سودا ہے ترے دروازہ تک پہنچے  
تری تلوار دکھلا دے بہار باغ اے قائل  
رہا منظور خاطر خاتمہ بالآخر عاشق کا  
وہ ترک چشم دیکھیں ملک دل عمارت کے کس کا  
وہی تاثیر دے گا کہ کشین نالوں میں بھی ہے  
ڈراتا ہے بہت رندوں کو فکرنار دوزخ سے  
یہ راہ و رسم خود بینی حسینوں میں ہمدت سے  
خیال آتا ہے حبت کا تو آنکھوں میں ہیں چلتے  
نہ اٹھنے دین گے جب تک بت جواہر کا نہ ڈالینگے  
مال کار کی صورت بھی آنکھوں کو نظر آئی  
نہایت حرص سے ہو زندگی میں مجھ فتح کش کو  
ترے دانتوں کا دھوکا دیکھا تھا میری آنکھوں کو

پر تیر کیل پیدا ہوں جو بازو سے کبوتر میں  
لہو سے میرے گل پھولیں چین بند کیے جو ہر میں  
کوئی جینوئی مونی تو اُس کو گارا میں شکار میں  
رہا کرتی ہر صفت بندی بہت مڑگان کھلشک میں  
لیاقت دی ہے جس نے شیشے کی بننے کی پتھر میں  
تماشا ہو چلے واعظ لگ گئے آگ منبر میں  
کھلے تھے جو ہر اس آئینہ کے عہد سکندر میں  
وہ شد و شیر کی نہر میں زمین مشابہت میں  
برسین کو بٹھایا مینے جب قضا کے گھر میں  
لگا دینا تھا اک آئینہ بھی قبر سکندر میں  
یقین ہو نشہ رہ جائے مے مٹی کے ساغر میں  
صفا تو تھی چمک ہیرے کی بھی ہوتی جو گوہر میں

قناعت دی ہو مثل قبر محبو خاکساری لے نا  
رہوں گا باغ باغ نہ کش میں اک پھول کی جا میں

عجب چشم سیر کا ہر رخ رنگین جانان میں  
وہ چشم سر نگین ہے فتنہ پروازی کے سامان میں  
یہ مجھ دیوانے کو راحت ملی ہے سنگ باران میں  
پری سیکر نہیں اس دلربا سا قوم ہسان میں  
مہیشہ تلوے بھجایا کئے شوق بیا بان میں  
جنون پر وہ در دکھلا رہا ہے داغ سینے کے  
یہ مجھ دیوانے کی نظیر سے آواز آتی ہے  
جب آیا سامنے غم نوش بے صرفہ کیا اُس کو  
گرفتاری میں آزادی کی کیفیت یہی حاصل

تماشا ہے عوض بلبل کے شاہین جو گلستا میں  
لکھنوی رہتی ہو تیغ ابرو کی صفت بندی مڑگان میں  
کہیں ہوں جمعہ کو مونگامین بازیگاہ مٹھلان میں  
خدا طون کو کرے دیوانہ جانکے جولو نان میں  
رہی نالان ہمارے پاؤں سے زنجیر زندان میں  
تماشا ہے چین ہو کو چہ چاک گریبان میں  
وہ کچیر دین پھینسا ہے جو ہو بگل کے زندان میں  
خزرفہ آیا ہماری اشتہائے زیر دندا میں  
رہا جامہ سے باہر اپنے میں دیوانہ زندان میں

<p>لگے ہیں پردہ ہائے چشم عاشق نیرے یونہی ہما ہے موم ہو کر آہن رخبر زندان میں ملین گے عطر مجموعہ کا اس زلف پریشانی چراغ حسن روشن کیجئے گنج شہیدان میں ہوا اس ترک کے کوہِ جنتی کی گلستان میں سنی ہو سب کی دہن اُس گل کے زخا نہیں ہریت رویا میں مٹھ کو ڈال کر لپے گریبان</p>	<p>جہان کے کارخانے میں نہیں مد نظر ٹھکرتا اسیری میں بخار دل جو نالوں سے نکالا ہے جو ہو گا دسترس اپنا بھی شام کی صورت سے شربِ دنیہ جلیے اپنے کشتوں کے مزاروں پر گلون کا حسنِ بلبل بے پھری کے زنج کرتا ہے ہوئی ہو روحِ طاقت نہایت سوکھ کر کھین بہار گل کی جو دیوانی یاد آئی آنکھوں کو</p>
---	---

دردِ زندان و غل لب کے مضمون لکھتے ہیں اس طرح  
جو اہر خانہ ہو ہر سب موزون اپنے دیوان میں

<p>نکل کر سنبھلے سے آفتاب یا ہر میزان میں اُٹھ جاتا ہو اکثر حلقہ کیسوئے پیاں میں پھیپے رکھے گا لبتک چمنِ مہر دامن میں ڈوبو دیتا ہو طاؤس جین دیاے بارِ انہیں ہمیشہ سوئے درستی ہیں آنکھیں شوقِ مہمان دکھائے ہیں چراغِ چشمِ غزلوں نے بیابان میں صفاموتی تکی ہیرے کی چمک ہر تیرے زندگین پری کو یہ غل کر دینا ہے قابوئے انسان میں بھرا جامے جو پانی دہِ صنم چاہِ رخندان میں گمان تک پہنچے رکھے گا بہار گل گریبان میں جواب اپنا نہیں رکھتا ہو جو سورہ ہو قرآن میں شکوہ چھوٹا ہو اک نیا سوز اس گلستان میں خدا پر چھوڑتا ہے ناخدا کشتی کو طوفان میں عجب سنجیدہ ہیں محفل میں عجب گل گلستان میں</p>	<p>لیٹ کر سوئے اس آتشین نغمے درستان عجب کیا مار مہر ہو جو گوش یار کا موتی لقاب یار سے کدے کوئی اندھیر سے باز آ کرم کا جوش جو آجاتا ہے ابر بہاری کو نہیں مشتاق دل کب اس عزیز جان کے ہنسا گیا ہوں جوش و حشرت میں جو اُڑ کر مشنِ پروا نراکت برگ گل کی رکھتے ہیں لبِ لعل کی شرف لکھنے کیونکہ یار اپنی طرف جذبِ محبت سے ہمارے اشک کے قطرے ہیں حاضر آبِ گوہر سے کبھی تو دور ہو گا گھوگھٹ اس خسارِ یگانہ سے ہر اک عضو بدن بے مثل ہو اُس جو پیکر کا صدایہ سوز زمین کو چہ قاتل سے آئی ہے تباہی میں ہو لازم یا حق اہل توکل کو ناشنا ہو جو چشمِ بلبلِ پروانہ سے دیکھے</p>
---	--

گہر سے آبدار آتش ہو منہ سے بات جو نکلے  
تکلف شرط ہے آویزہ گوش سخندان مین

موسم گل ہے کہان پر بہار گاری اندون  
نیم سہل کی طرح ہے بقراری اندون  
دم کل جاوے یہ حالت ہر جاری اندون  
لیٹی ہی رہتی ہر مامن سے کناری اندون  
تو تیا لے چشم سے گرد سواری اندون  
خون ہر زخم کی طرح آکھوں سے جاری اندون  
اڑنی ہو ٹھوکر سے دامن کی کناری اندون  
رات سے بیاڑنے بھی دن ہر بھاری اندون  
چلتی ہو بن بن کے کیا یاد بھاری اندون  
آشنائی درد سے ہر غم سے یاری اندون  
بکیسی پھرتی ہر کیسی ماری ماری اندون  
بیخودی بے طاقتی بے اختیاری اندون

توڑیے توبہ کو کیجئے بادہ خواری اندون  
تیج ابرو سے ہے شوق زخم کاری اندون  
جان بلب رکھتا ہے اک رشک سیجا کا ذوق  
شوق آرائش ہے اس جان جہان کو کھل  
دوڑتے ہیں ہم جلو مین ایک شاہ حسن کے  
لوگی ہر تیغ قاتل سے شہادت کا ہے شوق  
درد و زنجیر کر تا ہو وہ محبوب گل اندام نقص  
کاسھون سے عشق کے البسا ہوا ہون کا توان  
فضل گل ہو یاد آتی ہے تجھے رفتار یار  
سامنا رہتا ہے اشک سرخ درنگ درد کا  
دوستاند اس کا جو مجھسا اٹھ گیا دنیا سے ہر  
بستر غم پر پڑا کھتی ہے مردے کی طرح

یار آزدہ ہے آتش آسمان ہے بر خلاف  
کون سنتا ہے ہماری آہ دنداری اندون

مصلحت مین نہیں مین عاقبت اندیش نہیں  
اس مین اسے قار بوز پرورد پرورش نہیں  
دل نہیں وہ جو رخ گل کی طرح ریش نہیں  
نیک اعمال ترا عمرہ بد کیش نہیں  
نوش چاہے جو زمانہ مین تو بے نیش نہیں  
کونسا گھر ہے خرابی جسے ہر پیش نہیں  
کاغذ عشق ہو مین کوئی مرا کیش نہیں

سالک راہ محبت کو پس و پیش نہیں  
مصحف رو کی تلاوت ہے نہایت مشکل  
ناخن غم سے تر سے ہجر مین اے رشک بہار  
خون کو مومن و کافر کے ہو جائز رکھنا  
شہد کے واسطے زنبور نے کاٹا تو کھلا  
شہر مین پھرتے ہیں وہ سیل حوادث کی طرح  
قبضہ زنجیر کی نہیں حسن پرستوں کیلئے

<p>ذکر قمری سے مبرا کوئی درویش نہیں یا رجو چاہے سودے قید کم و بیش نہیں کون دیوانہ وہ تیرا ہے جو بے خوش نہیں</p>	<p>عشق میں سو سے قدر کے تھے او خوشتر غیر کے ہاتھ نہ چھین گے ہم آئینہ دل نکلت گل ہی نہیں جائے سے اپنے باہر</p>
<p>رُو سے سادہ کا یہ عاشق ہے بد اندیش نہیں</p>	<p>حفاظت کی تمنا نہیں اس عشق کو ترے</p>
<p>حصین ہو نیسے طوفان فوج کے فرزند کرتے ہیں ہما کو اپنے سایہ سے سعادت مند کرتے ہیں نقاب پہ لٹھے ہم اپنی آنکھیں بند کرتے ہیں دعا اللہ سے رُو رو کے جا حبت مند کرتے ہیں اندھیرے میں اجلا جان سے وہ چند کرتے ہیں بچھے کپڑے گل ملا کے ہم پیوند کرتے ہیں فضیحت سے مجھے دیوانہ دانشمند کرتے ہیں توجہ سے دل درویش وہ خرسند کرتے ہیں ستم سے کج کلہ تیری قبا کے بند کرتے ہیں ہزار آپس میں آمیزش گلاب قند کرتے ہیں پیسر کو غیر کے بھی لاولد فرزند کرتے ہیں تصور اس قسم کو ہم تری سوگند کرتے ہیں ہبت و اعظم سے گوش آئے پند کرتے ہیں نیا زانپاد ہی جو ناز وہ ہر چند کرتے ہیں</p>	<p>سج انور کو دکھا کر خاک کا پیوند کرتے ہیں وہ شاہ حسن ہو تو گیسوئے عنبر فشان تیرے ہمیں سے ہے جو ناخوش کو دیدار کا پردہ سبب اس صنم سے کیوں نہ تو چین وصل گل کہوں کیونکہ ان کو نور کے مکے وہ رخسارے ہمیشہ رہتی ہو اصلاح یان رنگین خیالوں کی ارادہ ہے گریبان پھاڑ کر لون راہ صحر کی کھڑے رہتے ہیں در پران کے شقائق کی صورت دل بیتاب کو عاشق کے رکھتے ہیں شعلہ میں کتھارے شربت دیدار کی لذت نہیں پاتے کھلا بے مایہ کے مضمون بسترہ باز نہ لینے سے نہان سے جو کہ بے تصدیق کی کھالی نہیں جاتی بھرون کا پینہ مینا کو میں زندا نہیں بے ساقی محبت میں کمی آئی نہیں فضل آہنی سے</p>
<p>خدا چاہو تو پاک اس زندگی کا گند کرتے ہیں</p>	<p>انہما کر معرکہ میں اس عشق آبِ تیج قاتل سے</p>
<p>ترش روئی سے انکی لئے مستونے اترتے ہیں چلے نقانچ کی طرح تو پر کرتے ہیں</p>	<p>دکھا کر آکھ بیو شون کو وہ ہشیار کرتے ہیں گرفتاروں نے تیرے لطف ہیر میں اٹھایا تو</p>

بھی پانی کھی اس طشت میں ہم نہ بھرتے ہیں  
 بلا نازل ہوئی بکھرے ہوئے گیسو سنو تے ہیں  
 نظر آتی جو سیلی چاندنی جب وہ بکھرتے ہیں  
 عجب عجب سے آہو سبزہ صحر کو چرتے ہیں  
 میا ہین گلو بکار سے پر سیر کرتے ہیں  
 ترے کوچہ میں پائے رہر دان کیا کیا ترہین  
 وہ ایسے بد بلا بھیننے کی چوٹی کو کترتے ہیں  
 اڑا کین ہر ابھی وہ صورت عاشق سے دترتے ہیں  
 سر احباب کیا کٹتے ہیں اس سے بوجھ ترہین  
 نہیں نذر و نمین ہم اس ن سے پیر ہے ترہین  
 ہو ابھر کر ترے سر میں حباب بکھرتے ہیں  
 جو خط کش تو تو رسم قیمت کا دلگی نام بھرتے ہیں  
 محبت کا ترے ہم بھی دم لے محبوب بھرتے ہیں

لو ہے گاہ گاہ ہے اشک اپنے دیدہ ترہین  
 خیال آیا ہوشانے کا انھین آئینہ دیکھا ہے  
 حسینوں کا کھٹک انکی آرائش نہیں بھتی  
 تھکے سے خط نورس کی طرح ہے جبکہ لہراتا  
 لب جان بخش کا بوسہ نہیں دیتے وہ عاشق کو  
 لگے سو جاتے ہیں کہ سناتے گاہ تھراتے  
 بل نکی زلف بچان کی طرح کیا کھائیگا سنبل  
 حیا و شرم آنکھیں سامنا کرنے نہیں دیتیں  
 خوش آبی ہو زیادہ تیری تیغ تیز میں قاتل  
 ہمیشہ منہ کے اوپر مرنی سی چھانی رہتی ہو  
 انصاف سے ترے موصین رہا کرتی ہیں لہروں میں  
 لگا کر عیب دودن میں اسے تم چھیر چھو گے  
 کہان تک پردہ او آتش کو اس لالہ بلی سے

## رویت واؤ

دست بستہ بام پر ہر سر و قد استادہ ہو  
 لاکھ یہ مضمون رنگین پیش پا افتادہ ہو  
 خانہ تارک میں روشن چلن بادہ ہو  
 پردہ باب صنم خانہ ترا سجادہ ہو  
 خوبصورت ہو گدا زادہ ہو یا شہزادہ ہو  
 منزل مقصود کی ہر سطر دیوان جادہ ہو  
 جیسے مینا سے زمر و گوں میں گلگون بادہ ہو  
 نقش حب کا خط نورس سے وہ لہو ساہ ہو

فکر میں مضمون عالی کا جودل آمادہ ہو  
 پھر بھی وقت فکر ہم باندھیں جنکے دست یا  
 عشق پیدا کر کسی مستانہ آنکھوں کا ولا  
 آستان دیدہ تک جاوے تو لے کسبہ نشین  
 عشق مہونے میں نہیں ادنیٰ و اعلیٰ کی تفریق  
 آشنا چشم سخن دان سے رہے میرا کلام  
 سبز پر اس میں رنگ سخن یوں ہے یاد کا  
 حسن کے آغاز کا انجام ہو یا رب بخیر

خشت رکھ کر زیر سر سونای خاک گور پر  
خار پیدا ہوں نہ جس جا گل شکفتہ ہوں مین  
فرش سبزہ پر لب جو جھکو مینی ہے شراب  
بے ادب دادی مین اپنے پاؤں رکھ سکتے ہیں  
چھین کر مشیر قاتل سے رگڑنا ہوں گلو  
روسیہ دشمن عیب کرتا ہے میری پیروی

پاؤں رکھتا ہے جو آتش کو چہ جلا دین  
ازدگی سے ہاتھ دھو کر مرگ کا آمادہ ہوا

برنگ آئینہ یان رہ نہیں بخش مجازی کو  
ہماری خاک کو اسے شہسوار و عرش دکھلایا  
مال کار ہے دعویٰ باطل کا پیشانی  
جلا کرتی ہے گھل گھل کر ہمیشہ شیخ کا فوری  
نہیں غم تیغ ابرو سے صدم سے قتل ہونے کا  
فزون کتبہ سے بھی سجدہ طلب محراب بردہ  
بتوں نسج ادائی کی تو کی شکوہ نہیں اسکا  
خیال زلف مشکین روح کو قالب میں آدھ  
دلاوین یاد و خورشید قیامت کو وہ رضا سے  
کفن خلعت ہر مین دولہ جنازہ تخت دامادی

زبان کو تندر آتش بس اب اس یادہ کوئی  
گوارہ کیجئے تاکہ تری بے امتیازی کو

سرمہ منظور نظر چھرا ہے چشم یار کو  
حال پر میرے توجہ کیا ہو چشم یار کو  
نیلگون گنڈا چھایا مردم بیمار کو  
حیرت کلیف نگہ ہے مردم بیمار کو  
دم پھڑک جاتا ہے عریان دکھ کر بیمار کو  
حسن بے پردہ کا عالم جلوہ گر پاتا ہو کلین

<p>زلف کو دیکھے اگر دیکھا نہ ہوا برسیم          مطلع ہو کچھ تو حال زار سے وہ بیوفا          روئے روشن سے مشابہ نہایت آفتاب          میری آہوں کے دھوین نے گھر بنایا نہ باغ          رات بھر آنکھوں کو اس اُسید پر رکھتا ہوں          بھول جاوے عالم اپنی چال کا طاؤس ست          غنچہ گل کو یہ نسبت ہے دہان تنگ سے          وصف قامت میں ہر اک مصحی دو پہلو کا شہر          صبر کو کھو کر نہ ہوگا تو بھی ایدل بلغ باغ          لکھ کے خط سرت میں قاصد کے لہور دہا میں</p>	<p>برق لکھی ہو نہ جس نے دیکھے اس خسار کو          زعفران سے لکھ کے خط بھیجا ہو منج یار کو          دھوپ میں ٹھلا لے گا کچھ تشنہ دیدار کو          رنگس شہلا کیا ہر روزن دیوار کو          خواب میں شاید کہ دیکھوں طالع بیدار کو          نشہ نے میں اگر دیکھے تری رفتار کو          جس طرح تشبیہ غنچہ کی دہن سے غار کو          سر دھبی کہتے ہیں بوٹا بھی قد دلدار کو          پھولتے پھلتے تدیکھا ہو غریب آزار کو          کر دیا چشم کبوتر روزن دیوار کو</p>
---	--

بوٹیان اپنے کف پالی جو صحرا میں اڑیں  
 ربّہ سیخ کتاب آتش ملا ہر خار کو

<p>نالہ جانسوز نے چھونکا دل بیتاب کو          ہجر پیغام اجل ہے عاشق بیتاب کو          عالم حسن جوانی قدرت اللہ ہے          سبزہ حظ نے کیا پڑ مردہ دل کو بقیہ          نیجاؤں کے ترپنے نے بڑا دھوکا دیا          جان کھوئی حسرت آب دم شہر میں          ہجر کی شب کی مصیبت کس طرح تحریر ہو          تشنہ خون دل بیتاب ہیں چشمان تر          گور پر بھی آسمان اس گل کو لایگا نہیں          ہیں کر پو شاک سنج آیا جو تو بالا سے بام          پست فطرت کو ہمیشہ سر بلندوں سے ہوا لگ</p>	<p>عشق کی آتش نے کشتہ ہی کیا سیاب کو          زندہ دیکھا ہی نہیں ہے ماہی بے آب کو          چودھوین شب کوئی دیکھے صورت قتال کو          زندہ کرتی ہے یہ بونی کشتہ سیاب کو          کوہ قاتل میں سمجھا مسلح قصاب کو          طے کیا مہمت نے میری منزل بے آب کو          حج کر سکتا نہیں کوئی پریشان خواب کو          مبشر مرطوب خلقت کھاتے ہیں صاب کو          خون بہا دیتے کبھی دیکھا نہیں قصاب کو          راہ رُو سمجھے شفق میں مہر عالم تاب کو          زلزلہ دھماکا دیوار و در و درخواب کو</p>
--	---



<p>منزل بہرین میں اندیشہ نہیں سیلاب کو نیز اڑ جاتی ہے سننے سے نفیر فواب کو</p>	<p>اس میں کھتی ہو جو ہر رخ سے وارنگی کیا نفاق ایگز مجھبان ہوئے دہرے</p>
<p>رہز و شب رویا میں آتش رفکا نکی یاد میں عمر بھر آنکھیں نہ بھولیں صورت احباب کو</p>	<p>دوست ہی جب دشمن جان ہو تو کیا معلوم ہو پھر گیا ہے اس قدر رنگ زمانہ چاہیے</p>
<p>آدمی کو کس طرح اپنی نقصا معلوم ہو آئینہ میں بھی نہ صورت آشنا معلوم ہو مل ہی رہتا ہے مکان جس کا پتا معلوم ہو جوہری کو قدر عمل بے سبب معلوم ہو آرزوئے وصل کا تا مدعا معلوم ہو اژدہا فرعون کو موسیٰ کا عصا معلوم ہو حیثم حوران بہشتی سے دغا معلوم ہو</p>	<p>آئینہ میں بھی نہ صورت آشنا معلوم ہو مل ہی رہتا ہے مکان جس کا پتا معلوم ہو جوہری کو قدر عمل بے سبب معلوم ہو آرزوئے وصل کا تا مدعا معلوم ہو اژدہا فرعون کو موسیٰ کا عصا معلوم ہو حیثم حوران بہشتی سے دغا معلوم ہو</p>
<p>دام میں لایا ہے آتش سبزہ خطبتان سچ ہے کیا انسان کو صمت کا لکھا معلوم ہو</p>	<p>سید مخفون دور سے خم ہو گیا تسلیم کو کون کتنا ہے الف بوٹا سے قد کو بار کے</p>
<p>ہر گچ لاسردقہ اٹھا میری تقسیم کو لام کو زلفون سے کیا نسبت دہن سے تسلیم کو تھا یہی مینا منہ دار ایسے لوح تسلیم کو آئینہ حاضر ہے ناز و غمزہ کی تعب تسلیم کو آتش نرود سے گلزار ابراہیم کو لوح دل پر سے نقش اسید و بیم کو</p>	<p>گورے گالوں پر ترے زریا جو خال غہرین شانہ گلیوے جانان میں صفا حاصل ہوئی مہربان ہو دوست کچھ دشمن کا چلکتا نہیں خواب و بیداری یہ مرکز زلیست ہے کچھ</p>
<p>مہت مردانہ نے آتش کیا ہے بے نیاز جانشاہوں میں گدا سلطان سفت تسلیم کو</p>	<p>شفا مریض محبت کو زینہار نہو کمال شہرہ حسن حبیب سنتا ہوں</p>
<p>برنگ سٹخ سنون ہم اگر بخار نہ ہو ڈھلا ہوا کوئی مضمون آبدار نہو</p>	<p>شفا مریض محبت کو زینہار نہو کمال شہرہ حسن حبیب سنتا ہوں</p>

<p>مہوا تو پھر اسے جاتے ہوئے نہیں دیکھا          درحرم کو ہے تشبیہ طاق ابرو سے          فقیر کو نہیں درکار طاق کسریٰ کا          پیادہ پا ہوں پر اڑتا ہوں باد کے مانند          صنم پرستی کو زاہد روار کھے نہ رکھے          کبھی کبھی جو دکھا آئے روئے نگین تو          فراق یار میں احوال کیا کون اپنا          کمال موت کا مشتاق ہے دل بیمار          بہت اسے دل سمٹ بلند رکھتا ہے</p>	<p>غبار چشم دل یار کا غبار نہ ہو          سولہ کعبہ مقصود زلف یار نہ ہو          بلند نقش قدم سے مرا مزار نہ ہو          ہلاک نقش قدم پر مرے سوار نہ ہو          گلہ نہیں ہے جو صوفی شراب خوار نہ ہو          خزان میں مرغ چین کو غم ہبار نہ ہو          دل دو نیم ہو جان بقیار نہ ہو          خزان کا باغ میں نرس کا انتظار نہ ہو          غم فراق کہیں شیر کا شکار نہ ہو</p>
--	--

برنگ مسایہ گذر شاہ راہ سہستی سے  
 کسی کے دوش کا آتش جنازہ بار نہو

<p>دھیان اس کا کل مشکین کا جو آیا مجکو          نہ سنا تھا سو وہ کانوں نے سنا یا مجکو          شکر صد شکر تعلق نہ ہوا دل کو کہیں          واسطہ دل کے لئے باغ میں آنکلا تھا          طہر پر حضرت موسیٰ نے تجسلی دیکھی          اس پر رو کے جو گیسو کا ہوا سودائی          جان بھی تھکی دم نزع تو آسانی سے          فکر اشعار میں کافی شرب تار یک فراق          بعد مردن بھی دکھائے گی شجاعت جو ہر          جوش و خروش میں جو اکٹا کے کبھی اٹھ بیٹھا          شام سے پہلے خالی لے اگ آتے تھائی          حشر کے روز میں اتنا تو کون گا آتش</p>	<p>خواب میں آکے سیاہی نے دبایا مجکو          چو نہ دیکھا تھا ان آنکھوں نے دکھایا مجکو          یار و اغیار کے جھگڑا سیے چھڑا یا مجکو          یار بن غنچوں نے سنسنس کے ٹلایا مجکو          بام پر یار نے دیدار دکھایا مجکو          مین نے جانا کہ یہ دل نیچ مین لایا مجکو          کار مشکل کوئی درمیش نہ آیا مجکو          رات بھر صبح کے مہزون نے جگایا مجکو          شیر مارے گا جو روباہ نے کھایا مجکو          سیکڑوں کو س غزالوں نے نہایا مجکو          صبح تک طالع خفتہ نے جگایا مجکو          ان پریر دیوں نے دیوانہ بنایا مجکو</p>
--	--

نسبت دہ خورشید نہیں تارون کو  
دھوپ میں تو نہ بٹھا اپنے گہکاردون کو  
بھونکے گری بازار خسریادون کو  
ہیلو ماہ میں دیکھا جو نہ تارون کو  
سہو ہوا کھ خیر مرے یارون کو  
زلزلے آئے ہیں ان نالوں سے کسارونکو  
برگ گل سے نہ ہا مرتبہ انگارون کو  
تو بھی آزاد کر اپنے گرفتارون کو  
زندگی تلخ ہوئی ہے مرے غوارون کو  
دیکھ کر گس جو تری چشم کے بیارون کو  
چہرہ پر کھاؤں گا میں یار کی تلوارون کو  
توڑے قلعہ فولاد کی دیوارون کو  
سوت آئی نہ شب ہجر کے بیادون کو  
غیر تو مری گئے دلغ رہا یارون کو

چنانکہ کتا ہے غلط یار کے رخسارون کو  
اے صم ہوئے نہ خورشید قیامت طالع  
حسنِ یوسف کو ترے حسن سے نسبت کیا ہو  
دلغ چھپک کے ترے چاند سے منہ پر دیکھے  
ہوں وہ مرد و خلافت کہ یقین ہے پس مرگ  
اے تودل میں تھا سے جواثر ہو تو نہو  
یار بن جگو حسن ہو گیا آتش خانہ  
عید قربان ہے ہزار دن ہی گلے کھتے ہیں  
اے اہل جسم سے چھٹ بھی چکے جان میرین  
اپنی بیاری کی حالت کو وہ صحت سمجھے  
منہ نہیں پھرنے کا قاتل کی طرے میرا  
جان گھرائی ہے سینہ میں تودل کہتا ہے  
کوئی انسان سے سوا سخت نہ پایا ہم نے  
اپنے ہاتھوں سے کیا جب مجھے بیدار نہ کر

جا کے اس باغ سے کیا یاد کرین گے آتش  
چشمِ تریم کو ملی خشک زبان خارون کو

زلف کے پھندے میں دشمن بھی گرفتار نہو  
شرم سمجھاتی ہے سایہ پس دیوار نہو  
رنگ آتا ہے مجھے سنگ دربار نہو  
یار کی چال ہے یہ کبک کی رفتار نہو  
دشمن دوست کی آنکھوں میں کوئی خار نہو  
جسم خالی نقشب مرغ گرفتار نہو  
آتش حسن سے بھی گری بازار نہو

چشمِ بیمار کا یارب کوئی بیمار نہ ہو  
حسنِ تکلیف لبِ بام اُسے کرتا ہے  
برسن آنکھوں کو ملتا ہے جو پائے بت پر  
ٹھوکرین کھائیں گے دل جانیں نکلوا دینگی  
غیر سے یار سوا تشہِ خون ہے میرا  
متصل نالوں کی آواز چلی آتی ہے  
گردیا ہے یہ حوادث نے دل عالم سرد

نام سنتا ہوں جو مین گور کی اندھیاری کا گور مین ساتھ لئے جائیں گے اپنے ہم سے بے طرح جوش مین سیلاب سرنگ آیا ہے ہچن دہر مین وہ سبزہ خوابیدہ ہوں باغبان خاطر بلبل نہ شکستہ ہووے	دل دھڑکتا ہے جدائی کی شب تار نہ ہو نہیں ہوتا جو کوئی دل کا خریدار نہ ہو چار دیوار عناصر کہیں مسما نہ ہو باغ حبت کی ہوا سے بھی جو بیدار نہ ہو دل بیمار ہے یہ نرس بیمار نہ ہو
---	---

ترک الفت کا ارادہ نہ کر آتش زہار  
دل سے بزار تو ہے جان سے بزار نہ ہو

سر و لبان تجھے گوئے باد صحر خشک ہو خون ہوا جاتا ہے دل کیا دیدہ تر خشک ہو تھنڈی سانسوں مین اثر ہو یاں ہوائے برف کا بھیک سے بدتر دعا بھی مانگنا انسان کو سہ بلغ ویران مین جو روؤں یا قدیر مین اس قدر کا ہیدہ ہوں پس جائے زیر آبلہ تند خو ہو پوچھا سکین عالمی دعا غون کو نہ سرج داخل فردوس ہو آتش نفس جھبسا اگر چشمہ حیوان دہن ہے تو ذوق چاہ عمیق کس توقع پر بھلا اس سیکدے مین ہم مین چار دن مین اس نے سارا باغ ویران کر دیا وہ شجر ہوں مین جو تابستان مین جلنے سے بچے حسرت آب بقا کا نقش دل پر سے مٹا سو غم سے کیا کہوں مین حال دل کو، غنٹن میری قسمت سے جو ہو انور پیدا تاک مین غیر خالق کون کرنا ہے کسی کی پرورش	غیر ممکن ہے ہمارا صحر تر خشک ہو روز ٹانگے ٹوٹتے ہیں زخم کیونکر خشک ہو سر دہوں آنشکدہ خون سمندر خشک ہو باہ آئے بے طلبان جو بن کر خشک ہو سبزہ ہو جاکے جو برسوں کا صنوبر خشک ہو سو کھڑکا ٹٹا اگر میرے برابر خشک ہو ارغوان زار شوق صحر سے کیونکر خشک ہو گلشن حبت خزان ہو حوض کوثر خشک ہو کس طرح سے سبزہ رخسار دلبر خشک ہو لب نہ تر ہو دین اگر سارا سمندر خشک ہو یا الہی دست لچھین سنگ مر خشک ہو موسم سرما مین پانی سے مقرر خشک ہو گور مین ایسا نو حلق اے سکندر خشک ہو آگ لگ جائے جو اکدم دیدہ تر خشک ہو آب اُسمین اُس کا مثل آب گوہر خشک ہو دایہ پیدا ہو جو آتش شیر ماور خشک ہو
---	--

<p>یہ خیال خام ہو سرورِ چرخِ افغان سبز ہو خاک سے میرے جنا بے ابر باران سبز ہو سرخ ہوئے یا سیریا خط قرآن سبز ہو ناک خشک سے پرو خورشید تابان سبز ہو ندو پھر ہوتا نہیں جب رنگ انسان سبز ہو رنگ لٹے رخسار گل سے سر دستان سبز ہو خشک ہو نخل تننا کشت و سہقان سبز ہو ندو ہو جاتا ہے کیسا ہی میا بان سبز ہو میرے مدفن کی جو مٹی سے نیتان مہر ہو</p>	<p>نچہ سر ابا داغ کو کیا گو گلستان سبز ہو حسرت پا بوس میں کھوئی جو میں نے جان وہ جو کامل میں فصیلت ہو انہیں سر حالمین یاد دلاتی ہے فصل گل سے انگور کو حسن خاکی سے بہار باغ کو نسبت ہے کیا سیر گلشن میں اگر ڈٹے ترابند نقاب جام دے سانی سے گلگون بھر کر حیف ہے جوش و حمت میں جو روتا ہوں بھی لکھ کر شیر کی آواز پیدا ہوئے نے کے ناسے میں</p>
--	---

حسن سبز یار سے ممکن نہیں آتشِ فروغ  
رنگ پیدا کر کے گو شیخ شہستان سبز ہو

<p>جو برق طور بھی چلے تو آکھ نہ پڑے ہو غزوہ حسن سے اتنا بھی غور واپس نہ ہو کسی غزال کی گردن کی پائے کسانہ ہو اُگے کو سرورِ دمری نکال سے بلند نہ ہو ہماری کُفش سے موزی کو بھی گزند نہ ہو وہ نہ ہر ہے یہ کہ جس سے لذتِ قند نہ ہو ہماری روح سے آگے تر اسمند نہ ہو وہ دل دکھائے کسی کا جو درد مند نہ ہو غضب ہی ہو جو تری بزم میں پسند نہ ہو الہی قد بھی کسی کا بہت بلند نہ ہو</p>	<p>ترے سوا کوئی ترکیب دل پسند نہ ہو نکلے ہی نہیں آئینہ خانہ سے باہر گلے میں یار کے پڑنے کا ہاتھ ہے مشتاق غزوہ کھوئی ہے تعلیم خاکساروں کی گو الایان دل دشمن کی بھی شکست نہیں زیادہ بڑے سے دشنام میں حلاوت ہے لبوں سے جان نکلنے دے کھڑے جا قاتل جو دوسے حال پر اپنے وہ کیا کسی کو سنہے ہزاروں دیدہ بین تو اک نگاہ ہو پاک برابر اس کے کھڑا ہو کے سر واکرتا ہے</p>
---	--

زبان وہ گنگ ہو سن سے نہ آفرین نکلے  
وہ گوش کر ہو جو آتش سخن پسند نہ ہو

کمانِ مت سے سنا کرتے ہیں اس افواہ کو  
سرِ سر کی قیمت لیا ہو مولِ گردِ راہ کو  
بھاڑیے جا روئے گان سے تری درگاہ کو  
جانِ حاضر جو ہو مطلوب اس دلخواہ کو  
نشہ لب کی آنکھ سے مین دکھتا ہوں چاہ کو  
اس طرح پاؤں تو پھر چھوڑوں تین لشکر کو  
کس طرح آغوش میں رکھتا ہوں مالہ ماہ کو  
یاد کیا آنکھیں کر نیکی اس تماشہ گاہ کو  
دور ہم سمجھے ہوئے تھے نصف شب کی آہ کو  
جامِ لالہ مالِ دلوا اپنے دولت خواہ کو  
ست کو سجدہ برہمن کرتے ہیں ہم اللہ کو  
کوہِ پر بھاری سمجھتا ہوں مین برگ کاہ کو  
ہم شگون بد دل حبِ سانپ کاٹے راہ کو  
طول سے جوشِ جوانی جامہ کو تاہ کو  
دلفریبی یار کے رنج کی جو ملتی ماہ کو

کیجیے تباہت وہاں سے رشک ماہ کو  
کو چہ محبوب مین آنکھوں نے اپنی بارہا  
ہم فقیروں کو تنہا ہو ہی اے شاہ حسن  
باہر اس سے ہم نہیں جو کچھ جاری ہو بساط  
اس قدر ہنسنے کو سو اے نرغدانِ حبیب  
برہمن حاصل ہو چکو جس طرح بت کا حضور  
بھاگتا ہو اپنی آنکھوں سے خیال تو لے بار  
روپ دکھلا کوئی تو سکو نیا اے آسمان  
کو تہی کی ایک دن ہو پختی نہ گوشِ یار تک  
موسم گل مین ہی سافتی سے کہتا ہوں بہت  
دیکھئے دونوں مین کس کا ہو بختِ انجام کار  
سب سے خط نے کیا ہو جبے اس رنج پر ابھار  
زلفِ حائل جو نگہِ رخسارِ جامان پر نڈال  
سیت کسے سر کو اے طفل بڑھکر قد ترا  
مہر کی صورت نہ دے آٹھ اٹھا کر دیکھتے

فکرِ رنگین نے تھمیں مفلس کیا تو کیا عجب  
یہ عروسِ آتش گدا کر دیتی ہے نوشاہ کو

خطِ یار کو بھون تو سیاہیِ ردان نہ ہو  
مردِ امرِ احلامین تو اس مین دھواں نہ ہو  
جب تک جاے تیرے حذرِ میان نہ ہو  
یو جری کا بادشاہ کے اوپر گمان نہ ہو  
بعدِ فنا مزار کا اپنے نشان نہ ہو  
صیاہ ہو چمن مین مگر باغبان نہ ہو

طولِ شبِ فراق کا قصہ بیان نہ ہو  
مارا ہے ضبط نے مجھے عشقِ حبیب مین  
صورت کوئی صفائی کی اب سے صنم نہیں  
یار آٹھ بھی جبرائے تو ثابت نہ کر سکیں  
اے آسمان نمود نہیں ہم کو چاہئے  
بلبل ہزار رنج ہوں تو ملے نہ ایک گل

گلزار لطف و خلق شگفتہ رہے مدام عاشق تری گلی میں بہت خاک اڑاتے ہیں دیرو حرم میں شیخ و بہن میں خراب سبزہ پر اس ذوق کے نگہ جا کے رہ گئی	اس باغ کی بہار اکھی حزن ان نہ ہو اس سر زمین کے گرد کہیں آسمان نہ ہو ملتا ہے وہ کہاں کہیں جس کا مکان نہ ہو سچ کہتے ہیں کہ گھاس کے نیچے کنواں نہ ہو
---	--

نالوں کی محبت کا کسے آتش دماغ ہے  
یا ہم نوحین یا جس کا روان نہ ہو

حلقہ دام میں وہ زکس فتان محسوس دور کر چہرہ روشن سے نقاب ہے محبوب شادی وصل میں جامہ سے ہون باہر دو لو دیکھ لوں بھارت کے آئینہ میں لے دست جنوں خاک میں تلکے بھی لپٹوں گا ترے دامن سے یاد رسار کتابی جو رہا کرتی ہے پھر نہ ٹکوں میں خمین سے جو صبا تیری طرح لب محبوب کی سُرخ موہنین اس میں سنتا فکر اشعار کو لازم ہے دماغی قوت دل مرا نعرہ تجسیم ہلا دیتا ہے موسم گل نہیں آتا ہے اجل آتی ہے دست دنگین کی تری سمیت اسے کرواتا کم ہے جتنا کہ ہوں ممنون ترا بندہ نواز	چار دیوار نفس میں صفت مرگان محسوس فرغ دیتا ہے چراغ تہ دامان محسوس میں برہنہ اُسے دیکھوں تو وہ عریان محسوس رہے دوزیب جو دے چاک گریبان محسوس اپنے کوچہ کی سمجھ گرد پریشان محسوس دل سمجھتا ہے مرا حافظ قرآن محسوس عینہ گل میں کبھی دیکھ کے خندان محسوس لعل کو دیکھنے جانا ہے بد خشان محسوس سو نکھنا چاہیے وہیب زخندان محسوس جتنے کافر ہیں سمجھتے ہیں مسلمان محسوس گور سے تنگ ہوا جاتا ہے زندان محسوس ہاتھ آتا جو کوئی پنجہ مرحبان محسوس صورت انسان کی دی جو ہر انسان محسوس
---	---

ہمہ تن تھکے جو دل اس میں گرون اور آتش  
رکھتے یوسف کی طرح چاہ زخندان محسوس

صاف ہو ہر حیدد باطن عزیز دل نہ ہو روے زیبا کا کسی محبوب کے مائل نہ ہو	سج گما آئینہ ہرگز دید کے قابل نہ ہو دل تو دنیا سہل ہے پر جان کی شکل نہ ہو
--	--

<p>دوست تو غافل ہوا دشمن کمین قاتل نہو اس قدر بھی آدمی کو حسرت قاتل نہو سخت کافر ہے جو وحدت کا ترچہ قاتل نہو مامہ عصیان ہمارا کاغذ باطل نہو سینہ بیمار الفت کے لئے تو سل نہو اس قدر بھی نشہ سجون آب دگل نہو عرصہ محشر نگہ کے تیر کی منزل نہ ہو چاہئے ریختہ کافر کا بھی تجھے دل نہ ہو مدعا ہے عشق کو اس سے کبھی حاصل نہ ہو یہ تو ہے بحر محبت کی نہیں ساحل نہ ہو گو ہر غلطی کی نسیان سے صحت حاصل نہو گو بھی میری کسی کے گود کے شامل نہ ہو باغ و گلچ بلبل و قمری کی یہ محفل نہو</p>	<p>یار تو بھولا کرے غازی اور کاش یاد نیم بیل کی طرح سے زندہ گانی ہے خراب اے صدم کوئی نہیں محبوب تجھ سا دوسرا مشق طفلان سے زیادہ روز ہوتا ہے سیاہ اے بت بے رحم عروہ راکل عاشق کا زہن ہے غرور حسن دور و دہ سے از خود رفتہ یار اٹھ بھار روز قیامت روئے قاتل سے نقاب حرمت کعبہ طریق صاحب سلام ہے ہو ہر اک مہر عمر اخط بتان کے وصفین ڈوب جانا پار اترنا ہے محیط عشق سے اپنے اشکوں کی جو غلطی دکھاؤ نہیں ہے کچھ تنہائی میں مین نے زندگی کی جو بسر دام میں صیاد نے چھینچا اچھینچا</p>
--	--

خستہ تک زیر زمین تر پا کر سے کا گور میں  
کشتہ ابرو آتش تیغ کا بسمل نہ ہو

<p>آباد رکھے داتا ساقی تری محفل کو اسکھین بھری جاتی ہیں طوف جسم ل کو کافر ہے سمجھتا ہو کیا کعبہ کی منزل کو بلی کے پوئے مجنون ہم دیکھکے محفل کو مستون کی طرح پاتا ہوں قصص میں بل کو حیران ہو جو دہو سکتا سا ہو محفل کو اے زلف سیہ سن کر آواز سلاسل کو لغز کا تحفہ تل سمجھا کا فور نے فلفل کو</p>	<p>کیا بادہ گلگون سے مسرور کیا دل کو مشاق جو ہوتا ہوں کعبہ کی زیارت کا توڑے دل عاشق کو وہ بت تو عجب کیا ہو نظارہ صورت سے معنی کا خیال آیا آب دم تیغ آب انگور ہے اور قاتل منج سے جو نقاب لیے وہ آئینہ روئے تے سودا یوں کی تیرے روح آئی ہے قاتلین بیوہ نہیں اپنے اڑے کو یہ بھولا ہے</p>
---	---



<p>سمنش سے دو ابرو دیکر مرے قاتل کو کھوٹی انگلیں کرتے ہیں فردوس کی منزل کو اللہ کرے آسان ایدل تری مشکل کو</p>	<p>کشتہ نمودل کیونکہ اللہ نے بھیجا ہے تاخیر نہ کر کوئے محبوب کے چلنے میں بے طرح پھنسا ہے تو اس لٹ پھندہ میں</p>
<p>جو چاہے سومانگ آتش درگاہ الہی سے مخروم بھی پھرتے دیکھا نہیں سائن کو</p>	<p>کھائے گا خنجر جلاد کا سپر کا پہلو ہفت تیر نگہ بہن جگر و دل دونوں شب تنہائی جہنم میں مجھے رکھتی ہے</p>
<p>داغ پہلو سے نہ ہو گرم لبس کا پہلو خالی ہوتا ہے مگر مرغِ سخن کا پہلو مرصع سرو میں نکلا نہ کمر کا پہلو نہ تو ڈھکتا ہے ادھر کا نہ ادھر کا پہلو نہ تو دیوار کا تکیہ نہ تو در کا پہلو دم نکل جائیگا پہلو سے جو سر کا پہلو نظر آجاتا ہے داعی جو مشر کا پہلو نیکے جب صلح کی باتوں میں بھی شر کا پہلو روز ویرانہ ہے مجھ خاک بسر کا پہلو پھر بگڑ جائے گی پایا جو ادھر کا پہلو چاند سے صاف ہے اُس رنگِ فدا کا پہلو کمین ہوتا ہے جدا سکھ سے نہد کا پہلو</p>	<p>نالہ صبح شب وصل دلاتا ہے یاد بڑھ چلا لاکھ قدیار کی موزونی سے بیقراری مری رکھتی ہے مرے پہلو سر دور سے کوچہ دبیر کو کھڑا مکتا ہوں زخم کاری ہے مری جان جلی تیری یاد آتا ہے تل اس سینہ نندان کا مجھے صاف دل خاک ہوا اُس کا فرکینہ جو سے کوئی صورت نہیں بخت کی آبادی کی شور و اعظا سے نہیں کام قح خار و نکو زخم پہلو کا خدا حافظ و ناصر ہو دے خلل انداز کا کیا ڈر جو موافق ہو مزاج</p>
<p>خاکساری نے فضیلت مجھے دی ہے آتش شلہ سیخ دیا ہے دمِ شر کا پہلو</p>	<p>ولا یا ادب اُس نے جو تیری سابق مہین خزان نے بیشتر کارگل و بلبل کیا آخر</p>
<p>رو لایا صبح تک سس سس کے پیرے شمعِ مہین جو اسے خیر دے اللہ صیادِ درگاہین کو</p>	<p></p>

<p>خوش آجاتا ہے اکثر ترے بتاؤ کی شکین کو          بنایا ہے مراد لے کر طرک جام جہان میں کو          نہ دیکھا قمر یون کی گردنوں میں طوق دین کو          بہار گل کیا کرتی ہے جاری تازہ آئین کو          دعا تو مانگ غافل مستعد اختر ہے آئین کو          سمجھتا ہوں گرسے میں گور کے کام تختین کو          منجم منزل مرتجہ مجھ میں خانہ دین کو          ہوا ہے آج کل سودا اتھاری زلف شکن کو          اتھاری دلفری چھین لے خسرو سے شیرین کو          ہوا ہوں دیکھ کر اک آفتاب خانہ دین کو          رحمت پر رعایت چاہیے کرنی سلاطین کو          قلم کی جال ادا چلائے اُن پائے نگین کو          خنیمت جانتا ہے لنگ اپنے پائے چوبن کو</p>	<p>ہزار افسوس ہے اسے بھروسہ نہیں آتا          تماشا دیکھتا ہوں گھیر میں بیٹھے ہفت کشور کا          تحلف سے مبر ہے مزاج عاشق شیدا          نئے ہر سال سرکار جنوں سے مانگ ملتے ہیں          نہ گھبرا اس قدر شام شب فرقت بھر ہوگی          عدم ہو بجائے کاشوق اُس کمر کا چکاوٹی سے          سوار اس پائے گلگون قبا جگہ گرو بھین          بری سے چہرے پر لہر کے سو سوار آتی ہے          مٹھیں دیکھتے تو جنوں سے سوالی ہو دہانی          سواری میں دکھائی دینگے میرے ملک کے فرے          حیدروں کو ہے لازم رحم اپنے عشقیا ز فیر          ہماری قبر ہو شوق خرام ناز کی سختی          بشر کو بعد نعت کے ہے ہونی قدر نعت کی</p>
--	---

ہمارے بار کی رہتی ہے جنگ زرگری آتش  
 سنیں کچھ دخل اس قصہ میں محفل مصلحت میں کو

<p>چمن میں توڑتے دیکھا جو میں نے بھول گھبرا          خدا تو فقیہ دے ٹھوکر کی اُن پائے نگین کو          سزا دلو ایسے ان شاعران نالوان میں کو          کرین طوق کمر جو بار کی ساق بلورین کو          راکر تار ہے گھر دیون زلزلہ سا کو دھن کو          مسلمان دھو نہ دھتے پھر تے میں اُس غار کین کو          ناگہ بین کی بھر کر کو کر دے چشم بین کو          نگاہ زہر آلودہ سے دیکھا خواب شیرین کو</p>	<p>بست کر بار سے جو ما نہایت روئے زمین کو          ہمارا کاسہ سر راہ افتادہ ہے مدت سے          اتھاری زلف کے ہر مو کو ہیں ہاں اتہا کتے          یہ مختاخی شب و دل اپنے ہاتھ تو سے عجیب ہے          خزام ناز کی شوق آج کل انگو نہایت ہے          سنیں میں کا فران عشق کے شمع سے نور میں          نظر ٹر جائے جو تیرے صفا ہے رخ کاٹین          فراق بار میں جب سامنے آیا تو آنکھوں نے</p>
---	---

بھاری نازک اندامی سے کیا نسبت ہے زمین  
 نہ آئی زمین تو توڑ وں گا سرے شست بائیں کو  
 موادہ ڈھونڈتے ہی ڈھونڈتے مضمحل ہوں  
 زبان سے گزشتہ ہوا کرنا کرنے میں نہیں  
 وہ مفلس جانتے ہیں خوشہ انگوڑی پر دون کو  
 نہیں بھولا سنا مال خوشی ہے جان غمگین کو  
 پردن کا کلمہ وہ سمجھے ہوئے ہیں خشت بائیں کو  
 کوئی دن چشم پوشی طائر مل سے ہے شاہین کو  
 بنایا خوبصورت یار ساک لعبتِ چین کو  
 بیٹ جاتا تھا جسے دیکھ کر تو شیر قاتلین کو

کہاں تیج و خم گیسوے مشکین زلفِ سنبلین  
 فراقِ یازمین سوداے آسائش نہیں تیر  
 گلِ رخسار اپنا جسے جس شاعر کو دکھلایا  
 خیال آتا ہے دلکو جانکشی کی جبکہ مشکل کا  
 رسائی دار بست تاک تاک جنگلی نہیں ہوتی  
 جمالِ یار سے روشن ہیں آنکھیں گھر منور ہے  
 فقیری کا ترسے کو جب کی جھکے سر کو سودا ہے  
 جھکائے رکھے گی کب تک جیسے جھگڑے آنکھیں  
 بشر کیا کر سکیں گے کام دستِ قدرتِ حق کا  
 وہ طفلی کا بھی عالم یاد ہے آج اے شکارِ افکن

منا و دولت و نیکی لے آتشِ نہیں رہتی  
 قناعت سے غنی امیر کر دیتا ہے مشکین کو

پیلے عاز ہی کو قصہ بیان کرنے دو  
 دشتِ دل کو علاجِ حقلان کرنے دو  
 شمع کا فوری کو بھی چر بنے بان کرنے دو  
 تھیس سے کاسہ پینی کو فغان کرنے دو  
 اب تو سیدھے مری آنکھوں کو نشان کرنے دو  
 اہل دولت کو بلند آج مکان کرنے دو  
 کاکل یار پر اسفے کا گمان کرنے دو  
 بلعِ مین تم مری آہوں کو دھون کرنے دو  
 کمر بارزِ زلت کو نہان کرنے دو  
 سختِ ختمہ کو مرے خواب گراں کرنے دو  
 آسمان کو مجھے رسوا ہے جہان کرنے دو

دل بیتاب کو فریادِ فغان کرنے دو  
 جانبِ دشتِ عدمِ خمیر و ان کرنے دو  
 سوزِ دل میری طرح سے نہ بیان ہو دیا  
 کوہِ غم ٹوٹنے پر آہ ہے یہاں کمرِ ظنی  
 سامنے آہی گیا لشکرِ اندوہ و دلال  
 آخر کار تہِ خاک ہے مسکنِ سب کا  
 مین تو شاعرِ مینِ عاشق مین مجھ کیا ہے  
 رنگ لڑ جائے گا رخسارِ نافرمان سے  
 افسانہ دکھاوے گا مجھے خوابِ عالم  
 انتظارِ ملکِ ملت مین بے رہاں مین  
 آج تک آہ کے کوڑوں سے بدنِ مین

<p>موتِ سگافون کو رگ گل کا گمان کئے ہو میرے دشمن کو مرے عریبان کئے ہو</p>	<p>گم بار کا مضمون نہیں بندہ سکنے کا اہل اسلام ہوں غلبت نہیں شیدا میرا</p>
<p>بھوٹ بہنے دو اٹھین بار کے آگے آتش دل کا احوال بھی آنکھوں کو بیان کرنے دو</p>	
<p>دل پہاچو مغم ہو جبین پر شکن نہ ہو میرے خوشی سے تنگ میرا ہرین نہ ہو انسان ہے آخر اسے بت تھی ہر نہ ہو اتنا نہ ہنس کہ بقی کبھی خندہ زن نہ ہو ہم پہ ناز کی مین گل با سمن نہ ہو معتشوق نوجوان و شراب کمن نہ ہو شانہ سے صاف زلف شکن درکن نہ ہو ایسا لطیف و صاف کسی کا بیان نہ ہو اس کا علاج بوسے سببِ ذقن نہ ہو رخسارِ یازمین جو نہیں ہے وہن نہ ہو وہ آدمی نہیں جسے حب الوطن نہ ہو خیرت سے پانی پانی وہ چاہ ذقن نہ ہو عریان جو جا ہے اس کو میسر کفن نہ ہو دھونڈھو تو عزمِ مال کو پہلو کفن نہ ہو ردن چراغ عشق سے قصرِ بدن نہ ہو حجت کا اس دہن کی کسی کو دہن نہ ہو یہ سکے وہ نہیں ہے کجس کا چلن نہ ہو اس طرح بے چراغ کوئی انجمن نہ ہو مچھنم یا چشمِ سیہ سے ہر نہ ہو</p>	<p>جو رو جھائے بار سے رنج و محن نہ ہو شادی نہیں قبول مجھے غم قبول ہے وہ بھون تو ناکیا نہیں ہوتا ہے رام تو رو اس قدر کہ آبر و ابر نہ رہے پہونچے نہ راستی میں تر سے فدا ہو وہ کم نصیب ہوں کہ میسر کبھی جسے آئینہ سے حجاب نہ لٹے طعیب کا شرمندہ پیش یازمین گلابِ آئینہ بیمارِ دوزن سے ہے میرا دل خزن دوسوں سے ماضیوں ہی کے لٹ لٹاٹے ہستی میں یاد آئے نہ کیوں کر دم مجھے ہم تشنہِ ربیعے تو سزا جاسے کی تھی حاش کہ نہیں صاف ہوں میرے ہاتھ یہ عجب حن بار سے محفل ہے دم بخود کس گھڑ میں روشنی نہیں اندھیر ہے دلا دہم و خیال کے بھی نہ اٹھ آئے دھکر عالم پسند صورتِ زیبا کے ایسے کہ کھر ہر ایک عضو سے یہ روحِ جلیبی سینکڑوں کو اپنے دیکھے گھر نہ نظر کرے</p>

<p>رنگینی سخن رہے گی روزِ شرتک</p>	<p>اڑ جائے چاروں دین یہ رنگ چمن سنو</p>
<p>آتش جو بوسہ لیے لوامس کا بڑا نہ مان</p>	<p>عاشق ہے اے صنم یہ ترابرِ چمن نہ ہو</p>
<p>سائے اٹھو نکلے بہرون ہی بھایا یار کو خوش سے آنکھیں کھول کر دیکھ جو زلف یار کو اسمان چمن نے بہو نچا دیا دلدار کو چیر کر پہلو کیا قاتل کے خنجر نے کمر کو سلسلا پنا رخ محبوب تک پہنچا دیا شہد پر وانی میں اکثر جلایں ہم نے شمع کے چارے پر دے کے تپا دیے وہ بھڑکا دیا ہر زبے اڑتا ہے دل صیاد ہر ناکیا سے ڈالتا ہے عاشق تو شیر آپ کے غیبت کی آگ ور د دل نے پردہ اپنی لاغری کا دکھایا چار ہی دن میں نہ کھا ببل و گل کا نشان خواب میں بھی دیکھنے سے پار نہ کھتا باز حلقہ اپنے بزم کا انصاف سے خالی نہیں دشمنوں کو جان کے دل کی طرح رکھا عزیز</p>	<p>مال مارا ہمنے لوٹا دولت دیدار کو روزِ صحت کا شبِ تاریک ہو بیمار کو دعویٰ سایہ کو کیا سورج کیا خسار کو اپنے گھر میں آیا ہمنان تو ڈر دیا ار کو زلف نے شیرازہ صوف کیا زناں کو نام ببل پر لٹایا بارہا گلزار کو دریانِ پاناہوں دل کو چار سو تلواریں کو باغبانِ قلعی سمجھتا ہے مری منقار کو آنکھ دکھلاؤ تم اپنے روزن دیوار کو اتار قانون کر دیا نالوں نے جسم زار کو کھا گئی صیاد دکانچین کی نظر گزار کو پختہ سیدار کیے دیدار سیدار کو شمع روشن کی تو بیوتا مرغ آتش خوار کو اگر کو بالابغل میں آستین میں مار کو</p>
<p>سرسخی نے پانی آتش خاکساری سے کشت</p>	<p>افضل سے اللہ کے تو ثابت پندار کو</p>
<p>دوست رکھتے ہیں جو غدا بل جو ہر یار کو صاف یوں کرتا ہے شانہ بویے جبار کو کر دیا نزع دگر سرمہ نے چشم باری کو تو شہرِ سی میں بھی لگاں طفل کے آتش</p>	<p>تو دل کر زہر سے سپاہی لیتے ہیں تلوار کو جنتری میں کھینچتے ہیں جہر سے تار کو زنگ شہلا بنایا زنگس بہار کو خون سے ببل کے لکھا قطعہ گلزار کو</p>

<p>ابر و لون سے وہ مہین کیڑ کر سنو میں کھیر شمع کے شعلہ کو جب ٹکلیہ نے منہ میں لیا سنگریزے کیا خدا اسکو نہ تیا باغ میں جب سے دیکھا ہے گذر گاہ نگاہ دار اے پیچھے رکھنا میرے وہ خون پر لے لے دو پردہ دل سے نکھلنا نالے کا یاد آگیا دست قدرت نے بنایا حن کا مجھ کو گدا سبز خط سے حن نے گورے زلف میں تیرا یا دھرانے یہ زلفان میں رو لایا بھگون خون جگر ہوتا ہے بگٹا کر کیسی جان جان</p>	<p>خو بصورت ہمنے دیکھا راست علم تلوار کو برج آٹکھوں نے دیکھا مرغ آتش تلوار کو کب تک نے رزاق سمجھا ہے گھسا کو نالے ناک جانتا ہوں مدوزن دیوار کو اگ لک کہ دیکھو پہلے مرہم زنگار کو خوب رو بائیں کے میں ہاڑو سلقار کو اگ لکھو نئے کا سر دے در پوزہ دیوار کو چنہ کافور کی کاٹی کیا زنگار کو گل سے زلفین کر دیا زنجیر کے ہر خار کو پیسے ہول کو کیا کستہ میں اس فقا کو</p>
---	--

دل کو بھلاتا ہے وہ ترک آتش اپنی تیغ سے  
رقصِ بھل کا دکھا پار تری ہے وہ یار کو

<p>کیا ہوا نام دم دکھا کر آئینہ میں یار کو سمجھے ہم دیکھا جو قد و ابرو سے دلدار کو چلنے دکھلا دے جوا نڈا زخام یار کو طاق ابرو میں یہ چشم یار سے خلا ہوا شریبتِ جناب آبِ تیغ زہر اکودہ ہے وہ تنک مشرب میں ہم غمخاناہ افلاکین خاک سے روشن ضمیر و کی بنی ہے یہ کمر چہرہ رنگین کی دکھلائی قصور نے ہمار جوشِ وحشت میں کیا میں نے گریبان بیک یار بن سمجھا اٹھو کو میں گنہگار کی بھیر وقتِ آخر عشق نہان یار پر ظاہر ہوا</p>	<p>سب جڑھ آئی دیکھ اپنی زگیں ہمار کو راستی ہے تیر کو زیندہ خم تلوار کو ہنس کی گردن میں ڈالوں تو بیک کو بہر صحت لائے ہیں مسجد میں بھی ہمار کو سیل نار آفتن ہے عشق کے ہمار کو نشہ زہر ہو بیلن کر شربت دینار کو سیر ہر بدن ددرون ہے روزانہ دیوار کو بند آٹکھوں کو کیا کھولا در گلزار کو طریان زخون کی بہنائیں گلے کے ہار کو سر دہنیل نے دکھا با آسمان و دار کو نزع میں جیسی نے پہچا اعرے آزار کو</p>
--	---

<p>لعل قسمت میں ہنیں کا تارے کسار کو کو ر مادر زاد دیکھیں گے تے ویدار کو</p>	<p>لب لبب فریاد کو شیریں سے ہونا ہے محال مٹن کے جلوہ سے روشن ہونے لگوئے پیر</p>
<p>ہیر گیارا لکھنؤ میں آتش گوتیرہ کا گرد دعا خانک اڑائی میں جب چائال کار کو</p>	
<p>عصا پیچھے دیا پہلے جلایا دست موسیٰ کو نواب سورہ یوسف دیار وح زرخیا کو لردا کر جام ستودہ اسے بدستی میں مینا کو ہنیں دیکھا ہے خالی بچہ مرعائے دریا کو حصار عاقبت گرداب نے سمجھا ہے دریا کو ہوا کے باغ جنت زندہ کر دیتی ہے موتا کو پڑھایا روز بسم اللہ علم عشق ملا کو اٹھاتے تھن لانگ آکے بے وارث کے بونہار کو سرہانے جانتا ہوں اپنے من رٹوئے حور کو سیہ خیمہ میں مجمع مجنون نے دیکھا رے لکلا کو بنایا شیشہ سناڑک مزارج سنگ خارا کو عنایت جانتا ہے لالہ اپنے داغ سود کو ظنون کے کان کاٹھکا بنایا ہے تریا کو اکالا ناخن پانے کمان خار کفت پا کو چھوڑا یا بچ سے کعبہ راہب سے کلیں کو</p>	<p>جو نعمت عشق کی جا ہے تو راحت جان ناز کو وہ منصف ہوں اگر میں کیا ختم کلام اللہ خدا جانے کہ مہر کا حال کیا ہم بادہ نوشون کا جنا اسے بحر خوبی تیرے دست و بامین لارچ شب در و زاس کو رقص شادمانی میں اپارچ دل پر مردہ ہوتا ہے شگفتہ کھے جانا تین کیا استاد کو شاگرد اس طفل پرورد نے ہنیں جس کا کوئی اس کا خدا ہے پوچھنے والا مری میراث ہے غلبہ برین فرزند آدم ہوں خواست شب تاریک میں آنکھوں کو وہ دلبر نظر آیا تراشا ملک جس بت ساز نے بے ستائیت کی دکھایا کس پری پیکر نے خال حیرہ رنگین جہن میں پارہ رو دین جو دیامین تو انکون نے قریبوں سے نہ رکھ امداد کی امید شکل میں وہ محبوب جہان ہے تو ہوا نے تیرے کو چمکی</p>
<p>ید بیضا سا روشن یار کار حصار ہے آتش لب جان بخش رکھتے ہن دم پاں سیجا کو</p>	
<p>شیشہ میں آتے پری خیمہ جنون علم کو نالہ آدل میں لے بلبل خیمہ آرام کو</p>	<p>یار بک غار محبت کا بخیر انجام ہو دل کو عشق آتش گل سے جلا شل سینہ</p>

<p>دفع ہوں دولت سرے یار کی ہرین          مرغ دل کو کج لب میں زلف پیا لگی          اس قدر شوق فائے تنگ جنت تاجھانین          کیسی کیسی راجنیں بائی ہیں کھڑے یارین          نے سے تلوار اپنی بھجوائی ہے اس سفلی نے          دست الصاف و ترازوے نرہ جو وہ ہے          ابرہہ ریا بار آہو نچا قریب میکدہ          ہے ہی اپنی دعا زلف سیاہ بار کو          حن کا شہرہ ہو کونہ اکین طوائف عشق          چال وہ چلتے ہو دل بستے ہن جبرہ قدم          پھر تکلف باہیے دولت سرے یارین</p>	<p>اُس صغم کا آستانہ میرے گھر کا بام ہو          اسطرح سے جیل رح سہر قفس کا دام ہو          جامہ سے باہر نہ وہ محبوب گل اندام ہو          صبح جنت سے منور اُس گلی کی شام ہو          دیکھئے لبر رکش کس بیگنہ کا جام ہو          وہ تلے اُن ختم سے بے مغز جو بادام ہو          ناند اے کشتی سے ساقی گلغام ہو          ہو نہ جس سر کو تیرا سودا ہے سر سام ہو          کار مردانہ کرے کوئی کسی کا نام ہو          کام وہ کرتے ہو تم حنین کسی کا کام ہو          نفرتی دیوار و درہو دین طلائی بام ہو</p>
---	--

راز ہے سُن لو اسے تم سے کہے رکھتے ہیں ہم  
 انجمن میں بات غلو ت کی نہ آفتس عام ہو

<p>بے یار ساری رات جلایا شراب کو          گھلجائے پردہ آب کے حن جمال کا          امید وار ہیں نگہ لطف کے کھڑے          ترک فراق یار ہے وہ ترک بلاق          دندان بار کھلتے ہیں ہننے میں بیشتر          سنتے ہیں رورہ جشر کو صغم ہو گا اسطون          کچھ کچھ اتر لو ہونے لگا بذب عشق کا          اس کا جواب ہے نہ تو اُس کا جواب ہے          قاصد کے ہاتھ آنے سے رنگ کنگا بھی          لکھو دہن کے جوش محبت سے دلہنے</p>	<p>تا صبح بیٹے صغم نہ لگا ایک باب کو          عاشق نگاہ دے جو دیکھیں نقاب کو          آنکھوں کے سامنے سے ہٹا دھماکے کو          کھامائے بے نمک کے جو کچھ کباب کو          بے آبرو کین گے یہ دُر خوشاب کو          ذرے بھی دیکھ لیں گے رُخ آفتاب کو          غش سُن کے کھولنے بھیجا گلاب کو          رُخ یار کو ملا ہے نہ پشت آفتاب کو          لکھا ہے ہن خط میں نہ لکھا بولب کو          ہو گا وہ مست جو کہ پئے گا شراب کو</p>
---	---



<p>آنکھوں میں اپنی من گھڑی دیکھا ہے خواب کو شمسیر آپلا رکھا ہے شباب کو عاشق ترے پیرے ہنرین علم حجاب کو سمجھے ہوئے ہنرین روئے کتابی کتابی اے دل لگانہ جان کے پیچھے جڈا کے میں قدم سے تیرے شرف تھے کانپے دریا اچھا لٹا ہے کلاہ حجاب کو پایا طعام نوان میں کو زہ میں آب کو</p>	<p>فرقت میں یار کے ہے بھر بھر کنگ سیکڑ شرب فشہ سے اٹھ نو نہل نے بے گنتی بوسہ لین گئے رنج دل بند کے رکھتے ہنر اہل در سہ بھی عشق نام سے سو دے زلف یار کی میرین ہونہ رکھ اے شمسار خانہ زین کا ہے تو چراغ گھر سے ہو تم جو غسل کو عالم ہے دہر کا نہات سیماب کو تیرے کسی ہنرین</p>
---	--

آتش جو شوق کبہ ہے دل سے کو بج  
دیکھو اٹھ آستانہ عالی حجاب کو

<p>سر کو دیوار سے ٹکراؤں نو دریا ہو مٹب معقوت سے یوسف پیرا ہو مہر نہان ہو نظر سے تو قمر پیرا ہو گوش تو کوئی سزاوار گہر پیرا ہو خشک دلب ہون نواک مصرعہ پیرا ہو ناف کی طرح وہ معدوم کمر پیرا ہو میں تو پشیدہ رہا گرد سفر پیرا ہو محکو دولت سے اگر نشہ زری پیرا ہو صورت ببد ہو مخون جو خمر پیرا ہو بول صورت جو فادار شبر پیرا ہو ظلمت شام میں بھی نذر خمر پیرا ہو</p>	<p>بقراری میں مری یار اثر پیدا ہو جو ہر ایک سے پاکیزہ گہر پیدا ہو خوش جلالوں سے زمانہ ہنرین رہا خالی اب رہبان کے کمر سے درگیتا لکھون شعر گوئی میں مری طبع کو دقت ہے پند بے خود دن کو بھی ہو شوق خوداری کا بھر مسافر کی تو صورت نہ کسی نے کھی ایک دم میں میں ملا دوں ابی نہیں ہے بلع عالم میں ہو اچلتی ہے وہ دشت خیر عہد یہ بین طبیعت کو جوان ہم کی لکھن صلفہ زلف سے دھچک لکھن نظر آئے</p>
--	---

سیرے اشعار گل نام ہر صحن لے آتش  
فکر ز لکھن میں مرے رنگ لٹر پیدا ہو

ریشک سے خاک میں زندون کو لٹا نہ چلو  
فتنہ حشر کو بد خواب جگا تے نہ چلو  
لبک و لٹاؤس کا جھگڑا ہی چکاتے نہ چلو  
راہ کو کاٹتے جاوہ کو جلاتے نہ چلو  
نیک طینت ہو تو بد ذاتی پر گتے نہ چلو  
دُفنِ دُنان کے عالم کو دکھاتے نہ چلو  
سہی فرماتے ہیں ہنسنس کے ہنساتے نہ چلو  
طفلِ غنچہ ہے غریب اس کو ڈراتے نہ چلو  
کوسون دریا جو پسینے کے بہاتے نہ چلو  
روشنین عاشقون کو راہ بتاتے نہ چلو  
کون سی جاں ہے یہ آگ لگاتے نہ چلو  
قدم آہستہ رکھو ٹھوکر بن کھاتے نہ چلو  
یون چلو پاؤں کی آواز سناتے نہ چلو  
یہ شکون نیک سنیں خاک اڑاتے نہ چلو

ٹھوکر بن مار کے مردون کو جلاتے نہ چلو  
اُن کی بازیب کی جھنکار سے آتی ہے غلہ  
باغ میں آئے ہو ساتھ اُن کے بھی پھرو دو گام  
برقِ شمشیر کی اچھی زمین چالیں چلین  
سائل بوسہ کو سُنھ پھیر کے گنتا ہے وہ شیخ  
گرے پڑتے ہیں کنوین اور گردِ معون میں گہر  
وہ قدم ساتھ جو جلتا ہوں میں گرے اُن کے  
گوشِ مالی وہ نہ ٹکشت میں گل کو پیارے  
پر مشقت ہے رچش نہ طے ہو دو گام  
سُنھ چپا کر یہ نکلتا ہے تھسارا اندھیر  
شق رفتار کو دگر م روی کی نہ سہی  
بھاگ کر عاشق شیدا سے کہاں جاؤ گے  
اپنے ہاتھوں سے نہ اندھون کا گل کٹاؤ  
کوئے معشوق میں اے عاشقوں جاتے ہو جاؤ

اُن سے کہہ دے کوئی آئے ہیں جو یہ لکھ ابر  
چشمِ آتش کی طرح آفتو بہاتے نہ چلو

جھجھکاٹی ہے ہماری عاجزی کشش کی گونج  
خدا نے دس زبانیں ایک زبان میں دین نہیں موزن  
چھری سے ایک لڑکی ہو گئی ہے لاگ گردن کو  
رُخِ روشن چھپا کر شب کیا ہے روزِ روشن کو  
طلائی رنگ پر مدقہ کیا کرتے ہیں کنہن کو  
چمن سے بغیانہ کھود کر پھینکا ہے یون کو  
بیابانی چھپایا لال کر کے جب کہ آہن کو

محبت سے بنا لیتے ہیں اپنا دوست دین کو  
بیان کچھ تو کرے لکے لکے کے حالِ گلشن کو  
دل بیتابِ سہل کی طرح سے رقص کرتا ہے  
غلاب اُن آفتابِ جن کا اندھیر رکھتا ہے  
ہوڑا تے دولت دنیا کو ہیں ہم عشق بازی میں  
ملاحص کا بھاری دورِ دورِ افسانہ ہو چکا ہے  
یہی سودا رہا شمشیرِ قاتل کی تمنا میں

لانا خاک میں عاشق کا ہے شعل آگے ملن کو  
 گھر دی بھر کو جلتی چشم زکس رد کے یون کو  
 کیا ہے یاد ہننے اپنے قاتل کے اٹھکین کو  
 کسی مڑگان سے تو کچھ رشتہ داری ہو نہ سون کو  
 قفس میں بھی سلام سنو کر بے بین گلشن کو  
 ہمارا خون حاصر ہے اگر رنگاؤ تو سن کو  
 قیامت تک رہے گا دل لہ سا میر کد فن کو  
 کیا ہنسا را غافل با کے اکثر ہم نے دشمن کو  
 اگر ان ہے دوش کو گردن تھیاری سر ہے گردن کو  
 چمکنے سے لگاتی ہے یہ بجلی آگ خرم کو  
 بہت دیکھا ہے تصویر گلی کے رنگ دھن کو  
 نگاہن دھونڈھتی ہیں تیرے دیوانے کے روز کو

قبائے سرخ وہ اندام نازک دست لکھتے  
 تجھے ہوا کے سسی باغ لے محبوب لیچتے  
 کوئی کشمیر جو بین و نظر آئی ہے سیلے میں  
 نہایت زخم کے سینے میں کرتی جو پیردی  
 تصور لالہ دگل کا را کرنا ہے آنکھوں میں  
 سوار اس تیغ زن کو دیکھتا ہے جو وہ کتا ہے  
 کمی ہوگی نہ بعد مرگ بھی بیتابی دل میں  
 قدم مروا گئی کے ساتھ اراد دست داری میں  
 و اگر گون رنگ رہتا ہے ہر اشوق شہادت میں  
 قسم میں نظر آتا ترے دندان کا آفت ہے  
 حقیقت ہم سے پوچھے کوئی اس عشق مجاہد کی  
 یہ قصیر مار کو پیغام دینا اے صبا میرا

پڑے ہوش میں کیا مردیے آتش آنکھ کو کھولو  
 خبر کے واسطے اس بت نے بھیجا ہے برہمن کو

مریخ فیصل مست کے ادب کو بار ہو  
 بدتر ہے عشق عیب سے جب آشکار ہو  
 خون شہید معز و فاسا ز دار ہو  
 طاؤس دام ابر سیہ کا شکار ہو  
 بیمار ہو وہی کہ جو پیر ہیز گا رہو  
 گردن یراں کی خون ہمارا سوار ہو  
 یہ نشہ وہ نہیں ہے کہ جس کو خم سار ہو  
 اس گلیدن کو میری طرح خار خار ہو  
 بوسہ کے واسطے لب یا آشکار ہو

حاضر ہیں ہم جو سرکہ کا زار ہو  
 رسوا نہ نالے کر کے دل بقرار ہو  
 رنگ حنا سے سرخ کفن مست بار ہو  
 یارب اسیر زلف دل دافدار ہو  
 ز اہر فریب زکس باد دے بار ہو  
 کج رکھ کے وہ کلاہ جو چمکتے ہیں آہ ہو  
 مست شارب عشق کہاں ہے تین ہونہر ہو  
 اکٹی ہوا زمانہ میں چلتی ہے چاہے ہو  
 پیمان دہن جو ہے نور ہے کچھ خرمین ہو

<p>ہر ذرہ میری خاک کا بھیر نثار ہوا کو چہ مین یار کے جو مرا اختیار ہوا پیرا ہن جیات مزار تار ہوا دیکھوں کہ سر سے تیرنگہ کا گدار ہوا برسائے آگ ابر جو دل کا رخسار ہوا ماصل اُسے نگین سے سوا اعتبار ہوا سیاہ آگ مین نہ کبھی بقیار ہوا شبنم کی طرح سے کوئی گریبان ہزار ہوا تم آگے پیچھے پیچھے بھارے بہار ہوا اشوب ہوا اس آئینہ کے اندر رخسار ہوا دھونڈھون چرخ لیکے جو بیادِ طرار ہوا ایسا غمزہ کیجئے جو ناگوار ہوا</p>	<p>اے آفتابِ جنِ حیرت ہے بعدِ گل بیل کو مول لیکے حوالہ کروں چمن دستِ جنوں سے زلف کے سودے مین بجا کب سے دل بھگڑ مین نشانہ بنے بھے چکار بلن جھوٹن جو من قطرہ لائے آب ہو در زبان ہوا نام ترا جس کو لے حبیب دھوکا جو تیرے آتشِ خسار کا کھائے اُس رشک گل کی جین جین مین نہ کی گلگشت کا خیال جو آجائے آپ کو سر نہ سمجھے جو کہ تری گم دراہ کو بیزار زندگی سے ہوں یہ شوقِ مرگ مین لازم نہیں ہے دل کی شبین نہیں مین</p>
---	--

آتشِ ہودلِ دویم سخنِ عینِ اگر سنے  
ایسا کلامِ معجزہ ذوالفقار ہو

<p>لحد مین پاس رکھ دینے مین دور افتادہ دانا کو کھٹکتے ہین ہمارے آبلے خارِ معنیان کو گریبان بھاڑنے پرانہ دھوپ اپنے اپنے دانا کو دہن سے چھوٹ کر بقیہ رد کیا ہمنے دانا کو محبت سے محبت ہوئی ہے فنا فنا دانا کو پیا بانی تو دی ہمنے دعا چاؤ نہ سخندان کو محبت ہو اُسے بھی جس سے الفت ہو دانا کو کناستہ توڑ توڑ لوگ نہ تم سیمٹ سخندان کو مسلمان ہوں بجالانا ہوں مین تقسیم قرآن کو</p>	<p>ہو س نعمت کی بعدِ مرگ بھی ہتی ہے فنا کو جلا دیتی ہے اپنی گرم رفتاری بیابان کو بہار لائی ہے دیوانو چلو سیر بیابان کو نہ اٹھ کر در بدر ہو کج عورت مین جو بیٹھا ہے روا ہے عاشقوں کی اپنے عشقوں کو دلا دلائی سٹھائی کھائی تو شکرِ شیرین کیا بہرون خراقِ دوست کا صدر نہ نوڈن کے دل کو بھی کبھی جو ہوا تمناں محبوب کی ٹھڈی مین ڈالا ہے ترا منہ دیکھ کر پڑھتا ہوں سورہ قل ہوا ہے</p>
--	--

ہر ایک حلقہ میں ہو سو سو طعاش کی گنجائش نہیں ترے کو م کو قید کچھ اعلیٰ دادنی کی تری درگاہ کے ذروں سے پہنچ سنا ہوتا دل دیوانہ کو سرے پھنسا کر تم نے زلفوں میں لگا ہون لگا اُن آنکھوں کے سسپہ تجھ پر خفاں کر تا ہوں جب نام میں رعشہ ماہوتا ہے	خدا جمیعت خاطر سے اُس زلف پریشان کو سکندر رشتہ رہ جائے پیے خضر آبِ حیاں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں مہر تابان کو و کھا یا غانہ زنجیوں میں مجنون سے مہمان کو وہی کاوش دہی دل سے غلش رہا ہے ترکان کو دل دیوانہ کا نالہ ملا دیتا ہے زندان کو
--	--

فراق یار میں گر یہ کا ضبط آتش نہین بہتر  
بغبارِ دل نکلنے دو برس لینے دو باران کو

کرین گے حج معنی فہم اجڑا کے پریشان کو فخیری سلطنت ہے خاکسار کو بے جانان کو مذاق اس کو ہے جو جو ہے لب شیرین جانا کو غم آبرو کے قاتل بھر گیا ہے اپنی آنکھوں میں تھما رہے چہرہ بڑوڑ کے بے داغ چھنے نے ہوا ہے یار جو سیر جن میں ساتھ ساتھ اپنے غم آفت کو کتنا ہی نکلے دل نہین بھرتا انگلیں سے جو ہری خزاں دکھنے انہی آئے ہیں محبت کی نگہ سے لطف ہر اک رنگ میں پایا جنون کے جوش میں کمر تا ہوں کاہل میں مجنون کئے ہیں کافرو دینداران زلفوں نے سودا کی کبھی دل کھول کر رو یا جو ہوں شوق شہادت میں جنون کے جوش میں ایسا لگے کو اپنے گونشا ہے شب و صلت میں بوسے لیکے اُس بوسے لگتا ہے خیال آتا ہے صراحت کو جوش جوش میں	شکستہ میں بہت کھینچیں گے گھی ابل پینے دلا کو مبارک جام ہو جوش کو خاتم سلیمان کو دماغ اس کا ہے جو سو نکمے کی سیدنی خندان کو لیا ہے بوسہ دیکھا ہے جو ہم نے تیغِ غیاں کو نظر سے اپنی آنکھوں کے گریا یاہ تابان کو کبھی گل کی طرف دیکھا ہے گاہے بوسے خندان کو یہ وہ نعمت ہے بھوکا رکھتی ہے جو اپنے مہمان کو پسے جاتے ہیں موتی پیٹے ہیں جہنم دندان کو نماشہ تھا جو دیکھا جہنم بلبل سے گلستان کو مکمل جاتا ہوں صحرا توڑ کر دیوار زندان کو ہوئے ہیں جان کا جمال ہندو مسلمان کو کیا ہے ملن بلبل غنِ دل سے جہنم گریبان کو حکومت ہو تو دلوا دیکھے پھانسی گریبان کو جبیں سے ناز خندان ختم کر دیتا ہوں خزان کو بنا تا ہوں خلیلہ بجا کر میں حبیب ددمان کو
--	---

دور روزہ و زو جانی ہے دور روزہ تاجدار ی ہے منور کر جمال و حسن کے نظارہ سے آنکھیں تراجم و محض مثل ارغوان ہو تاج و گلشن میں تمہارا حسن اپنے جوہر حکمت کرے ظاہر	مروت حسن کو اللہ دے انصاف سلطان کو انہی بھیجے گھر میں مرے یوسف سے تم کو گل خندان کو شرماتا دکھا کر خیم خندان کو شفا بیمار بائیں سو نگہ کر سبب نوح خندان کو
---	---

از ہے اقبال سیم و نہ ہے عزد و شرف آفتش  
تام آرائشوں میں سے چٹائیں رخسے افشاں کو

ہنسنا ہی خوش آئیہ تو روانہ مرے دل کو اکسیرے بہتر ہے ویر بار کی سٹی تا صبح تجھے یاد کیا مج کو جگا کر بیوجہ رولانا نہین دکھلا کے رخسار بس ہو تو ابھی چہرے کے پہلو دکھائے یوسف سے حسین ہوئے کوئی کھٹا تیار باز یکہ ہستی میں وہ مجھ کو پری ہوں پہلو میں نہین جب سے کہ ہجرت لہ تالوں سے نہ اظہار ہو بیتابی جان کا اظہار کیا کہن وہ یہ دیدار کو فرسا کاٹنا سا کھٹکا جاتا ہے جیاد ہے اتنا خال سیریا کا نقش آفت جان ہے انگار ترے قد کی قیامت کا نہ ہوگا ترکہ شادی سے رہزنگا میں شب وصل گل سے جو شجر قطرہ شبنم میں ٹپکتے	بیٹھا ہی نہ بجایا نہ سلوانا مرے دل کو منطور نہ جان دی ہے نہ سونا مرے دل کو بھولا نہ ترے ساتھ کا سونا مرے دل کو آنکھوں کو ہے ساتھ چلنے ڈوبنا مرے دل کو رکھتا ہے بہت تنگ کو نامرے دل کو کچھ کھیل نہین جان کا کھونا مرے دل کو اطفال سمجھتے ہیں کھلونا مرے دل کو داسع اور دھنا ہے دل بچھو نامرے دل کو رسوائی ہے اس دکھڑے کاروبارے دل کو دن رات رہا آنکھوں کا رونا مرے دل کو بالے میں ترا پھول پرونا مرے دل کو اچھا نہین اس محکم کا بونا مرے دل کو مومن ہوں میں کافر نہین ہوئے مرے دل کو بے فصل کے منہ میں ہے بھگوانے دل کو یاد آتا ہے شمع کا ترے دھونا مرے دل کو
---	--

کچھ خال آڑے سے نہین ملنے کا آفتش  
بیکار یہ سٹی کا ہے دھونا مرے دل کو

<p>نکستی کس طرح ہے جان مضطرب دیکھتے جاؤ  نیم نوبہاری کی طرح آئے ہو گلشن میں  جدھر جاتے ہو ہر گھر میں سے یہ آؤ تائی ہو  قدم انداز سے باہر بھٹے جانتے ہیں صاحبک  طین وہ راہ میں باکی تو کتنا ہوں جو ہو سو ہو  خزام ناز میں عاشق سے مہار کا شاہ بھی  روش ستانہ چلے ہو قدم ستانہ بڑے بہن  کوئی اُن سے کئے ٹھہر کر جو نقل کرنے ہو  نکاح لطف کا شائق ہے تحت فوق کا عالم  کبھی لہجائے بہن ابرو کبھی جنبش ہے شرک لکھ  آفتاب لکھن لٹ کر تم نے یہ شمع سے نوازا</p>	<p>ہمارے پاس سے جاؤ تو پھر کر دیکھتے جاؤ  تاشائے گل و سرود منور دیکھتے جاؤ  سیما ہو جو یار دن کو دم بھر دیکھتے جاؤ  ستم رقبا زین کرتی ہے جو کر دیکھتے جاؤ  دکھا دو گھر مجھے اپنا مرا گھر دیکھتے جاؤ  گھر اپنی تنہا برو کے بھی جو ہر دیکھتے جاؤ  خدا کے واسطے بہر سیمبر دیکھتے جاؤ  تڑپتا ہے تمہارا کشتہ کیونکر دیکھتے جاؤ  کبھی سخی نظر ہو گا وہ اوپر دیکھتے جاؤ  دکھاتے ہو ہمیں شمشیر و خنجر دیکھتے جاؤ  جمال آفتاب ذرہ پرورد دیکھتے جاؤ</p>
--	---

نہ پھیر داس سے منظر آتش جو کچھ دریش آجائے  
دکھاتا ہے جو آنکھوں کو مقدور دیکھتے جاؤ

## ردیف لے ہوؤ

<p>ہے نرالی کش عشق جفا کار کی راہ  رہنما یاد الہی کا ہو عشق صنم  خمرت شوق نے از بسکہ کیا عرصہ تنگ  شہرہ حسن نے دیدار کا مشتاق کیا  میش تر سب سے کیا طالب بد نے بیلہ  تنگ دستی نے زمانہ میں یہ بابا ہے رواج  سہنیں مجھ سا کوئی دنیا میں سکندر طالع  لباب آ کے جو دیدار کرے عاودہ شوق</p>	<p>چاہ کنگان میں ملی مصر کے بازار کی  بہو بچے ہم کعبہ بمقصود کو کسار کی راہ  مردہ نکلا نہ مرا کو جب دلدار کی راہ  نکست گل نے بتائی مجھے گلزار کی راہ  خشر کے روز بھی دکھلائی مجھے بار کی راہ  یوسف اس عہد میں کتنا ہے غمناک کی راہ  اکٹینہ رو نے مجھے قتل کیا پیار کی راہ  ایک ہو جائے ابھی کا فرد بیند کی راہ</p>
---	--

پیارے کہتے ہیں اُن کو بوجھا عاشق دیکھا صورت احباب کو بھرجاتا ہے زلف مشکین کے جو سودے میں ہند گل حسن کے عشق نے ہستی میں ہم کیجنا کھینچتی ہے تو لگا نہیں تامل نہ کرو عید ہوگی رمضان جائیگا لے باک شو	نار سے چلتے سنیں خانہ بیس راہ کچ ادا کی سے ہے اُسی ترے خرسا کلاہ پوچھتا پھر تاروں لیلک ایک سے تا کی راہ شوق یوسف نے دکھا فی ہن باز کی راہ کھوئی ہوتی ہے میان آب کی تلوار کی راہ بند ہونے کی نہیں خانہ شمار کی راہ
---	--

موجِ حق کو مین بھٹاتا ہوں حبال باطل  
آتشِ پاک دل میں نہیں ہوتی ہے دبا کلاہ

دیکھا ہے سو جو دھرے سر کے تلے ہاتھ واسن کا خیال آتا ہے جب جیب درسی میں دل دوستی بت کا نہ پابند ہو یا رب گرمی نہ بخاری سی ہوئی آتش گل سے باد آتا ہے وہ قد شدہ جو چین میں تبدیل شب وصل سے ہو روز جدائی عاشق سے نگاہوں میں برکستی ہیں وہاں چین ستی میں طلب کار تو ساقی سے ہے مے کا	یاد آیا ہے ساقی کا وہ ساغر کے تلے ہاتھ دیوانوں کے ہو جاتے ہیں ادب کے تلے ہاتھ دشمن کا بھی دب جائے نہ بھڑکے تلے ہاتھ کچین کا نہ رکھا کبھی انگوٹے کے تلے ہاتھ مٹا ہوں میں جا جا کے صنوبر کے تلے ہاتھ بالش کے جو من ہو سر دہر کے تلے ہاتھ مرزاگان جو چھو مین رکھ دیا خجے کے تلے ہاتھ کاغظوں کا مین کا پنے کا ہوا فر کے تلے ہاتھ
--	---

صحر اچھوٹا گل گریبان گرد آتش  
لنگر میں نہ ہن پانوں بپھر کے تلے ہاتھ

اس قدر دل کو کر اسے بت سفاک بیاہ میل تو مین جو ترسی نرگس فنان کو ہوا پانی ماننے نہ کبھی تر چھی نگم کا مارا یار سے وعدہ فرما سب عجیب کیا اس کا کسی حالت میں نہ ظاہر ہو جو اصل بخش	زرب دیتی نہیں اس کبہ کو پوٹا کیا ہ طوڑ کو واسطے سرمہ کے کیا خاک بیاہ دل کا فر سے ہے چشم بت مہاک بیاہ دردِ روشن کو کرے گردش افلاک بیاہ سرخ ہو یا کہ ہورنگ سب ناباک بیاہ
--	--



نہ ہوا شانہ کیسو نہ تو دستار کا گل نظر آیا ادھر آنکھوں سے ادھر غائب تھا کون سے باغ میں لاتی ہے مجھے شمعِ نجات نغمہ بد سے سمجھ دیکھے تو اسے عالم نور کون سا صید زبون صید فگن نے بازو	نجات رکھتا ہے ہمارا دل صد جا کیا ہ اسب مشکین ہے قرا آہوئے جالاک بیاہ کھل سیہ بوٹے سیہ سرو سیہ تاک بیاہ کوٹے سے ہو سواروئے ہو سنا کیا ہ خون فاسد نے کیا کسکے یہ فتراک بیاہ
---	---

جس بیابان میں لگی نالہ آتش سے لوں کو سون تک پہنچے گلے میں کھنکھناک بیاہ	
--	--

سرخ ہندی سے نہیں اُس بت کو تھار کے ہاتھ بندگی کی یہ تمنا ہے کوئی لے جو ہمیں نیم جان دل ہے طلک گارسلوک شمشیر حق خدمت میں نہیں کوئی کمی کی ہے پاؤں کو اپنے کھنکھو امین نے تو منسک لولے نہیں بیوجہ یہ اردو سے اشارے اُن کے زر سا محبوب ستم گار نہیں اُس کے لئے روئے زبانا نہ دکھا باکرین ہر ایک کو آپ توڑ لے اے شجرِ حن لبوں کے عذاب کام جس کا ہے اُسی سے ہے تعلق رکھتا دعہ وصل کی شادی سے قدام ہو گا	دست آد بزمرے خون کی لگی بار کے ہاتھ کئے ہیں کوڑیوں کے مول خیریدار کے ہاتھ آبرو اپنی ہے اب ابرو کے خمدار کے ہاتھ جانفشانی کا اب نقصان ہے سکا کے ہاتھ کاٹے جاتے ہیں تو ایسے ہی گنگار کے ہاتھ عشق باز و نکو بتاتے ہیں یہ تلوار کے ہاتھ بیچے سر کو جو انمرد ہیں سردار کے ہاتھ قدراٹش شے کی نہیں جو گئی دد چار کے ہاتھ ضعف رکھے جو نہ بازو سے ترے چار کے ہاتھ پاؤں کی طرح سے زبانا نہیں رفتار کے ہاتھ قتل کر ہاتھ چرہ اپنے میں ہم مار کے ہاتھ
--	--

نہ جلائے نہ تو کاڑے کوئی ہم کو آتش مروہ اپنا نہ بڑے کا فرو دیندار کے ہاتھ	
--	--

پاس دل رکھتا ہے ستور لطر لطر آئینہ جب زتبہ چروھتا ہے اُفق اُفق کے تہ آئینہ چاند سے کھڑے کو دکھلا کر چھپا ناظر ہے	نیک بد سے پیش آتا ہے برابر آئینہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اک دن مٹا آئینہ اُس خدا ناز سے کو دکھلاؤں کیوں کر آئینہ
--	---

<p>میںم تو دیکھیں لیکو بسف کے بارو آئینہ یار کے دل سے بھی تھا ہر جنہر تجھ آئینہ ایسا کیا پسنے ہوئے ہے خود کو بڑا آئینہ میں وہ غلس میں نہیں جس کو میسر آئینہ مجھے صورت آشنا ہو تا ہے کیونکر آئینہ کس طرح طوطی کو کر تا ہے غنور آئینہ کر چکا آراستہ اس کو مقرر آئینہ آج جو اس کو دکھاتی ہے مقرر آئینہ</p>	<p>ایماند کے اوپر نہیں بڑی کسی موت غلہ دیکھ کر مال بڑوں کو میر سے حیران رہ گیا ہو کے اس شمشیر آبرو کے مقابل نہ چکا آٹھ بھر کر ایک دن دیکھانہ روئے صاف بار مور و لغت کوئی مجھ نہیں حیران ہوں رو بروئے بار ہوئے ہی زبان ہوتی ہے بند اب زمین پر باؤں بھی رکھ کر نہیں چلتا ہمار یہ نہیں ہیو جبر اسے قمری اگر تا سرو کا</p>
---	--

ہر زدہ کوئی سے تری حیرت ہوئی آتش خوش  
خود پسندی تاکجا اب طاق پر دم آئینہ

بدا

<p>مستاق میں کس ماہ کے انجم سے زیادہ ذروں سے زیادہ میں یہ انجم سے زیادہ سحاب سے افزوں ہے یہ قائم سے زیادہ ان جنوں میں بھی جوش ہے ظلم سے زیادہ ہے سخت مرا کا سہ سر ستم سے زیادہ آئینہ میں نہ لڑا یا کر و مردم سے زیادہ کس جام میں بیاں نشہ نہیں خم سے زیادہ شوق اندون اس گل کو ہے گلہم سے زیادہ حالت ہو منفی کے ترخم سے زیادہ نالہ تری غلامی کا ہے خم سے زیادہ خود گم ہے وہ بت عاشق خود گم سے زیادہ اجلس وہ دلارام کہے خم سے زیادہ موزی ہوئے ہیں کز دم سے زیادہ</p>	<p>معشوق نہیں کوئی حسین تھے زیادہ کیا کئے ترے عاشق بیتاب ہیں کتنے مکلی مری پشیمنے سے رکھتی ہے مجھے گرم سیلاب کا کام اشک کرین خانہ زن من ننگ بلیق یا ام نہ ہو مار کے ٹھوکر اندھیر پہل پستے ہیں سر میر کپڑے سیخا بہ ہفت میں نہیں جانے ننگ طرف منظور نظر ہے دل لب لبال کا دکھانا صوفی جوئے نالہ موزوں کو ہمارے ٹھوکر ہے تری صاحب عجاوہ سیما آئینہ میں دیکھا ہے جو مخم باندہ اپنا فاتح ہو غضب بر کر ام اس جنت کا انہی دشمن ہیں مرے خرد و کلان عشق میں</p>
--	---

<p>گویا ہوں خوشی میں تکلم سے زیادہ شغل آج کل اُن کو ہے تبسم سے زیادہ</p>	<p>حسرت کی نگاہوں سے عیان مل رہے ہیں بھلی کو جلا دین گے وہ لطافت دکھا کر</p>
<p>گستاخ آئینہ میں عکس سے تم ہم سے زیادہ ہو تو ہم تم سے زیادہ</p>	<p>گستاخ آئینہ میں عکس سے تم ہم سے زیادہ ہو تو ہم تم سے زیادہ</p>
<p>کب وفاداری زینِ فحیہ نے کی شوہر کیساتھ گردِ رہ کی طرح لپٹے جانے میں رہ کر کیساتھ کوہِ شل کاہ اڑتے پھرتے ہیں غم کو کر کیساتھ اس طرح اصحاب ہوں جس طرح پیغمبر کیساتھ مجھ کو بھاتی ہے بنا گوش منم گوہر کیساتھ بوسہ لب کی گزک بھی دے مجھے سارے کیساتھ حشر اُن لوگوں کا ہو گا حشر پیغمبر کیساتھ حسرت بد و از بھی اڑ جائے بال دیر کیساتھ لاگ رکھتی ہے مری گردن ترے خیمہ کیساتھ آتشِ افروختہ یکساں ہے خشک تر کیساتھ شیرِ دایہ نے پلایا ہے مجھے شکر کیساتھ اس قدر ہو گی نہ قارون کو محبت زور کیساتھ دم نکلیا ہے سودائی کا اس فتنہ کیساتھ چاہیے سالارِ شکر کو رہے لشکر کے ساتھ صندل اس بت خانہ میں ملتا ہے درود کیساتھ تو لقا ہوں اشک کے قطر و یحیٰ کوہر کیساتھ</p>	<p>مرد آلودہ نہ ہوں دنیا کے باز کر کیساتھ منزلِ مقصود کا سودا ہے اپنے سر کے ساتھ پہل سیکھنے لگ کر کیا اس فتنہِ عمر کے ساتھ حلقہ دیوانگان ہے اُس پری پیکر کیساتھ دیکھتا ہوں حُسن کے عالم کو مین زبور کیساتھ سیکش عاشقِ مزاج لے سانی ہم و ہمیں سبزہ خط کو دکھا کر تو نے مارا ہے جبین پر کھڑا ہے مرے صیاد تو کاٹ اس طرح جو ہر اُس کے اگدن اے سفاک سیرِ کھلے سو من و کافر کا قاتل ہے ترا حُسنِ شباب اس قدر شیریں دہن لے دلربا ہو تا نہیں جقدر نفرت ہے اُس سے مجھ کو لگنِ ہمیشہ کو یہ اشارہ جنبشِ مترکان سے اُس گلہ کی ہے قدر دیوانہ کی بے ہنگامہ طفلِ لان نہیں صورتِ آباد جہان کے حُسن کا شیدائینو جب رولانا ہے تصورِ تیرے و اتوں کا مجھے</p>
<p>ہم جی کا جو کبھی ہوتا ہے اتفاق خضرِ صحرا کو دیتا ہے مزارِ مر کیساتھ</p>	<p>ہم جی کا جو کبھی ہوتا ہے اتفاق خضرِ صحرا کو دیتا ہے مزارِ مر کیساتھ</p>
<p>رتبہ بلند ہے ترے قد کا ہر راتہ</p>	<p>اوں بجا ہوا کھٹا تار سے بھی سرد چار اٹھ</p>

<p>رہتا ہے میرے انکوں سے تیرا عیار ہاتھ          دانتوں سے کاٹتا ہوں میں بے اعتدال ہاتھ          دیتا ہواے صنم مجھے اندھار ہاتھ          راز جنوں کرینگے اگر آشکار ہاتھ          کپڑوں کے پھاڑنے کہیں امیر ہاتھ          دکھلا رہی ہے قدرت پروردگار ہاتھ          بائے حبیب کے رہے غلامکار ہاتھ          مضمون کو جانتے ہیں ہم آباشار ہاتھ          دکھلا رہے ہیں ہکو جو اہر نگار ہاتھ          وقت عطاے رحمت پروردگار ہاتھ          خالی نگر سلکین جسے ہرزہ ہزار ہاتھ          ہو جائے خشک ہوئے تراشیت غلام ہاتھ          مہر بن جامدوح ہے تن وعشہ دار ہاتھ          گردن سے ادباؤں نے ہے شہسار ہاتھ          غیرت کے مارے ملتا ہے سر پہ بے یار ہاتھ</p>	<p>کھاتے ہیں غوطے رہ گزر کھٹے یا زمین          دامن چھڑا کے جب سے کیا ہے دم جو فنا          دو کو کمر میں دو تری گردنیں ڈالتا          دو نگاہیں تار گر بیان سے باندھ کر          دیوانے منتظر ہیں نسیم بہار کے          رخسارہ صنم سے اٹک کر نقاب کو          چچی شب وصال سحر تک کیا کئے          صید انگنی کا لطف دکھاتا ہے دام فکر          چھلے جڑاؤں کھتے ہیں وہ پور پور میں          کستا ہوں دست قاتل بیرحم جوم کر          نعمت وہ تیرے خوان کرم کی ہے بیخدا          کھلائی بیٹھ اُسکی تو بولا وہ گل بن          کیفیت حیات ہے پیری میں بہمان          زنجیر کو بہار میں تو زمانہ طوق کو          منہ ہی الگ کے قتل جو جگنوئیں کیا</p>
---	---

ما ہے جو ہنشنی کے حق کو ادا کرے  
 آتش ہو بار تو کے بچین کا خار ہاتھ

## دیفیائے تھتانی

<p>لا باہم حقیقت زنیہ عشق مجازی سے          مہ کفان کو کیا نسبت ہے خوشی و غازی سے          اگر بیان پاک ہو گئے یار کی دامن و دلازی سے          یہ پامالی ہے بہتر و جہان کی سرفرازی سے</p>	<p>خدا الہا گیا مجھ کو جن کی بے نیازی سے          رسانی مصر تک اس کی تو اُسکی خوش نکاح سے          طر حداری کر بھی عاشقو تکو جامہ سے باہر          بزم سبز و زندناہوں رہ محبوب گرو میں</p>
---	--

<p>صفائے قلب سے زیرِ نگینِ بہن مجرور بد و فحش          جبین ساؤنسے بت تیرے کوچہ کو کلر گئے          بھلایا اسمِ اعظم کو فسونِ حُسنِ لولی نے          پناہ اسے پُر فریادِ قمر سے اللہ کے مانگو          ہزاروں کشتی تنِ پلاڑی گھاٹ سے اُسکے          تنِ محروم کا میرے پڑے اُس پر جو پر جھانڈا          یہی بہنِ بندا ک کانِ ملاحظت کے قصور میں          شبِ آدینہ بھی آنا نہیں گویا غریبان پر</p>	<p>لما رتبہ سکندر کا مجھے آئینہ سازی سے          نہ کھلائے خدا اُس کعبہ کو خالی نمازی سے          فرشتوں کی حقیقت کھل گئی عشقِ مجازی سے          سزا دیتا ہے مالک آدمی کو قلب سازی سے          رہے دریائے خون جاری تری تیغِ جہازی سے          یقین ہے موسمِ شرابا گئے آہن کی گدازی سے          مزاولو ہے سنگھون نے مری نظارہ بازی سے          ہنوز آگہ نہیں وہ شمع و مسکینِ نوازی سے</p>
---	--

کمیت خاصہ خوش رفتار ہے کس مرتبہ آتش  
 قدم میں آگے ترکی سے رہا سر پہ تانیہ

<p>گیسو مشکین رخ محبوب ہانکے لگے          دور کر دیا پسینے نے نقابِ گلِ غنڈہ          جالِ لیلی کی کنارِ جو جوہ خوش قد چلا          نیکے دل کو چار بوسوں پر دیا گیارنے          رنگِ ملائی چہر و گل پر نسیمِ ذہبار          غلامِ مردوں پر کیا شوقِ خرام ہارنے          تو بھی تو لے شعلہِ راکشِ شبِ آدینہ سے نقاب          کم نہیں کالی گھٹا سے ہار کی زلفِ سیاہ          گھاہِ ہستی کی دھڑی ہے کہ لکھو ٹاپان کا          ہم جس نے عشق کا روئے کتابی کیا          اچھ بھیری تھے جس سے دمِ خائسکا ہوا          مشک کی بو نہ گھراک بدواغی ہی ہوئی          دمِ فکار نے لگی تیری کمر کی جستجو</p>	<p>چشمہ خورشید میں بھی سانپ لہرانے لگے          قطرہِ شبنم بھی دیوارِ چین دھانے لگے          بیدِ مجنون کی طرح سے سروِ متزلزلے لگے          ہم نے یہ سمجھا روپے کے ہاتھ چلانے لگے          اپنی اپنی زمزمہ سنجِ حین گانے لگے          ہر قدم پر کاسہ سرِ مٹو کرین کھانے لگے          گردِ شمعون کے بہت رہتے تین تپانے لگے          دیکھ لے طاؤس کا فز کو تو چلانے لگے          رنگِ عاشق سے تمھارے محلِ لبانے لگے          اُس کو زلفون کے شکنجے میں بونہا نسلے          سروے کے آثارِ زندگی میں نظر آنے لگے          یادِ زلفِ یار آئی سر کو لکھوانے لگے          عاشقِ بابائز ہستی سے عدم جانے لگے</p>
---	--

مرہی ماؤن تو نہ آتش گورہ کے محل  
کام نکمین کو غور و حزن فرمانے لگے

میر ہر حید ہو سینہ کیلے سل بھاری  
بوسہ غل کے کھوسے میں ہوا ہون یہ نزار  
بارہستی نہیں اب مجھے سنبھالا جاتا  
حائل جسم ہوئی روح ہی کا حوصلہ تھا  
نہ پھر اور بدرا سے دیدہ معشوق طلب  
سورتن سدرہ منی میں باز آن سے  
بسکہ نمی کو چہ جلا دے الفت مجسکہ  
فوق مجنون سے رجو عشق جنون میں جگہ  
زور کر توٹے کے جان دل کو اٹھا دینا سے  
نہ اٹھا ہر خدا ناز حسینان لے دل  
خاک کے پتلے نے وہ بوجھ لیا اگر دہر  
شعر و نثر سے الٹا سر جلیج نقاب  
تا توانی سے کسان ہرزہ دہی کی طاقت  
بار خاطر ہو نہ عالم کا سبک باقون سے  
مجھے ہر بات میں قرآن وہ اٹھوانا ہے  
ہمراہ غیر گیا چاندنی کی سیر کو یا ر

نہ سبک ہو بہر مجھے اس سے فاضل بھاری  
تو لیے مجھ سے ترانہ دن میں تو ہون بھاری  
یا الہی مجھے کونئی وقت اتان بھاری  
کوہ ناقہ ہو تو آتش پر ہے یہ محل بھاری  
دست صحت کو ہے ارجا ہمسائل بھاری  
پھر کھا کھا کے نہ کر باؤن سے منزل بھاری  
ہو گیا کوہ گر ان سے تن سبل بھاری  
اسکی زخمیروں سے ہون میری سلاسل بھاری  
یہ وہ پھر یہ نہیں جس سے کوئی سل بھاری  
نہنیں اٹھ سکنے کا یہ بوجھ ہے فاضل بھاری  
کہ سمجھتے تھے جسے عرش کے مال بھاری  
ایک پر ایک ہوا ساکن محض بھاری  
گھر سے دروازہ ملک ہے مجھے منزل بھاری  
زندگانی میں نہ ہو مردہ سے فاضل بھاری  
گردن یا زمین شاید ہے محال بھاری  
ہو گیا مجھ کو ستارہ مہ کامل بھاری

آتش ان سے سنیں نظارہ کا پکا چھٹا  
میری آنکھوں کو ہے شاید کہ مراد بھاری

واقعہ دل کا جو موزون ہے تو معنون غم ہے  
خاکساری سے جھکا ہے سر ستوریدہ مرا  
دل میں آتا ہے کابل پہ گئے کو کا قون  
معصوم ہر اک مرے دیوانہ صفت ہنم ہے  
دوائے بر حال ندامت سے جو گردن غم ہے  
انیم جان چھوڑ کے قاتل کو ندامت کم ہے

<p>اپنے مجموعہ کا ہر اک ورق برہم ہے صفت مرزاگان ہے تلخ زلف سیہ برہم ہے نہ سمجھتے تھے ہم اس کو کہ تک بھی سم ہے عالم الغیب سو کوئی سنیں محرم ہے یو چھنے بانا ہوں مرد دن سے لکھا عالم ہے منظر بار کا ہوں آنکھوں میں جب تک م ہے شاہ و آئینہ نا واقف و نامحرم ہے روح دیوانہ سیر فلک اعظم ہے دم کو دینے کو سیجا بھی مرا ماتم ہے زخم فرقت کے لئے وصل ترا مہم ہے دست مستوف کو زیبا ہے تو یہ غلام ہے شوق گلزار میں آفتو سنیں ہے شبنم ہے اس صفت جنگ میں جو کیت رہا تم ہے</p>	<p>دل کمین جان کمین چشم کمین گوش کمین کس نے دیکھا ہے محبت کی نظر سے ان کو دل کو آنکھوں نے کیا کشتہ رخسار طبع کیا کمون میں کمر بار ہے کیسی نازک زندگانی سے جو تنگ کسے ہے دل بھارتا کھینچ لاتا ہے جو بل جاتی ہے جذب دل کی زلف درخ کو ہین جاسے وہ چھپائے رکھے بام پر جب سے ہے اک غلک پری کو دیکھا وعدہ شربت دیدار ہے بیماروں سے درد مند ان محبت کا ہے تو مشکین بخش دل عاشق کو گینہ کے عوصن جو ہوا و کوچہ بار کی حسرت میں ہوں رو یا کہ تا حاشون سے یہ اشارہ ہے نری مرزاگان کا</p>
--	---

وصلت حوز کی حسرت نہ ہو سکی آتش  
خلد میراث سمجھ اپنی بنی آدم ہے

<p>خوشا وہ دل کہ ہو جس دل میں آرزو تیری یقین ہے اٹکے گی جان اپنی آکے گردن وہ گل ہوں میں کہ ترا رنگ جس سے ظاہر ہے پھر سے ہن مشرق و مغرب سے تا خوب نہال شب فراق میں اک دم سنیں فرار آیا دماغ اپنا بھی اسے گلبدن معطر ہے پڑھا ہے ہنسے بھی قرآن قسم ہنقرآن کا میری طرف سے مبرا کیو میرے یوسف سے</p>	<p>خوشا وہ دماغ جسے تازہ رکھے بوتیری سنا ہے جا ہے فریب رگ گلوتیری وہ غنیم ہوں کہ لبس میں ہے جسکی بوتیری تلاش کی ہے صنم ہنسے چار سو تیری خدا گواہ ہے شاہد ہے آرزو تیری مباہی کے سنیں حصہ میں آئی بوتیری جواب ہی سنیں رکھتی ہے گفت گو تیری مکل چلی ہے بہت پیہن سے بوتیری</p>
---	--

<p>یقین ہوا ملک الموت میں ہے خوتیری قوی ضعیف کو کہتی ہے جستو تیری دکھائے گا ہمیں کیفیتیں بدو تیری یہ عقدہ ناف نے کھولا کر ہے موتیری حنا بھولائے گا شوخی مرالمو تیری چراغ ہاتھ میں ہے اور جستو تیری کسی میں غور ہے ہماری کسی میں خوتیری نہ ہو وہ دن کہ درستی کرے رفوتیری فقر دیکھتے ہیں راہ کو بکو تیسری برنگ آئینہ حیران ہے آبجو تیری</p>	<p>فرشتے بھی تجھے کہتے ہیں بیشتر شاعر یہ گردشِ فلکِ پیر سے ہوا ثابت شرابِ شرم و حیا و حجاب کو دسگی رہا نہ شبہ ہمیں اس کے حلقہ ہونے سے ہوا جو دستِ رس اسکا بھی پائے قائل ملک شبِ فراق میں بے روز و وصل تا دمِ صبح جو ابرگر یہ زمان ہے تو برقِ خندانِ دُکان یہ چاکِ حیب کے حق میں دملے بھولے ہے کسی طرف سے تو نکلے گا انوارِ شمعِ حُر چمن میں صبح کو جا کر نہ ٹھنڈ دکھانا تھا</p>
---	---

زمانہ میں کوئی تجھ سے سیفِ زبان  
رہے گی معرکہ میں آتشِ آبروتیری

<p>کو چہ دلبر میں بلبلِ چمن میں مست نغمہِ دولت سے سنجہ بہر میں مست دور گردون ہے غداؤں کا یہ دورِ شراب آج تک دیکھا نہیں میں ایسے کو مست گہوڑی چشمِ غزالان گردشِ ساغر میں بل ہے جو حیرانِ صفا کے رخِ صلب میں مینہ خافِ دہشیا نہیں اس چشمِ میگون کے خواب ایک ساغر و دجھان کے عم کو کرتا ہے غلط</p>	<p>ہر کوئی بان اپنا پیچھے چھین میں مست مردِ مفلس حالتِ رخِ دمن میں مست دیکھتا ہوں جبکو میں اس نہیں میں مست کون مجھ اکندِ جریح کن میں مست ہے خوش رہیں ان طنِ دیلا میں میں مست لجے زلفِ یار سے آہو غن میں مست زندہ زریہ بہر مردِ کفن میں مست ہے اسے خوش طالع جو شیخِ دہر میں میں مست</p>
---	--

دشتِ بجنوں و آتش میں ہے بلِ انہا یِ ذوق  
کوئی بن میں مست ہے کوئی وطن میں مست ہے

شوقِ صلت میں ہے غفلتِ انسانی مجھے  
ہجر میں کرنا پڑا اس صبرِ لبو پانی مجھے



<p>زلف کے سودھیں رہتی ہے پریشانی مجھے کوئی دکھلائی سہنیں دیتا ترانہ فی مجھے موسم گل کی جو یاد آتی ہے عیرانی مجھے اک بری نے دی ہے تسلیع سلطانی مجھے لکھد یاس خط میں ہے یہ خط پریشانی مجھے خوٹے کھلو اتاہے سیل اشک کا پانی مجھے ایسی اے آنکھوں دکھاؤ صبح نورانی مجھے عجب زبان مٹی سمجھنے آبِ قربانی مجھے آئینہ سائخ ملا ہے اُنکھ پرانی مجھے آشکارا ہو گیا ہے گنجِ بہمانی مجھے یار کے کوچ میں زیبا ہے غرِ خوانی مجھے سیکدہ مین عالم سستی ہے سلطانی مجھے ہو سکے تو ہمدونِ خجّر کاودیانی مجھے مثلِ گردِ راہ نہتی ہے پریشانی مجھے خانہ دل میں ہے کرنی تیری گمانی مجھے کافری زلف تو کوزیا ہے سلمانی مجھے</p>	<p>باد میں آئینہ ترخ کے سہجانی مجھے فی الحقیقت قہے اسے دلبر سزاوارِ سجد تنگ کر لہے گریبان کٹنے لگتا ہے گلا ہوں وہ دیوانہ کہ اپنا نام رٹنے کیلئے ایک حرف اُس کی عبارت کا پڑھا بہان چشمِ لے چشمِ من گریہ ہے دریا کا ہوش خواب سے بیدار وہ خوشید و اگر کسے ذبح ہی کٹنے لگے لگنے جو دیتی تھی نہ شمر عشق میسر بان ہے حسن بندہ بار کا بوسہ لیتا ہوں دہان نا پدید یار کے کونے گلشنِ من بل چھپے کرتا سہن ساقیان ماہِ بیکر کیا کرتا ہوں حکم خشک ہنا ہے بہت شوقِ شہادتے گلا حاکِ مین طوار ہا سودائے زلفِ باہرے اے خیال بار کہ تاملین ریاستِ صفا حسن کے جلوہ سے اُس رخ کا شانہ پیری</p>
<p>شہرِ خوبان میں نہیں اُٹھ سکتا مروت کا راج نقشہ لبِ جاوید تو ممکن نہ ہو بانی مجھے</p>	<p>شہرِ خوبان میں نہیں اُٹھ سکتا مروت کا راج نقشہ لبِ جاوید تو ممکن نہ ہو بانی مجھے</p>
<p>اُس شاہِ حُسن کو یہ دعا ہے فقیر کی سید می ہے سمجھو اگر اُلٹی کبیر کی گم ہو گئی ہے عقل جنوں سے شیش کی مولے مرے سوال ہے صوفی فقیر کی ناشرِ یمن بھی ہے دعائے امیر کی</p>	<p>عشق کا جان کھوتا ہے برناؤ پیر کی بیوہ گفتگو نہیں مروتِ پیر کی صحرائے لیلا ہے یمن شہرِ کبیر کی بے مانگے بوسہ عاشقِ مسکین کو دیکھ بیدارے گاؤں گم گشتہ جذبِ عشق</p>

<p>             غافل نہ مثل برق ہوتا دیسے خندہ زن              زنجیر ہو گئیں مین بدن کو مری زکین              دیوانہ کس کریم کے دروازے کا ہٹل              اندر رہے اس صنم کے بدن کی ملکیت              خاک شہید ناز سے بھی ہوئی کھیلے              دم بند اسکا زمزمون نے میرے کرد با              وہ لعل لعل لب ہے مرے شاہ جن کا              دیکھا مشیر کا رنہ دیوانہ کا کوئی              چھیرا ہے سینے جا کے برہن کو درمین              جس توڑے میں شریک لکھتی اپنی خاک ہے              عیا کہ شادمان ہون میں روز و مایلین              اس لعل شوخ کا جویا ہے زبان نے نام              آنکھ تھے کدھر سے کمان پان سے جائیگا              تیری زیادتی میں نہ ہوگی کبھی کمی              اس ماہ چارہ کو ہے مال کمال سن              تعریف تیرے سن جوانی کی کیا گولن              دیکھے اگر مراد لب سودا زوہ وہ زلف              اپنی سزار تون سے نہ باز آئے کمان              سوداے راہ یار کا اندر رہے اثر           </p>	<p>             باران غم سے ہے گل آدم خیر کی              کھینچی ہے ناتوانی نے نصویرا سیر کی              زنجیر میں ہماری صدائے فقیر کی              جامہ ہے جسم کا کہ قبضہ حریر کی              رنگ اس میں ہے گالا کا ہے عیسر کی              آواز بیٹھ بیٹھ گئی ہم صغیر کی              سودے میں جس کے کتنی ہنگامی فیکر کی              اس بادشاہ کو نہیں حاجت بند کی              لی ہے قسم تون سے خداے کبیر کی              حسرت ہی رہ گئی لب مشوق تیر کی              شیدہ کو یہ خوشی نہ ہو عیت غدیر کی              جو آتی ہے ہمارے دہن میں سے شہر کی              اول کی نہ کچھ خبر ہے نہ ہلکا خیر کی              اسے عشق خیر چاہیے جن شہر بر کی              رخ میں صفائے بندہ روشن ضمیر کی              طفلی میں تجھ پر الٹکتی تھی پیر کی              ہر سو سے بولند صد اراد کیر کی              کو دک مزاجی نکل جو خوش آتی ہے پیر کی              جاوہ بنی جو ہم نے زمین پر لکیر کی           </p>
<p>             اس گوشِ چشم سنا تو دیکھا ہے نہ سنا              آتشِ چشم ہے ذاتِ سمیع و بصیر کی           </p>	<p>             اس گوشِ چشم سنا تو دیکھا ہے نہ سنا              آتشِ چشم ہے ذاتِ سمیع و بصیر کی           </p>
<p>             کب تک وہ زلف دیتی ہے آزار دیکھیے              بیساعت عشق مرنے میں اس اشتیاق میں              کتنی ہے کس طرح سے شب تار دیکھیے              پی جائیے جو شربت دیدار دیکھیے           </p>	<p>             کب تک وہ زلف دیتی ہے آزار دیکھیے              بیساعت عشق مرنے میں اس اشتیاق میں              کتنی ہے کس طرح سے شب تار دیکھیے              پی جائیے جو شربت دیدار دیکھیے           </p>

روشن جو آفتاب سار خسار دیکھیے  
 کتنی ہے کیا نگاہِ خبر بیدار دیکھیے  
 اسے شاہِ حسن پرچہ اخبار دیکھیے  
 کعبہ بھی ہو تو پھر کے نہ زہار دیکھیے  
 ٹھوکر سے فتنے ہوتے ہیں بیدار دیکھیے  
 چلتا ہے یار کو نسی رفت سار دیکھیے  
 سو جائے تو خواب میں گلزار دیکھیے  
 کیا لوٹے جو دولت دیدار دیکھیے  
 حاضر ہیں بیگناہ و گنہگار دیکھیے  
 حال اس کا پوچھیے جسے بیتار دیکھیے  
 چلتی ہے کس طرح سے یہ تلوار دیکھیے  
 حسرت سے تاکجا پس دوار دیکھیے  
 جس میں کہ چاند دیکھ کے تلوار دیکھیے

رغبت کی آنکھ ڈالے ذرّوں کی طرح سے  
 دل کو بغل میں مار کے لے تو جلیں بھی ک  
 بے موت روز مرتے ہیں عاشقِ غیر نہیں  
 جاتے ہیں کئے یار سے ہم ایسے ہوتے تنگ  
 آہستہ با آہستہ رکھیے قیامت نہ کیجئے  
 طاؤس و کبک کو ہے نکل چلنے کا خیال  
 بلبل کی طرح عشق جو ہم کو چین سے ہو  
 قزاق کی تلہ سے کم اپنی نگہ نہیں  
 جُن جن کے قتل کیجئے انصاف شرط ہے  
 عاشقِ مسیح بھی متعین کتے ہیں ہبران  
 مشتاقِ دل ہے جنبشِ ابروئے یار کا  
 نورِ دازے میں سے چلے سرے جیسے میں  
 سودے میں ابرودن کے ہوں وہ ادا دیکھتا

عالم کی سیر کیجئے  
 یوسف جو جاہلین آپ توبہ دار دیکھیے

جس کو سنتا ہوں وہ کہتا ہے کافی تیری  
 سو سے بار یک کمر بھی ہے کافی تیری  
 دیکھی اسے روحِ روان ہمنے دلتی تیری  
 خوش نہیں آتی ہے یہ پندہ دلتی تیری  
 اس رکھتا ہے ہر کائناتِ دلتی تیری  
 جتو ہکو ہے اسے گنجِ نہانی تیری پڑ  
 ایک تصویر اگر کھینچ دے مانی تیری  
 نیند آتی ہے کسے کسے کافی تیری

کون سے دل میں محبتِ تیرا جانی تیری  
 کچھ دہن ہی نہیں وہ ہم شرار کے نزدیک  
 جس کے آگے گزرتا ہے وہ کہتا ہے یہی  
 شذیتِ مے سے کوئی سیری زبانی کدے  
 کیا تیری شان ہے قربان ہوں لے جھوگیم  
 اس خرابی میں ترے واسطے بھر تیرا ب  
 عین احسان ہے مرے صفحہ دل پر جو  
 صبح تک شام سے کرتی ہے زبانِ برون

<p>مئل گل ہنسکے کسی روز قوط کو خوش کر تازہ انداز داد امین سے ترقی وہ چند کون سے فلک کا دانہ ہے قوے دانہ خل گرم جوشی سے جلایا کرے کشت و خرم جان کی طرح سے رکھتا ہے عزت اسے گل و</p>	<p>خون رولاتی ہے مہین خلیج دہانی تیری قفسہ طغی بھی قیامت ہے جوانی تیری ہنسے ارزانی میں بھی بانی گرائی تیری برق ہو سکتی نہیں شوخی میں نانی تیری دلخ دل لالہ نے سمجھا ہے نشانی تیری</p>
--	---

<p>مصرع تیغ ہے ہر مصرع موفن کا کشت دیکھ لی بار مری سیف زبانی تیری</p>
---

<p>مندی سے تیرے ہاتھ کی گل ضرب سے کھلا بریز کر پیالہ کو ساقی اس ابرین شیر و ہنگ و گرگ سے باہر نہیں ہو سکتا دل کو برشتگی سے ہو حاصل شگفتگی ظالم کو سبھی سے نہیں بھر جان میں نفع پھر خوشے آئین پھر کھینچے انگوڑی شراب طے کر جوں کہیں میں نشیب و فراز دہر اس بند و بست جسم سے جان کو نجات ہو دھوکا دے مجھے تری شوخی کی جاں کا برخاست ہو ہاری جو چپ بیٹھتے ہیں آپ جوتے سے اکھیر کر میں جلاؤں تمام تاک اس لالہ رو کے حن کا چہرہ ہوا ہے عشق</p>	<p>چوٹی کے فتح تیغ سے سنبھل شکست کھائے انیون نہ تنگ ہو کے کوئی سے پست کھائے جو جاہے ران کھائے جو چاہے سودست کھائے دھوکا کباب مرغ کا وہ چشم مست کھائے مکمل نہیں کباب جو مچھلی کا شست کھائے پھر شاخ تاک پر سچ سے دراست کھائے تاج بند ہو کر میں یہ بلند اور بست کھائے چھوٹے پری طلسم عناصر شکست کھائے بل تو کمز چھتی کی ہنگام جست کھائے غم کون دیکھ کر یہ بھاری نشست کھائے میرے جن میں دھوپ اگر دراست کھائے کھاتا ہوں داغ یون میں گزرک جیسے پست کھائے</p>
---	--

<p>کنا بلے وہ بھولے نہاے ساقی ازل لغزش نہ پاسے کشت مست است کھائے</p>
--

<p>پیمبر میں نہیں عاشق ہوں جانی سلیمان ہم میں اے محبوب جانی</p>	<p>رہے موسیٰ سے یہ لن ترانی سمجھتے ہیں تجھے بلقیس ثانی</p>
---	--

<p>پریشان خواب تھی یہ زندگانی گردی جاتی ہے سر دہستانی جو دیتا ہے شراب ارغوانی ہمارا جامہ تن زعفرانی سہنیں جائے اقامت دارفانی جنم ہے بہشت آسمانی جسے غسل شراب ارغوانی کرے عینک طلب یہ ناخوانی وہ سبزہ ہے گلستان کی نشانی مگر لایا ہے پیغام زبانی صبار کی چاہتا ہوں مہربانی پیا ہے ہنسنے آئینہ کا پانی کوئی مٹتا ہے یہ داغ جوانی سبک کرتی ہے مردے کو گرانی لیکن سمجھے قبائے زندگانی</p>	<p>کھلا سودے میں اُن زعفرانی مرکز یہ کیوں آتا ہے اُن سے قد کشی کو وہی دے گا کباب بزرگسی بھی رنگاہے عشق نے جس در دوسرے مسافر کی طرح رہ خانہ بدوش ترے کوچہ کے مشافقے آگے وہ میکش ہوں دیا ہے قابلہ نے یقین ہے دیدہ باریک بین کو وہ خطا ہے یادگار حسن رفتہ نکلے تنہ سے قاصد کے سنین بات یہ مشت خاک ہو مقبول درگاہ لئے ہیں بوسہ رخسار و صاف سفیدی سو کی ہو کا فور ہر خند نہ خوش ہو فریبی تن سے فاضل سوے جو پیشتر مرنے سے وہ لوگ</p>
<p>جلاتی ہے دل آتش طور کی طرح کسی پردہ نشین کی لہن ترانی</p>	
<p>جو سنتا گنگ ہو جاتا فغانی ہمیں دُور شراب ارغوانی قلم بھولے سیاہی کی روانی رہے ہر فرد پر تیری نشانی یہ یوسف گرگ کی ہے مہمانی کباب طائران بوستانی</p>	<p>وہ امنون ہے ہماری شعر خوانی مبارک ابرو کو دریا کا پانی لمو سے اپنے لکھون گر خط شوق دل عالم ہو عشق سخن سے داغ خراق یار کو دل نوش جان ہو وہ ترک آیا لگا اے آتش گل</p>

<p>کرین گے یار کو عزت و شان ہوا کوئی نہ حال دل سے آگاہ بہین گے مثل دریا دیدہ تر اڑا دے گی صبا مثل پرکاش ہمارے قبہ پر وہ شمع روا ہے دولت اسے وصال یار کا شوق خدا کے حکم سے ہے قوت لطف کون ہر جائی تو بولے وہ کافر برہمنی اڑی سے چوٹی ٹاس پر کی نہیں دیتا وہ دہر بوسہ خال نہیں واقف ہم اس بت کی کسے رولاتی ہے مثال ابرہہ پیری</p>	<p>عین ہو جائے گارا ز نہانی رہی مشتاق گوش اپنی کمانی پلین گے ابرہہ ان چیمون کمانی سلامت ہے جو اپنی نالوائی رہے روشن چراغ مہربانی فراق اپنا لہو کرتا ہے پانی کلام اپنا ہے ہاقت کی زبانی نہیں مومن کو لازم بدگمانی زمین پر دے بلائے آسمانی مگر کاتے تو نکلی ہے گرائی خدا کے واسطے ہے عیب دانی دکھا کر داغ طاؤس جوانی</p>
---	--

مراد یوان ہے اس آتش خزانہ  
ہر اک بیت اس میں ہے کج معانی

<p>صدمت ہے دوش پر سرور دیکھتے بہوش و خرد ہے باعث تکلیف آدمی راحت طلب کو بچ کٹھن کی خبر کمان سار سفر کبھی نہ ہوا بار دوش یان سختی بخت عشق بتان دونوں قہرین رندون کو قیت مدحہ و زنا کی نہین غمازا بناد کر نہ لاوے حضور دوست عاشق لال خاطر اہل جہان نہون آتش یہ ساسے رنج ہیں اس نہنگی کیا تھ</p>	<p>ہر اک بچہ بہاری ہے سوئے کے بوجھ سے دیوانہ آشتا نہین دامن کے بوجھ سے آگاہ کیا سوار ہے تو سن کے بوجھ سے سمجھا میں مل و جنس کو رہزن کے بوجھ سے کم بوجھ سنگ کا نہین آہن کے بوجھ سے واقف نہین میں شیخ دہرہن کے بوجھ سے گردن جھکے نہ منت دشمن کے بوجھ سے ختم ہو نہ شاخ بلبل گلشن کے بوجھ سے مردے کو کیا خبر گل مدفن کے بوجھ سے</p>
---	---

<p>یائے بوسی کر تے تھے وطن میں آبلے          افسانہ فاق حال ہیں رنج و محن میں آبلے          ٹھونڈتے آئے ہیں کانٹوں کو جن میں آبلے          بڑگئے ہیں پائے شیخ و برہمن میں آبلے          داغ ہیں یہ خزانہ ہجر خکن میں آبلے          بھوڑے اب جیلکے دل کے انجن میں آبلے          دیکھتا ہوں اپنے زخموں کے دہن میں آبلے          کیا شریک حال ہو دین گفن میں آبلے          کیا عجب بوئے خدا لے بدن میں آبلے          جسم سان مکن نہیں ہیں بیرہن میں آبلے</p>	<p>رنگ جو جو کچھ کہ جاہن لائیں بن میں آبلے          چشم زخم فارسیے پار بجانا تو احمقین          بدگمانی سے جہت پھر تارے گنجدیں سرے عالم          کون سرگردان نہیں ہے جستجوئے یار میں          آدمی کی بے شعوری ہے طلبِ راحت کی لہر          یائوں کے چھالے تو ذرا صحر اگر چلے          شیخ شعلہ سے کیا تھا قتل قاتل نے مگر          خار بھی میرے نصیبوں کا بیا باہن نہیں          اس قدر مجھ سے زمانہ کی ہوا ہے بر غلاف          حالت بد کا نہیں کوئی زمانہ بن شریک</p>
---	---

ایڑیاں رگڑیں نہ آتش بھوڑا کر سر مر گیا  
 مثل مجنون تھے نہ پائے کو کھن میں آبلے

<p>لیجے خار سے ہم گوشہ دامن خالی          اپنی تقدیر کا تھا چشمہ عیوان خالی          اے اجل عالم تنہائی ہے میدان خالی          ہو گئے بلبل و قمری سے گلستان خالی          قلعہ کر لیتے ہیں یہ دستہ ترکان خالی          حاتری دل میں ہے لے شیخ شمس خالی          ترکش ٹھن کے کرین ترکش مرکان خالی          نہ دماغ اپنا کرے مرغ خوش الحان خالی          ہونہ دیوانہ تو ہے عقل سے انسان خالی          صاف بھلوئے زبان کر لے دیوان خالی          تخت پر اپنی جگہ کرتے ہیں سلطان خالی</p>	<p>رہ گیا چاک سے وحشت میں گریبان خالی          ایک بوسہ دہن یار سے حاصل نہ ہوا          وقت فرصت کو غنیمت سمجھتا ہے تو آ          کو چہ یار میں مشتاق رُخ و قد آئے          دل عاشق سے اشارہ ہے بیان فرگانہ          چشم بردانہ سے دیکھا تو ہوا یہ روشن          مرغ دل سینہ کو کھولے ہیں نشانے کی طرح          باغ عالم میں نہیں کوئی کسی کی سنتا          قید مذہب کی گرفتاری سے چھٹ جاتا ہے          عہد بیری میں کمان اب وہ جلتی کے فیتق          بیری درگاہ کے قہقروں کے لئے اسے محبوب</p>
---	---

خال مشکین سے ٹکار اہل قلم کو کیجئے بت کافر نہیں ہوتے جو ہم آغوش نہ ہوں ہنٹے ہنٹے تو کیا قتل گنگارون کو	گل چلے شیر سے کرتے ہیں بیتل غلی بغل گورمن ہے جائے سلمان خالی رو دیا دیکھ کے جلاوٹے زندان خالی
--	---

دل بیکنہ کدورت نہیں رکھتا آگش  
خس و خاشاک سے ہے اپنا بیابان خالی

بت نقاب عارض دلدار توڑیے وہ درد و دست ہیں جو خدا کو نہ ختم دیکھ کر اوج مصحف رو بہرین کے بے پر مجھے فلک نے کیا تو بجا کیا مزع ترانہ سنج ہوں اس بوستان کاین ابنا کچھ اختیار شفا میں نہیں طیب خزانہ صید زندہ ہے زلف بیاچار گردن ہی اپنی دوش پر اپنے دہل ہے عاشق کی بیقراری سے آئے ہیں ناگام بو سے کسی کے چہرہ رنگین کے لیجئے انسان کو پاس خاطر نازک ضرور ہے یوسف کے دیکھنے کا ہے آنکھوں کو شوق سودائے دل نہ کیجئے گولاکھ سرکا ہوں	باغ مرا و عشق کی دیوار توڑیے سو بار ٹانگے کھائیے سو بار توڑیے بت کو سلام کیجئے زنا توڑیے لازم ہے بال مرغ گرفتار توڑیے جون بہار ٹیکے اگر خار توڑیے بہیز سے نہ خاطر بسار توڑیے ٹوٹیں ہزار دل اگر اک تار توڑیے کیا چھین کر حریت کی تلوار توڑیے لنگر ایسے جو سر کو تو کسسا توڑیے اک دن تو بھول باغ سے دو جا توڑیے شیشہ شراب کا بھی نہ زہنا توڑیے بند نقاب کو سر بازار توڑیے جب تک نہ خوب پائے خریدار توڑیے
--	--

نامرد آسمان سے گوارا ہے کس کو جنگ  
آتش سپر کو چیرے تلوار توڑیے

حسرت جلوہ دیدار لئے بھرتی ہے اس مشقت سے اسے خاک نہ ہو گھٹا دیکھنے دیتی نہیں اسکو مجھے بہوشی	پیش روزن پس دیوار لئے بھرتی ہے جان عبت جسم کی بیکار لئے بھرتی ہے سناٹہ کیا اپنے یہ دیوار لئے بھرتی ہے
---	---



<p>کیوں سیاہی پر شب تار لے پھرتی ہے          موت میرے لئے تلوار لے پھرتی ہے          وحشت دل سر بازار لے پھرتی ہے          گردش کافروں دینار لے پھرتی ہے          خواب میں بھی ہوس مار لے پھرتی ہے          لکب کو بار کی رفتار لے پھرتی ہے          دوش پر اپنے صبا بار لے پھرتی ہے          بار بہنہ طلب خار لے پھرتی ہے          ساتھ یہ جنس خردار لے پھرتی ہے</p>	<p>کسی فاسق کے تو منہ کو کرے گی کالا بڑ          تو نکلتا سنیں شمشیر بکھٹ لے قاتل          مال منہل مجھے سمجھا ہے جنوں نے شاید          کعبہ دیر میں وہ خانہ بر انداز کمان بڑ          رنج لکھا ہے نعبدوں میں مہر لکھا ہے          چال میں اس کی سراپا ہے کسی کی تقلید          دربار آئے ٹھکانے لگے سٹی میری          ہنستے ہیں دیکھ کے جنوں کو گل میرا          سایہ ساحل کے ہمراہ ہے عشق مہیا</p>
---	--

کسی صورت سے سنیں جان کو قرار لے آتش  
 دل مجھے لاچار لے پھرتی ہے

<p>عالم ارواح سے صحبت کی دم کیجئے          خندہ گل دیکھ کر یاد اشک بنیں کیجئے          داغ لالہ کے لئے کیا فکر مرہم کیجئے          گھر بنا کر گردن محراب کو حرم کیجئے          حسن کی غیرت اسے سمجھاتی ہے دم کیجئے          رشک کر کیجئے ورنہ شک بخت بنیں کیجئے          حُسن کے عالم سے آمینوں کو محرم کیجئے          ہجر کی شب صبح رو کر مثل شبنم کیجئے          ہجر میں کس نے کہا تھا وصل کا غم کیجئے          پردہ طے ہیں حد سے گیسو کچھ اٹھیں کیجئے          روئے کسے کسے کس کا نام نہ کیجئے          خون ہوئے ہیں بہت شوق خاتم کیجئے</p>	<p>رنگین کا بھی خیال لے اہل عالم کیجئے          حالت غم کو نہ بھولا جائے شادی میں بھی          حب لغت روزا دل سے مری طینت میں بھی          اپنی راحت کے لئے کس کو گوارا ہے یہ رنج          حُسن کتنا ہے مجھے رام اس بُت جی کو بھی          رات صحبت گل سے دن کو ہم نہیں خریدے          دیوہ دل کو دکھا پا جائے دیر یا ر          شکل گل میں ہنسنے کو ذرا دل کاٹیں بہت          جتنی سزا جی جو شادی مرگ قسمت نے کیا          ایک کی نازک کمر پر بوجھ بڑا ہے بہت          اٹھ گئی ہیں سانسے سے کسی سی صورت میں          روز مردم شب کئے دیتا ہے سرمہ بوجھ کیجئے</p>
--	---

<p>آئینہ کو رو برو آنے نہ دیکھے بار کے شانہ سے آتش مزاج زلف بدہم کچھے</p>	
<p>اچھرنے میں حجاب بھر کے اک جوش سنی ہے میں محبوب ہے یا مسلمانوں کی بستی ہے نظر میں کب کسی کے چڑھتی ہے جو پیر ہستی ہے ہو من باران کے میری کشت پر آتش بستی ہے بھلا تیغ ملی کو بھی کمین دیکھا کہ گستی ہے کوئی تصویر روتی ہے کوئی تصویر ہستی ہے سہایت روح آب تیغ کے خاطر نہ سستی ہے مراد دل ملے کو من تک دیکر تو ہستی ہے بلندی کا بگوئے کی مال کار ہستی ہے برہمن اس لئے مصروف کار ہستی ہے</p>	<p>اثر رکھتی ہے گلگون کی کیفیت کا ہستی ہے دکھائی دیتے ہیں ہندو ہی ہندو مجھ کو فالوں سے پسند طبع محبوبان دل عاشق سنیں ہوتا وہ دھقان غریب سر زمین عشق بازی ہیں خز دمایہ کی گردن خم فلک سے بھی سنیں ہوتی عجم و شادی کی حالت دیکھ عالم کے مرقع میں سینک معلوم لذت کو نسی رکھتا ہے خم ایسی ظہیت جان بار آورے بخدیر جان کھونے سے سینک رہتا مزاج سفہ ہرگز ایطالت پر ہنیں منظور بعد از مرگ پتھرائس کی بھائی پر</p>
<p>ستارہ اہنگ روش میں ہے آتش اس کی گردش سے فلک کی تنگ چٹنی سے ہماری تنگ دستی ہے</p>	
<p>سانپ کو مار کے تختہ ذریعہ ہے دہر سیکر مزہ شیر و شکر لیتا ہے کبھی ہنگوڑائی جو وہ رشک فخر لیتا ہے چھیہ ہوتا ہے مجھے پہلے تبر لیتا ہے بادشاہ تخت سے بان اپنے تر لیتا ہے کان سے بل یہ دریا سے گھر لیتا ہے زخم پہلو میں تلک پس کے گھر لیتا ہے پھولوں سے دامن نظارہ وہ بھر لیتا ہے گور میں گام تختین کو وہ دھر لیتا ہے</p>	<p>کام بہت سے جو ان مرد اگر لیتا ہے ہاگوڑا کو جو کرتا ہے گوارا انسان ہالہ میں ماہ کا ہوتا ہے چکرو دیکھتین وہ زبون بخت شجر پھون کہ دھقان پیر منزل نفرو فنا جائے ادب ہے غافل تغ پیمان ہے تصوف میں نبی آدم کے ضبط کرتا ہے جو نالہ کا شب فرقت میں نظر آتا ہے لے گل جسے رضا ترا رہ پیر خوف محبت میں جو رکھتا ہے قدم</p>

پیش کش گل سے طلب کہ تہیں دیکھیں حق کو دیتی ہے انسان کی جہالت اہل نکدہ لطف کی حسرت ہے بہر حال نصیب یاد رکھنا ہے عدم میں کوئی سارگوش سے روح و قالب کی جدائی ہے جلدائی تیری ہو جین وصل کا لٹا ہے مزا عاشق کو	سرو سے باج مرا مصرع تر لیتا ہے موت سے جان چھپانے کو سپر لیتا ہے کس طرح سرمہ گھرا دن آنکھو غین کی لیتا ہے ہچکیاں شیشہ سے شام و سحر لیتا ہے دم نکلتا ہے جو تو نام سفر لیتا ہے شوق کا مرتبہ جب حد سے گزر لیتا ہے
--	--

عزت نالہ و فریاد نہ کھو اے آتش  
آتش کو کی ہنیں کون خبر لیتا ہے

اندھیا ری رات میں نین مابین عشق کی خواب عدم میں دیکھنے کو تو فراغ کی اک رنگ پر پڑا ہنیں رہتی ہے باغ کی رنگین مرے ہو سے ہے معارف فراغ کی کرتی ہے کام خاک بھی عالی دماغ کی ہمت کے آگے کسبت ہے دیو الٰہی کی سینہ میں اپنے رہتی ہے گرمی ادھار کی لالہ کو کیا خبر ہنیں ہے جاو فراغ کی مندی کی ٹٹی جو گرمی دیوار باغ کی اصلاح رہتی ہے مجھے اپنے دماغ کی کھو مے کی فکر کو تمہارے سراغ کی ہے شمع سوختہ اُسی چشمہ چراغ کی	استدرا ری روشنی مرے سینہ کے دلخ کی ہستی چند روز نے تو تنگ ہی رکھا بے اعتبار نقش و نگار زمانہ ہے نہت سیر نے کام کیا بعد مرگ بھی ظاہر ہوا مجھے یہ بلندی سرو سے سو تاڑ سے بلند کرے باغبان تو کیا اخگر کی طرح سے خود کہتے ہیں دلعش رخ کیا لایگا رخ رنگین بار سے ابر کرم کے فیض نے ایسا کیا ہے سبز شاخ و پودوں بوئے سبب بخند ان ہن نہ لیتا گم ہونے ایسے ڈھونڈ رہے بھی اپنے جھانکے اجلی ہے شوق آتش خمار بار میں
---	--

باتے ہنیں زمانہ میں آتش خوشی کا نام  
عقاسے اپنے دور میں گردش الیغ کی

حُسنِ امر و کاہتِ مالِ دلِ ریاک ہے  
گردِ راہ نے سوارانِ آخر اپنی خاک ہے

<p>جانتے ہیں سب کہ کعبی سیر پوشک ہے  نرور و نرے صفت ہے سبز شاخ تک ہے  گل کو تیرے رد پر حکم کن و خاکشک ہے  روح مدت سے گرفتار طلم خاک ہے  جوش کھا کرے ہوا انکو رجب ناباک ہے  طور کا سرمہ کسی نفش قدم کی خاک ہے  اب پہونچنا ہے وہ نمبر تک کوئی ترک ہے  خاندان کا غراب نے سلسلہ میں تاک ہے  آستین میری گریبان کی طرحے خاک ہے  خو بردیون کو مزید ملکی پوشک ہے  عشق یان گستاخ ہے حال جس کو بیک ہے  شادین آنکھیں ہماری دل پر غناک ہے  سکدہ میں لطف لکھتی گردن فلک ہے  و کھتا ہوں آسمان کو کفر صفاک ہے  باکون شل چو جائیں قاصد کے اچالاک ہے  حلقہ نگوش عزالان حلقہ فراک ہے</p>	<p>خطر وئے یا رجعت بہر جن پاک ہے  سرخ شادی سے رخ ساغر شہ پاک ہے  باہن کا رتبہ ہے پس قدم و دن سرو کو  خبر خاں سے کار لوح کا طالب ہون میں  قلب بہت سے جائے نفرت پاکان ہنو  موسن و کافر جگہ دیتے ہیں آنکھوں میں لے  جوش گرہ سے روان ہوتا ہے دریا گردش  سخت یا ورنے دیا انکو سادہ زندا سے  دست خوش بچہ مزگان رشک نشان بیان  کلفت ایام سے پردہ ہنیں کچھن کو  وہ گریبان گیر ہے تیرا من دامن گیر بار  بہرہ و دریدار سے یہ وصل کی حسرت اسے  و در ساغر سے دگر گون رنگ جانا ہے بیان  و موندہ لون گیارہ دین قاتل اپنے واسطے  ناز سائی طالع بد کی بیان کیا کبھے  کون سے صیاد نے نصیرا قنی کی اختیار</p>
--	---

مرد سے بہتر ہے نام مردیج ہے یہ مثل  
پہلوانی ہے سو ہے رنگی آتش منو حاک ہر

<p>نقاب النساء ہے دیدار عام ہوتا ہے  مہ صیتام میں روزہ حرام ہوتا ہے  نگاہ بھرتی ہے دورہ تمام ہوتا ہے  مراؤ اس کے تغافل سے کام ہوتا ہے  و گر نہ وقت فضیلت تمام ہوتا ہے</p>	<p>کبھی جو جذب محبت کے کام ہوتا ہے  وہ صبح عید جو بالائے باہم ہوتا ہے  بلائے بزم جہان ہے وہ بزم کی گردش  ایٹھاؤن کس لئے احسان یا گردن بہر  خدا کی یاد جوانی میں غافل کر لو</p>
---	--

<p>یہ دل تو شرط و فایر غلام ہوتا ہے  نگین سے دیکھنے پر عکس نام ہوتا ہے  کبھی ہمارا جو دان اہم نام ہوتا ہے  زبان حور میں اُن سے کلام ہوتا ہے  ہنوز پختہ ہے سودا کے خام ہوتا ہے  کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے  نہ تھی خبر یہ کہ سنبھل بھی دام ہوتا ہے  ہمارے دور میں لبریز جام ہوتا ہے  یہ آستانہ بلندی میں بام ہوتا ہے  نظارہ بازوں سے ایک از دعام ہوتا ہے</p>	<p>اتنی کیوں نہیں خواہان کوئی صنم اسکا  کیسے کیا کوئی گھر اپنے دل میں کرنے دے  فرشتے سنتے ہیں آواز دور باش کا شور  زیارت اُن کی جو کرتے ہیں مومنین آگے  ہزار لال ہوئے انگڑوں سے داغ خون  کوئی زمانہ سے جانا ہے کوئی ہے آتا  پھنسا جو زلف میں اُس گل کے مرغِ دلیلا  ہمارے حلقہ میں کرتا ہے شیشہ دلی خالی  گندِ شوق ہو درگا و عشق کی رہبر  وہ کون ہے جو نہیں اُن کو دیکھنے آتا</p>
---	--

ماز مون میں مہن سلطان عشق کے ہم بھی  
کبھی ہمارا بھی آتشِ سلام ہوتا ہے

<p>بلائے جان ہوئی سچ و سفید بن سٹی  زمین شور کی ہو قابلِ جنِ سٹی  دھڑے دھڑے نکمیں پھر لکھن سٹی  کرے گا اینٹ کا گھر اپنا کو کھن سٹی  ہوئی ہے گبر کے مردے کی شعلہ زنی  نہیں سمجھتے کہ ہے زیرِ پیرِ جن سٹی  اُڑی نہ اپنی کبھی جانبِ وطن سٹی  عزیز تیری کرین سچ و برہن سٹی  تب درون نے کیا ہے زبں بلی سٹی  قبول سینہ کے ادھر چار من سٹی  دکھاتی ہے کس چشم و لب دہن سٹی</p>	<p>جمالِ حور و پری پر ہے طعنہ زن سٹی  قدم پڑے جو تو اُس پر لے گل رعنا  خدا کے واسطے لے آسمان حوالہ کر  یہی جو تیشہ زنی ہے تو ایک دن سننا  جلا رقیب سیرِ روحِ سد سے میں سمجھا  ہمیشہ بھاڑے تھیں گردِ پیرِ جنِ فافل  زمانہ میں کوئی عزت زدہ نہیں ہم سا  قبول خاطرِ مردم ہو تو تیا کی طرح  ہو اے تند سے رہتا ہے ہم بربادی  نہوئے قالبِ خاکِ خباہ خاطرِ روح  نظارہ بازیہ در پردہ کون ہے اسکا</p>
--	--

<p>اگر میں سے ہو دیکھا اک آسمان نو پیدا کسی کا یا رُبے وقت میں نہیں کوئی اگر ہے ہیں اس میں مباحث کے سیکڑے کشتے بال کار کا اپنے نہیں خیال آتا</p>	<p>میں از فنا جو ہوئی اپنی چرخ زن مٹی نہ دیکھا صبح کو ہوئے تشریف تن مٹی عجب نہیں ہو جو ہے بوسے یا میں مٹی بلا یا کرتے ہیں مٹی میں گور کن مٹی</p>
<p>کسی نے اُن بھی نہ کی قطع بل کے خاک ہوئی نہ ہو دوسرے کی گر آتش سخن مٹی</p>	<p>آبلون سے خار صحرای نہیں سر کھینچتے کیسا گر دغین گوگرد آتش کھینچتے نا تو انی کا بڑا ہو گدا اثر ہوتا نہ کھینچتے مٹو کر بن کھائیں ہیں جو پھنسے تونے آتش میں شاعروں نے تیرے قد سے دی جو تیریاں دیکھ کر وہ خال رخ ملتے ہیں دغین ساز باختر فکر معنی خیز صفحہ کو بناتی عید گاہ رحمتہ پیری ہے وہ جوش جوانی کا عوین بوالموس مائش کے میتے جی نہیں تریاں نل جنش مرگان سے چل جاتے ہیں اسے جلن پر باد کرتے ہیں مجھے تنہائی میں اسے نازین جھری شب میں ہے روز و ل کا کھو کھوٹ جب سے دیکھا ہے مجھے آنکھوں نے اے بالابند زندگی میں سیر جنت کا جو ہر تامل کو شوق میں اُڑا دیتا ہوں آگ کو بے اک دک خط شوق شیر بھی صودت آگ نہ کرتا جو اُس محبوب سے رہنشی حُسن کرنے آتش اپنی گور پر</p>
<p>بید کے پتے بھی مجنون پر ہیں خمر کھینچتے ہم تری زلفوں کو دھو کر قطر غنبر کھینچتے آز مٹنے کو تو تالے ہم مقرر کھینچتے آب ہو جاتے جو یہ آزار تھمر کھینچتے قریوں کو سر دین سولی کے اوپر کھینچتے ان تلون کا تیل کھنچتا تو مقرر کھینچتے دام ہو کر مرغ مضمون تار مسطر کھینچتے پہنی بدستی کا خمیازہ نہ کیونکر کھینچتے دوست تھے میرے تو دشمن پر نہ خمر کھینچتے دل شکنے میں ہیں کیوں کے معنبر کھینچتے مستکف رہتے ہیں ہم طے ہیں اگر کھینچتے دسترس ہوتا تو ہم دامن خمش کھینچتے قد کے سودے میں ہیں تصور صنوبر کھینچتے ہم نیمہ اپنی طرف اسے حور یک کھینچتے دام میں مباد میں جو جو کو نہ کھینچتے خمر سے مردہ نہ اہم اسے سکندر کھینچتے شعر و یون کو شب آدینہ مر کر کھینچتے</p>	<p>بید کے پتے بھی مجنون پر ہیں خمر کھینچتے ہم تری زلفوں کو دھو کر قطر غنبر کھینچتے آز مٹنے کو تو تالے ہم مقرر کھینچتے آب ہو جاتے جو یہ آزار تھمر کھینچتے قریوں کو سر دین سولی کے اوپر کھینچتے ان تلون کا تیل کھنچتا تو مقرر کھینچتے دام ہو کر مرغ مضمون تار مسطر کھینچتے پہنی بدستی کا خمیازہ نہ کیونکر کھینچتے دوست تھے میرے تو دشمن پر نہ خمر کھینچتے دل شکنے میں ہیں کیوں کے معنبر کھینچتے مستکف رہتے ہیں ہم طے ہیں اگر کھینچتے دسترس ہوتا تو ہم دامن خمش کھینچتے قد کے سودے میں ہیں تصور صنوبر کھینچتے ہم نیمہ اپنی طرف اسے حور یک کھینچتے دام میں مباد میں جو جو کو نہ کھینچتے خمر سے مردہ نہ اہم اسے سکندر کھینچتے شعر و یون کو شب آدینہ مر کر کھینچتے</p>

<p>جانم زنی ذات نہ تھی گور کی انجھائی تھی  دل کی بیماری تھی باجہم کی بیماری تھی  یا نکلتی ہی نہیں یا تو وہ سیزائی تھی  یار سے بیٹے بدی شرط فادائی تھی  ہاتھ کمزور نہ تلوار ترمی بھائی تھی  منبط فریاد بس اب آگے دل آئی تھی  سیلے سے میدانی کے بھرنے کی تباہی تھی  مرد مغلس کو جواہر کی خریدائی تھی  تیرے آتش کوہِ حُسن کی چنگاری تھی  خواب بد میں لے حالت بیماری تھی</p>	<p>بے یخ یار مجھے جان سے سیزائی تھی  کام ہی ہو گیا امید شفا میں آخر  کیا مزا کا لبدِ خاک میں لے روح ملا  یاں مرے پاؤں میں زنجیر تھی وان گوشت  نہ موا میں تو ہے قسمت کا قصور اے قاتل  تالک کرنے سے نہ ظرف کہو جلا د  و اے قسمت کبھی کہو کچھ بھی جو ہم طالع  بوئے مل لب یار کی حسرت ہی لہی  ملور جس برق بجلی نے کیا خاک سیاہ  اکاہ رو تا کبھی ہنسنا تھا نصیب دین</p>
<p>چھوٹ کر عشق کے کیندے سے ہون تنک لے آتش  مکھو آزاد دی سے بستر وہ گرفتاری تھی</p>	
<p>کل جوانی تھی بلا آج ہی آئی ہوتی  مرغِ عشق و طبیعت سے لڑائی ہوتی  سروِ قمری گل و بلبل میں جدائی ہوتی  بجہ جیسا تھا جو دہسی ہی کلائی ہوتی  مانگ کر رہے جو لیتا تو گدا کی ہوتی  نقہ کی طوق تو زنجیر طلائی ہوتی  گھاس اکھڑتی جو چین سے تو صفائی ہوتی  عدل کرتے یہ اگر اُن کی خدائی ہوتی  طوق سے گردنِ قمری کی ہائی ہوتی  روحِ قالب میں غوثی سے سہائی ہوتی  چار دیوارِ عمارت کی گرائی ہوتی</p>	<p>ایڑیوں تک تری چوٹی کی رسائی ہوتی  روزِ بحرِ شب تار یک جدائی ہوتی  قدِ موزنِ فرخ و نگین جو دکھاتا تو نگین  دستِ محبوب کا مر جانے دیا تھا دھوکا  جبین کر دل کو لیا خوب کیا لے شہین  دولتِ اندر سے کرتے ہو طلب دیوانے  بزمِ رنگین میں تری سب سے قدم پہنچا دین  فاتِ باری کو لیا ظلمِ تان نے نایت  چھوٹے بندِ محبت کے گرفتار اگر  حدیثِ ہونا چم اگر غم کو دینا میں  اگر گرا یا جو مر اسل حوادث نے تو کیا</p>

<p>خار پر تھمت آتش حنائی ہوتی آنکھ ہم سے جو لڑاتا تو لڑائی ہوتی</p>	<p>توڑنے آبلے دیوانہ دست رنگین خنگور سے نگہ بے تحہ جیف ہے بار</p>
<p>ان خداروں کی جو بانی یہ مباحث آتش یاسمین باغ میں پھولے نہ سما کی ہوتی</p>	<p>بیرہن تیرے شہیدوں کے کھتان ہو گئے آرزوئے دل رہی ناآشنائے کوش بار</p>
<p>زخم خندان خیرت گھمائے خندان ہو گئے حربِ مطلب اپنے منہ تک آکے دھن ہو گئے چشم عاشق کی طرح آئینے حیران ہو گئے کسے کیسے غائب آباد ویران ہو گئے شعلہ سنی ہو گئے ہندو مسلمان ہو گئے چشم سے برکت تیرے منے مرگان ہو گئے سیکھاروں مجبورہ محبت پریشان ہو گئے شیخ و گل ہم بسر گور غریبان ہو گئے چاک تادامن ہزاروں ہی کریان ہو گئے ابر و قاتل بھی جو دو تخی غریبان ہو گئے یوسف اپنی آنکھ میں داغ عزیزان ہو گئے</p>	<p>سیر نیزنگ جہان دیکھا کئے زندانِ عشق عاشقوں سے ٹیڑھے رہنے کی سزا آخر ملی کیا نفاق انگیز چلتی ہے زمانہ میں ہوا آہ برب داغ بردل بسکے عبرت نے کیا موسم گل کرد بان کی قبائے سرخ نے زخم کھانے کا مرادل کوٹے کا وقت قتل دل نے جب سمجھا ہمارے یادگار فغان</p>
<p>جو چلن چاہیں بلیں آتش تیلن ہونا خمن جب پلید بوس عیب بہمان ہو گئے</p>	<p>کوئے جانان جہن سے بہتر ہے کل قبا پر ہو جامہ سے باہر ہے</p>
<p>اُس کا لقا ہرن سے بہتر ہے کب تو سبیر بہن سے بہتر ہے خلوت اس انجمن سے بہتر ہے نسترن یا سمن سے بہتر ہے ہم کو عزت وطن سے بہتر ہے غرت اس سپر زن سے بہتر ہے</p>	<p>گو رمن بھاگ اہل دنیا سے جہن دہر کا ہے ہر گل خوب پہننے والا نہیں ہے روتے پر فرک دنیا سمجھ جو ان مردی</p>



باز داس کا مکان شکم اس کا نہیں کھلتا کسی طرح سے پھر سب ہے یہ تو پھر ہی ہے وہ مانگے کیا خدا سے چشمہ خضر	دھند کی لوزرن سے بہتر ہے عیب پوشی کفن سے بہتر ہے غضب اسے دل دقن سے بہتر ہے کیا صنم کے دہن سے بہتر ہے
دشمن جان احسب کو جان اس دوستی گورکن سے بہتر ہے	
کون سی شب ہے جو رور کے نہیں کھتی صورت شمع ہون ہر چند فروغ محفل درود دل سے کبھی نالہ جو کر اٹھتا ہون کس کی دیو اب کے سایہ کا مین دیو ہون لاش پر لاش نکلتی ہے ترے کو جب مین بینی یار سے دعویٰ ہے گل زین کو حسن سے اپنے وہ نادان ہولہ آگاہ بوسہ کا اس لب شیرین کے زبان نام نہ عشق محبوب مین غم ہے کسے مرجانے کا طلب آرام کی بجائے گرفتاری مین سب ہجران کی درازی کا گلا کیا کھائے گوش وہ ہے جو سنا کرتا ہے افسانہ سخن	شام ہوئی ہے اودھ چھاتی اودھ بھلتی ہے بات کرنے نہیں پانا کہ زبان کھتی ہے آسمان چرخ مین آتا ہے زمین بھلتی ہے سیری پر چھائیں سے دیوار پر سے بھلتی ہے کیا تماشہ ہے کہ پھر بھی نہیں بھلتی ہے بے حیائی سے گمراہ نک نہیں کھتی ہے آرسی سانس سے اسکے نہیں بھلتی ہے جان جاتی ہے معافی نہیں کھلتی ہے جان جاتی نہیں عاشق کی بلا کھتی ہے کب بھلا خانہ زنجیر مین چھت بھتی ہے خضر کی عمر بھی دو چار گھڑی بھلتی ہے وہ زبان ہے جو صنم نام تراستی ہے
مسائل دولت دنیا ہون اسے کھلتی کچھ قارون سے بھی اوقات نہیں کھتی ہے	
آنکھ پڑے ہی قرار و سبر و طاقت لکے خاک چھائی ہم سب کو جن نے نسل گردا دہر کہا اگر اک شکر لب پر ہو اہون دیکھنا	خال مشکین دہری مین گسے بھقت لکے وادی پر خار سے تلے سلامت لکے قبر روشن گھر بھر کے شربت لکے

<p>چلتے چلتے آسمان سے ہم بھی خلعت لیتے گور میں بھی تیرے عاشق کو امانت لیتے صبح کو کوسے اٹھا کر سمع تربت لیتے کھینچ کر محکوفرتے سوئے جنت لیتے سبز پتے اس حین سے زرد صورت لیتے دائے بر حال آنکے جو دل میں کدورت لیتے ساتھ اپنے ہر جگہ ہم انہی قیمت لیتے سب کے مضمون ہر مضمون فضیلت لیتے</p>	<p>عالم اسباب سے حاصل ہوا آخر کفن نا توانی سے فشار قبر کی طاقت نہ تھی تیرہ بجتی کے اثر نے شام سے گل کھیا ویرہ دل نے گھسیٹا کو بیچ محبوب میں بلغ عالم میں ہے نافتو بخوبی بگڑ کا غم کوئی مومن ہو نہ گل در گل انہی بعد گل گردش چشم عزالان نے تے یادشت میں مصحف خسار کے مضمون ہوا مضمون نہیں</p>
<p>دیکھ سکتے تھے کہاں کافر مسلمان کی نمود کھود کر بت ساز آتش سنگ تربت لیتے</p>	<p>دیکھ سکتے تھے کہاں کافر مسلمان کی نمود کھود کر بت ساز آتش سنگ تربت لیتے</p>
<p>کچھ چھینے مہرہ اٹھائے وہاں مار سے بھر دیے آنکھوں کے کاسے شربت دیلا سے بدھیاں پڑتی ہیں اس گل کے بلند ہوا سے یہ بلا سے بدتر زیادہ ہے شب بھار سے بال ہر ہر کی ہوا آتی ہے کوسے یار سے سایہ بنکر روح لپٹے گی مری دیلا سے رہتی ہے بازیب نالان یار کی رفتار سے پر دے کی آواز سن لیتے ہیں موسیقار سے یہ علاقہ ہے ہمارے نام پر سرکار سے ہوئے یوسف آتی ہے گھر میں مری بلات سے شہد کا حکم فرما دے نہ ہر مار سے رکھتی ہے یہ ہر نہ جب شفا ہمار سے ہنسکے دکھلا دے مجھے زندانِ قہر مار سے</p>	<p>ہے یہ امید قوی زلف رسلے یار سے سا مناجب اس مسیحا کا ہوا ہمار سے نارک اندامی میں کیا نسبت کسی کو یار سے گم ہے ایذا ہو جو کچھ عاشق کو زلف یار سے چاہئے لیکر جواب نامہ قاصد ہو پھر ا بعد مردن بھی رہے گا دل کو شوقِ قصیر ا عاشقوں کے دل کو پیا کرتی ہے شوقِ خرام و جد اہل حل سے یہ منکشف ہو کھو ہوا یا دشاہ جن نے خلعت دیا ہے عشق کا شستری جن جھسا دوسرا عاشق منین گر دیا ہے عشق زلف یار نے خوش ذلت جان سودا گین نقارے خلایق کے باری و امن نظارہ لبریز چرا ہر کیے</p>

<p>صبح کو روئی ہوئی شبنم گئی گلزار سے قتل کرتی ہے یہ شعلہ کی تلک دستار سے گوش گل بلس کی سنتا ہے بزمِ خاں سے یہ تنگ و نہ لیچلے اگر ہم اس گلزار سے لبک کو سیدھا کرو گے بائے کچھ دھار سے مست ہو کر جائیگے ہم خانہ خمار سے بھیک مانگوں زخمیے قاتلِ حری تو ار سے ہم سے یہ جانا کہ نابینا گئیں گلزار سے سامنا تو ہو نگہ کا دلست ویدار سے و معو پ بچ جاتی ہے تیرے سایہ دیوار سے دور کر کے غنچہ سا گھونٹھٹ گلِ رخسار سے بھانسی دلاتا برہمن کو وہ بت زناں سے</p>	<p>شب کی شب میں ہو گئی اس برترِ دل کی دم فنا ہوتے ہیں دیکھے سے تھا را باطن غیر سے احوال پر سی یار کرنا ہے مری دل کو داغ عشقِ حسن آیا زمانہ میں پسند بے سبب مشتِ خزام نازِ صاحب کی نہیں حسن سے ساتی کے حاصل ہو گی کیفیاتِ عشق اگر زو منہ شہادت ہوں ارادہ ہے یہی کی جن آنکھوں نے بلس کی نگہ سے سیر باغ لوٹ لینے کا ارادہ مروم ویدہ کا ہے حشر کی گرمی میں تو یاد آئیگا اسے نصیر ار خارِ خارِ دل سے جاتی ہے ہماری جانِ بار آنکھِ رغبت کی اگر مری طرح سے ڈالتا</p>
---	---

نہیں آتی ہے کس آتشِ فراقِ یار میں

غلاب کو نفرت ہے اپنے دیدہ بیدار سے

<p>بلس مست کی صورت سے گلستان چلیے رات بھر کے لئے گھر میں مرے مہمان چلیے پچھے پچھے ترے اے عمر گریزان چلیے مہند سے کوچ جو کیجے تو بدخشان چلیے تیغ کی طرح سے میدان میں عریان چلیے ٹھنڈے ٹھنڈے طرف کو غریبان چلیے کس سے کہتا ہے وہ فارنگِ ایمان چلیے ہتھ رہتا ہے یہی پانوں کو ایمانِ دان چلیے طوق و زنجیر ہیں لیجئے زندان چلیے</p>	<p>کوچہ یار میں چلیے تو غزلِ خوان چلیے دن کو ملتا نہیں وہ ماہِ سننیں تو کہتا پانوں میں تار ہے رفتار کی طاقت باقی زلزلت میں لعل لب یار کا شوقِ ہر دل سوقِ صحر اکا جو ہوتا ہے تو کہتا ہے جنوں دم فنا کیجئے ایسا نفس سرو کے ساتھ کا فرشتہ فرشتہ کی سننیں سنتے ہیں، اکٹھ سے اکٹھ چھڑا کر وہ گئے ہیں جب سے رہنا جوشِ جنوں سلسلے بہار گل میں،</p>
--	---

	زلف کے سودے میں کمر بستہ کی آتش میں بہت دیکھ چکے خواب پریشان چلے	
<p>برنگ آئینہ انسان کی قسمت ہے اگر سیدی زمین پر باؤں رکھ کر آسمان پر ناز کرتا ہے سرسنخ و زکوہیت دنیا جھکاتی ہے نہ پستی و بلند ہے نہ ایسے پھیر کے رستے نہین رنور آوری میں بازوئے قاتل کی شک پر گز میں از مردوں بھی حسرت باقی رہتی ہو گئی اثر کرتی نہین تعلیم تیرہ روز گاروں کو کمر لگی صاف چلن اُن باؤں کی گرمی صبا محبت ہی ہمیشہ کاملہ کو راست بازوں سے غریب آزار کا انجام کار اچھا نہین ہوتا</p>	<p>موافق ہے زمانہ دوست دشمن کی نظر سیدی مگر کھوکھو کر سے چرخ پیر کی ہوگی کمر سیدی نہین دیکھی حرمین جتنے شاخ بارو سیدی حدم کی راہ سب راہوں سے ہو اے بجز سیدی کمر کی صاف دو کمرے پڑی تلوار اگر سیدی کد میں کدے میں پیران خم گشتہ کمر سیدی دوسرے سیدی ہوئی شانے کی دھڑلے ادر سیدی کمان کش کر گئی جب پھر وہ ہوگی آگ سیدی کمر میں رکھتے ہیں تلوار رات بستر سیدی بس اب اسے آہ چرخ پیر پر بھی نہ کر سیدی</p>	
	جو سحر میں یاری آتے ہیں بک جاتا ہے آتش نہ اٹھی ہی سمجھتا ہے نہ وہ نہ رشک کمر سیدی	
<p>چشم اشک آلود عاشق اُس میں موتی جھیل ہے خوبصورت جن کو کہتے ہیں وہ عزراہیل ہے واسطے عیسائیوں کے مطلب انجیل ہے گل جو ہے ننگ سخنان ہے سرو جو پریل ہے ماؤ تابان کون سے دروازے کی قندیل ہے روز اُس یوسف کی کو میں عید اسمیل ہے چار دن میں رنگ رخسار چمن تبدیل ہے لیلی و شیرین سے ٹکڑوں میں تفنیل ہے پا جو ہے بے گفتش ہے سر ہے سو بے مندیل ہے</p>	<p>کوچہ تیرا عشق باغ اسے یاربے تاویل ہے آفت جان سامنا اُس کا ہے انسان کیلے مسیحی تو ریت موسائی سمجھتے ہیں تجھے اہل ہ قمری ہیں تالان راو کوئے یار میں گرد رہتے ہیں ستارے رات بھر پروانہ وار جلوہ قربانیاں عشق کس دن دان نہین کیا سمجھ کر لبوں کو مچھنے اُس کے ہے عشق عشق بازی میں ہیں فرہاد و مجنون کج فراق بے سرو پای نے پایا ہے یہ عالم میں رواج</p>	

بادشاہ وقت اس کے شیفین میں اے صنم شعر المامی یہ پہونچاتی ہے وہ لانا تھا وحی راہ پر لاتے ہیں جب گمراہ ہو اسے آسمان ہو کہ دیوانہ ہے حاضر ہو دے باز نگاہ میں عشق کے غم سے کوئی نعمت نہیں لذت شربت منظر ہے جہنم روز و عدد و دیدار کی	کیسوں کا تیرے سودا مہند کی تحصیل ہے فکر عالمی منزلت بھی ہمارے جبریل ہے بیشتر جمنے بنایا ہے جو بگڑا نیل ہے لڑکوں کو جھپٹی ہے روز جمعہ کی تقیل ہے نوش کیے اس غذا کو جس قدر تحلیل ہے گوش مشتاق صدائے صور اسرافیل ہے
---	---

بیشتر عشق و جنون کی سیر کے قابل ہو  
شیر کے مانند آتش بجھ میں زو فیل ہو

کیف مے نے سرخ و دہخ کرویا عجب سے تیرے سو دین کھلونا بن گیا ہے اے پری بارغ عالم میں ہو تسکین خاک مجھ سہار کو سامنا ہو تا ہے بے تیرے ہوائے آرام جان دیکھتے ہیں زور اپنے ہاتھ کا وہ آج کل تم اندھیری رات میں الٹو جو چہرے سے نقاب رعشہ پیری عھاتن کو گریہ طفل سے قہر چامتا ہوں یا ر کو بیش نظر آنکھوں پہر کیسا گر دیکھ کر کہہ میں خط سبز یا رہ حلقے ان آنکھوں کے بین لین ابرو دشت چھا جسم خاکی ہو گیا داخل گردے میں گور کے حسن اگر چلنے لگے عاشق تو لڑی کا جلن جان بھی عشق بازی میں نظر آتی نہیں بوسہ دینے کا نہیں ہرگز زندان کا دھن یار کے رخسار روشن پر ہے اشتان کا عجب	آتش گل کس مزے کیسا تھ بھڑکی آب سے کھیلنے آتے ہیں طفل اپنے دل بستان سے اک زرخندان سبب سادو لب شبنم غاب سے مردم دیدہ چل لیتے ہیں آنکھیں خواب سے جن عاشق ملے سنجہ کرتے ہیں قصاص روئے کر شک ہر فردون کو کجا دے خواب زلزلہ سے ڈھکیا بج کر یہ گھر سیلاب سے ماگتا ہوں رات پروانے سے بن رطل سے کشتہ اس بوٹی سے ہو گئے سیکر دن بیکار خوبصورت جیسے ہو ماتا ہے درخواب سے کھچلی آخری کشتی جذبہ گرداب سے بک مردہ کا فن ہو جاو درختاب سے دوستی رکھتا ہے دل اک دشمن اجاب سے کشتہ ب محروم بھرتا ہے چہ بے آب سے کیونکر انجم بیش اے ہمارے عالم تاب سے
--	---

<p>دل نے اسے آتش کیا داغِ محبت کو پسند ساتھ جا دیگی یہ شے اس عالمِ سبب سے</p>		<p>گل سے افزون مری آنکھوں میں ہیں جو کانٹے شیفتہ سبزہ خط کا نہ ہو اسے دل ہرگز ہفتین دل نہیں اک آبلہ سا لیتا ہے نہ تو بیل نظر آتا ہے چین میں نہ تو گل کام اک آبلہ کا اُن سے نہیں ہوتا ہے بد سرشتوں کو نہ نیکوں کا اثر ہو ہرگز گرم رفتاری سے ہر آبلہ اک انگڑ ہے نہ از خشک کے ایمان کا یقین ہو کیونکر یا خراشی ہے مری کو کہنی سے افزون باغِ عالم میں جو راحت ہے پھر رنج بھی ہے ایک دن دعوتِ جہانہ لیلیٰ ہوگی دیکھتے ہی آنکھیں تلوے مرے کھیلانے میں خارِ غارِ عمِ اُلفت کا اثر کیا کیئے کیا سمجھ کر آنکھیں خوش چشموں سے بندھتی ہے جو نہ دے رنج کسی کو اُسے ہوتا نہیں رنج</p>	
<p>بار وادِ غیار کو روپوشی ہے مجھے آتش گل ہی یان سامنے آتا ہے نہ برو کاٹے</p>		<p>وہم ساک اسے بت مژدہ پر یان میں ہے سُخِ امین وہ سرا پا نورِ یار میں ہے مہم کے جامہ کو بھی دیکھا تو ہر آنکھ مہجِ عنبر ہے کہ سیلی ہے شکم پر پار کے</p>	
<p>نام کو میرا تن رنجورِ یار میں ہے داغِ سینہ یان چرائے طورِ یار میں ہے سخت دیوانہ ہے جو مسرورِ یار میں ہے نات ہے یا چیمہ نہ کا فوریہِ یار میں ہے</p>			

<p>روح قالب میں نہیں زبور پیرا میں ہے          بوئے آب سدرہ کا فور پیرا میں ہے          قالب بجان کے منظور پیرا میں ہے          مارے کا گل زخم کا انگویرا میں ہے          نور کا عالم تراے حور پیرا میں ہے          تار پیرا میں تن زبور پیرا میں ہے          تنگ ہے غم تو گل مسرور پیرا میں ہے</p>	<p>نیش سی لگتی ہے ٹھنڈی سرفراز میں          عطر کیا ملتا ہے غافل آخر کار ملک دن          یار کی تصویر پوٹاٹاں تو کتا ہے وہ شونہ          چار دیواریں ہے یاں لباس خستہ تن          شبہ ہو جاتا ہے محکو شمع کا فوس میں          نالوائی سے ہے بیکان ظاہر ہواں مرا          عالم منیرنگ ہے دنیا طبا کے مختلف</p>
<p>مصرع رقت کو پڑھئے کیرے آتش بھلائیے          ہے قبا میں عقراب اور زبور پیرا میں ہے</p>	
<p>دکھلائے آفتاب کی صورت تحریر ہے          یوسف سے بھی عزیز تو ملی پسر مجھے          دکھلا رہے ہیں اپنے شکوے تجھے          جوش جنون پری کے لگانا جو مجھے          دیوار بھاندی بند طاہر جو مجھے          رکھتی ہے پیچ دتاب میں نازک مجھے          ہوا تھا خط شوق کا خود نامہ بر مجھے          تیری خبر سنا کے کہا ہے خبر مجھے          پہچانتا ہے خوب وہ رشک فر مجھے          میرا دہن ہوا اگرہ نیشکر مجھے          عینک کی طرح رکھتے ہیں میں نظر مجھے          و انتون سے کھولنی گرو نیشکر مجھے          رکھتا ہے شوق کبہر میان سفر مجھے          اگر دن و بال ہو گئی ہے بوجھ سر مجھے</p>	<p>پیر می میں آئوہ رخ روشن نظر مجھے          خال رخ صبح ہے مد نظر مجھے          اسے تو نہال تو بھی دکھا چشم زکسی          جاتا ہوں اڑ کے شہرے سحر بہا میں          بے قصر بار میں گئے آیا نہیں قرار          گم ہوں خیال میں دہن ناپید کے          قاصد کی طرح قتل جو کرتے تو عید تھی          کا خون نے میرے یار مرے ہوش ادا دیے          رسوا چکوستے ہوں ہوا اسکے عشق میں          لب بند ہو گئے لب شیریں کے صوفین          کس سمت کا خیال ہوں سران پا          پیری میں چپ سلی جو ندونی تو آئی یاد          برسون سے میں خواب ہوں دکلی تراش میں          سودے میں تیغ ابرو خود اریار کے</p>

<p>دو لوزن جہان کے کام کار کھانا عشق نے  واماندگی سے میری نہ لانا ہوا ہے ہر  مشتوق تھے غرور سزاوار تھا تھیں  حلقوں سے زلف یار کے تھرا رہا ہون میں  ملتا نہیں ہے دل سے بھی میرے مل مزاج  طالب نہیں ہے دولت دنیا کا دل مرا  جب دیکھتا ہے یا ر تو ہے دانت پستا</p>	<p>دنیا و آخرت سے کیا ہے خبر مجھے  منزل میں سب سے دیکھو تو پیشتر مجھے  شکوہ نہیں ہے تم نے نہ پوچھا اگر مجھے  بھانسی نہ دین کہیں ہی رہتا ہوں در مجھے  صفت کا تیری بار ہوا ہے اثر مجھے  اُس سیم تن کا وصل ہے غصہ دل مجھے  ڈوبوں گا میں ڈوبے گا آب گہر مجھے</p>
<p>شمسیر خارجی نہیں ہوئی کی کارگر  حب علی کی کافی ہے آتش سپر مجھے</p>	
<p>چمن کارنگ تجھ میں اسنی آنکھوں میں بدل  مشتب تاریک مرتد دیکھتے ہی یاد کو دیکھے  ہزار دن حسرتوں کے روز و شب ہوتی ہیں جلی میں  بدن سے بار کے نرمی میں کچھ نسبت نہیں اسکو  قدم رکھے تو گل در گل رقیب رو سیہ ہوئے  سوا تیرے کسی کا دھیان آتا ہو تو کا فر ہوں  بنایا ہے اسے شاید کہ دو وہ دغ غل سے  جو عالم حُسن رکھتا ہے تو حالت عشق غلت کر  جو روتا ہوں تو دو دو دن میرے آنسو نہیں تھمتے  فروع ظاہری کہ تپے کیا باطن کو روشن کر  پونجی ہے مجھے ہر صبح بے کوشش مری روزی  وہی عالم ہے اب تک خاکساران محبت کا  ہوا ہے آج مجھ کو عشق میں لیلیٰ کے دیوانہ  اند میری رات میں دیتی ہے دھوکا روشنی مجھ کو</p>	<p>چراغ لالہ چشم غول ہے گلزار جنگل ہے  دم آخر ہمارا عاشقی کا روز ادل ہے  نہیں معلوم بل ہے یا میرے پہلو میں قتل ہے  جو مغل وہ شکم تانات ہے تو طاٹ مغل ہے  اگلی میں یا ر کی ایسی میرے اشکو نے دل ہے  دو لی جس دل میں ہے وہ دل نہیں چڑھا دل ہے  ہزار دن گل پھیلاتا یار کی آنکھوں کا گل ہے  کہیں زلف سلسل ہے کہیں اشک سلسل ہے  ہجوم یاس سے ابر مرہ سادہ کا بادل ہے  طلائی کو کہ مطلب سے خارج خطا بدل ہے  تو کل آدمی کیواسے گویا سو گل ہے  وہی نقش قدم کی خاک پیشانی کا صندل ہے  یہ زنجیر اس کی گردن میں مری طفلی کی بکری ہے  فروع حُسن سے کس کا رخ پر نور متسل ہے</p>



سلسل ہوں میں دیوانہ دردندان مقفل ہے یہ مقفل کا نہیں محتاج وہ محتاج مقفل ہے جسے ظل ہما کہتے ہیں دردیشوں کا کنبل ہے کہ جس کے سامنے آگ مختصر نسخہ مطلق ہے	ہزار آئی ہے ہنگام جنوں ہے کپڑے پھلتے ہیں تفاوت ہے بڑا آئینہ و آئینہ رومین فقیری جس نے کی گویا کہ اُس نے بادشاہی کی کتابی چہرہ پر زلف پریشان ہے وہ مجموعہ
---	---

لب تاب جوین جتنیک دکھتا ہے دہن سیرین  
قناعت شہد ہے آتش ہوا و حوص قنفل ہے

پیرہن تن پر مرے گرمی میں بلا پیش ہو سے نفل میں بار پر خالی مرا آغوش ہے بار خاطر زندہ ہے مرودہ بال ووش ہے نافہ لیلیٰ روان ہے پر جس خاموش ہے اسے صنم اندر کہہ سکتے ہیں پردہ پوش ہو موسم گل تک گریبان بھار نہ کپوش ہو نیم راضی کا نشان یعنی لٹکا پوش ہے قصر تن کے ڈھانے کو سیلاب کا پوش ہو توڑتی آخر کمر کو حسرت آغوش ہے عہد میں میری زبان نایاب عتقا پوش ہے طوق کا حلقہ بری کا حلقہ آغوش ہے لب تو ساعز پوش ہیں پردل مرغون پوش ہو رات اندھیری ہے چراغ خانہ نکلا پوش ہو	ہاتھ مشتاق گریبان ہے جنوں کا پوش ہو وہ دھون بیکابی پر بھی صورت خالوں و شمع کشور خوابان میں مرگ درست دونوں ہیں تو جان باقی ہے و لیکن آہ دل کرتا نہیں کوچہ و بازار میں رسوا نہ کر عاشق کو تو عاطل اتنے تو بکار خویش ہم دیوانے ہیں حال دل سنکر وہ چکا ہو رہا میں خوش ہو روتے روتے پانی ہو کہ یہ گیا آخر کو میں صنعت پیری سے نہیں ہو تاجتھنا سا کاغذ درد دل کہنے کی خرچہ کو نہ سننے کی اسے ہوں وہ دیوانہ گرقاری ہے جس کو زندگی موت کا سامان ہے بے یار سامان نشاط گور میں کیونکر قوی ہو دے نہ اسید و صل
---	--

ناگوار آتش ہے اپنی ہمت مردانہ کو

باندھنا مضمون غیر آتری ہوئی یا پوش ہے

گردن قاضی میں دست رند ساعز پوش ہے تنگ اس گل کی قبلے بھی مرا آغوش ہے	فصل گل ہے خون حیف دخت رند کا پوش ہے یار سے دست و نفل ہونا ہے عتقا کا شکار ہے
--	---

<p>حال دل ہوتے ہیں حسرت کی تنکا ہون سے بچا پشت بردیو ارجحرت ہین ہزاروں صورتیں جامہ ہستی جہون میں مثل گل پرزے اڑا موسم سرما میں رُ لو اتا ہے پہلوئے تہی وصل کی شب کھوئی شادی مرگ ہو جان زلا غرض الفت کا مال کار ہے عاشق کو موت مردہ کس بیکس کا دریا میں بہایا جا کیگا گفتگوئے اہل خلعت کی حقیقت کچھ نہیں اہل دنیا حال ہم دیگر سے کیا ہون مطلع یار سرگرم خرام تازہ میں موجِ حال عج تنہائی میں بھی چلا کے رو سکتا نہیں</p>	<p>میری اس کی گفتگو میں اب زبان خاموش ہے صاحب آئینہ خانہ آج تک روپوش ہے سنگ یان بہر شکست شیشہ سے کا جوش ہے اب کت دریا میں پر میرے بالا پوش ہے تنگ مردے پر ہماری گور کا خوش ہے جب شرابی کو زیادہ نشہ ہو بیوش ہے جس جباب بھر کو دیکھا سراپا دوش ہے حوا میں چلائے ہر چند آدمی خاموش ہے مجلس تقویر میں کس کو کسی کا ہوش ہے گو ہر جان گرامی صدقہ پا پوش ہے لوگ کہتے ہیں درد دیوار کے بھی گوش ہے</p>
---	--

گل ہر اک سا غنیمت بل ہر اک غمہ طراز  
سیرِ آتش چلایاے نائے پوش ہے

<p>باس رسوائی سے دل پر مردے کا سا بھر ہے خساف میرے آنسوؤں کا تار ہے اسکی جڑی پہلے پردانہ سے مخزنِ رخ میں لگتی ہے اک گوچر محبوب میں خانہ کعبہ میں شنج مصنعتِ رخ کی تلاوت میں ہولے دم فنا کان کھولے رکھتے ہیں کُن لکھائے اسکی</p>	<p>صنبط نالہ ہجر کی شب میں فشارِ قبر ہے ویدہ ترکا کسی عاشق کے دواں اب ہے بے تالِ حُسن بھی ہے عشق اگر بے صبر ہے بتکہہ میں بدہن آتش کدہ میں گہر ہے نور سے ایمان کے روشن ہمسایہ ہے اختیار آگے تراب ہجر تکو جبر ہے</p>
---	--

شعل سے خواری میں جل کے آتش کیجئے  
فرشِ سبزے کالب جو ہے ہوا ہے اب ہے

<p>وزن تیغ و لوزن کے دم شمشیر سے پیکے وہ حُسن جو انی ہے تر الفل کے مانند</p>	<p>کیا کیا نہ گمان دار تو سے تیرے پیکے دیکھے سے جسے رال لب پیرے پیکے</p>
--	--

<p>مصنوں ہے زلیں جاندی قصور سے ٹپکے  شبنم سی وہ حجت شامت تقدیر سے ٹپکے  رنگ شفق اس سفت زمین گیر سے ٹپکے  آنسو بھی نہ اندیشہ گلگیر سے ٹپکے  یون شیرہ جان جس کی کدھر سے ٹپکے  قطرے ہوئے دانے مری بخیر سے ٹپکے  خون بھی مژدہ عاشق دگلیر سے ٹپکے  آب ابرو خدا کی شمشیر سے ٹپکے  آنسو مرے حالات کی تحریر سے ٹپکے  نادم ہو پیدہ رخ گلگیر سے ٹپکے  کوڑھی کی طرح نومی تقدیر سے ٹپکے  اس تابش خورشید کی تاثیر سے ٹپکے  مے چشم کباب دل نخبیر سے ٹپکے  رنگ ارناں نالہ رنگیر سے ٹپکے  یہ فیل سیہ مستی کی تاثیر سے ٹپکے  ربنی ہو تو زنگر یز کی تدبیر سے ٹپکے</p>	<p>دیوان میں ہمارے ہے مرقع کا سا عالم  شب باش ہون سایہ تلے یکے میں ہلاکت  سیرنگی ہی بد نظر گو سحر و شام  گدوائی ہے سرشخ جو ثابت قدمی سے  وصف لب شیرین وہ کرے اپنی زبان سے  آہن کو کیا آب تب مار خون نے  غصہ سے بھی کرے لہجہ زرخ آنکھوں کو صفا  پونچھے نہ بخون پر سے جو مال پسینہ  جس نے کہ لکھا انکو نہایت ہی وہ ہویا  گدوائے جو باشخی سے سیریں لڑتے  دیکھے نگہ بد سے جو میلے لفسون کو  مے ہم سے غریبوں نے پی سیکر ڈون بھو  اس مست کے ہو تیرنگہ کا جو نشانہ  اشل شفق جھج وہ مر آئے لب بام  گر ابر سیہ جھوٹا آتا ہے تو بر سے  سیرنگ زمین ہو تو اسے کیا کرے شاعر</p>
<p>مصنوں کہو آتشِ احنین یا آمِ احنین بھو  ہاتھ آئے ہیں دو پار یہ تقدیر سے ٹپکے</p>	
<p>خاطر دستِ نایان خاطر دشمن ڈٹے  سر کو چھوڑوں میں صراحی کی جو گون ڈٹے  سجدین بنے لیکن دیر برہن ڈٹے  شیشہ رنگ گلِ دلا دوسوں ڈٹے  مستحق خار سے ہو پاؤں میں سوزن ڈٹے</p>	<p>تیرہ تارِ جہان ہو دل روشن ڈٹے  آہ کھینچوں جو بیا کو کبھی ٹھیس لگے  مصعف رو سے ترے کفر کی بنیاد ہی  ادب سنگ کیا بادِ ظلم نے پیدا  خاکِ دریاں جو گھون درود گریدہ ہوں</p>

<p>ہوں میں وہ کشت بچے برق سے لائیں اگر شاہد حسن کی بیدار گری سے ہے یقین ہائل منزل معقود سید بختی سے اڑا پیکے پر دے جو اڑنے سے گریساں کچھ سایہ سان لگ علی دیوار سے تری جو نگاہ پشت پانگ کو لگائے تو متعزاجا سے جلوہ یار سے داغ دل بیتاب ہوں دور کو چہ یار کی زمینت ہے مری چشم پر آب اہل دنیا کی خرابی ہوئی ظاہر ہو چکا اُس روخت میں لائی ہے پیادہ قہمت</p>	<p>شکر مور پے غارتِ خرمن ٹوٹے پائے ست کو چھوے دست بہمن ٹوٹے یا امی کمر افنی رہزن ٹوٹے بہمن نہ اب سلسلہ جنبش دامن ٹوٹے بجلی بن بن کے ہر اک ذرہ دردن ٹوٹے سر پٹھے تو در قلعہ آہن ٹوٹے کشت پر یاس کے بقیہ شرافکن ٹوٹے رونق باغ کمان جب چہ گلشن ٹوٹے نظر آئے ہو کین گنبد مدفن ٹوٹے گر سوار آئے یقین ہے ہم توں ٹوٹے</p>
---	--

آرزو ہے ہی آتش کی خدا سے لے دوست  
تیری پالوش سے اک دن سردمن ٹوٹے

<p>اصلی ہے ایسی زمانہ میں کچھ ہوا اُلٹی بیان حالت دل پیش یار ہونہ سکا نہ روز ہجرتی کچھ خوب ہے نہ شام فراق نگاہ ناز ہے تر چھی کچھ اُس قسم کی نین ہمارے خون سے ہوئے دست پا قال سُن کسی طرح سے نہ تو ظالم حسرت و یاس خلاف وضع ہے انسان کیو لے میوب شب فراق میں میں نے جو بھلایا ہے گلہ ہے عشر کے دن ہم کو سخت جانی سے</p>	<p>کہ سیدھی بات سمجھتے ہیں آشنا اُلٹی ازبان کبھی نہ دمِ عمر من مدعا اُلٹی کلمیم بخت سیدھی ہوئے با اُلٹی خلاف عشوہ و انداز ہے ادا اُلٹی نصیب اپنے پھرے قسمتِ خانا اُلٹی در قبول سے فکر آگے سرد دعا اُلٹی بدن کی زیب نہ ہوئے کبھی قبا اُلٹی خیال وصل میں ہیرون نہیں دوا اُلٹی ہزار بار بھری آن کر قضا اُلٹی</p>
--	---

نگاہ یار کی بھرتے ہی ہم سے لے آتش  
زمانہ پھر گیا چلنے لگی ہوا اُلٹی

<p>منزل ہزار سخت ہو ہمت نہ ہاریے          پھل کیے نہ ہاتھ نہ دامن پساریے          در کی طے سے جھٹتے ہیں خاک نیاریے          استر ہوئی ہیں زلفین نہایت سنواریے          اک عمر میری خاک کو بھانین گے نیاریے          زلف سیاہ پر تری سنبھل کو داریے          کون آتشائے حال ہے کس کو بکاریے          چین چین کو قفل جہان پر ابھاریے          آئی ہوئی بلا ملی مسدودہ آئاریے          بس خاک میں ملا چکے چلیے مدھاریے          چلائے جس کی طرح سے پکاریے</p>	<p>سر شمع سان کٹائیے پردہ نہ ماریے          معصوم کا جو ہے سودہ پیر نیکیا آپ سے          طالب کو اپنے رکھتی ہے دنیا اول و آخر          برہم نہ ہو مزاج کسی دقت آپ کا          ہو جو رنگ در دے دی نعمت طلا          زکس کو صدقہ کیجئے سبب راجہم کے          تنہائی ہے غریبی ہے صحرائے خار ہے          لے ماہ ناز ہے یہی اُس شاہ حسن کو          تبدیل در و دراصل سے فرقت کی شہجائی          ستم فاختہ بھی پڑھ چکے ہم دفن بھی ہوئے          دکھلائی دے جو آنکھوں کو پوسے گمان</p>
--	---

نازک دلون کو شرط ہے آتش خیال یار  
 شیشہ خدا جو دے تویری کو اتاریے

<p>سر نقد ہے اگر مرگان کا خیر تیر ہے          آج کل جوش جنون کا اپنے لوہا تیر ہے          جیسے حیوان چین پیسا نہ کمر تیر ہے          آتش بہمان اس آب اشک میں آمیز ہے          فتنہ انگیز آہ سب نالہ بلا انگیز ہے          آسمان سے بھی سوا یان کی زمین خور تیر ہے          کہنہ گرگ اس بوستان کا سبزہ نو خیز ہے          خط پیشانی ہمارے پاس دست آور تیر ہے          جوان قاصد سے درو دیوار رنگ آمیز ہے          قفل مینا نہیں ہے شور رستا خیز ہے</p>	<p>یا رفاقت ہے تو کس کو موت سے پرہیز ہے          تو دے ذخیرہ تہی مثل تار عنکبوت          طول عمر خضر دے تم کو خدا سے پیچو          روئیے جس جا یقین ہے وان سے پل ہو چار          زندگی کی کونسی صورت فراق یار میں          سر کو لیکر ہاتھ پر رکھ کو چہ قاتل میں یافز          افنی رہزن ہے سنبھل جن کے گلزار کا          کاپ قدرت سے اپنی گفتگو ہے روز حشر          پر زے اڑتے ہیں ہمارے خطائے کھئے یار میں          یارین ساقی قیامت ہے مجھے ساعر کشی</p>
---	---

<p>وہل کی شب ہے بیاہجر کا لبریز ہے عشق سے نفرت ہے بلکھن سے بھر ہے وقت شب ہے ابر ہے صحرائے آفتاب ہے کوہکن اٹس پر مرے جو کشتہ پر دہر ہے شہرہ آفاق خون خلق سے چنگیز ہے تو من جالاک کو کیا حاجت ہمیز ہے گوش فل نا آشنائے حرف شوق آمیز ہے الحذر اسے آستین یہ آب آتش بیز ہے</p>	<p>زہر کھانا ہے نہ پینا اب شراب شوق کا غیر سوا کی کبھی ان سے نہ کچھ حاصل ہوا منزل مقصود تک اللہ ہیونجا ہے بہین عشق کی نیزنگ سازی کا بیان کیا کیسے ظلم کرتے ہیں بتان سنگدل بہر نمو د فکر کی وقت سے یان طبع روان آگ نہیں بلبل بتان کے نالہ سے یہ آتی ہے صدا اشک کے شامل ہے خواب دل ہوا غ بھی</p>
---	--

تختہ بارہ کی طرح ہے حال دل آتش تباہ  
بمیرا سی لہو دریائے طوفان خیر ہے

<p>سیر گلزار میں دامن سے مرے خار لے رگ گردن سے مری خنجر و خوار لے بھون نہ ٹیر مری ہو جو زلف سیاہ لے بھر سلجھتے ہتھین جب آنسو دکے تار لے سفیل الطیب کے ہو ہو کے خیر لے دامن سیل سے خار سردیوار لے سینہ میں مورت موئے سربار لے مجھے کافر بھی نہ جھگڑے نہ دیندار لے صحبت گل سے دل ملل گلزار لے دن کو دو چار کے رات کو دو چار لے صاف سو بار وہ گیسو مویں سو بار لے</p>	<p>کو چہ یار کے نظارہ میں اخبار لے پائے قاتل پر آہی سیر مغز و جھک لے چین چین پر نہ ہو ہر حید و ابر در لے فرصت وقت ہے تدبیر کے خاطر لازم لے باغیاں لڑن سے ترے شیعہ زلف لے گل جوش اشکوں کا یہی ہے تو یقین ہو دلگو نا توانی نے یہ دم بند کیا تار نفس لے کفر و اسلام سے آزاد ہوں بے قید و ہین لے ردائے رنگین سے ترے باغ میں ہوا بوناب لے کو چہ یار میں نہ کلام رہا غیرون سے حج کو ایک طرح پر نہیں ایک خطہ قرار لے</p>
--	---

نیشہ گر کرتے ہیں بند اپنی دکان آتش  
کس کے دیوانہ سے لڑے سرباز آتش

<p>سرد درم بیمار کو نقل مکان درکار ہے          قصہ خوان کے بدلے یان حسین خاں درکار ہے          کشتی تن کے لئے بھی باد بان درکار ہے          یاد کو سپر بہن آب روان درکار ہے          ایسے دلوں کو زنجیر گر ان درکار ہے          ساتی دسے سبزہ و آب و ان درکار ہے          صاحب تاثیر کو کیا تر بان درکار ہے          رهنما کو مفت مل کاروان درکار ہے          ولان نہ کچھ منظور تھا ہونے یا نہ درکار ہے          ترک حُسن یا رکھتے تیرکان درکار ہے          وہ جگہ دیکھو نہ مری ٹہی جہان درکار ہے          کہہ خدا سے مجھ کو اک سرور ولان درکار ہے          حُسن کو رشک بہار گل خزان درکار ہے          آسمان لے لے جوشت آتھوان درکار ہے          بہر فکر شعر اک تنہا مکان درکار ہے</p>	<p>منزل گو راب مجھ لے آسمان درکار ہے          ہجر کی شب میں کمانی سے کوئی اتنی نہیں          ساحل دریائے ہستی ہے کنارہ گور کار          دیکھئے کس نظر ہ باز کا دل ڈوب جائے          کچھ عمارت حشر ماست نہیں جزو کار          آدمی کو واسطے کچھ اور ہووے یا نہ ہو          سیرام عرش کی دکھلاتی ہے دلی تڑپ          قیمت دل ان بتوں سے کیا سمجھ جائے          خالی باغ آئے ہیں خالی اتم ماست جائے          ابرو و مژگان ماست جو تو سمجھے اسے          شہر و صحرا میں پھر کرتا ہوں اس امید پر          میری پامالی اگر مقصود ہے لے آسمان          سبزہ خط کے تاشے سے مجھے ظاہر ہوا          چاہے سگ کو دے اسے چاہے ہاکو دے اسے          بیشتر بندھے ہیں مصنون ہم آغوشی یا</p>
<p>نالہ بلیل کو سن کر کف نہیں کرتا کبھی          گوش گل کے واسطے آتش زبان درکار ہے</p>	
<p>جین سے صبح مہ عید آسکار ہوئی          زیادہ تر شفق شام سے بہار ہوئی          ہمیں حرارت قلب آتش چہار ہوئی          گھٹائیں چھوٹ بسین برق بیکار ہوئی          سفیدہ صبح کا تار کی مزار ہوئی          ہوا کے گھوڑے کے اوپر نزل سوار ہوئی</p>	<p>شب برات جو زلف سیاہ یا رہوئی          یہ سُرخ نشہ میں چشم سیاہ یا رہوئی          تپ درون نے نہ کھا نشان تک باقی          گزر رہا جو کبھی مر قد غریبان پر          شب فراق کی ظلمت جو آئی کو دین یاد          پیادہ پا جو چن مین بہا رکود دیکھا</p>

<p>شب فراق مجھے نیل کا شکار ہوئی ہماری روح لحد میں جو بیقرار ہوئی حنان مرگ نہ انسان کے اختیار ہوئی وہ کاہ ہون کھر کوہ پر جو بار ہوئی تڑپ گیا میں جو تلوار ابدار ہوئی بلند و پست بہت راہ کو ہمار ہوئی نہ کی وہ بات جو دشمن کو ناگوار ہوئی</p>	<p>بڑی خرابی و جاننا ہی سے اسے کاٹا زمین کو لرزہ آئے گا چرخ کو چکڑا شب فراق کے صحنوں سے جان بچ جاتی وہ کوہ ہون میں پر کاہ ہے گران چسکو بھری ہے دل میں زبیں نازد شہادت کی یہ کیسا قیشہ سے فریاد نے اسے کاٹا دفا سرشت ہون بیوہ ہے دوستی میرا</p>
--	--

سنا ہے قصہ مجنون و وامق فساد  
کیکو ماشقی آتش نہ ساز و ار ہوئی

<p>باغ فردوس میں ہے پہلو حور اخالی کون سا دل ہے سنیں حسین تری باخالی آنکھ اٹھائی تو کیا عالم بالا خالی ناز و انداز سے ہے صورت زیبا خالی میں نے مر کر بھی کیا یاروں کا بالا خالی نظر آیا یہ مجھے گنبد مینا خالی نہ ملی بعد فنا گو رہیں بھی باخالی فقتہ سمجھ نہ مرے حمد میں دنیا خالی سو کھ مانتے ہیں کون میں ہوتے ہیں دنیا خالی گھر کے گھر کرتی ہے وہ رنگس شہلا خالی مجلو دل گھول کے رو نیکو ملی باخالی پائے محبوب میں جائے فلک باخالی</p>	<p>عم نہیں کوئے تان میں جو سنیں باخالی اے صنم مر و وفا سے سنیں دنیا خالی نیچی نظروں سے ہوا اسکی زمانہ پامال شب تنہائی میں کیا گرم ہو پہلو اس سے دیکھ کر جان نکلتے ہوئے بھاگے اغیار گردش چشم کہاں گردش ساعز بھی نہیں نکھے پہلو میں ہر اک نام کے ستر ستر سر بجفت کو چہ جلا دین حاضر ہوں میں پیا س بھتی سنیں سستی الفت کی تہے گردش چشم سنیں گردش افلاک سے کم شکر کس شکم سے کروں گوشہ تنہائی کا جوش کھایا جو مرے خون نے سنیں ہش</p>
---	---

سمجھے آتش نہ کوئی آدم خالی کو حقیر  
نہیں اصرار سے یہ خاک کا پتلا خالی



<p>موت مانگوں تو ہے آرزو خواب مجھے  سیری ایذا کیلئے مردے میں جان آتی ہے  دہن گرگ سے جیتا جو کچن مہر میں  ہوں تصور میں صفائے بدن بار کے غرق  مردم دیدہ قربانی ہوں میں دیوانہ  اے فلک ہے دسویں ہی پرانہ گرگ بھی تم  ہنیں رکھتے ہیں اسیری کی ہوس مرد فقیر  جوش سے اشکو نکلے بھر جائے گاسپر پانی  ویر کبہ میں اُن آنکھوں نے نہیں حلقہ در  فرقت یار میں کرتی ہے قیامت بر پا  میر من عشق سے بیچ جاؤں جو تم دلواد  چین لینے نہ دیا در جدائی نے بھی  ہنیں بھولا ہے جنوں میں وہ حواس لڑ جانا  نام کو میرے بھی احباب میں اپنے لکھے</p>	<p>ڈوبنے جاؤں تو دریائے پایاب مجھے  کاٹنے دوڑتی ہے ماہی بے آب مجھے  ذبح کرنے کیلئے سولے قصاب مجھے  حلقہ زناں ہوا حلقہ زکواب مجھے  آئے دروازہ کھلے بن نہ کھی خواب مجھے  سویتا کیا ہے کن و زود کا اسباب مجھے  شیر کی کھال ہی ہے قائم و سنجاب مجھے  کھینچ لیجائے گا دریا میں یہ سیلاب مجھے  کوئی ابرو سے دکھاتا نہیں مہراب مجھے  روز محشر سے نہیں کم شب کتاب مجھے  صدقہ اپنے لب جان بخش کا عذاب مجھے  کب میں سویا کہ جگایا نہیں بد خواب مجھے  یاد ہے بر بھی محبت احباب مجھے  ذرا سمجھا رہے وہ ہر جان تاب مجھے</p>
<p>دل غمی چاہیے گوہن میں فقیر اے آتش  شیر کی کھال ہی ہے قائم و سنجاب مجھے</p>	
<p>برق بے پردہ اگر چہ نورانی ہے  ایک عالم ہے ستم میں کہ ترافریادی  دل کے خون جھونے سے لے جان نہ تانگہ  یار جلاؤں میں کیتا ہے زمانہ ہے اگر  حال پر اپنے کسی وقت ذکر حتم کو تر  صورت خیمہ گل ہے دل بستہ میرا  سرنگون خاک میں ملے خواجہ ملک</p>	<p>پردہ پوشی تری تلوار کی عربانی ہے  عرصہ خشر جلہ خانہ سلطانی ہے  ایک دن تو بھی غم یار کی مہمانی ہے  واجب القتل ہنیں کوئی مرانی ہے  اسے پھر اندھا دہ کنوں چین میں لانی ہے  مجھ کو دانش کی طلب فکر پریشانی ہے  کار بد کردہ کا انجسام نیشانی ہے</p>

باعث بیگنی طفل کی نادانی ہے زخم دل پر دی باتک نکل فشانی ہے	بے تیزی سے بے اپنی مجھے امید نجات ہو نہر جو اٹھ ہے تاحال محبت کا مزا
زندگانی میں ہون میں مردہ سے بدتر آتش نقش نقویہ لحد کا خط پیشانی ہے	
صبح صادق سے کشادہ تری پیشانی ہے صورت یار میں آئینہ کو حیرانی ہے عمر کو تہ سے وفا چاہنی نادانی ہے عاشق نقش کف پامری پیشانی ہے شاہد حال مرا دیدہ قربانی ہے حالت نزع سے مشکل مرئی آسانی ہے سر جھکا کر جو ہوئی مجھ کو پیشانی ہے سوز خوف شاد کو بندھایا بیانی ہے اپنے قاتل سے مجھے اکفیت رومانی ہے اے اجل دیکھوں تو کب تک نگہبانی ہے شب کو تار ہے افسانہ طولانی ہے	روئے خورشید سے روشن گنج لورانی ہے تاب نظارہ کمان اور کمان دیدہ ستوق شام ہونے ہی نہ معلوم ہوئی پھر شب وصل بھو کرین رہ گذر یار میں کھاتا ہوں میں نادم مرگ رہا منتظر قاتل میں صورت یار میں اٹھکا دم بارہمیں نیم جان چھوڑ کے نادم ہوا ہو گایار آئینہ دیکھ ہوا یار غریب حیرت دل سادہ من ہے شب و روز عزیز پہلو وعدہ ہوتا سنیں تا چند برابر میرا نوجوانی میں عم عشق نہ بڑھنا معلوم
دستنی ہے جو من دوستی ان اسٹیشن درد سر ہی سبب صندل پیشانی ہے	
مستون کو جوش صوفیوں کو حال آچکے عاشق نقاب شاہ مقصود اٹھا چکے کیا کیا نہ اس دور رہیں ہم بھیر کھا چکے عدا دہ سے پاؤں کو آگے بڑھا چکے بازار میں بھی حسن کو آخرد کھا چکے خافت سے ہاتھ پاؤں زیادہ ہلا چکے	کیا کیا نہ رنگ ترے طلبگار لالچکے ہستی کو مثل نقش کف پامٹا چکے کعبے سے دیر دیر سے کعبہ کھ جا چکے گستاخ ہاتھ طوق کمر بار کھے ہوئے گھٹان سے شہر مصر میں یوسف کو لیکے پہونچے تڑپ تڑپ کے بھی حلاوت تک نہ ہم

<p>ہوتی ہے تن میں روح پیام اجل سے شاد          پیما نہ میری عمر کا لبروز ہو کسین          دیوانہ جانتے ہیں ترا ہوشیار غنیم          بیوجہ ہر دم آئینہ پیش نظر نسین          اس دلربا سے وصل ہوا دیکے جان کو          اٹھالغاب چہرہ زیبائے یار سے          زریزین بھی تری زمین گے اے آسمانِ چمن          آرائشِ جمال بلا کا نزول ہے          دو ابرو اور دو لب جان بخش یار کے          مجبور کر دیا ہے محبت نے یار کی</p>	<p>دن و مدد وصال کے نزدیک چلے          ساتی مجھے بھی اب تو بیاہ پلا چلے          جامہ کو جسم کے بھی جو پرزے اڑا چلے          سمجھے ہم آپ آنکھوں میں اپنی سما چلے          یوسف کو مول لے چلے قیمت چکا چلے          دیوار درمیان جو تھی ہم انکو ڈھا چلے          بیتاب تیرے گورین بھی تاب لا چلے          اندھیر کر دیا جوہ مستی لگا چلے          زندون کو قتل کر چلے مردے جلا چلے          باہر ہم اختیار سے ہیں اپنے جا چلے</p>
--	--

صدیوں نے عشقِ حُسن کے دم کر دیا فنا  
 آتشِ سزا گناہِ محبت کی پاسبانے

<p>زلزلہ گاہ گئے جہنمِ رُخون جاری ہے          دور اتنا بھی بس اے منزلِ مقصود نہ پہنچ          شاق کیونکر نہ ہو عاشق کو جدائی تیری          علم کو مینِ فرا موش ہوا الفت میں          رات آرام سے کتنی ہے نہ دن راحت سے          نگر اے بادِ بہاری مجھے تکلیف شراب          وصل میں حُجر کا دھڑکا ہے بجا عاشق کو          سایہ دامنِ جلا دین ٹھنڈا ہو لون          نسبت اے پردہ نشین تجھے نہیں دین کو          دل کا گاہک وہ ہلا کو ہے خدا خیر کرے          نہیں معشوق جو آتشِ نہیں میسر طلب</p>	<p>گور پر بھی مرے مردے کا قدم بھاری ہے          تھک گیا لاکھ مین بہت تو نہیں ہادی ہے          کون ہے وہ کہ جسے جان نہیں بیماری ہے          لاکھ آزادی نہ اک دل کی گرفتاری ہے          زندگانی دو روزہ مجھے ہمیں سادی ہے          آگے ہی گھڑی گناہوں کی مری بھادی ہے          چار دن چاندنی ہے چار دن اندھیری ہے          منزلِ سخت ہے پٹارہ بہت بھاری ہے          قدر اُس کی نہیں جو حُسن کہ بازاری ہے          بد بلا حاکمِ ظالم کی خسریاری ہے          سکے عشقِ مرے نام پر اب جاری ہے</p>
---	---

<p>دو آنکھ تیریں دم جھینک اپنے دوامین ہے  سردون بھو صوب میں ہے لٹ بھڑنم میں ہے  سوہنرے بہتر اک عیب محبت ہم میں ہے  رتبہ موناے بے وارث مجھے عالم میں ہے  صرف سینہ بزم کمر جان مے تمام میں ہے  پھر تاشہ ہے دی ملک جو جام جم میں ہے  روشنی اس رخ کی کچھ کچھ نیرا عظم میں ہے  دیکھتا ہوں میں بھی کتنا دور اس دہم میں ہے  عالم محراب کعبہ ابد دیکھنے جم میں ہے  حکیم کے دیکھا دعوالات شہدائے ستم میں ہے  وہ کرے تیرا حجت جسکو بیش و کم میں ہے  ایسی بار آئی ظکر چشم نامحرم میں ہے  نزع میں بیمار میلے دان میں مریم میں ہے  وہ انڑ ہو جذب ل میں جو انڑ مریم میں ہے</p>	<p>دیدہ مشتاق کو منظور تو عالم میں ہے  نوش قدی کا بجتے دعوے کر کے اس انصیر پر  اک نہ رک دن یار ہو گا ہر ان کام آئیگا  خند زلف دشمن نہ گراں دوست میرے حلق پر  اس قدر پیٹے خانی ہو گئے یار دن کے کھنکھ  آئینہ دل کا ریاضت سے اگر ہو چلے صاف  آنکھ رغبت کی سنیں بیوجہ درے ڈالے  تو رہتا ہے کس طرح دست جنوں بھیر و طوق  گر پھر نایتیرے اے بہ عاشقو کو ہے طواف  دشمن جان سنتے تھے مہر و محبت کا مزا  ایک سہ بھی غنیمت ہے لیجان بخش کا  غیر عاشق دیکھ سکتا ہے کچھ کون اے حسین  قد عفت میں ہے وہ مجھ عاشق جان بلب  کھینچ لائے یار کو بھر دے مرا زخم فراق</p>
--	---

قالب خانی کو تیرے ہیں آتش زب خاک

کچھ نہیں سلوم ہم کو روح کس عالم میں ہے

<p>اجل کمین مرے یا توں کی بیڑیاں کاٹے  شگفتہ ہو کر نہ دو دن بھی ہم نے یاں کاٹے  بڑا پسار یہ فخر ہا د خستہ جان کاٹے  جو ذکر سے مرے عاذا کی زبان کاٹے  ادھر یہ اور ادھر مگر اٹھکلیاں کاٹے  تو پھر بھی سروہ مرا بہر استخوان کاٹے  درخت سرو کو کھوڑا سا باغبان کاٹے</p>	<p>اتنی افسی گیسوئے دلستان کاٹے  برنگ غنچہ پر مردہ دل گرفتہ چلے  لگا لے پہلے ہی تیشہ کو اپنے سر پر کاش  کے گا اس سے پیام زبانی کیا فاصد  سنگھ آئینہ میں جو دیکھے و غیرت یوسف  سہزار بار اگر زندہ ہوں نے سر سے  کھل چلا ہے حسینوں کے قدموزدن سے</p>
---	--

<p>تڑپ تڑپ کے کمان تک یہ نیم جان کاٹے          شہید ناز ہو یاد آئے ارغوان کاٹے          زمین کی طرح غریبی سے آسمان کاٹے          جہن کی گھاس کو جس طرح باغبان کاٹے          یقین ہے بات کو پیردن کی وہ جوان کاٹے          وہ زرد ہوتا ہے جو کشت زعفران کاٹے          اکھڑ دن جڑے سین وہ دلت جو زبان کاٹے</p>	<p>خدا کے واسطے اک وار اور بھی قاتل          تبر لگا کے گیا تھا وہ ترک گلشن میں          قیامت آتی ہے اس عمر چند روزہ کو          بناتا ہے خط کل چہرہ یار یون حجام          زبان چلتی ہے قینچی کی طرح سے ہر بار          سزا ضعیف کا ایذا دہندہ پاتا ہے          ملاؤن خاک میں اہل سخن کے دشمن کو</p>
--	---

کسی کا ہو رہے آتش کسی کو کر رکھے  
 دور دراز دست کو انسان نذر آئینگان کاٹے

<p>مر دم دیدہ رہے سایہ مژگان کے تلے          عیب لگتا ہے کسے جاسمِ عربانی سے          دوست یاران وطن سے بنیں سٹی درکار          شجر خشک ہوں رہتا ہوں گرفتار بلا          لیلے وحشت دل اب کی جو سحر کی طرف          تیند آتی نہیں اک دم اُسے بگل تکیے          اس قدر دانت مرے قتل پر لے یار نہیں          آسمان میری طرف سے نہ عداوت رکھے          رنج دنیا سے زیادہ ہے عذاب مرقد          حسرت بوسہ سے ہو غمخو نہ چیا تاہلین          دستخواف و ختمت کی ہوئی ہے لیکن          بوجھ شائے کا نہ اُس پر لے شاطہ          بد بلا لعل لب یار نے او پرستی          لاکھ نعمت کے برابر ہے کلام شیرین</p>	<p>نزیست کا لطف ملا خنجر بران کے تلے          اے جنوں طاع نہیں اپنے گریبان کے تلے          دب مرونگا میں کہیں ریگ بیابان کے تلے          ارہ کے نیچے سے جاتا ہوں میں سولان کے تلے          خرش آسکھوں کو کروں پائے غزالا نکلتے          نیکمہ دیکھا تھا مرے یار نے قرآن کے تلے          سودہ الماس کا آجائیگا دہلان کے تلے          روند ڈالے قدم گیسو مسلمان کے تلے          جائے آرام نہیں گنبد گردان کے تلے          زہر مٹی ہے مٹھائی مرے دہلان کے تلے          کھولے سے رہی ہے سند سلطان کے تلے          کمر بار بھی ہے زلف پریشان کے تلے          سرمہ آسیب پری سایہ مژگان کے تلے          ذائقہ بس ہے زبان کا مرے دہان کے تلے</p>
--	--

بخت بد نے مجھے ہر چند مٹایا آتش  
رہ گیا نام مرا گنبد گردان کے تنے

مرد وہ بھی اٹھ کے فقیر ہے کہ گفتگ پہونچے  
آگ لگ اٹھے جو پردہ بھی در تک پہونچے  
دہن مور اگر تنگ شکہ تک پہونچے  
دوست رخصت کو جو سنگ نام سز تک پہونچے  
اڑا کے کاؤز کہاں داغ دم تک پہونچے  
آگ لگ کہ مرے گھر عزیز کے گھر تک پہونچے  
دوا میں خاک ہی اس دیدہ تر تک پہونچے  
سہلے سے ترے پھر کہیں جو گفتگ پہونچے  
زنگ شمشیر نہ نکلے جو جگہ تک پہونچے  
تم سے سٹھ پھیر کے ثابت نہ یہ گھر تک پہونچے  
نوبت شام جدائی جو سحر تک پہونچے  
دست فکر ان کے سینہ تیری لڑک پہونچے  
نمر تک ذرہ چور اڑا کے فر تک پہونچے  
اے پری بال ترے سر کے کمر تک پہونچے  
پھول بارے مرے سینہ کی سیر تک پہونچے  
کان تک یار کے یا قوت و کمر تک پہونچے  
مشت خاک اپنی ڈی راہ گزرتک پہونچے  
جوش میں لگا لہی مرے سر تک پہونچے

اب کے زندہ ہم اگر یار کے در تک پہونچے  
شعلہ احسن نے کی ہے یہ حرارت پیدا  
حسرت بستی پانی مرے سفر میں بھرتائے  
دم آخر ہی وہ کاش آئے گلہ پھر سینہ پھر  
سنت سفلی اٹھائیں نہ کبھی عالی جہاد  
گرم جو شئی نیکو اسے یا کسی سے یہ نہ ہو  
موت ہی آئے جو آنسو میں تھمتے یارب  
صورت آئینہ حسرت سے ہوے میں بخود  
دل خو خوار سے ہوتی ہے کہ درت کوئی دور  
آئینہ آپ نے دیکھا ہے تو زمین اس کو  
جان پہننے کی خوشی ایسی ہو نوبت رکھوں  
رگ گل کہتے ہیں شاعر کبھی تار سنبھل  
خدمت یار میں ہو اپنی رسائی یارب  
احسن و خوبی کا ہو انصاف جہان سودائی  
تیج ابرو کی محبت میں گل اس رکھائے  
دو اسے شمت مہن حسرت ہی سرگوشی کی  
جسم خاک کی کتنی ہے ہی بد فضا ،  
آب شمشیر جو یہ تا کمر تک ہے

عشق طفلان ہے خط سٹوق ہمارا آتش

پڑھ سکے یار نہ ہر چند نظر تک پہونچے

ابلیس حمد سے رہے تیر میں میری

تدبیر کو کیا دقل ہے تقدیر میں میری

خال رخ محبوب کے مضمون میں ایک نکت مستشوق بھی کوئی نظر آتا ہے تو ٹھنڈا دنیا میں محبت کا کسین نام نہیں ہو ہر لحظہ ہے بیان درو زبان ذکر الہی دل کو سنیں اُس گوشہ ابرو کے لعلین ہر لحظہ درگزن ہے مرا حال پریشان اس عیشہ پیری سے تو موت آتی ہے بہتر	لفظ کی جگہ اب نہیں تھوڑی میری اوقات بسر ہوتی ہے کشمیر میں میری گم عقل ہے ربط شکر و شیر میں میری دم پارے کی جاہنیں تغیر میں میری اسودلی ہے سایہ شمشیر میں میری صورت نہیں ملتی مری تصویر میں میری دن رات ہے اک زلزلہ تغیر میں میری
--	--

پھر بھی جگہ شمشیر کے پرستین آتش  
جلاد کو شک آتا ہے نقص میں میری

زاہد فریقہ میں مرے لو نہال کے ہر شب بات ہے ہر روز درد و تعب مضمون رفگان ہے طبیعت کو اپنی تنگ شان و شکوہ ہے ہمیں برباد کر دیا رنج خارا اٹھانے کی طاقت نہیں مجھے بے عشق لوگ کہتے ہیں ماہِ چمار وہ اُس ترک کی نگہ جو کرے نادگ افغانی سر نہ نہیں ہوا ہے تجلی سے طور ہی شامِ شب فراق سے پہلے ہوئے جواک اُس شمع و کاواہ رے جیم گزار و صاف افنی ہے زلفِ خالی ہے افنی کی مرد و مک آنکھوں میں اپنی رکھتے ہیں بالِ نظر اھن اخوان و ہر سے عجب اسکا نجانے معنی کے شوق میں ہو ہوا دل کو بس فکر	عاشق بزرگ لوں ہیں اس غمِ دلی کے سو تا ہوں با تھر گردن مینا میں ڈال کے گاہک ہنودین ہم کبھی مردے لال کے مثلِ جابِ اڑ کے خیمہ نکال کے پیتا ہوں میں شراب میں بھی لونِ مال کے سکرِ سقر ہوئے ہیں ٹھلے کمال کے تو دے لگائے خاکِ ستیلاں کمال کے ہم بھی ہیں سوختہ تری برقِ جلال کے آئی ہوئی تباہ کئے سر پہ سے مال کے انہ نے بنا با ہے سانچے میں ٹھال کے عقدے کھلے یہ فکر سے اُس زلفِ دھال کے سر نہ ہوئے ہیں پیسے ہوئے تیری چال کے یوسف کی فکر میں جو بھرن لگ پال کے تقدیر شکر بنکے پتے خیال کے
--	--

<p>دھیلے لگاتے ہیں مجھے دیکھ غزال کے پنچہ میں آفتاب کے ناخن ہلال کے</p>	<p>سودا کی جان کو تری چشم سیاہ کا شک ہوتا تیرے ہاتھ کا پوتے بولے صنم</p>
<p>آئینہ سے کلام کو کیونکر کیا ہے صاف حیران کارہم بھی ہیں آتش کے ممال کے</p>	
<p>عمر وقۃ کو مجھے یاد دلاتا ہے وامن باد بہاری مجھے بھرا کانا ہے سک دیوانہ مجھے کاٹ کے مرجاتا ہے سایہ دیوار سے لگ چلنے نہیں پاتا ہے عالم غراب میں گویا کہ تو بڑا تاتا ہے پردہ کاٹا ہوں جو دامن بنیں ابھاتا ہے پہلے پھنکتا ہوں میں جو آگ کو سلگاتا ہے زیرِ فاصل کو بھی اسے یار کوئی تاتا ہے وامن گو رہ مرے سامنے پھیلاتا ہے</p>	<p>رحمت یار کا جس وقت خیال آتا ہے آتش گل سے کیا ہے مری طینت کو خمیر اسے ہما صغ نہ لگاتا تو مری ہڈیوں کو ذرے اس کو چہ میں جا سکے نہیں روزن مک گوش زو یار کے ہوتی ہنسن فریاد دلا خار سے خٹک ہوں گو جہ میں اس گرو کے حض و عاشاک کا رہے مجھے عالم میں استحان عاشق صادق کا سزاوار نہیں سشت خاک اپنی ہوں گرد و مکھ جوالہ کرتا</p>
<p>جان کھوتا ہے محبت عشق بتائیں آتش سر کو نادان کوئی کسار سے نکراتا ہے</p>	
<p>شیر دایہ میں علادت نی ہر دھار کی تھی چاشنی امین مگر شربت دیوار کی تھی آب ابرو کی ہر اک بال میں تلوار کی تھی دھوم ہی دھوم فقط جہنم جہاں کار کی تھی ہر نفس کا ہنسی نزل مجھے کسار کی تھی فکر لازم دل مرغان گرفتار کی تھی بنف اول ہی سے دودی تیرے بہار کی تھی کوچہ یار میں حالت مری دیوار کی تھی</p>	<p>سیری قسمت میں لکھی ہو تبتو لوان کی تھی آب شمشیر و د عشق کے بہار کی تھی جلے ہر ہوئے تن لے کاش میں گردن رکھتا آرزو رہی اس کو چہ میں پار کی تھی دل دیوانہ زہن عشق صنم رکھتا تھا کیا بناتا ہے شکستہ نفسوں کو صیاد گرم جوشی سے سب عشق کی کیونکر جوتا پاہ لکھ جودی شوق سے میں رہنا تھا</p>



<p>دہی کثرت ہے جو کثرت کہ خدیار کی مٹی          پہونچے منزل میں وہ طاقت جھین رنار کی مٹی          سر بلبل میں ہوا مٹی وہ جو گلزار کی مٹی          وہ سزا دی جو محبت کے گنہگار کی مٹی          دل جو تھا یار کا تھا جان جو مٹی یار کی مٹی          جتو آبلہ پاؤں کو ترے خار کی مٹی          روشنی گھر میں مرے چاند سے رنار کی مٹی          چست اس طرح کی بندش تری دستار کی مٹی          پہونک دیتی انھیں گئی ترے بازار کی مٹی</p>	<p>حسن یوسف ہے وہی رونق بازارِ انک          ابرارِ راہ میں رگڑا کے ہم دامنہ سے          پیچھے کھنقش میں بھی وہی باغ کے ہین          تیج ابرو سے مجھے تل کیا قاتل نے          مصلحت مٹی وہی جو کچھ کہ کیا جس سے سلوک          دوا و مہر میں جنوں کیون نہ کئے سرگشتہ          سب جو مٹی پیش نظر صورت نہ بایے حبیب          مزہ سمجھا کے رسمون کو اس کے شاعر          جو محبت کی نظر سے تھے خدیار کے بار</p>
<p>طورِ پیچیدگی کو عزیز و تم دین          آرزو اسکو بہت جلوہ دیدار کی مٹی</p>	
<p>ہے دشمن جات بگڑ میں جو تب رہے          آنکھوں کا بھی حجاب یہ ہے نہ اب رہے          باہر کفن سے ہاتھ نہنیں بے سبب رہے          دل سے قریب ہو کے کوئی دوجب رہے          کچھ گروہ نہنیں جوہر بالان سے دب رہے          منہ دیکھتے ہی یار کا محل میں سب رہے          مردہ بھی بے چراغ مرا شب کی شب رہے          دندان وہ بد نام ہے نہ جو زیر لب رہے</p>	<p>مردمِ قلب درون سے ہم آفت طلب رہے          جا کی ہے تو نے منزل دل میں تو نے صتم          و اماں دوست کی ہے سکندر کو آرزو          اندر سے بے نیازی محبوب آفرین          معدوم جوش گریہ سے کیا ہو بکار دل          مانعِ معاہدہ من حال کا از بسکہ لبِ حسن          روپوشی حبیب کا کشتہ ہون چاہیے          عزت گزین کو عیب لگاتی ہے سرکشی</p>
<p>آتشِ ظہورِ مہدی دین ہو عدا کرے          تاجند بے چراغ یہ مہرہ اب رہے</p>	
<p>اُس سے بہتر ہے جو یہ حافظِ قرآن ہو          دوست گریبان نہ تو دشمن کوئی خزان ہو</p>	<p>عاشقِ روئے کتابی اگر انسان ہو          میرے مرنے کی خبر ہو نہ کسی کو معلوم</p>

<p>ٹھنڈے ٹھنڈے دھندھے دھندھے کہو تھان ہوئے          کا عشق عجب کیا جو سلمان ہو دے          کوئی مجموعہ نہ اتنا بھی پریشان ہو دے          آشکارا ہو وہ آنکھوں سے جو پیمان ہو دے          حسن کی جوت سے کارمہ تابان ہو دے          دلی بیاری کی شکل کین آسان ہو دے          جا بے سیتہ تراگوں غیبیان ہو دے          نقشہ خون ہے وہ شمشیر جو زبان ہو دے          دیکھیے اس کا تماشہ جو گلستان ہو دے          بخیر ہو نہ رعیت سے جو سلطان ہو دے          باغ ہر چند کہ دیو الخون کا زندان ہو دے          مرعی ہو کے جو دیکھے وہ پشیمان ہو دے</p>	<p>ففس سر دے یلوح کو آتی ہے مدرا          قدرت اللہ کی لے بت ہے تماشہ و جمال          کون سا بال ہے اس زلت کا بکھر انہین          دو زمین دل ہو مفسا سے تو تماشہ دکھلائے          جان دنی چھٹکے اندھیرے میں تم اللہ جو نقاب          جی میں آتا ہے کیلین سنون جیلے سے          جان بھی جائے تو نکلی نہ زبان سے کبھی آہ          بے جابی ہے جیلے بھی بھاری قاتل          رنج رنگین رہے منظور نظر آئے آنکھوں          عاشقوں کا تجھ لازم ہے نالائے عشق          موسم گل میں اڑا دے گی ہو صحر کی          حسن بے عیب خدا نے وہ دیا ہے تم کو</p>
<p>کفر و اسلام کی کچھ قید بنیں اے آتش</p>	<p>شیخ ہو یا کہ برہمن ہو پر انسان ہو دے</p>
<p>صاف ہیرے کی ترشی یار کی کھائی ہے          کیا دماغ بلبل میں بونے گل سمائی ہے          عشق نے ستایا ہے حسن کی دھائی ہے          قصر بار کے در پر شوق جہہ سائی ہے          آہ کی کندون کو عذر نار سائی ہے          یہ بھی آخری اپنی قسمت آزمائی ہے          آنکھ کے پالے سے حسرت گدائی ہے          بے نقاب یوسف سے ہم سے آشنائی ہے          دیکھیے تو زلفوں کی کس قدر سائی ہے</p>	<p>ر شک چبہ مرجان چبہ جانی ہے          کیا ہامن شگفتہ ہن کیا بہار آئی ہے          اشتیاق و صلت میں جان لب تگائی ہے          دیر سے نہیں واقف بے خبر ہیں کب سے          خوش سے بھی عالی ہے باہم یار کا پایہ          مر بھی دیکھیے شاید گور پر وہ شمع آوے          عشق ہے مرے دل کو حسن کے نظارہ کا          پھر رہا ہے آنکھوں میں حسن پر وہ سوز اسکا          جقدر برہمین آنکھوں میں چند روز بڑھنے دو</p>

زندگی ہے جدا بے اس معش کے دم سے سا منے سے تیرے ہے رنگ معی اڑتا اور کچھ نہیں رکھتے اس بری کے دلوانے معش معش قیدی ہے جسم کے تعلق سے جان زار باقی ہے لطف یار سے تسکین دل فریب عالم ہے حُسن اے صنم تیرا رو سپاہ زار ہے سجدہ ریائی سے	مشرودہ فنا ہو یار سے جدائی ہے ماہتاب کے منہ پر چھوٹتی ہوئی ہے سر برہنگی ہے یان یا برہنگہ بانی ہے صورت حسن چھوڑا جب اسے راکی ہے دل شکستہ عاشق کے حق میں ہو بانی ہے دم نیری محبت کا بھر ہی خدائی ہے اسکے ماتھے کا لکھا داغ یا رسائی ہے
--	--

بھاگتے ہیں وہ آتش اُن سے ہم لپٹتے ہیں  
روان دہی کدورت ہے یان دہی صفائی ہے

زندانی سے تنگ تر ہے یہ دشت سرا مجھے کم بختی نے کیا ہے سفاک گدا مجھے اپنی طرف نہ ٹھینچ سکے کمر ہا مجھے اے بحر حن اپنا سمجھ آشنا مجھے راس آئی اس چین کی نہاٹ ہوا مجھے بندہ ہوا ان بتوں کا بنا نا خدا مجھے یادش بخیر بھول گئی ہے قصا مجھے تا حال زند جانتے ہیں یا رسا مجھے صد آفرین ہے یار مجھے مر حبا مجھے کیا لطف تھا جو ملتی پھٹی اک قبا مجھے ہے کام مور بھی دہن آسما مجھے ذرون کا آفتاب سے ہونا جدا مجھے	دہوانہ اک بری کا ہے رکھتی ہوا مجھے ہوتا ہے لقمہ میرے دہن کا نصیب غیر ظاہر میں گرچہ کاہ ہوں باطن میں کوہ ہوں اے اتحاد میرے تیرے مع آب کا نازک حباب جو ہے بھی میرا مزاج تھا کا فرے بھی نہ ہو سکے کربا جو کچھ کہ فصل کب سے ہوں اشتیاق میں قائل کے جانب پیتا ہوں میں ہنوز چھپا کر شراب کو ناز و نیاز کی ہے ترقی وہی ہنوز دل مثل غنچہ خون نہ کیا مجھ پر ہنہ نے دانہ کی طرح رنج ضعیف و قوی سے ہے افشان چھڑا کے چہرے سے تم نے دکھادیا
--	---

صوت حرمین نصیب گلہ سے بریدہ ہے  
آتش طلال کرتی ہے بانگ دراج مجھے

گوشت گل کو نالہ مرغ خوش الحان چاہئے  
روح کو تن میں خیال باغ رضوان چاہئے  
چہرہ محبوب بھیکا ہے جو خال اس میں نہ ہو  
روزِ عشرت تو بھلا سر کو جھکا کر میں چلون  
جاہتا ہوں اس پر پیکی سے دستِ دیو چل  
عشق میں اللہ کے ہون ہو گیا دیوانہ میں  
دشنہ فصا ب سے ہے تیر زہر موئے مرہ  
اے جنون دیوانہ دستِ خنائی ہوں مجھے  
کچھ سوا اس کے علاج وحشت عاشق نہیں  
گل چراغِ زندگی کو نیکا ہے دل کو خیال  
بادشاہِ حسن بھی کہتے ہیں عاشق بیار سے  
کہتے ہیں بہا عشق اس تو نہالِ سخن سے  
دل کو لازم ہے خیال چہرہ پُر لوز یار  
زلف کا اس غیرت لیلیٰ کے سودا ہو جسے  
موسم گل کی ہوا ہے یہ اشارہ کر رہی

تاقہ لیلیٰ کو مجنونِ ساحری خال چاہئے  
تاقص میں بند ہے شوقِ گلستان چاہئے  
خوانِ نعت پر مقرر اک گلدان چاہئے  
تیغِ قاتل کا مری گردن پر احسان چاہئے  
عمرِ نامہ پر مگر مہرِ سلیمان چاہئے  
کعبہ کے نقشہ کا مجھ مجنون کا زندان چاہئے  
ردِ مرہ تم کو شغلِ عیدِ قربان چاہئے  
پینہ مر جان پے چاکِ گریبان چاہئے  
موت سی زنجیر یا مر قد سا زندان چاہئے  
جامہِ زمیون کی قبا سے بادِ امان چاہئے  
چیں جبین پر اپنی مانند سلطان چاہئے  
سو نگہ لینے کے لئے سیبِ زندان چاہئے  
چو دھوین کے چاند سا اس گھر میں مہمان چاہئے  
بیدِ مجنون کی طرح سے سو پریشان چاہئے  
اندونِ حامہ سے باہر اپنے انسان چاہئے

اس خزا بے کو کیا کرے ہو تم زید و زبر

آتش کشا را ہو دے آتش کش پنہان چاہئے

کسی استادِ شاعری یہ بیت مانتا ہے  
تامی کی ہے چادرِ بادے کا شامیانہ ہے  
سوارِ شیر میں مجنون ہوں افی تازیانہ ہے  
کرے کیا عقلِ دخل اس میں جنون کا کاخانہ ہے  
مزاجِ باری بھی نیرنگ سازی میں زمانہ ہے  
کوئی آگے روانہ ہے کوئی پیچھے روانہ ہے

کرمی ابرو کے پوسہ کا عالم میں فسانہ ہے  
کفنِ زردون میں خرابِ دولت کا فسانہ ہے  
جو دیوانہ ہے صحرا میں وہ بھاگے میرے سایہ سے  
گر بیان بھاڑ کر دیوانہ نے زنجیر کون پہنی  
کبھی کبھی ہے تلون سے کبھی کبھی ہے تلون سے  
کما مجنون نے دنیا سے گذرنا سکے لیے کا

گھر سے پار کی چکو محبت غائبانہ ہے  
لٹک پر گیسوؤں کی بیتا مانٹ پٹنٹانہ ہے  
مرزہ مہینے پر گیسوئے مشکین تازیانہ ہے  
تکلف بر طرف بان لا ابالی کارخانہ ہے  
سرافعی کو کچلا جس نے مال اس کا خزانہ ہے  
ہوائے بام رکھتا ہے وہ عالی آستانہ ہے  
ترے تیرنگہ کا بلبل لے گلر و نشانہ ہے  
کرم ڈھونڈے تھا تو بہانہ ہی بہانہ ہے  
فقس سے تنگ بلبل کو خزان میں آستانہ ہے  
دہم بیگانگی بھر تلم سے دل سایگانہ ہے

نظر آتی نہیں آنکھوں کو باریکی کے باعث سے  
صفا کا اُس رنج زیبائی ہے حیران آئینہ  
سمندر حُسن کو وہ ترک اڑا دے جتنا چاہے  
پھر آتا ہے عبت و اعظا سراپنا بک کے زلف سے  
سیاہی دور کر دل کی تو پیدا نو عرفان ہو  
بلند اختر بلند اقبال قصر یار کو کہیے  
چین کی سیرین لطف شکار آنکھوں کو اٹھیکا  
گلے میں اپنے باہن ہنستے ہنستے ڈال سکتے ہو  
و بال جان ہوا ہے جسم خالی ضعف پیری سے  
ہنہیں معلوم اُن آنکھوں نے تیکھ نہیں کر کیا ہو

نہ مطلب کشت سے رکھیے نہ خرم سے غرض تاتش  
سمجھ لے اپنے منہ میں مور جو قسمت کا دانہ ہے

فصل گل آئی کہ دیوانے سدھارے شہر سے  
کوئی غربت میں جو آنکھلا ہمارے شہر سے  
ذکر کیا اُس کا کہ دیوانہ سدھارے شہر سے  
ساتنے ہوتی ہنہیں ہے آنکھ سارے شہر سے  
کو دکان جگہ خدا حافظ بکارے شہر سے  
موسم گل کی ہوا کو اُکھارے شہر سے  
تشنہ دیدار جاتے ہیں تمھارے شہر سے  
جارے سے باہر جو ہے باہر ہے سارے شہر سے  
شنگ طفلان کرتے ہیں ٹکھو اشارے شہر سے  
جانیا لے گور کے پونچے کنارے شہر سے  
میوہ صحرائی پر ہن منھ فیبارے شہر سے

اے جنون ہونے ہیں صحرا پر آنا سے شہر سے  
خوب روئے حال پر اپنے وطن کا سنکے حال  
جان دون گامین اسیراے دوستو چپکے رہو  
موسم گل میں رہا زندان میں اور آئی نہ موت  
جوش و خروش میں جولی زندان سے میں راہ دشت  
یاؤن میں مجنون کے تو طاقت نہیں لے کو دکو  
اگ نظر تشہد ہم کو صورتِ زیبا دکھا د  
دشت گردی کی کہنیں دیوانہ کو کچھ احتیاج  
جو طاسی لگتی ہے دل جنگل سے ہونا ہے اجاٹ  
جوش و خروش سے ہنہیں پونچا میں صحرانگ ہونہ  
موسم گل آئی نہت سیر دیوانوں کی ہو

	<p>اب تو آرزو ہے تو لیکن ملے گا ہاتھ بھر جس گھڑی آتش نکلاوے گا بیائے شہر سے</p>	
<p>بوسے یوسف سے یہ پیرا بن بسایا چاہیے سپا مری کا فرکو گو سالہ بنایا چاہیے خانگی مشق سے آنکھیں لڑایا چاہیے آستان یار کی مٹی سنگھایا چاہیے ملکٹی باندھیں یہ آنکھوں کو سجایا چاہیے خانہ زنجیر میں اسے دل در آیا چاہیے پھر گلستان چند روز اس کو بڑھایا چاہیے گھر سے باز آئے ایمان لایا چاہیے ہم کو بھی آواز پر دے سے سنایا چاہیے اک نظر ساقی بلورین بھی دکھایا چاہیے صدے کر کے مخرج اس پر اڑایا چاہیے یاد میں انکسی دد عالم بھول جایا چاہیے بندہ سکین کے اڈ پر رحم کھایا چاہیے تاج لائرن کھلا ہون کے دکھایا چاہیے کشتی سے گھاٹ پر ساقی لگایا چاہیے بے خبر سوتے جو ہون انکو جگایا چاہیے</p>	<p>دل کو گھر اس گل کی الفت کا بنایا چاہیے رنگس جادو کو اس گل کی دکھایا چاہیے روزن دیوار چیمون کو بنایا چاہیے اس کے کوچہ کے تصور میں غش آیا ہے تجھے وعدہ دیدار اتا ہے التا ہے نقاب کوچہ گیسو کے سودے میں فنا ہوتی ہے دُور بھولی ہے بلبل خزان کے جور سے لطف بہار برہمن کہتے ہیں تیرا معصوم رو دیکھ کر گفتگو اندر نے سو سی سے کی ہے اسے سنم ساحد دیا تو بہن الماس کے ترشے ہوئے دل کڑھاتی ہے نہایت رنگس بیمار بار اک راہ اتحاد اسے دل یہ ہے جو ہو سکے عاشق بنو دو جو سہ دیجئے مولا مرے آہمان شمس و قمر پر اپنے نازان ہے کمال سیر دریا نشہ کے عالم میں دیکھ گادہ شوخ سر بھرا میرا نہ میں بیدار ہوں اے نفع صبور</p>	<p>کیونے شکیلین کی دکھلا کر لنگ کہتا ہے دل آتش اس انہی کے اڈ پر رہر کھایا چاہیے</p>
<p>پیوند نہیں چاک کر بیان کو روئے سے ہر چند کہ نزدیک ہو رہا ہے گلو سے کو ناہ بھی عمر اپنی جباب لب جو سے</p>	<p>عاشق پہن نفرت ہے مرے رنگ کو دوسے دامن مرے قاتل کا نہ زکین ہو لوسے گلزار جہان پر نہ پڑی آنکھ ہمارے</p>	

<p>آتی ہے جو خاک لڑکے مری بار کے کوسے  سندی ملی جاتی ہے کبوتر کے لہو سے  ہم چشم و فار کھتے تھے اس آئینہ رو سے  نازل ہے طبیعت مری بیمار کی خوش  طوطی کو گرفتار کیا حلقہ سے  ہے تنگ سے الفت تو مجھ عشق سب سے  نہیں آگئی مجھ بے گور کی بو سے  دربان سے نہ جھگڑا یہ مجلس پان سنگ سے  زلت سیہ یار پھر رہتی ہے رو سے  رگ رگ کے مری جان نکلتی ہے گل سے  بل کھائے ہوئے سائب سے کبھر آگ سے  ہوتا ہے مجھے مرتبہ رختِ عدو سے</p>	<p>میشانی بت پر اسے ملتا ہے برہن  کرتا ہے وہ سفاک خطا مشوق کے پرزے  سنگ پھیرے ہی بار کو صورت بھی گئی بھول  عاشق ہوں مگر کرتے ہیں معشوق حشاہ  زلزون سے بھینسا یاد دل آلاں کو صم نے  دیوانہ شرابی ہوں خرابات مغنین  تھی اس میں زبس کامل مشکین کی سیاہی  آ رہتا ہے خود یار غزل میں مری ہر شب  کافر کو نہ ہو میل کبھی جانب مصحف  ہوں زنج کی حالت میں جو میں منتظر یار  عاشق ہوں بابر غلبہ اندیشہ جان ہے  از بسکہ سمجھتا ہوں اسے دشمن جان میں</p>
<p>کشتہ ہوں میں بیزاری جلا د کا آتش  تلوار بنیں رنگ پکڑتی ہے لہو سے</p>	
<p>کاسہ سر کو خم بادہ کا سر پوش کرے  ہے سزاوار جو مجھ کو نہ کفن پوش کرے  ٹھک مسافر کو یقین ہے یہ کیہ پوش کرے  کھینچے خورشید تو گل جھوڑ گوش کرے  نشترون سے میں بھرے کعبہ پوش کرے  نشتہ حسن آملی اسے بد پوش کرے  راہ رو چاہیے اپنا نہ گراں گوش کرے  جلوہ فرمائی چوہہ فصیح بنا گوش کرے  گلاب ٹیرھا چلے سیدھا تری پاوش کرے</p>	<p>یہ وصیت مری سانی نہ فراموش کرے  کشتہ عالم عربانی خوبان ہوں فلک  گردش چشم بتان سے نہ ہو کون دل غش  صورتِ فخرہ شبنم ہوں عزیز ہر دل  عاشقوں سے ہے اشارہ یہی اُن مرگان کا  ہو کبھی تو سبب خیر عدو اپنا بھی  اُس گداز گاہ میں لازم ہے گنہ سے پرہیز  داغ دل جو دین چرخون کی طرح سے معدوم  اس تماشہ کی ہیں مشتاق ہماری آنکھیں</p>

دشمن جان بھی تغافل کا سنو دے کشتہ میں ر خاطر دوست کسی کو نہ فراموش کرے

آرزو ہے یہی آتش کی خدا سے زاہد  
جھکو غم فوٹن کرے جھکو قدح فوٹن کرے

یہ آرزو تھی تجھے گل کے رو برو کرتے  
پیام بر نہ میسر ہوا تو خوب ہوا  
مری طرح سے مدد مہر بھی مین آوارہ  
ہمیشہ رنگ زمانہ بدلتا رہتا ہے  
لٹاتے دولت دنیا کو میکدے مین ہم  
ہمیشہ مین نے گریبان کو پا کھال کیا  
جو دیکھتے تھے ہی رنج زلف کا عالم  
بیاض گردن جانان کو صبح کتے جو ہم  
یہ کعبہ سے بنین ہو جو نسبت رخ یار  
سکھاتے نالہ بشکیر کو در اندازی  
وہ جان جان بنین آنا تو موت ہی آتی

ہم اور بلبل بیتاب کشتہ کرتے  
زبان غیر سے کیا شخ آرزو کرتے  
کسی حبیب کی یہ بھی ہن جھو کرتے  
سفید رنگ مین آخو سیاہ ہو کرتے  
طلائی ساغرے فقری سبو کرتے  
تمام عمر روفر رہے رفو کرتے  
اسیر ہونے کی آزاد آرزو کرتے  
سارہ سحری تکتہ گلو کرتے  
یہ بے سبب بنین مردے کو قبلہ کرتے  
علم فراق کا اس جج کو عدو کرتے  
دل و جگر کو کمان تک بھلا سو کرتے

نہ پوچھ عالم بر کشتہ طاسی آتش  
برستی آگ جو باران کی آرزو کرتے

خاک ہونے سے در دلوار نے جادی مجھے  
ایک دن مین منزل ہستی سے جا پہنچا مدد  
کم نصیب ایسا ہوں کہ موخری کو اذن عام  
توکل کرنا جامہ تن کا ہے یلن تک لباس  
یاد دلو اگر کو کین یار کا بھل کیا  
لج کامی شمد ہے سودائے زلف یار مین  
پا بگل جب خرقہ آزاد پایا شل سرود

ہو گئی اقبال آخو میری پرادی مجھے  
راہ زن سنتا تھا جس کو ہو گیا ہادی مجھے  
ہو نہ شادی مرگ ہو نیکی سوا شادی مجھے  
روح کی قالب سے آزادی ہے آزادی مجھے  
تین چمین بھی ہوئی شمشیر فلادی مجھے  
عشق انہی نے کیا ہے زہر سے عادی مجھے  
ہو گئی بدتر کہ قاری سے آزادی مجھے



روز و شب رہتی ہے مرفانِ مضامین کی تلاش کس قدر آدم کو بھتی و لبنتی خوا کے ساتھ یہ عروسِ فاحشہ آتی حسین دلوں کو پسند اے بتو تیغِ تنافل سے نہ چھوڑو نیم جان حسنِ قاتل سے ازل سے دلوں کو عشقِ پاک ہو دل کو زگاہِ حسنان تھا قصہ سے کبھی	فکر سے کرا پڑا ہے کارِ صیادی مجھے مُحَن عالمِ گم سے ہے عشقِ بنیادی مجھے ازالِ دنیا کی سنیں منظورِ امدادی مجھے سامنے اللہ کے بھیجی نہ فریادی مجھے غولِ صورت کی پسنداتی ہے جلا دی مجھے یاد اُس ویرانی کی آتی ہے آبادی مجھے
---	---

میں نے فنِ شاعرانہ آتش پھایا ہے مجھے  
شکوہِ شاگردی ہے زیبا اور استادِ مجھے

مصرِ دل کو ہر طرفِ ناوکِ مزلزل کرتے دل پر دغ کو مدِ فونِ بیابان کرتے کنجِ تنہائی میں رہتا ہے نہایتِ مشک اور کوئی طلبِ انارے زمانہ سے سنیں بے وفائی کا اگر عیب نہ ہو نامِ مین قامتِ بار کا عالم اُسے دکھلاتے ہم یار سے وعدہ فرماوے جو ممکن ہوتا میج زن رہتے جو دریا نہ مرے اشکوں کے اُس پر ہی رونے سُنی ایک نہ دیوانوں کی دل میں رکھتے ہیں محبتِ جو تری پوشیدہ مُحَن دل سیکڑوں ہی لٹکے ہوئے پاتا ہونین شربتِ وصل تو ناممکن و ناپسیدہ ہے دلِ یوسف سے نہ کیوں ملے محبتِ جعفر زہر کیسو دن کو نہ ہوا سے اُھین لکھنا تھا دمِ فنا کر کے چمک اپنی دکھا کر آتش	کسی ابرو کی کان پر اسے قربان کرتے کسی ویرانہ میں اس گنج کو بہان کرتے چار دیوار گرا کر اسے میدان کرتے مجھے ہر احسان جو بخرتے تو یہ احسان کرتے اُسے تو سجدہِ خدا کو نہ مسلمان کرتے منکرِ روزِ قیامت کو پشیمان کرتے شام سے صبح کا ہم چاک گریبان کرتے سفرِ آب نہ ہندو نہ مسلمان کرتے غل رہے خانہٴ زنجیر کے مہمان کرتے حُسنِ یوسف سے بہنِ روشن دہی زندان کرتے چیمشِ دام میں وہ گیسو سے بیجان کرتے زہرِ ملتا نہ علاجِ تپِ ہجران کرتے صاحبِ خانہٴ بہن کیا خاطرِ همان کرتے اپنے سو دیوگون کے دل نہ پویشان کرتے کارِ الماس وہ الماس سے زندان کرتے
---	--

<p>کب بند ہوے جاتے ہیں شیریں دہلی کچھ پیش نہیں جاتی ہے قیمت کے دہلی سے یہ آگ بجھانی ہے عقیقہ بینی سے اطمار فقیری سنیں بہتر کفنی سے گریہ سے کوئی خوش ہے کوئی خندہ زنی سے ہم آنکھ لڑا دین گھزال عتقی سے اندیشہ نہیں نزع کی اعضا شکنی سے کب فیض کو پہونچا ہے کوئی مال دنی سے سر پھوڑ کے مر جائے اس تیشہ دنی سے پھولے نہ سماء کبھی گل سپرہنی سے خودادی سپرہنی ہے بیچھی کیانی سے</p>	<p>کلیا ہر ہے یہ اسے یار تری کم تنہی سے اخوان کی عدوت سے ہوا شہرہ پست بوسہ سے لب یار کے کھونی ہے تپ عجم فسانہ سے بدتر ہے جو ہوراز ہودید ردا ہے ادھر ابرو ادھر منہ ہی ہے برق طفلی بین اشارہ تھا یہ اس چشم سیہ کا وہ صدمے اٹھائے ہیں تپ عجم سے تینے گردون سے نہ ہو دولت دنیا کا طلب گار افسوس کہ فرما د کو پہلے ہی نہ سوچھی اللہ سے مغرور زمین پر نہ لکھا پاؤں کیا چیز ہے اسے آہ تے سانسے گردون</p>
<p>کرتے ہیں جیٹ یار ملاست مجھے آتش مجھو ہے یہ خاک کا بیت لاشدنی سے</p>	
<p>کلے تک حسرت جلا دین لو ہے کا پانی ہے یہ سیر ادغ دل بیلغ لالہ کی نشانی ہے مجھے بردے میں عزرائیل کو صورت دکھانی ہے وہ گل ہون میں جسے شبنم بلائے آسمانی ہے حسنی میں نے بہت تریا جو ترکی کمانی ہے اگر اگر قصر تن کو گور کی منزل اٹھانی ہے سیہ بنتی نے کلی میرے سپرہ لاکے تانی ہے مزار یسکان پر پھو لو کی چادر چڑھانی ہے تجھے ابرسیہ سے لے پر ی بجلی گرائی ہے دور فریاد رس پر چل کے اب دھونی لگانی ہے</p>	<p>دہم شمشیر کی موج نفس میں بان روانی ہے جہن میں جا کے کن آنکھوں سے دیکھوں دغ لالہ دل نازک نہیں تاب جمال یار لائے گا منیم صبح سے مرجھا جاتا ہوں وہ فغہ ہوں عبت کرتا ہے واعظ میرے آگے ذکر خورون کا حزابی سے ارادہ ہے مکان تعمیر کرنے کا شب فرقت نہیں یہ واسطے شبنم بجانے کے آگنی طول عمر خضر دے باد بساری کو نہیں یہ بے جہت سوبان چوٹی میں تاسی کا ارادہ وحش اعظم کا ہے آہ صبح گا ہی کو</p>

	کوئی دیر آتش کوئی آبادی نہیں باقی تلاش گوہر مسعود میں کیا خاک چھانی ہے	
<p>گزر رہا تھم کو یقین ہے کہ وہ انسان روکے چار دیوار چن سارا یہ میلن روکے بوتے پیراہن یوسف کو نہ زندان روکے ابو گیسرے مجھے ہر چند کہ باران روکے راستے میں نہ مجھے خار مغیلان روکے ٹوہال پر تیری سردی کو جو انسان روکے مرد ہے وہ کہ جو ہم کو سر میلان روکے مال پھیلانے نہ صیاد گلستان روکے ہاتھ کو اپنے نہ خیرات سے انسان روکے ایک زور اس کا اگر خیمہ مرجان روکے سامناخ کا نہ وہ زلف پریشان روکے زخم میں اپنے مجھے لشکر طفلان روکے اے چکور اڑنے کے قوراء مہ تابان روکے شنگ مجھ کو نہ کرے دم نہ گریبان روکے اؤس جس کبلی سے چھنتی ہے وہ بالان روکے کس کو کھڑے اے اچھکے سے دامان روکے بے طرف اُس کو کرے مجھ کو جو دربان روکے راہ کھوٹی نہ کرے مجھ کو نہ زندان روکے</p>	<p>سینہ پر سنگ ملاست جو ران جان روکے عصہ روئے نہیں صحن گلستان روکے نکتہ گل ہون میں کیا مجھ کو گلستان روکے برق رفتار ہون منزل ہے مرے زیر قدم جو خلش آبلوں سے ہوا ہوا محرابی ہون حشر کے روز وہ نامرد ہے گردن مذنی کوچہ تنگ میں ملتا ہے تو کتا ہے وہ شوخ بلبلوں کے لئے ہے دام رگ گل کافی لذت زخم سے محروم نہ رکھے قاتل انگلیاں پانچون ترا دست نگاہین توڑے شوق سے لگے کمر بچہن کچھ کام نہیں دوڑا تا ہون جلو میں انہیں میں دیوانہ عیرت عشق عطا شہید توفیق کرے وہ بیان کر کے رہ دامن محرابوں کا حافظ اللہ ہے ہم بے سرو سامانوں کا شوق صحرائے نہیں باون زمین پر پڑتے دل میں اُس بت کے تھی مہر گھر ایسا چار دن سو ہم گل میں تو ہون دست نورد</p>	
	<p>بہتے ہیں گل کی طرح اہل جہان کیا آتش مثل شبنم کے اس باغ سے مہمان روکے</p>	
<p>نور اللہ اکبر لغزہ ناقوس ہے</p>	<p>پوجنا بت کا ناز زاہر سالوس ہے</p>	

<p>دل و لعل سے تیرے وابستہ ہو یا یوں ہو          قدرِ نعمت بعدِ نعمت کے ہو کر تا آدمی          دلف کے سوئے کو اپنے سر میں جنے دی جگہ          یہ صدِ اوتی ہے غلغلے کی ہنگامِ حرام          حق بے پردہ سے کیا کیا جوان ہوئے ہیں فل          ہوتا تھا ہے یار کے اندام پر یوں پیر پرن          آہ سرد و اشک گرم و رنگِ زرد و روغن          بننے جاوین گے گندگا محبت لے صنم          دیکھئے آوازِ آفت کا ہو کیا انجام کار          باغ میں دکھلا رہی ہے اپنی نیرنگی بہار          بادشاہِ وقت ہے لیلی کا دیوانہ نہیں          جو حیرت کر دیا ہے اس صنم کے سخن نے          عاشقِ بخود کو اندیشہِ ملاست کا نہیں          حجر کی شب صبح ہو گی وصل کا دن کیگا          عاشقوں سے اُس پری رخسار کا یہ ہے حکم          خطِ نکلنا روئے زنجین پر ہے پیغامِ خزان</p>	<p>چشمِ حیرت آئینہِ شانہ کن انسوں ہے          حمدِ پیری میں جوانی کا بھجے انسوں ہے          یہ سمجھ لے غافلِ زنجیر میں مہو س ہے          خاک میں مل جائے جس کو حسرتِ پاؤں ہے          شمع بھی شمشیرِ جوان ہے جو بے خانوں ہے          روح کو جسے مرتبِ جسم کا لبوں ہے          دے جو اس معجون کو ترکیبِ جالینوں ہے          رحمتِ اللہ سے کافر ہے جو پاؤں ہے          بیوفا محبوب سے خاطرِ مری پاؤں ہے          کسرتِ گل سے جو بوٹا ہے دمِ طاؤں ہے          غافلِ زنجیرِ معجون کا صدائے کوس ہے          وں خوشی سے ہمارے صدائے کوس ہے          مردِ دیوانہ جو ہے بے تنگ بے ناموں ہے          خوابِ بد بھی نیک ہے تعبیر اگر ملکوں ہے          بھلاؤ اگر کیرے جو دیوانہ بنے ساؤں ہے          اس گلستانِ پر قدم اس سبزہ کا انسوں ہے</p>
<p>مقویہ کھینچی اُس کے رُخِ سُرخِ فام کی          اندر سے تکلفِ ساقی بہار میں          تاسا زہ ہے یہ انجنِ دہر کی ہوا          کیا اپنی انجن میں صبا کو میں راہِ دون          خطِ سیہ ہو اُنچ پر نورِ رشکِ باغ</p>	<p>اک صفحہ میں قلم نے گلستانِ نام کی          مے کی گلابیان ہیں مرصع کے کام کی          مطرب نے راہِ مہجولی ہے اپنے مقام کی          اُکلیوں میں بوئے خلوتِ خاص اسنے عام کی          صبح بہارِ سبزہ نورس نے شام کی</p>

خدمت ہے اس جہن میں مجھے انعام کی  
 تربت ہماری سختی ہے شوق غلام کی  
 جام آہنی صراحی ہے سنگ رخام کی  
 حالت وہی ہے نکت گل سے شام کی  
 پتلا بنا سکے نہ سنی احلام کی  
 سینہ مرا کتاب ہے علم کلام کی  
 صیا و خیر مانگتا ہے اپنے دام کی  
 شل جاب ہے تجھے فرصت قیام کی  
 آزادی پر بھی خوشن بدلی غلام کی  
 حسرت ہے میرے ہاتھ کو کسکے سلام کی  
 چکھی خراب کرتی ہے مال حرام کی

اصلاح لئے آتے ہیں رنگین خیال لوگ  
 اس پر چلین گے مثل قلم پائے خوشحان  
 سر روتے محنت کا جو اس میکدہ میں آئے  
 بلبل قفس میں عرش کے اد پر دماغ ہے  
 صورت پذیر ہو حرکت بے خبر کی کیا  
 حجت ہے ہر مذہب عشق ایک ایک ان  
 اندر رہے پھر نکلا اسیران تارہ کا  
 نظارہ کرے غلام حسن و جمال کا  
 استاد دیکھتا ہوں گلستان میں سرو  
 لٹا ہوں متصل کف انہوں روز و شب  
 مضمون کا جو رہو تھے رسوا جہان میں

آتش کمال ہمدی دین کا ہے اشتیاق  
 آنکھوں کو آرزو ہے ظہور امام کی

مرد و نکی غنیمت تالون نے میرے حرام کی  
 قرآن کا سامنا تھا جو بکد تمام کی  
 بھولی شوق دیار بدخشان کی شام کی  
 فکر رسا کند ہے کبسم کے بام کی  
 صاحب سمجھ لین خود ہے یہ حرکت غلام کی  
 خالی ہر اک گرہ نظر آتی ہے دام کی  
 رفعت ہے آستانہ میں اس گھر کے بام کی  
 ہے التجا زبان سے مجھے اتنے کام کی  
 عمر دور روزہ ایک قبا میں تمام کی  
 پروا نہیں جہان میں کینہ و فسلام کی

فرقت کی شب میں گرمی ہے روز قیام کی  
 گذرا مجاز سے تو حقیقت کھلی مجھے  
 سُرخی بان ہو مسل سسی زیب یار پر  
 گھر سے خدا کے ملتے ہیں مضمون مجھے بند  
 اچھا سنیں ہے صورت عاشق سے بھاگنا  
 بلبل نوا پھر دک کے ڈکیا دے گا خون بہا  
 ہو نچادہ عرش پر جو در دل تلک گیا  
 پیش از سوال دون میں نکیرن کا بواب  
 باغ جہان میں گل کی قناعت ہے بجائے رشک  
 غلام دور ہیں مری خدمت کو غلام میں

<p>بہا ناحق کو چارہ مصوم کے طفیل          بیمارِ عشق ہوں مجھے جیسے جواب دے          موئے سیاہ ہوئے دورِ وزمین سفید          صرف نکلیں ہے لعل و زمرہ بھی روزِ شب          پیدائہ ہو گا دوسرا مجسا شرابِ خواہ          بیماریِ فراق سے ہے تلخ ہو گئی          اندیشہ بہار سے رنگِ خزان ہے زرد</p>	<p>زمین سے رہنمائی ہوئی مسکوبام کی          کالون کو آرزو ہے اہل کے پیام کی          ثابت تھی پہنچی ہمیں اس رہنمائی کی          حسرت ہمیں حقیق ہی کو تیرے نام کی          مٹی خراب ہوئی مرے بعد جام کی          شیرینیِ آب کی ٹکینی طعم کی          دہشت لگی ہوئی ہے اسے انتقام کی</p>
---	--

آتشِ خدا کو اسلئے موقوف فکرِ شعر  
 طاقتِ ہمیں دماغ کو نظمِ کلام کی

<p>شبِ فرقتِ مین یارِ جانی کی          منہ دکھاؤ بہت رہی تکرار          جس کو کہتے ہیں جو دھوین کا چاند          کس پر بار ہو گئی غائب          صورتِ مال پر ہمارے مہر          سیرِ نعمت سے دو جہان کی کیا          ہو گیا عشقِ حسن سے ناگاہ          دلِ برشتہ ہوا جو شل کباب          لبِ جان بخش کے قریب وہ خط          گوش زد ہوتے ہی ہوئی دشمن          کھینچتے اس غزال کی صورت          مجھ کو بچھلا کے مار سوتا ہے          رہ گیا شوقِ منزلِ مقصود          شل شبنم ہوں صاف دلِ قانع</p>	<p>دور کو پہلو نے مسر بائی کی          ارنی اور لن ترانی کی          تیری تصویر ہے جوانی کی          سن کے دھوم اپنی ناتوانی کی          داغ نے زخم نے نشانی کی          دے کے شبنم کو بوندِ بانی کی          پو پھتے کیا ہوا گمانی کی          مین نے ترکون کی مہمانی کی          شرح ہے متنِ زندگی کی          نیند تیری مری کمائی کی          چو کڑی بھولتی ہے مانی کی          عاشقی کی کہ پاسانی کی          یائے خفتہ نے سرگرائی کی          محکودِ ریا ہے بوندِ بانی کی</p>
---	--

<p>ابر آما دمر بانی کی</p>	<p>برقی بجلی تو سرفراز کیا</p>
<p>راحت مرگ کو نہ پوچھ آتش</p>	<p>نہ رہی قدر زندگانی کی</p>
<p>بدل نہ رنگ نشہ نے اپنے خار سے          توڑا طلسم جبر کو لوح مزار سے          صوت ہزار کم ہنن صوتِ حمار سے          کاٹن میں سرور کو جو بڑھے قبر بار سے          مارا پڑا میں زخمی ابلق سوار سے          عیاد مطلع ہے کین شکار سے          مانند خشت سنگ تھی ہو شرار سے          بھاگین گے دور شمع دل اپنے مزار سے          ہر ذرہ اک ستارہ ہے گرد و غبار سے          حیرت میں ہوں زمانہ کے نقش و نگار سے          زخموں کی بھٹی مٹی ہے بھولنے کے بار سے          خالی یہ صید گاہ نہ ہو بے شمار سے          مرنا نہیں قبول ہمیں انتظار سے          مٹ جائے پہلے نام نشان مزار سے          اس مطلع دو لختِ خزان و بہار سے          رعیتِ ہنن مجھے خمرِ دافع دار سے          ناوکِ فلک سوار ہو پیداخوار سے          نکلا نہ پاسے یا رخسار کے حصار سے          دو دم ہوئے جاویک ہوئے دو انفار سے          دینا گر کھن قبول نہیں روزگار سے</p>	<p>واقف ہوئی خزان نہ ہماری بھلائی          بعد فنا دسالی ہوا ہم کو بار سے          بے روئے یار کی فکر آتے ہیں غار سے          توڑن وہ گل جو سُرخ ہوئے نگار سے          سرسہ کا چشم یار کی دل کشتہ ہو گیا          چاہے وہ جس طرح سے کرے کھنچ دل سیر          افسردہ دل وہ ہوں جو مری قبرِ مہذب          اُس جو خاک کے جہر سے تشبیہ ہی نہیں          جولان میں ہے سند یہ کس رنگ ماہ کا          خاموش دیکھتا ہوں گل و سرو کی بہار          عشرت کدہ ہے تنخ سے قاتل کی قتل گاہ          کو جہ میں تیرے کشتیوں کا رہے جہوم          اور دن سے کیجے وعدہ دیدارِ حشر          بعد فنا قبول نہیں ذکرِ نیک و بد          سمجھے تو بیخِ دراحت بلبل ہے بد ما          خدا و ار مارِ صنون سے ہوں ناقص پیش          بیہودہ خاک اڑانے سے کیا مال اے صبا          ممکن چوانہ خون شہیدان کو دست رس          کتنے ہیں میری اُس کی محبت سے مدعی          رکھ دین برہنہ گو زمین اہل جہان مجھے</p>

نیزنگ روزگار سے آتش عجب سنین چھلکا اُتارے دزد خدادست یار سے	
<p>غزان کا غم بھلا دے بادہ گلگون کے سانوے یہ آئینہ مرے ہاتھ آگیا بخت سکندر سے تھنا کے تیر کا شتاق ہوں تو کون کے لشکر سے قوی ہے رشتہ باریک اپنے جسم لاغر سے یہ کیفیت ہمیں حاصل ہوئی ہے دورِ سانوے جواب نامہ لکھا یار نے خونِ کبوتر سے گلہائے خامہ کو بھر بھر دیا ہے بن نے شکر سے صبا دو پھول اڑا لائی تھی اکدن تیرے بستر سے دل بیمار کو صحت ہوئی بھونِ عنبر سے کمر بندھوائی ہے صبا کی بھولنی چادر سے ہمز دگر کی بنیاد ہے تحریکِ لشکر سے قیامت ہوگی ہم پر گرمیِ خورشیدِ عشر سے دل وحشی مرا بے قدر رہے چٹکی کوثر سے شکر خورے کو رزق الٹ پہنچا تا ہے شکر سے سنین خالی کوئی شمشیرِ خنجرِ بزمی کے جوہر سے چین کی سیر کر لیتا ہوں دل کے صوبہ سے بھرا ہے کون جا کر آج تک اللہ کے گھر سے ہوا کس روز دیوانہ کوئی لڑکون کے پتھر سے جو اُس کو باز سے ہے شوق تو مجھ کو کبوتر سے ہمارے پاؤں کو دھو دین گے آبِ حن کوثر سے کبھی نے شہد کو چھوڑا نہیں زبور کے ڈر سے</p>	<p>بہار آئی چھکاساتی شرابِ ج پرور سے صفائے قلب کو حاصل کیا میں نے تقدیر سے نگاہ ناز کا سائل ہوں خوابِ نغم گر سے جدائی دل کو پیش آئی ہے کس بکینہ گوہر سے کیا ہے عشق پیدا اگر دشِ چشمِ فسوں گر سے نہ خطِ بجائے سیرِ انا کوئی پھر جان کے ڈر سے لکھے ہیں سیکڑوں یک سخت مصفون لبِ شیرین کمالِ عشق و حسنِ گل سے بلبل کو ہوا حاصل شگفتہ خاطرِ افسردہ کئے خالون کے بوسے نے پھنسا یا چاہتا ہے باغبانِ بلبل کو پیندہ بین صفتِ مرگان کی جنبش نے عبا خط کیا پیدا اکسی دیوار کے سایہ کا عالم یاد آئے گا خودِ اراکِ سنین اس کا ہزاروں اسکے گاہک ہیں لے گا وہ پری رو بھگو میں دیوانہ ہوں جس کا بجائے مٹن کا جس کو گلہ ہے سخت نادان ہے قفس میں بھی بہارِ باغ سے حالِ حضور ہے خیالِ سینہ کب آتا ہے دل کو کعبہِ رومین عداوت بے شور و دن کی صر رہو بچا نہیں سکتی خدا نے حُسن کا رتبہ کیا ہے عشق پر غالب پر بزا دون کے کوچم میں ہوئے ہیں گردِ آلودہ ہوس بوسے کی خلاشت لب سے کوئی جاتی ہے</p>



قیامت کی دل شتاق پر سیر گلستان نے | اکو کی بوٹا سا قد یاد آگیا مجھ کو صنوبر سے

وہ نام دوست ہوں وہ دیکھا ہوں مات بھرا آتش  
چراغ کو راگر گل ہو گیا ہے باد صبر سے

وہی جوتون کی خوشخواری جو آگے تھی سواب بھی ہے  
وہی نشوونما ہے سبز و ہے گوہر زبان پر  
تعلق ہے وہی تاحال ان زلفون کے سودے سے  
وہی سر کا پٹکا ہے وہی رونا ہے دن بھر کا  
دل و عشق کے آئین وہی ہین کشورِ دل میں  
وہی جی کا جلا نا ہے پکا نا ہے وہی دل کا  
نیاز خادمانہ ہے وہی فضل الہی سے  
فراق یار میں جس طرح سے مرتا تھا مرنا ہوں  
وہی سودائے کامل کا ہے عالم جو کہ سابق تھا  
جنون کی گرم جوشی ہے وہی دیوانوں سے اپنے

وہی بازار گرمی ہے محبت کی ہنوز آتش  
وہی دوست کی خبر داری جو آگے تھی سواب بھی ہے

عارف ہے وہ جو حسن کا جو باجان میں ہر  
پیری میں شغل ہے جو اندر روز و شب  
ہو تلے گل کے سونگھے سے دونا گرفتہ دل  
پشت خمیدہ دیکھ کے ہوتا ہوں غور و زن  
و کھلا رہی ہے دل کی صفادہ جہاں کی سیر  
دیوانہ جو عشق سے ہوا دم میں سین  
یہ دیوانوں کی طرح ہے جو مفتح کرناں  
اُس دل پرانے کو بہر میں آگے ہوا سے جلے

باہر سنیں جی پوچھ اسی کا دل میں ہے  
یوئے بہار آتی ہماری خزان میں ہے  
مجا بھی بد و داغ کم اس بوستان میں ہے  
گرتا ہوں صرف تیر جو زور اس گلستان میں ہے  
کیا آئینہ لگا ہوا اپنے مکان میں ہے  
لحسن پری کا جلوہ ظلم جہان میں ہے  
روشن چراغ بادہ جو مرغ کی رو کا نہیں ہے  
اتنی تو جان اب بھی تن نا تو نہیں ہے

<p>دُنیا سے کوچ کرنا ہے اک روزِ بدود          چہہ سکتا سروشت کا مطلب کوئی نہیں          آئندہ ورنہ کی جلتی ہیں ٹھوکرین          کشتے ہیں بلخ میں بھی تری تیغ ناز کے          عاشق کے رنگ زرد دودھو تو ہنس پڑو          معدوم وہ کمر ہے نہ مہوم وہ دہن          گل لڑتے ہیں ہوتے ہیں بلبل اسیر دام          سرکش کی منہ پر ہے سبک پیش فلکسار          سنبھل سے مال گل ہون میں یہ کیلے پچھتا          دل میں خیال کیسے شکیں ہے بد بلا          محنت سے ہے یہ خاک کا تیلانا ہوا</p>	<p>بانگ جس سے ٹوٹی کاروان میں ہے          معلوم کچھ نہیں کہ یہ خط کس زبان میں ہے          جادو جو اپنا تھا اسی خواب گراں میں ہے          بوسے شہید لالہ میں لادہ ارغوان میں ہے          تاثیر اس میں بھی ہے وہ جو روضہ ان میں ہے          کہتے ہیں شاعران کے جو کچھ کھان میں ہے          صیاد مستعد مرد باغبان میں ہے          وہ کفّت زمین کی کہان آسمان میں ہے          کس سلسلہ میں تو ہے یہ کس غافل میں ہے          یہ مرغ بیچ کے لئے سانپ شیان میں ہے          نذر آنکھ میں ہے اسکے تو مغر ہوا میں ہے</p>
--	--

آتش بلند پایہ ہے درگاہ یار کی  
 ہفتم فلک کی رفعت اسی آستان میں ہے

<p>طلعتی میں بھی شادی متوش رہی ہے          ہاتھ آتا جب نہیں اس دھک پہی کا          وہ گرم رو بادِ حشرِ جنوں ہوں          دکھلاتے نہیں دانت وہ ہنسرین دکھلاتے          ہو حُسن کا عاشق ہو مری طرح برہمن          ہستی میں مری فکر سا باندھ کے اکثر          آنکھوں کو رہے مد نظرِ شتری دل          کعبہ میں بھی بت خانہ کی ٹکڑی نہ بھولا          وہ دھک پہی ذکر کرتا ہے ہمارا          گلابی نہیں زیبالب شیریں بٹھالے</p>	<p>چھٹی نہ ملی جمعہ کو بھی ہفتہ کے غم سے          جل جائے تو کیا دلِ غنچوں کہ ہے دم سے          جلتا ہے چراغِ آج مرے نقش قدم سے          چٹمک زنی برنِ غضب ابر کرم سے          زناں کو دو تارِ طین زلفِ صنم سے          مصفون کھربار کے لاتی ہے دم سے          دلال خریدار لگا لاتے ہیں دم سے          یاد آگئی ابرو مجھے محرابِ حرم سے          کہتی ہے صبا کے سلیمان کی قسم سے          یہ شہد کو دفع نہ آمیزشِ سم سے</p>
---	---

<p>فرزند آدم کا ہے حواس کے شکم سے          فریادی بہن مرے بھی ترے ظلم و ستم سے          غالی کوئی لشکر نہیں دیکھا ہے علم سے          کاتب کوئی بہتر نہیں یا قوتِ رقم سے          کاٹا ہوا ہے سوکھ کے گڑا کے غم سے          کیفیت اٹھائی ہے بہت سا سفرِ حرم سے          وہ لوگ زیادہ ہوں جو جھکا جاتے ہیں کم سے          ابرو کی کچی نیز ہے توار کے غم سے</p>	<p>میراث سمجھتا ہے جو فردوسِ برین کو          اسے چرخِ نہیں مذہب ہی میلاد سے نالان          دیوانہ کو اطفالِ نگہیرے رہیں کورنگر          ہوتا ہے خطِ پشت لبِ یار سے ظاہر          جانِ مخفی بلبل ہو بہار آئے خزان جائے          دیکھا ہے تاشائے جہان آنکھوں سے بیون          ایسا بھی کوئی دور ہو گردش سے ظلم کی          برچھی سے سوا تو ہے اُس موئے فرہین</p>
--	---

تا چند کرے گارم سوزِ دل آتش  
 رکھ داتھ نکلتا ہے دھوانِ مغزِ قلم سے

<p>تج کو یابیِ محوشی تیرے آواز ہے          داغِ دل سے ربط ہے سوزِ جگر سے ساز ہے          روحِ بلبل کی نفس سے سائلِ پرداز ہے          نے گلو اپنا ہے نالہِ شیر کی آواز ہے          کو سنا سودا نہیں سر کے لئے ناساز ہے          بے پردہ بالی میں بھی اپنی وہی پرداز ہے          ہلہ زنجیرِ نوبتِ خانہ کی آواز ہے          عاشقِ نیرنگ ہے رخِ دل جانناز ہے          گوش نے البتہ پردے سے سنی آواز ہے          گل سے گالوں پر نہیں یہ سبزہ کا آواز ہے          کاٹنا اپنی زبان کو دانت سے نواز ہے          شکمے بچا دے جو تو اسکو تو اسے دل راز ہے          اس طرف سے ہے نیاز اور اس طرف سے ناز ہے</p>	<p>قاتلِ عاشق ہر ایک اس ترک کا انداز ہے          گرم جوشی محبت کا وہی انداز ہے          خانہ سیاد کی ایسی ہوانا ساز ہے          مرد میدانِ وجد کرتے ہیں بوسے چین کھی          سونگھنا گیسوئے مشکین کا کرے گامِ فنا          اُڑتی پھرتی ہے ہماری خاکِ ہمارہ صبا          بادشاہِ وقت ہے دیوانہ تیرا ہے پری          صیدِ گاہِ عشق سے مایوس بھرنے کا نہیں          صورتِ محبوب کو آنکھوں نے تو دیکھا نہیں          حُسن نے خطِ غلامی لکھ دیا ہے یار کو          انگلیاں کا لون میں دیتے ہیں وہ میرے ذکر سے          بے نگرنگِ فضلِ گل میں کیفیتِ نہیں          لیے جاتے ہیں ہم اُن سے ہم سے ہیں بھاگتے</p>
---	---

<p>سامری وقت وہ چشمِ ضنون پر داز ہے ایک مصرعے ضنون اپنا لاکھ عجاز ہے ذکر سلطان مجھ فقیر مست کا دماڑ ہے اس نشانہ کو اڑا دے جو وہ تیر انداز ہے بات اپنی بھی کنا یہ ہے جو اسے طناڑ ہے صید گاہِ حش من قسطِ شکار انداز ہے تیز پر شاہین سے بھی اُس کی نگہ کا باز ہے خافقاہین بندہ ہیں بیخا نہ کا در باز ہے</p>	<p>رو سے روشن کم یہ بیضاے موسیٰ سے بنین باز سے ہیں شعور منِ مضمون چشمِ لب شکر محو رہتا ہوں میں بادِ حش عالمگیر میں دل کو رکھ دیتے ہیں یہ لکھ لکھ اندرون میں ہم رمز کی فقرِ رحیم سے پیش جانے کی بنین وہو نہ نہ معاہدہ اک حسین قافلِ نظرِ آئین مُرخِ دل ماضی کا چشمِ یار سے بچا بنین فصلِ گل ہے نیشہ پیمانہ کا ہے دور دور</p>
--	---

لعل سے لبِ دُر سے دندان کے ہے مضمون بانہوا  
مرد شاعر تو بنین آتشِ مرصع ساز ہے

<p>برق کا کام تبسم نے کیا دندان سے لیگی کعبہ کو قسمت مجھے ہندستان سے درہم اک خلق ہے برہم زدنِ خرگاہ سے بوسے خون آتی تھی دایہ کی مجھے پستان سے نغمہ امید نہ سرسبز ہوا باران سے سرکٹے پر نہ ٹپے پاؤں مرا میلان سے انتقام اپنا نہ یوسف نے لیا لہوان سے کب مسافر کو ملا چین وہ دیران سے استراحت ہے زمان سے نہ تابستان سے داع ہو تا ہے مجھے لالہ زعفران سے صاحب خانہ نظر آئے لیکن جہان سے ایک نہ خانہ کو دیکھا نہ بلندِ ابوان سے ہاتھ آتا ہے کفن دزد کو کیا عریان سے</p>	<p>خونِ عمر جلے تیرے لبِ خندان سے زلف سے پھٹکے نگہ ابھی رُخِ جانان سے اکھڑ گردش چشمِ سیہ جانان سے روزِ مولود سے ہے اصلِ حقیقت کا خیال مثلِ گل بار کو خندان نہ کیا گر یہ نے حالتِ سخاوت سے بہم پہونچی ہے نیک طینت کو بدی کا نہیں مٹو جو من دشتِ آبا د جہان میں نہ آرام طلب زہرِ برہ او بھنم ہے مجھے بے محبوب صحبتِ یار و رقیب آنکھیں بھر جاتی ہے آخر کار جہان سے ہو اگر آگاہی پستِ ظلت کو نہ ہو رتبہ اعلیٰ حاصل امن جا ہے تو نہ رکھ عالمِ اسباب سے کچھ</p>
---	---

<p>ہجیر کو جو خیر مشق کی اپنے آتش یارت تک نامہ پہنچ جائے کسی جہان سے</p>	
<p>غلام کو شادی ہے عہم بختہ کو ہے احسان سے اکرم حق سے ہوں ایمین ستم دوران سے اسین ہوں وہ کہ مزلوٹا کر بیان سے نہیں تسخ قاتل سے اڑا ہوں سر شوریدہ مرا خطا نورس نے جگہ کی رنج رشک گل پر عشق آنکھوں کو ترازو کے بنائے پلے آسمان سے ہے توقع کے سرسبزی کی ریح دنیا میں زیادہ ہے تو راحت کم ہے سجدہ آدم کو فرشتوں نے کیا خوب کیا شمع کا فوری کی عابت نہیں کچھ مدفن پر نالہ کش جب سے ترے عین کو مطلوب ہوئے بخت خستہ کو جگا کر اُسے لو کر رکھوں کون سا لطف ترے روئے کان بی بین نہیں</p>	<p>گشت کو نفع ہے خرمن کھنر باران سے پائے کا ڈر نہیں رہتا اثر باران سے وہ گم بیان ہوں جسے قرب نہیں ملان سے جس طرح سے کوکت گوے کو پوچگان سے آشنا سبزه بیگانہ ہوا بستان سے حسن انصاف طلب ہوئے اگر میزان سے ہوں وہ افتادہ زمین چون اٹھے دھقان سے وصل کا روز ہے کو تاہ شب حبران سے قدرت اللہ کی ظاہر ہوئی ہے انسان سے دل منور ہے اگر روشنی ایمان سے عشق گل ترک ہوا بلبل خوش الحان سے خواب کا روکنا ممکن ہوا گرد باران سے رطب دیا پس کوئی باہر نہیں ہے قرآن سے</p>
<p>شیریم اور نیستان ہے حصیر اسے آتش سلسلہ فقر کا ہے سہ مردان سے</p>	
<p>کام آخر نہ ہوا اپنا صف مرزاں سے وصل کے بعد کھلا ہم کو غم ہجران سے حیف ہے خاک کا پتلا نہ کرے یاد اسکو ترجم خندان سے تری تیغ کے کچھ فرق نہیں اگین ذخیرین ہین ہین مع ہوں یہ قالب ہے عبد و دیرین تافھی سے پھر تہا ہے خواب</p>	<p>حسرت تیرے جانے میں ترکستان سے ہمیں ہوتی ہے مکافات عمل انسان سے الفت اللہ کو کس مرتبہ ہے انسان سے عشق بلبل کا سبب ہے گل خندان سے ملک الموت چڑاؤے گا مجھے زندان سے دور سمجھا ہے جے ہے وہ فریب انسان سے</p>

<p>وام کو دانہ کا مصلح کیا وہ بقا سے          مثل گردن ہے تری تیغ خنجر اس امان سے          شمع کشتہ کو فرو زندہ کیا دامن سے          منصب فقر ہے مطلوب مجھے سلطان سے          خفان بھگو ہوا لاہ و نافرمان سے          بچھیاں جل لکین اسے ترک کی مڑگانے          کبھی سنبھل سے الجھتا الجھتا کبھی بچان سے</p>	<p>قیمت مرغ گرفتار کی مانند رے بری          بیکہ رکھتا ہے اُسے وہش پرلے قفل تو          طرہ گرمی مرے محبوب قباوش نے کی          سائل صبر سکونت ہوں خدا سے شب روز          آتش و دود کا عالم نظر آیا ہے یا ر          خشکین آنچم دکھا کی جسے وہ قتل ہوا          باغ میں رلف خط یار ہے یا و آجاتا</p>
--	--

گردن سخت ہے یا گردن پر کار آتش  
 پاؤں اٹھتا سنیں اس دائرہ دوران سے

<p>مرد ہوں ہوں میں اتنا عشق نری نہیب ہے          روح معنی ہے جو ہے بیت مری قلاب ہے          جو کہ ہے خوب ہے اللہ کا عالم سب ہے          وہ زلفہ جو ہمارا ہے تو مشکلی شب ہے          حسن عاکیر تری عشق مرا منصب ہے          دائمی شیر نیتان کے لئے ایک تب ہے          اپنی بچھیا میں کی صورت سے بھی نفرت اب ہے          مثل گل بیرون یار کو قلاب ہے          زلف زنجیر ہے ہر زندان مجھے کجالب ہے          زربلب ہے جو ذقن زیر ذقن غیب ہے          چاہ غشب ہے ذقن چہرہ غشب ہے          تیغ معقود اسے جو مرے مجھے مطلب ہے          میں وہ ذرہ ہوں کہ خورشید مر کو کب ہے          شمع و پروانہ کا جل جانے میں ان کے شب ہے</p>	<p>ساغر صاف ہے حب علی مشرب ہے          سن انسان سے ہر اک غم میں یان مطلب ہے          سرو اولی ہے مری آنکھوں میں گل نسب ہے          ابلق یار کا بھرتا ہے خیال آنکھوں میں          تو امیراے بت سرکش تو یہ عاجز جو فقیر          مرد میدان کی حرارت ہے بجاعت کی دلیل          کج تنہائی میں آگے خفان ہوتا تھا          وصل کی شب بھی وہ کافر نہیں عیاں ہوتا          عشق نے حسن کا دیوانہ کیا ہے محکو          ایک سے ایک کو باتا ہوں میں یان بلاوت          حکمت حسن ہو یا ہے رنج دلبر سے          ترک خو نوار ہے باراد میں مسکین شاعر          جلوہ یار سے بان سینہ ہوا ہے روشن          عشق کامل ہے سبب حسن سے بکری کا</p>
---	---

<p>موزون کا بھی ہے یہ خاک کا پستل موزی شسواروں کو گراتا ہے پشت زین سے جیغ ہے سوزش دل کتنا شکونے علاج دوست ہو جائے جو دشمن مرے اشعار سے مرغن عشق سے اک خلق خلا ہے رنجور کونسی شے ہے زمانہ میں نہیں جو اس میں حشر پر وعدہ دیدار نہ کر عاشق سے جسم کو جانتے ہیں صنعت دست قدرت مددے اذ سے مقدم ہے تری زلف بہا مجلو لغزش نہ ہو ہر چند زمانہ ہل جائے روح کی طرح سے همان رہا کرتا ہوں</p>	<p>ذریہ پاؤش سرارہ سرعقرب ہے کس قدر ابلق ابام برا مرکب ہے بیشتر در نہ پسینے سے اترتی تب ہے مدامہر و محبت سے وفا مطلب ہے جلوہ حق جہان سوز بھی فصلی تب ہے سیر کمر دل ہی میں دنیا کا تاشب ہے کس کو معلوم ہے فزائے قیامت کب ہے صبح کو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ امر رب ہے حیدر کے روز سے اول مدعان کی شب ہے قطب نارہ جسے کہتے ہیں مرا کوکب ہے گھر کو اپنے یہ سمجھتا ہوں مرا قالب ہے</p>
--	---

زود فوت سے ڈھاتا ہے یہ گسلاؤش

میں بھی شمشیر ملی ہوں جو عدو محرب ہے

<p>اے صنم جسے مجھے چاند سی صورت دی ہے تیغ بے آب ہے نے بازوئے قاتل کمزور اس قدر کس لئے یہ جنگ جہل لے کر دون سانب کے کاٹے کی لہریں ہیں شب روز آیتیں کوئی اکسیر غنی دل نہیں رکھتی ایسا آہ کا اپنے فقیہ نہیں کس رات جلا جسم کو زیر زمین بھی وہی پیو نچاوسے گا خزق یار میں رورو کے بسر کرتا ہوں یاد محبوب فراموش نہوے اے دل گوش پیدا کئے سننے کو ترا ذکر جمال</p>	<p>اسی اللہ نے مجھ کو بھی محبت دی ہے کچھ گر ان جانی ہے کچھ موت نے فزوت دی ہے نہ نشان مجھ کو دیا ہے نہ تو نوبت دی ہے کاگل یار کے سووے نے اذیت دی ہے خاکساری نہیں دی ہے مجھے دولت دی ہے علی حب کی بہت ہم نے بھی دعوت دی ہے روح کو جس نے فلک سیر کی طاقت دی ہے رنگانی مجھے کیا دی ہے مصیبت دی ہے حسن نیت نے مجھے عشق سی نعمت دی ہے دیکھئے کو ترے آنکھوں میں نصارت دی ہے</p>
--	--

دردِ جان سے اس اسیری نے ذہنت دی ہے	لطفِ دل سبکی عاشقِ شیدا کو نہ پوچھ
کمرِ مار کے مضمون کو بازھو آتش	زلفِ خوابان سی رسا لگو طبیعت دی ہے
<p>یوسف کے ساتھ گنگ بھی اس پہرین میں ہے  شہدِ بہشت کا مزا اپنے سخن میں ہے  زندہ نہ پہرین میں نہ مردہ کفن میں ہے  الاس ہے جو دانت تھارے دکھان میں ہے  نودارِ دان گنبدِ جیج کمن میں ہے  عنبر میں ہے یہ بونہر تو مشکِ خن میں ہے  خوشِ حبشی کی یہ شاخ لگی جوہرین میں ہے  پروانہ اور سبغ ہونو زانجن میں ہے  آخرِ شناس کہتے ہیں سوج کمن میں ہے  آئینہ آب جو کالگا یا جن میں ہے  سرخِ نینین سفیدی اگر یا صمن میں ہے  آبِ میاتِ حسرت جاہِ ذقن میں ہے  خوشِ وقتی ہے ذہنت کہہ برہن میں ہے</p>	<p>غنصِ شقی بھی روح کے ہمراہ تن میں ہے  حجتِ جو ایک سو کے شیرین دہن میں ہے  ویوانہ تیرے دو ذوق ہوے اسے بہارِ جن  عاشق کو زہرِ دیکھے صاحب نہ نہیں کر  کیا طفلِ اشک کو مری رسوائی کا ہو پاس  سو نگھے سے زلفِ یار کے سودیکا کیا مجب  سرِ نہ لگا کے آنکھ وہ دکھلائیں تو کمان  خالی زمانہ کو نہ سمجھ حسن و عشق سے  زلغین مٹائیے رُخِ روشن سے مہربان  دکھلائے گا بہار کو حُسن اپنا با عیان  دھوکا نہ دے سکے گی مجھے رنگِ یار کا  حسن و جمال کا ترے شہرہ ہے دور دور  ابرو ہر اک صم کا ہے رشکِ ہلالِ عید</p>
فرقتِ مین دل جلاتا ہے شوقِ دملال یار	اک آگ سی لگی ہوئی آتشِ بدن میں ہے
<p>اُس زلف کی بوسہ لگے سوداگر تو یہ ہے  پروار کو تر ہو جو عفتا ہے تو یہ ہے  شمشاد و صوبہ بے بھی بالاہی تو یہ ہے  غیرت کا اب اپنے بھی تقاضا تو یہ ہے  لاندرھے بھی کہیں گے کہ سچا ہے تو یہ ہے</p>	<p>نازہ چو داغ اپنا مٹا ہے تو یہ ہے  تھنجی نہیں چلوئی مرے نام کے کسیر  کچھ سرور کا رتبہ ہی نہیں قدسِ تھے بہت  مٹا جو نہیں یار تو ہم بھی نہیں ملتے  اس نذرِ فکرِ معجزہ حسن سے تیرے</p>



<p>عاشق کو جو اندیشہ درواہ ہے تو یہ ہے نظارہ کے قابل جو تماشہ ہے تو یہ ہے لاعل جو معنوں میں مٹا ہے تو یہ ہے کعبہ ہے تو یہ ہے جو کلیسا ہے تو یہ ہے عاشق کے لئے حاصل دنیا ہے تو یہ ہے سرکار جنوں کا جو سراپا ہے تو یہ ہے سے ہے تو یہ ہے اور جو مینا ہے تو یہ ہے ہنگامہ محشر کا سا فغاہ ہے تو یہ ہے</p>	<p>محشر کو بھی دیدار کا پردہ بچے یا ر بنیا ہوں جو آنکھیں تو فتح یار کو دیکھیں مصفون دہن یار کا کیا فکر سے نکلے گم یاد مسمول میں ہے کہ یاد آئی مستحق نے وہ خایہ خالی و شب ماہ دیوانے نہ کیوں کر غل و زنجیر پہنتے دل کے لئے ہے عشق تو دل عشق کی خاطر دیوانہ قد کے کبھی نالوں کو تو سنبھلے</p>
--	---

ثابت دہن یار و لیلون سے کہ آتش  
محبت کی جو شاعر کے لئے جاہ ہے تو یہ ہے

<p>پائے سمند اٹھا ہوا ہے رکاب سے بیج ہے زیادہ نشہ زور ہے شراب سے مکمل وصال ذرہ نہ تھا آفتاب سے مروے نجات پاتے ہیں اپنے خذاب سے پیدا کیا ہے ہم نے یہ عمل آفتاب سے خالی رہا نہیں کبھی دریا حباب سے دل ڈھنسا ہے گریہ چشم کباب سے بجلی گرا ہے نہ نگاہ عتاب سے باہر نہیں کتاب کا مطلب کتاب سے پرمان اٹھا کے لیگنیں میں فرش خواب سے رتہ میں اپنی خاک برابر ہے آب سے تلوار کھینچ منہ کو چھپالے نقاب سے کچھ کم نہیں ہے خون شہیدان شہاب سے</p>	<p>ایذا میں بچ ہے تن خانہ خراب سے بہخود ہے یار دولت جن شباب سے افشان روئے یار وقوع محال ہے جاتا ہے جو تو گو غریبان کی سیر کو مصفون لب خیال رخ یار میں ملا نازدک خیال اب بھی ہیں ہو دلے فلک کھاتا نہیں ہوں اسکو میں کھاتا ہوں بنا گوشت برسائیں گی ہماری بھی آنکھیں ہو کا مینہ سیر درون سے کہ حقیقت کھلی مجھے بیدار بخت ایسا میں دیوانہ ہوں سے اُس سے ہرے دخت ہوں اس سے گفتگو قاتل ہو کو دیکھ کے غرض آئے گا مجھے کیا سرن کر دیا مرے قاتل کا پیر ہن</p>
---	--

<p>شیشہ بھرا ہے ہم نے شفق گون فلرب سے مطمون مطلق صوفی ہے حال خراب سے</p>	<p>فیروز گن حسن یار کا دلین خیال ہے تا فنی ایسی کرتی ہے انسان کو ذلیل</p>
<p>آتش وہ گنج من لے جگہ جا رہے ناہرہ ہوتا ہے ترے حال خراب سے</p>	
<p>یوسف چھپاے رکھتا تھا منہ کو نقاب سے طاؤس وجد کرتے ہیں ساقی عتاب سے اُس کو چھپایا اس کو نکالا نقاب سے نکلا ہے شیرہ بنل آفتاب سے آنکھوں نے قطعہ دام لئے ہیں دکاب سے مگر اکے پارہ پارہ ہو کشتی جاب سے چکر میں چرخ ہے قدرج آفتاب سے دشت ہوئی ہے جگہ سرن کے کباب سے اے ترک اپنی تیغ کو بھجوا کلاب سے خارج ہے سر نوشت ہماری حساب سے تخیر قلب کرتے ہیں ہم نقش آب سے شیطان ہو منفعل عمل ناصواب سے تم عاشقوں کو قتل کر دے گے جاب سے خالی رہا زمانہ مرا انقلاب سے ٹیرے سوال رد ہوسے بیدار جاب سے نفرت ہے جگہ صحبت برق وحاب سے</p>	<p>ظاہر ہو اہمین یہ بھارے جاب سے اپنا دماغ خشک بھی تر ہو شراب سے یوسف میں اور یار میں اتنا ہی فرق ہے حیرت کی جا ہے خلیج آفتابین یار اے شہسوار باؤن کا تیرے خیال ہے اُس بحر میں کھلاتی ہے غوطے فضا بجود ہوئے نہ رند چڑھا کر خم و سبو یاد آگیا ہے بوسہ چشم سیاہ یار گلمائے زخم کے لئے خود بند ضرور ہے دوانے روزِ حشر کو بوجھ نہ جائیں گے گوریہ سے اپنے اُس گلِ خندان کو آیا رحم ہو دے اگر حقیقت آدم سے مطلع کتنے ہیں ہاتھ دیکھ کے اُس بت کا برہن عمر دو روزہ ہو گئی اک حال پر بسر باؤن میں بند ہو گیا خازنِ بوجھ کو روتا ہے وہ تو ہنستی ہے یاس کے حال پر</p>
<p>آتش کو جن کے قتل کیا اُس نے اسلئے ہوتی ہے قدر شعر بلند انتخاب سے</p>	
<p>لب بام آگے کھڑے ہو نہ کھلے بلون سے</p>	<p>کوئی اچھا نہیں ہوتا ہے برسی چالون سے</p>

<p>نہ تو گورون سے محبت نہ مجھے کالون سے  سب چڑھی شیر نستان کو مرے نالون سے  تنگ آیا ہون میں اس قنبر کے دلالون سے  زور او بار چلے گا نہ خوش اقبالون سے  صف مرگان اسے گھیر لے ہے بھالون سے  حال ان شکون کا کچھ پوچھیے رمالون سے  رتبہ زلفون کو نہیں مکر دیون کے جالون سے  کافرستان تو وہ رخ آگے ہی تھا خالون سے  مستق ہون گے ادھر والے ادھر والون سے  آئینہ خالون میں کثرت رہی مثالون سے  بو جھرتگر کا ہوئے ہن کف پا جھالون سے</p>	<p>رو و شب کس لئے رہتا ہوں الہی برباب  جوش و حشمت میں جو جنگل کی طرف جارنگلا  کوئی کچھ عشق کا کرتا ہے بیان کوئی کچھ  پیشتر صبح شب وصل سے ہم گزریں گے  ست ہاتھی ہے تری چشم یہ ست اسے یار  روئے خوابان سے ملے گا ہین بوسہ کہ نہیں  عارضی من سے نفرت یہ ہوئی ہے دل کو  خط شب گون نے نخل کر عبث اندھیر کیا  دو جہان حشر کے دن ہو دیں گے باہم موجود  دل حسینون کے تصور سے بنایا خالی  کچھ تو ہلکا کریں خار رہ صحرائے جنون</p>
--	--

ان کے بوسون کی تمنا ہے ہون کو آتش  
آئینہ کسب صفا کرتے ہن جن گالون سے

<p>ہون پرانی مری جان اشتیاق سے ہے  گرا مٹا مجھے تکلیف ہائے شاق سے ہے  یہ اتفاق بھی کچھ کم نہیں اتفاق سے ہے  عنایت اس کو سمجھ من اتفاق سے ہے  مشابہت بہت اسکو کسی ساق سے ہے  یقین صبح کا کس کو شب فراق سے ہے  گر درون ذرہ ہوا سیر لعل سے ہے  کمال تنگ دل اب اس کس روق سے ہے  خوابی ہی خس و آتش کے اتفاق سے ہے  تباہ حال بہت آتش اشتیاق سے ہے</p>	<p>اُستار اُستار تارسانی جو عیشہ طاق سے ہے  جواب دون ترے نالہ کا کیا میں لعل سے ہے  نہ سوؤ ساغر مرے رکھکے درمیان شمشیر  مقام شکر ہے ایذا جو در عشق سے ہو  ہمارے دل کو جلاتا ہے شمع کا جلنا  یہ وہ بلا نہیں بے جان کے لئے جو ملے  جہاں چہرہ خورشید بھی ہے کیا نعمت  نظارہ کے لئے ہے فلا حسن و غیر ان  بہ پیچ بول کے تو تلخ گل پر اسے بلبل  خدا کے واسطے کشتی سے کو لا ساقی</p>
---	---

<p>خوابان ترے ہر رنگ میں لے پا رہیں تھے  بیدار کی نفل میں سزاوار ہیں تھے  وعدہ تھا بہن سے لب بام آنے کا ہونا  کنکھی تری زلفوں کی بہن پر مہتری  نصرت تھی ترے حسن کی حصہ میں تھے  سودا زدہ زلفوں کا نہ تھا اپنے سوا ایک  تو اور ہم لے دوست تھے بکمان دو قالب  بیمار محبت تھا سوا اپنے نہ کوئی  بے اسے پہلے تھی طبیعت نہ کسی سے  اک جنبشِ مژگان سے غم نہ آتا تھا ہمیں کو  جب چاہتے تھے بیٹے تھے آغوش میں کو  ہم سیانہ کوئی چاہنے والا تھا محض ارا  برہم محبت نے تری ہم کو کیا تھا  دل بھٹو کرین کھاتا تھا نہ ہر گام کسی کا</p>	<p>یوسف تھا اگر تو تو خود بدار ہیں تھے  تفسیر کسی کی جو گنگار ہیں تھے  سایہ کی طرح سے پس دیوار ہیں تھے  آئینہ دکھانے کچھ ہر بار ہیں تھے  تو کانِ ملاحظت تھا خریدار ہیں تھے  آزاد دو عالم تھا اگر فتنار ہیں تھے  تھا خیر سوا اپنے جو تھا یا رہیں تھے  اک مستحقِ شربت دیوار ہیں تھے  دسوز ہیں تھے ترے غمخوار ہیں تھے  دو زکس بیمار کے بیمار ہیں تھے  مجبور سے رہ جاتے تھے غدار ہیں تھے  مرتے تھے بہن جان سے بزار ہیں تھے  رسوائے سر کو چھو بازار ہیں تھے  اک خاک میں ملے دم رفتار ہیں تھے</p>
<p>گل یارے لب یار سے گویا ہووے  جتنا یار کا در باب سعادت کئے  چھپ سکی بادِ سحر سے نہ تری زلف کی بو  یار نے پردہ کیا ہم سے بہت خوب کیا  اُس بیابان میں پیادہ مجھے لائی ہے تنہا  تاف پر تیری ہو کیونکر نہ لگا ہوں کا جو م  دل نہیں داغ ہے جہیں نہیں کیفیتِ عشق</p>	<p>آنکھیں تلواروں سے ملے کو رتو بیٹا ہووے  زہے دیوار ہا سایہ سے پیدا ہووے  مشک کا چور یقین ہے یہ کہ رسوا ہووے  حسن ہے وہ بھی کوئی جو کہ تماشہ ہووے  شہسواروں کی جہان گرد نہ پیدا ہووے  ہالہ بے ماہو ہو جاوے تماشا ہووے  جسم بے روح ہے بے بادہ جو مینا ہووے</p>

کو پڑا سین کوان ہو دے کہ در باہو دے کس طرح سے نہ زمانہ تو بالا ہو دے وہ بھی دن ہو کہ نہ اندیشہ فروا ہو دے روح کو جسم کے چھٹنے میں جو ایذا ہو دے درد سر نالہ ناقوس کلیسا ہو دے بیخ شاخہ ترے در کا یہ بیضا ہو دے	آبرو چاہے اگر سدا کہ الفت میں روز و شب چرخ ہندو لہ کی طرح بھرتا ہے حشر کار روز گزر جائے لے حور و بہشت نفرت آنے میں جو کی تھی حوض اُس کا یہ سمجھ میری تکبر کی آواز جو راہب سن پائے رشتی سے مجھے اس کی یہ یقین ہو پائے
---	---

دل کو خوش رکھتی ہے نافرمانی کو عمر آتش  
 کوئی دیوانہ ہو لڑکون کو تماشا ہو دے

ہمت مری کتنی ہے کہ احسان بلا لے جلاد کی تلوار بن پڑ جائیں گے چھالے جیسے کوئی صدقہ کرے بھوکے کے حوالے سینہ ہی ہے مرے سر کی بلا کو جو بٹالے پوست کی طرح تلو کوئی بیج نہ ڈالے انداز رخ و زلف زمانہ سے نرالے چھوٹے تو ادھر پھر کہ نہیں دیکھنے والے پامال ہو جو راہ وہ منزل کی نکالے وہ لعل کہ دیکھے سے پڑیں جان کے لالے دوسرا بے حفاظت کو میں اک گنج کے بالے لبریز لبو سے بھی درخون کے ہون تھالے پالا نفس سر دے اللہ نہ ڈالے مشتاق کو کچھ ایسا دکھا کر جو چھپا لے	سر کاٹ کے کر دیجئے قاتل کے حوالے ہر قطرہ خون سوز درون سے ہر اک فکر یوں دیتے ہیں وہ عاشق بے صبر کو دوسرے شمشیر پھر اے ترک نہیں تیغ یہ تیری نادان نہ ہو عقل عطا کی ہے خدا نے نقاش ازل نے تری تصویر میں رکھے ہستی کی اسیری سے شر سے ہیں بے تنگ سالک کو یہی جادہ سے آواز ہے آتی کچھ اور لب یار کی تعریف کروں کیا گرد و رخ زیا رہیں کیونکر نہ وہ زلفین صیاد چیں ہی میں کسے مئے معین فرج پیغام اجل ہوتے ہیں اس عشق کے صدقے دشمن سے سمجھتے ہیں ہم اُس دوست کو بدتر
---	---

مصنوع ہے تو سب رخسار کا آتش  
 شاعر ہے اسے فکر کے سانچے میں جو ڈھالے

<p>آجے پاؤن کے کیا تو نے ہا سے توڑے          تو قن و خن مین نہ جاویں سون سے باقی رکھی          سلسلہ اپنی گرفتاری کا کب قطع ہوا          ست مجھ سا بھی کوئی نشہ کا ہو گا یہ نہیں          شربت وصل ہے تنقیہ کی خاطر موجود          ختم دزدیرہ نگہ پر ہے تری طاری          آگیا کہ وہ بچہ حُسن نظر جب ہم کو          عشق بے درد سے کر نیکو کہا تھا کس نے</p>	<p>خارجہ صحرے مجنوں عرش کے تاسے توڑے          غم و گل چین حسن کے سارے توڑے          پسینی بلا زیب انھوں نے جو آتے توڑے          بی کے نے عام کے دانتوں سے کناے توڑے          حب ہجر آ کے بدن کو نہ ہمارے توڑے          دل نہیں توڑے اجل کے پٹا سے توڑے          بوسہ لیکر لب شیرین کے چھوڑے توڑے          سر کو ٹکرائے نہ دل درد کے مارے توڑے</p>
<p>کنج غزلت مین بھایا ہے خدا نے آتش          اب جو تم یان سے ہے پاؤن تمھارے توڑے</p>	
<p>پاؤن ہون نہرومہ کوئی عدل و داد سے          سودا ہے سر کو زلف گرہ گیر بار کا          بزنہ نہ بھوڑے گی نگہ شعلین بار          پار اترتین خاک بھر محبت کی کشمندان          شترہ تمھارے حُسن کا پہونچا ہے دودھ          زور آدھی پر اپنے نہ سرکش کرین عرفور          مر کر ملائی سرکشئی نفس خاک مین          عاشق کے حال سے نہیں مشوق بجز          دیوانہ ہونہ دیکھ کے دل حُسن عاشقی          اقتدر سے مراد دلی کا ہون بلتی          جو کچھ کہو نہیں خوب اسے جاننا ہر دو          بے درد و در دند کا احوال کھل گیا          ہنگامہ حسن عشق کا یون ہی رہیگا گرم</p>	<p>عالمی پیکتین سے نفس مراد سے          دل بستگی ہے کا فرغوش اعتقاد سے          نیکی کی چشم داشت نہیں بد نہاد سے          طوفان لوح رہتا ہے باد مراد سے          مکتوب مشوق آتے ہیں نکس بلا د سے          عاجز نہیں خدا کا غضب قوم عاد سے          کی جان کھو کے ہم نے فراغت جہاد سے          بندہ کو بھولتا نہیں اللہ یاد سے          اچھا نہیں ہے سالقہ بے اعتماد سے          سائل ہون مین فقیر کریم و جواد سے          دشمن ہزار بر کے میرے عناد سے          بیمار تندرست سے ناشاد و شاد سے          فتنے نہ باز آئین گے شر و فساد سے</p>

<p>استناق ہم دگر بین دو دل اتحاد سے فرزند کا سلوک کیا خانہ زاد سے</p>	<p>الوف یا رنج سے مین شید اسے یار ہون خون جگر سے پرورش شعر ہم نے کی</p>
<p>دعین جو مومنین علیہ السلام کا آتش نہ کم سمجھ اسے ابن زیاد سے</p>	
<p>زمین یان کی چارم آسمان ہے نہان ہے کج ویرانہ عیان ہے یہ آئینہ سکندر کا مکان ہے قبائے گل میں گل بوٹا کمان ہے ہیشہ اپنی آہونکا دھوان ہے بنس غنچہ کی میرا آشیان ہے تقاعت بھی بہار بے نوزان ہے کمر میری ہے دست باغبان ہے خدا خوش رکھے تجکو تو جان ہے ہزاروں بت ہیں یان ہندوستان ہے کسی گرو کا خفیہ عطر وان ہے سفر میں روز و شب رنگ ان ہے گل و بلبل کے دریا دریاں ہے ہما کو مغز با دام استخوان ہے ذوق جاتان کا پارہ کائنات ہے مرے یوسف کا عاشق کاروان ہے درشت الیٰ جہنم کی زبان ہے</p>	<p>یہ کس رشک سجا کا مکان ہے خدا پہنان ہے عالم آشکارا دل روشن ہے روشن گھر کی منزل مکلف سے بری ہے حق ذاتی پیسے گا کبھی تو دل کسی کا برنگ بوہون گلشن مین بلبل شگفتہ رہتی ہے خاطر ہمیشہ چین کی سیر پر ہوتا ہے جھگڑا بہت آتا ہے یاد اسے صبر مسکین انہی ایک دل کس کس کو دوئیں یقین ہوتا ہے خوشبوئی سے اسکے وطن میں اپنے اہل شوق کی طرح سحر ہووے کہیں شبنم کرے کو ج سعادت مند قسمت پر ہیں شا کر دل بیتاب جو اس مین گرے ہیں جوس کے ساتھ دل رہے ہیں تالان نہ کم رنم و نکو مسرت سخت واعظ</p>
<p>قد محبوب کو شاعر کین سر د قیامت کا یہ اسے آتش نشان ہے</p>	

<p>آتش تالہ بلب سے دھوان ہوتا ہے          دسے گل کو رنج رنگین سے ترے کیا بہت          ظاہر بازی ایام ہے باطن سے ظلات          وعدہ شب نہ کرے سر تعاجوت نہ بول          باتن کرتا ہوں نگاہوں میں پر زادن سے          ابرو سے بار سے قوت ہے مرہ کو ساری          خزش گل پر وہ نزاکت سے نہیں سو سکتے          سخن کو دلخنگا دسے گی یہ سیر گلزار          صورت کعبہ دکھاتے ہیں جو طاق ابرو          حسرت انجام جہان گذران ہے فاعل          جذبہ دل سے الٹا ہے نقاب رخ یار          چشم تر عالم فیرنگ دکھاتی ہے مجھے          زبرد یوار جو ٹھہرون تو حسد سے سیرے</p>	<p>سیر گلزار سے جھوکھقان ہوتا ہے          قد صنوبر کا یہ بوہا سا کمان ہوتا ہے          وا نہ ہوتا ہے حیران دام نہان ہوتا ہے          جلوہ کرات کو خورشید کمان ہوتا ہے          دیدہ شوق سے بان کا زبان ہوتا ہے          تیر کے واسطے سب زور کمان ہوتا ہے          تن نازک میں رگ گل کا نشان ہوتا ہے          آپ پر جو رہشتی کا گمان ہوتا ہے          چاہ زمزم وہ زرخندان کا کوان ہوتا ہے          سخن رہتا نہیں گلزار خزان ہوتا ہے          پردہ خیب کا احوال حیران ہوتا ہے          برج آبی مرے رہنے کا مکان ہوتا ہے          سایہ سر سے دے پائوں روان ہوتا ہے</p>
---	---

جائے نامرد نہیں بزم میں اپنے آتش  
 مصرع تنج کے مطلب کا بیان ہوتا ہے

<p>خدا محفوفا رکھے دل کو اسلحہ کا کل ہے          شراب سُرُخ کا ساغر چلے ساقی لب جو پر          اگر نام آوری مقصود ہے نیکون سے محبت رکھ          پری لاتی ہے مندل کھسکے مجھ دیانے کی خاطر          اٹھائی آستین جو چشم دریا بار سے اپنی          جین کی سیر سے نفرت ہمارے دل کو ہوتی ہے          خدا پر رکھ نظر طالب اگر ہے دین و دنیا کا          منر رہو بچاتی ہے مستحق کو مینابی ماستق</p>	<p>نہیں ممکن سلامت چھوٹا مودی کج کل ہے          جین سر سبز ہے باران رحمت کے انفضل سے          ہوا ہے شمرہ آفاق لفظ طیب سبیل سے          جو سر میں درد ہوتا ہے کبھی زخمیر کے گل سے          بنے گرداب دور دامن اشکونے تسلسل سے          طبیعت کو خفا کرتی ہے محبت خار کی گل سے          یقین ہے دولت کو نین حاصل ہو تو گل سے          بچھٹے ہیں پردہ ہائے گوش گل فریاد بلب سے</p>
--	--



آتش بیدار کیا گردش نے اس کے دور ساغر کا منفص کی طبیعت بار بن سامان حشرت نے شب سہ مین جو دمہ بکے کنارے جل کے رواہوں قیامت میں بھی کوئی حال کو اُنکے نہ پوچھے گا	تری آنکھوں نے کیفیت اٹھائی ساغر سے دماغ اپنا پریشان ہو گیا مینا کی قفل سے گزر جاتی ہے کشتی مار کر ٹھوکر سپرل سے کیا ہے کشتہ تو نے جنکو شمشیر قنائل سے
---	--

نہایت مشت خاک آتش بیکس کو مسرت ہے  
کسی دامن تلک پہونچے صبا ترے تو سل ہے

بالائے بام فائدہ عالی جناب ہے دیکھے جو بے نقاب تجھے کس کو تاب ہے فصل بہار آئی ہے دور شراب ہے زیر زمین بھی چین کی صورت نہیں کوئی بیدار آج جو دے تو فروئے حشر کو فصل بہار کے خزان بار ہا ہونی دیوانگان حشر گرفتار حال ہیں تصویر بار دیکھی ہے فروئے حشر کو شاعر پسند حسن پر آشوب ہے ترا دورخ بہشت ہو اگر اس کو چھوڑے بہلائے شراب دل کو کوئی گھڑی دریا میں ایک روز نہانے گیا تھا یا چندے میں پاک صحبت طاہرے ہونجس بیداری سے زیادہ چڑتا ہوں خواب میں خاطرہ اس کی توڑیے جام شراب سے حاصل پر آشکار ہو صورت سے حال دل ساقی نے گاباغ میں دیکھا ہے غلامین	منزل سے اپنی جلوہ نما آفتاب ہے خورشید تیرے آگے گل آفتاب ہے قاصی و مقصب کا کلیجہ کیا ہے آسودگان خاک کی سٹی خراب ہے جواب اپنے نعت کا نہیں مردہ کا خوب ہے انگور میں ہنوز ہمارے شراب ہے تو اسے یری اسیر طلسم حجاب ہے اتنا تو ہم کہیں گے دہن لا جواب ہے دیوان روزگار کا تو انتخاب ہے ہریاٹ اپنے دامن تر کا خواب ہے لہرار ہے سبزہ روان مجھے آب ہے اُس دن سے اب تک کھوین جان حباب ہے سرکہ نمک سے چار گھڑی میں شراب ہے آسودگی میں برق کا یا ان اضطراب ہے مہمان چند روزہ یہ عہد شباب ہے جین جین مرد دلیل عتاب ہے جنت ہے دست سحر میں جام شراب ہے
---	--

گردن میں کچھ رنگو کو بہت بچو تاب ہے	دور اکھینچا ہے کون سے قال کی تنہا پر
طلحے صین ہین سامنے سے اشک ایک دم	آتش ہمارا نشہ دیدار آب ہے
<p>درد سر ہونے لگا فاختہ کی کو کو سے  ہر مہینے میں ہوا عید کا چاند ابرو سے  مصرع سر و کیا بیت قدو لہو سے  کم ہنیں غوی میں کچھ ساق صنم زانو سے  بوسہ خال لیا جزیہ لیا ہندو سے  مچھلیاں لپٹیں گی اسے یار ترے بازو سے  زندہ اعجاز سے ہووے جو مرے جادو سے  سنبھل بلغ کو بڑھ چلنے نہ دے گیو سے  کچھ اشارت میں تو مژگان نے کہا ابرو سے  بوسے خون آتی ہے اس باغ میں آب جو سے  خم گردن کو میں تو ڈون گادم یاہو سے  دہن غنچہ کی بو گندہ بھل کی بو سے  شیر مست کو اندیشہ ہے اسل ہو سے  مرد ہوں عشق میں رکھتا ہوں زن و شر و سے</p>	<p>تنگ دنیا کی غرابی میں ہوں نازک خو سے  ماہ نو دیکھ کے دیکھا کئے ہم صورت یار  سیر گلشن میں ہوا یار برابر جو کھڑا  شع بیدو دیہ آئینہ بے رنگ ہے وہ  حسن کافر کو کیا ہم نے مطیع الاسلام  عسل کر لے ہمیں دریا میں نہلنے کو نہ جا  لب جان بخش سے ہے چشم منوں گر کمال  جب قدر ہووے دراز اسکو صنم ہونے دے  ہنیں معلوم اُن آنکھوں کا ارادہ کیا ہے  زخم خدان ہے بعینہ گل خندان ہر ایک  صورت جام بدو ہجر کی شب گھبرا کر  سو نکھلے منہ کو ترے سو نکھا تو بدتر نکلی  دیکھ کر چشم سید کو ترے کتے ہیں عرب  حور بکر فرے پاس آئیو اسے عذرائیل</p>
رحم کرد اسطے اللہ کے خاموش آتش	پردہ گوش جلیے نالہ آتش جو سے
<p>ہند میں میں ہوں پرستان میں طافانہ ہے  دام زلفِ عمر میں ہے خللِ شگینانہ ہے  آستانہ پر پرچی ہے بام پر دیوانہ ہے  دل ہنیں پہلو میں اپنے آئینہ کا خانہ ہے</p>	<p>شرہ آفاق مجھ سا کون سا دیوانہ ہے  صید گاہِ مرغ دل رضا رہ جانہ ہے  حسن سے رہتا ہے اپنے عشق کمال کا بلند  آہن رہتا ہے مغل کے روئے جانان کا خیال</p>

<p>             بوسہ قیمت ہے توجہ کی نظر بیجانہ ہے              آتشین رخسار مجرخل کالا دانہ ہے              نامہ بردن کو کبوترات کو پروانہ ہے              زلف و دود آہ کی آراستگی کا شانہ ہے              مطلع حور شیر بہت ابرو جانا نہ ہے              آستانے آشنا بیگانہ سے بیگانہ ہے              حجت قاطع تری تلوار کا دندانہ ہے              شہر میں جب تک ہے بمون گنج بدو پلا ہے              گل ہے اپنا یا ر بوست سبزہ بیگانہ ہے              خط مشکین حسن کی جاگیر کا پروانہ ہے              نفس ہے تلوار کا وصف ارہ کا دندانہ ہے           </p>	<p>             بیچنا ہون دل کو جو محبوب چاہے مول ہے              بھوئیں وہ آنکھیں نگاہ سے ہو دیکھیں مجھے              روز و شب اس شمع کو بھیجتا ہوں خط شوق              خار خار دل غنیمت جانتا ہوں محبت میں              شمع لکھا چاہیے اس کی بیاض صبح پر              حالت آئینہ رکھتا ہے صفائے دل مرا              قتل سے مجھ سخت جان کے نکلے قاتل ہنو              واسطے ہر شے کے دنیا میں مقرر ہیں محل              باغ عالم میں نہیں اس شخص سا کوئی حسین              اب نہیں اسے راہ بن کو ترسے ہم ذوال              حال ہے جس کا اسی کے واسطے ہے خوشنما           </p>
---	--

یار کھینچے تیغ تبرے قتل کرنے کے لئے  
 سر جھکا آتش پہ جلے سجدہ شکرانہ ہے

<p>             رحمت بزرگ تو ہے گناہ عظیم سے              گلزار ہو رہے ہیں مضر نسیم سے              اک مشت چہرہ نہیں اس نسیم سے              خط سبب اشارہ سمجھ لئے کلیم سے              آواز آستانہ تھی گوش کلیم سے              آتی ہے حور خواب میں باغ نسیم سے              بہرون ہی بدو بلغ رہے ہم نسیم سے              دو باتیں کہیں نہ ایک صنم نے کلیم سے              کچھ شہم جھجکے تھے ہمارے کلیم سے              بندہ دعوائی مندی باؤن میں دست کلیم سے           </p>	<p>             سائل نجات کا ہوں خدائے کریم سے              آئی تھی کس کے سنبھل حشر نسیم سے              حاضری مرغ دل جو در گوش یا لے              تو شاہ حسن حسن ہے تیرا فقیر یا لے              دل داد چہ سے ہون کہ مری جان کی              بیدار بخت ہون میں ہون مرے لئے              یاد آئی بوسے پرین یار باغ میں              انشے سے بھی آنکھوں یادہ غور ہے              کشمیر و لوس لکے اگر دو شاہ بان              کھلو یا بھر کیلے سے کھائے ہوا سنہ بان           </p>
---	--

<p>حسرت الم عیان ہے الف لام سیم سے  نکلے گی جان انکی عذاب الیم سے  شرمندہ ہوئے گل کے سنہیں ہم نسیم سے  واقعہ نہ ہو کوئی مرے حال نسیم سے  کشتی سے دوا بڑا سید و بیم سے  گل کھانیکو تو آپ ہی نہ لین ہم نسیم سے  یاں طوق ہے طلا سے نہ زنجیر سیم سے  قبرین بھری ہوئی ہیں عظام ریم سے  قدر اس گہری گہری ہوتی ہے گوش نسیم سے  آؤ کر کو تو آگے کیا ہے نسیم سے  آنکھوں کو سینکنا ہوں میں نادر حیم سے  ایکا کیا نہ عادی ہوئے ہمیر قدیم سے  خافل نہیں بہار خزان سے نسیم سے</p>	<p>خوش ہونہ دیکھ کر قہر زلف وہان یار  پھندے ہیں حشر کے سنہیں جہا کہل پھنسا  مہیا دے بہار سے پہلے کیا جلال  مر جاؤں پر نہ راز محبت ہو آشکار  اب کی بہار میں تو مجھے پار اتار دے  سائل ہیں آسمان سے ب نان کے کون کو  دنیا کو تھوکتے سنہیں دیوانگان حشر  اک مشت استخوان ہے نہ اتنا غرور کر  بغیر رہے حق جو بخند ان کوئی سنہیں  الشہرے ہو اس لب بام قصر یار  دلخ عجم فراق کی کرتا ہوں ملین سیر  طفلی سے سامنا عجم و اندوہ کار ہا  بھر گل شگفتہ ہوتے ہیں تیسے ہی انجام</p>
--	---

شیشہ پر سی سے جان لے آتش بھرا ہوا  
خالی سمجھ نہ تم کو فلا طون حکیم سے

<p>سا منا آئینہ کا ہے عالم مثال سے  اپنی دجہی ہوئی زلف پریشان حال سے  رکتی ہے بند و ق کی کوئی کہیں بھی ٹھہال سے  کچھ خبر رہتی سنہیں صوفی کو اپنے حال سے  سجھ چھاوین سہہ شکلیں فرعہ رمال سے  گڑ گیا ہے مطلع خورشید بیت المال سے  قدر کی ڈلیاں وہ لب میں خال لب میں خال سے  مرغ دربن مسید کرتا ہوں میں اپنے حال سے</p>	<p>آج تک واقف نہیں کوئی بہارے حال سے  پھنسکے اس میں مرغ جان چھوڑ گئے حال سے  سانے سینہ نہ کر اسے دل دہن کے حال سے  قتلے کا اثر رکھتا ہے مطرب کا سماع  مطلب دیدار کے خاطر جو پھنکواؤں اسے  جب جنا ہے روئے لولائی پر نشان باندے  افشرے کا بوسہ بازی میں مجھے ملتا ہوا لطف  باندھا ہوں خرمین مضمون ملائی رنگ کے</p>
--	--

کار اعلیٰ گو کرے ادنیٰ وہی مقدر ہے ہاتھ مگر یکا مبیاد اڑا کر لے گئی تا تو ان ہر چند میں مجنون ہوں آنے دے بہار لکھو ہے فکر کفن پروانہ مردہ ہوں میں ماہ رو کیونکر کہیں تجکو نہ ہم صاحب کمال دل ابھتا ہے نہایت دیکھے ہوتا ہے کیا	دیکھے قیمت میں کم ہوتا ہے کس بل سے ہوا نہ قسمت ہوا میرے پروں کی جمل سے لے جنوں زنجیر توڑوں کارے قبل سے شمع کشتہ ہوں مجھے کیا کام ہے عقال سے سینہ عارف نہو گا صاف تیرے گل سے زلف بچان کچھ اشارہ کر رہی ہے خال سے
--	--

خشرنگ ہو ہے نہ وہ زلف سیاہ آتش سفید  
دون جے تشبیہ اپنے نامہ اعمال سے

خرام ناز میں شمشیر بڑا ان کی روانی ہے ہر ایک شعر اپنا معشوق کو پہنچا م زبانی ہے وہ ایسا کونسا معشوق ہے جسکو نہیں چاہا ترقی سخن کی کھینچنے نہیں دیتی شبیہ اُنکی خوش الحان ناکش مجھسا نہو گالغ عالم میں ہوا سے اڑ کے پہونچا اُس پری پیکر کے کوچے میں مٹا لے چاروں مجکو گیا جس روز رحمت میں تری فرقت میں اے یوسف غلیل وقت میں عاشق خیال آیا ہے ہکو اندرون مضمون گیسو کا جسے دیکھا وہ ماہ چار وہ مطلوب ہے اُسکو فقر مست ہوں نعمت مری حاضر ہے جو چاہے نہیں بنے کاسو ہم سے اس بازار عالم میں لگہ بھرتی ہے اُس کی یک بیگ روانہ ہو گی	تری باپوش اے ترک شکر سیف خانی ہے دلیل اُسپر ہمارے نظم کا کات بیانی ہے یہ فردین جتنی ہیں اُن پر ہماری بھی نشانی ہے ادھر ہر بزد عاجز ہے ادھر مجبور مانی ہے غذا میری دو نان گندم داو و غانی ہے وہ مجنون ہوں جسے تخت سلیمان نالوانی ہے کہان پیری وہی میں ہوں وہی میری جوانی ہے عزم و اندوھو مان کی ہمیشہ میہمانی ہے زمین شعر پر نازل بلائے آسمانی ہے عزیز دل نہ ہو کیونکر عجب یوسف جوانی ہے کباب زر گسی ہے یا شراب ارغوانی ہے عداوت کی ہے اربانی محبت کی گوانی ہے پری سمجھا ہے دل جسکو بلائے ناکھانی ہے
---	---

ستارہ آج کل چکا ہوا ہے اپنا آتش  
موافق ہے ظلم اُس ماہ رو کی مہربانی ہے

سلسل خواہ دور جام و در آسانی ہے فنون پرواز کی دولت سے یہ بھڑکانی ہے مگر خیر والیج طلسم زندگانی ہے دہن بھی کمر آفت جان کی لگانی ہے مین ہون یعقوب کا ہم چشم و دامن کاٹانی ہے یہ وہ سیلاب ہے جو غاندہ لانی کا بانی ہے اسی ہند ناصح ہے کہ پروان کی کمانی ہے خطائیں محبوب کے خسار گنہ گن دھانی ہے یہی دیرانہ ہے حسین کو گنج نہانی ہے بھڑک کعبہ اڑا غنچا پٹاؤس جونی ہے	بہار باغ ایاے شراب ارغوانی ہے سغن گوئی کا باعث عشق چشم یار جانی ہے تجھے اے ترک زبیا دے صاحب قرانی ہے گھر سے ہاتھوں کو کس کاٹوکے لے مائن فراق یا مین رد و کے آنکھوں کو مین کھوونگا حذر کر میرے گریہ سے نہ رولا آسمان نجو نفیعت کرتے کرتے اُسے دیوانہ کیا مجو وہ کھڑا دیکھو بھولین گے اپنی کشت کو تھلان نہ آوارہ ہو دسین و سونڈھ اُسے جو باہے قجکا فقیست سمیعین اس جتنی کو کلم بن دلم بن پنے
---	---

جو روتا ہون تو کتنا ہے وہ ہنس کر مجھ سے لے آتش  
یہ کیا آزار ہے تجکو نہیں پیتا جو پانی ہے

کماں تک آنکھوں میں سُرخِ شرب خواہی ہے رہا نہ پیچھے مین گریبان تری سواری سے سب کوئے غنچہ ہے سمور و جام گل بسریز جمال دوست ہون یلین کے بدلے دقت خیر وصال شاہد مقصود ہو گا بعد فنا مڑ و زون کان کو مجنون کے مثل طفلِ شریہ و کھاؤ ہنسکے صفا اکرن اپنے دندان کی برقرب کو تری تلوار نیم جان رکھے ہماری خاک سمجھنا اُسے ہمارے بعد ترے دہان و کمر کا ہے دگر دروزبان چمک رہی ہے بہت برق کو طوائف گان	سفید ہو جوے باز آ سیاہ کاری ہے بلند گرد نہ ہونے دی اشک باری سے تپک رہی ہے شراب ابر و نہاری سے سنون کا سورہ یوسف زبان قاری سے وہ دلربا جو ملے گا تو جان نثاری سے عجب نہیں یہ جنون کی بزرگ کاری سے گھر میں آگ کے مول اپنی آبداری سے جو سرفراز ہو عاشق تو زخم کاری سے رہے جو گرد نہ پیچھے تری سواری سے ہمیشہ بحث ہے فرضی و اعتباری سے ترے ڈو پٹے کی اتری ہوئی کناری سے
---	---

قلم نے پانوں نکالے ہین سرگزاری سے لنارہ کرتے ہو کیا امر اختیار می سے و باغ تازہ رہین نکلت بہاری سے خیال خام ہے یہ پیری بختہ کاری سے گل مراد چنے تو ہر اک کیاری سے	ننا سے سخن میں اسکو خدا روان رکھے سوال بوسہ پر انکار جبر کرتا ہے ہر اہجار ہے اسے باغبان ترا گلزار اکیلا پاکے نہیں چھوڑنے کا میں تم کو حقیقت جہن و ہر سے جو ہو آگاہ
---	--

دصال یار نہیں تو دصال کو رہی ہو جو کچھ کہہ جاتا ہو آتش ہو آہ وزاری سے	
--	--

طشت و سر موجود ہے شیر عریان کیجئے نوز بھی عریان ہو جائے اسکو بھی عریان کیجئے تو ذکر آئینہ اس خود بین کو حیران کیجئے صبح ہو جائے جو چاک اپنا گریبان کیجئے فی سبیل اللہ یہ چاہ رشتہ داران کیجئے چاک اسے صبح بہار اپنا گریبان کیجئے خال وہ ہندو نہیں جسکو سلمان کیجئے اجر ہے اسکا بڑا جو خیر بہمان کیجئے فصل گل ہے چارون سیر گلستان کیجئے آگ میں ہم کو دے ہین آپ اگر ہان کیجئے ویدہ و دل فرس یا انداز مہمان کیجئے	عاشق جاننا زکی گردن پراحسان کیجئے وصل کی شب حبش و عشرت کا پرمان کیجئے اپنی صورت دیکھنے سے ایک دن نصرت نہیں کلم نہیں خورشید سے دلخیزون میں روشنی راہ میں اگر کنوآن ہوتے ہین لوگ آپ بھی لٹھ تو دکھا دے غلام ترا گلزار سے پیشتر یہ سہ دل صورت گیسو ہنو کار و سفید چھپکے آؤ آشکار امیر گھڑے تو کیا بلبل شیدائے نالوں سے یہ آتی ہے صدا اپنے کہنے سے اک لب تلخ تم پیتے نہیں یہ صدا ہے اسکے شائق کے گھر میں سے بلند
--	--

تم بھی دیوانے ہو آتش سنتے ہیں آبی بہار بیٹھے کیا کرتے ہو چاک اٹھ کر گریبان کیجئے	
---	--

وہ قد جالت ساتھ اسواب دل ہوا ہے صوفی کو غزل سن کے مری حال ہوا ہے اُن پانوں سے آوارہ غم حال ہوا ہے	پیری سے مرانفع دگر حال ہوا ہے مقبول مرے قول سے قوال ہوا ہے اُن ہاتھوں کی دولت سے کرا مال ہوا ہے
---	---

<p>التمہ اللہ بعد منت کو مہر سے جب قتل کیا ہے کسی عاشق کو تو دان سے کس عقدہ کو اُس زلف کے کھولائیں ہنہ کس سر کو نین یار کی رفتار کا سودا بیار رہا برسوں ہی عیسیٰ نفوس میں جادے جو صبا کو چہ کیسو میں تو کہنا بوشک کی مائیں ہے تو عنبر کی بھرائیں لڑا وانا ہے آجین خریدار و کو تیرے ویدار ہے عام اہل نظر سے ہے اگر تو اے ابر کرم تو ہی سفید اسکو کرے گا</p>	<p>انکار تھا جس شے کا اب قبال ہوا ہے جلاد کی تلوار کو رومال ہوا ہے سلجھایا ہے الجھایا ہوا جو بال ہوا ہے سراج وہ سمجھا ہے جو بال مال ہوا ہے پوچھا نہ کسی نے کبھی کیا حال ہوا ہے سودائیوں کا تیرے برا حال ہوا ہے کچھ زلف سے بھی طرہ تر خال ہوا ہے دلال ترافضیہ کا دلال ہو ا ہے دولت تیری خاطر سے جو کچھ مل ہوا ہے برسون میں یہ نامہ اعمال ہوا ہے</p>
--	--

جو ناز کرے یار سزا دار ہے عشق  
خوش و خوش اسلوب و خوش قیل ہوا ہے

<p>یہ کمانداری ہے دم تک عاشق و لیکر کے واہو سے ہر گز نہ وہ عقدے جو تھے نقدیر کے بسکہ قامت سے ہے آثار قیامت آشکار آشنا معنی سے بھی ہو جائیں گے صورت پرست ایک میرے نقل سے دو لطف اے قابل مجھے کھائے ہین دو چار گل خزان گل رخسار پر بوسہ لیتا ہوں تو کہتا ہے طمانچہ مار کر گفتگو تو نے غرور جس سے اسے بت نہ گئی شہرہ ہے گیسوئے بیجان کا تمھارے ہر طرف جنش مزگان سے وہ خوشخوار کھیلے گا شکار اپنے دیوان کو صحرائے عدم پہونچا دیا</p>	<p>اس نشاۃ کو اڑا کر پر کشین گے نیر کے سسی کرتے کرتے تھے ناخن گھس گئے تدبیر کے نقشے ہوتے ہین مرید اُس کا فریبے پیر کے دیکھ لین گے تجکو بھی عاشق تری تصویر کے زنک دل تیرا سنا جو ہر کھلے شمشیر کے واغ چند اس عشق میں تھے اپنی بھی نقدیر کے دیکھے تعزیر اُسے قابل جو ہو تعزیر کے رہے مشتاق گوش اپنے تری تعزیر کے فلانے ہین چار سو اس بے صدا زنجیر کے صید کے نوڈے لگا دین گے یہ دستے تیر کے چیر ڈالا ارہ سے مانگ اُس پری نے چیر کے</p>
--	---



عاشقوں پر پسیر توڑے ہین و نماں شیر کے	تج کل سے حُسن پر وہ نازین نادان ہنسن
عاشق شہیدِ امتحاری جا ندسی تصور پر کے	مقتے کرتے ہین مثل کبک نالون کے حوین
دولت دنیا سے آتش ہے جب پھری نگاہ	
جس طرف آنکھ اٹھ گئی تو دے لے اکسیر کے	

سہل اس جوٹ کا کمال پنا ہے مشکل خالی	تج ابرو نہیں دی جانے کی ایدل خالی
کینہ سے رکتے ہین سینہ ترے مائل خالی	جو عزم چاہے سو کر یار نہ بد پرہوں کے
سر سے ہانک نہ رہے زخم سے سہل خالی	تج خوش آب سے تیری ہے توقع قاتل
کھینچ کر تیغ دل اپنا کرے قاتل خالی	کیا پیچھے کی طرح ہم سے بھرا بھرتا ہے
تیری درگاہ سے پھر نا نہیں سائل خالی	دیتی ہے شانِ کریمی اُسے حسبِ خواہ
روحِ همان اسے کرتی ہے بہ شکل خالی	فصرتن سا بھی نہ دچسپ کوئی گھر ہو گا
بو جھنا تہ کو ہے لیلیٰ سے یہ عمل خالی	دلِ بیدرد سے رہتی ہے گراں خاطر و
ابر باران کی طرح رو کے کیا دل خالی	برق و ش بار کی فرقت میں ہے جب بیتاب
حُسن کے عشق سے کوئی نہیں منزل خالی	ہفت اقلیم تزا بھرتی ہے دم اسے محبوب
بیخودی رکھتی ہے مجھے مری منزل خالی	فرقت یارین جاہ سے ہون باہر رہتا
تعلیٰ تو تو ہوئی بار یہ محفل خالی	نیرے دم سے ہین بجا اپنے جو اس خمسہ
عقل سے ہو تا ہے فی الواقعی جاہل خالی	جنگ جو بار کا اصلاح پر آیا نہ مزاج
دل میں جا ہے تری اسے حورِ شمائل خالی	کعبہ میں ہم کو ہے مقصود بہارِ فردوس
سر کو میرے نہ کرے شورِ عنادِ دل خالی	دل کے بہلانے کو گلزار میں آنکلا چون
شیخ رویوں سے رہیگی نہ یہ محفل خالی	روشنی حُسن کی رکھے گی زمانہ روشن
مالِ کفنی کو کیا کرتے ہین سائل خالی	جام میں قطرے لب نہ مرے چھوڑینگے

قیس و فراد سے دل دادہ ہزاروں آتش	
تیشہ بیکار رہے گا نہ سلاسل خالی	
یکے تیشہ کھینچا رنج و محن کیا چاہیے	جان شیریں کھو بیو اے کو کھن کیا چاہیے

<p>نیرے کشتوں کو نہیں پرواے رفت آخرت میں گداے حُسن ہوں صورت ہی میری ہے ہول دل جلا لینا کہیں تیری طرح سے اے چرخ جامہ عریانی ہی سے تنگ میں دیوانہ ہوں تو تو سودا کی نہیں میری طرح سے زلف کی جان کھونے کے لئے لازم نہیں ہے عشق حُسن نبوری رہتی ہے چڑھی کچھ کم کو سودا نہیں یہ اشارہ کرتی ہے عزت میں شمشیر قصا نکر رنگین ہم کو دکھلاتی ہے گھر بیٹھے بہار</p>	<p>ہو نہ ممکن تو شہیدوں کو کفن کیا جا ہے بہر عرض مدعا محکوم دہن کیا جا ہے ہلکے بالین مزار وانجن کیا جا ہے بھاڑ کھا نیکو بدن کے پیر ہن کیا جا ہے دغل روغن میں تجھے اے باسن کیا جا ہے ڈوب مرنے کے لئے چاہ ذفن کیا جا ہے اس حسین پر گیسو کی سی شکن کیا جا ہے کھلے کھنا ہو جو کچھ اے بیوٹن کیا جا ہے مٹل بلبلی نالہ کرنے کو چن کیا جا ہے</p>
--	--

چوستانوں پائون اے آتش تو تہا ہے دہت  
مرد مومن کو طریق برہن کیا جا ہے

<p>صورت سے اسکی بہتر صورت نہیں ہے کوئی آئینہ کو کھول اگر تو دیدار کا ہے بھوکا ثابت ترے دہن کو کیا منطقی کرینگے یہ کیا سمجھ کے کہ دے ہو تین آپ ہے میں نے کہا کبھی تو شریف لاؤ بولے ہم کیا کہیں کسی سے کیا ہے طوق پنا دل لیکے جان کے بھی سائل ہو ہو تو حاضر ہم شاعرون کا حلقہ حلقہ ہے عارفون کا دیوانوں سے ہے اپنے یہ قول اس پری کا ہنزدہ ہزار عالم دم بھر رہا ہے تیرا تا زان نہ حُسن پر ہو نمان ہے چارونکا جان سے عزت بزدلوں رکھتا ہوں ادنی ہوں</p>	<p>دیدار یاری بھی دولت نہیں ہے کوئی چودہ طبق سے باہر نعمت نہیں ہے کوئی ایسی دلیل ایسی حجت نہیں ہے کوئی پی جائے گا کسی کو شربت نہیں ہے کوئی معدور رکھے وقت فرصت نہیں ہے کوئی مذہب نہیں ہے کوئی ملت نہیں ہے کوئی حاضر جو کچھ ہے اسمن حجت نہیں ہے کوئی نا آشنائے معنی صورت نہیں ہے کوئی خاک کی و آتشی سے نسبت نہیں ہے کوئی تجکو نہ چاہے ایسی خلقت نہیں ہے کوئی بے اعتبار ایسی دولت نہیں ہے کوئی کینہ کو کون میں بکو حسرت نہیں ہے کوئی</p>
--	--

<p>یوں برکھا کر دم بون مال کچھ نہ سمجھو میں پانچ وقت سجدہ کرتا ہوں اس منہم کو ماد شاکم دمہ کرتا ہے ذکر تیرا</p>	<p>ہم سا بھی خیر خواہ دولت نہیں ہے کوئی جگہ کو بھی ایسی ویسی خدمت نہیں ہے کوئی اس دستان سے خالی محبت نہیں ہے کوئی</p>
<p>شہر بتان ہے آتش اللہ کو کرو یا د کس کو بکارتے ہو حضرت نہیں ہے کوئی</p>	
<p>بازار دہرین تری منزل کمان بھتی زروی نے میرے رنگ کی جگہ لڑا دیا ظاہر سے خوب رو بون کو باطن غلات تھا منزل ہی دور ہے جو یہ پہنچے نہیں ہون و کھلائی سیر آنکھوں کو بام مراد کی قوس قزح سے ہم نے بھی شبیدہ دی اسے آگاہ جذب عشق زنجار سے تھا نہ حُسن یاد آگئی جو سلک گم تیرے گوش کی رہ جانا پیچھے جیم کا جان سے عجب نہیں تافہمی کی دلیل ہے یہ سجدہ سے ابا عاشق کے سر کے ساتھ ہے سونے لگے یار بانگ جس سے آگے ہر ایک کا قدم رہا افسوس کیا جوانی رفتہ کا پیچھے</p>	<p>یوسف نہ جس میں ہو کوئی ایسی دکان تھی ہنسوا سے جو کسی کو یہ وہ زعفران نہ تھی شیرین بون کی طرح سے انکی زبان تھی دم لینے والی راہ میں مگر روان نہ تھی ایسی کوئی کند کوئی نزدبان نہ تھی چلہ نہ ہونے سے جو وہ ابرو کمان نہ تھی یوسف کو چاہ میں خبر کاروان نہ تھی سوا ہاں روح تھی مجھے شب کلمات نہ تھی کس کاروان کی گرد پس کاروان نہ تھی ابلیس کو حقیقت آدم عیان نہ تھی مومن نہ تھا وہ جسکو ہوائے جہان نہ تھی گرد اپنے کاروان کی پس کاروان نہ تھی وہ کونسی بہار تھی جسکو حزان نہ تھی</p>
<p>نالوں سے ایک دن نہ کئے گرم گوش یار آتش مگر تھارے دہن میں زبان نہ تھی</p>	
<p>سخت جگر کو بون مگر مرگان ترسبھا لے دیوانہ ہو کے کوئی بھاڑا کرے گریان تلوار کھینچ کر وہ خونخوار ہے یہ کہتا</p>	<p>یہ شاخ وہ مہین جو بار مگر سنبھا لے مکن نہیں کہ دامن وہ بغیر سنبھا لے منہ پر جو کھاتے ڈرنا ہو وہ پیر سنبھا لے</p>

<p>امد ناتواں کو دے طاقت تو اتنا          ٹکیمین آدمی کو لازم کفن ہے رکھنا          اکو دم نہ بخنے دیتی اُن کی تنک مزاجی          وہ نخل خشک ہوں میں اس گلشن ہمایین          اڑتے ہیں ہوش تیرے دیکھے سے اے پرورد          حرف درخت سحر میں کان دل دکھاتے          ہر گام پر خوشی سے وارنگی سی ہوگی          باہر کترہ اسکے میاں یا بھڑی بھڑی</p>	<p>ہیکل کا بوجھ انکی نازک کمر سنبھالے          بیٹھا رہے مسافر زخمت سفر سنبھالے          رکھتے نہ ہم طبیعت اپنی اگر سنبھالے          بھڑتا ہے باغبان بھی مجھ پر تبر سنبھالے          ممکن نہیں جو اس حشمہ نبشہ سنبھالے          اپنی زبان ذرا وہ رشک قمر سنبھالے          لانا جواب خط کو اسے نامہ بر سنبھالے          بے بال و پر نے تبر سنبھالے</p>
--	---

درد و فراق آتش تڑپا رہا ہے ہم کو  
 اک اتھو دل سنبھالے ہے اک جگر سنبھالے

<p>وہ کا دشن فارغ از غم کی ہم سے گلبدن بھولے          جسے دیکھا وہ دیوانہ ہے تیرا باغ عالم میں          جو دے تکلیف تیرا صحت رواں لکھا یا انکی          لحد میں جا کے بزم دہر بھر بکھو نہ یاد آئی          فنون پرداز ہے شیریں زبانی میرے دلبر کی          مزہ رکھتا نہیں ہے منہ ہم کا بجمع ہونا          نہیں اسباب دنیا کو ناکستی گردوں میں          کسی دن تو ہو اسے یوسف لقا تازہ دماغ اپنا          اٹھا پڑہ دوئی کا شاہد توحید کے رخ سے          گل رخسارہ میاں سے جو عشق کامل ہو          تماشا گوشہ گیری دشت غربت کا دکھاتی ہے</p>	<p>تیری بشارت صورت دیکھ کر رخ و سخن بھولے          بربگ بوئے گل بھرتے ہیں مردم بیزن بھولے          کئے امدا کبریت پرستی بر ہمیں بھولے          مزہ پایا یہ خلوت میں کہ لطف انجمن بھولے          کلام امدا حافظ سُن کے اُس بت کا سخن بھولے          اسی تلخ کوئی کُنکے وہ شیریں دہن بھولے          وہ اٹھ کر پہننے خلعت کو جو بیٹھا جو کفن بھولے          کبھی تو راہ اِدھر بھی تیری بوئے پیر ہن بھولے          ہوئے ہم دم بخود ایسے کہ ساری ما دم بھولے          نقص میں آشیائے کی ہو امرغ جن بھولے          وطن میں ہوں مگر مجھ کو ہن باران وطن بھولے</p>
--	--

یہی امدا سے آتش دعا ہے مرد مومن ہوں  
 جو اس حشمہ زائل ہوں جو یاد بختن بھولے

<p>دل کی اپنی ترے ذکر سے کس بات نہ تھی          التجا تجھے کب اسے قبلہ لمحات نہ تھی          اب ملاقات ہوئی ہے تو ملاقات رہے          غنچہ گل کو نہ ہنسنا تھا تری صورت سے          ابتدا سے تجھے موجود سمجھتا تھا میں          اسے نیم سحری بہرا سیرا بن قفس          جن دنوں عشق رُودانا تھا ہمیں صورت ابر          کیا کہوں اُسکے جو مجھ پر کریم بہمان تھے          جسے باندھے ہوئے گاتی تھے دیکھا پھر دکا          خاک میں ملنے اسے شاہ سوار اہل نیاز          لب کے بوسہ کا ہے اتکار تعجب اسے یار          گریار تھی از بسکہ نہایت نازک          جن دنوں ہوتا تھا تو گھر بن عمارت شبائش</p>	<p>صبح تک شام سے یا جو کے سوا بات نہ تھی          تیری درگاہ میں کس روز سنا بات نہ تھی          نہ ملاقات تھی جب تک کہ ملاقات نہ تھی          چھوٹے سے منہ کی سزاوار بڑی بات تھی          میرے تیرے کبھی پردے کی ملاقات نہ تھی          تحفہ تر نکلت گل سے کوئی سوغات نہ تھی          کون سی فصل تھی وہ جبین کہ برسات نہ تھی          ظاہری یار سے ہر چند ملاقات نہ تھی          دلربا شے تھی مری جان تری گات نہ تھی          ناز مستوق تھا تو سن کی ترے لات نہ تھی          پیرے سائل سے جو منہ کو وہ تری لذت تھی          سو جھتی بندش مضمون کی کوئی گھات نہ تھی          روذر دشن سے کم اسے ہر لغات نہ تھی</p>
---	---

بے شورون نے نہ سمجھا تو نہ سمجھا آتش  
 نکتہ بخون کو لطیفہ تھی تری بات نہ تھی

<p>یہ جامہ قطع ہے ترے اندام کیلئے          نئے جنون نے جامہ احرام کیلئے          حاجت تصور کی نہیں الزام کیلئے          تسبیح جہنمی ہے ترے نام کیلئے          آواز ہی میں روتے تھے انجام کیلئے          اکون شکست فاش ہے بادم کیلئے          حاصل ہو چنگی مشہر خام کیلئے          ہو گا سفید صبح ہے ہر شام کیلئے</p>	<p>لہاز داد اسے تجھ سے دلارام کے          دشت میں کعبہ کو جو گیا کوئے بار سے          عاشق ہوں ہر طرح سے گنگارہوں ترا          کیا کیا بچے گی کیسا رٹے گی زبان اسے          طفلی کے گریہ کا یہ کھلا حل وقت مرگ          اچھا نہیں مقابلہ اس چشم شخ سے          وہ تو نہال آئے اتنی مراد پر          ہر چند اپنا نامہ عصیان سیاہ ہو</p>
--	--

ہام داد و در مردین اتنا ہی فرق ہے مثل کند اپنی رسائی ہوئی اگر کیا چشم مست یار سے تشبیہ دیجئے رکھو اکے زلفین مارنے لاکھوں ہی مرغ دل دل میں سوائے بار جگہ ہو نہ غیر کی جاتا ہے بہر غزل جو اسے خوش و ملغ تو	وہ نان کیلئے مرے یہ نام کیلئے اسے قصر بار بو سے لب بام کیلئے کیفیت نگاہ بنین جام کے لئے پیدا کئے ہیں کشکش و ام کیلئے خلوت سرا سے خاص بنین عام کیلئے جلتا ہے عود گرمی عام کیلئے
---	---

آتش جو جا ہے پائے توکل کی غلی  
جو صبح کو ملے رہے شام کے لئے

نفل در قبول نہ کھولے بید ہے دل کو خیال بار نہ ہو دے بید ہے انقصان جان بھی راہ خدا میں بید ہے انکشتری کا حلقہ ہے وہ مان حلقہ و الو نقد و فنا کی بو بنین کس کے دماغ میں پاس ادب سے چلتے ہیں عشاق سرکیل آیا تو ہے وہ شوخ تماشائے باغ کو یہ ترک کردہ ہے شہ مردان سے بر کی انظار ری جامے سحری ساغر شراب کس کس ستارے نے شب جبران دکھائی آنکھ گل چاک چاک کر رہے ہیں اپنے پرچم صانع ہے وہ یہ صورتیں ہیں اسکی منتیں ہر کو بھی قید غم سے جبرائیل کے لگو لک جیل نہ لکھو غم سے نسیم چمن کی طرح اسے بت اسیر عشق نکر زاہدن کو تو	انسان کے پاس دست دلتے کلید ہے جو ہر ہے آئینہ میں تو صورت کی دیہ ہے مارا گیا جہاد میں جو وہ شہید ہے خال سیاہ اس میں نگیں حدید ہے عطار اپنے شہر کا ہر ایک فرید ہے کوچہ میں اس کے نقش قدم ناپید ہے مندی ملے جن میں تو لالہ شہید ہے دنیا کا خواستگار جو ہے زن مرید ہے مجھ زند کو شب رمضان روز عید ہے بیر فلک کا لاکھوں ہی فتنہ مرید ہے شاہد قبائے یار کی قطع و برید ہے اللہ ہے قدیم یہ عالم جدید ہے زندانی چھوڑتے ہیں تصدیق میں عید ہے بوسے حسین ان میں تو فوئے یزید ہے قید ناز ہے بنین قید رشید ہے
--	---

تجسین سچم اُسے جو یہ نفرن کرے بجھے  
انصاف ان قریبوں سے آتش لبید ہے

جو گوش ہے مقصود اُسے تیری خبر ہے  
یہ گوئے سعادت ہے وہ جو گانِ ظفر ہے  
میں سچیدان ہوں مجھے کیا اسکی خبر ہے  
ودیدار کا سائل ہو جو یارائے نظر ہے  
پہنان یہ مسافر ہے حیان گردِ سفر ہے  
چشمک زنی انجم کی تجھے مدِ نظر ہے  
میں زلف کی بزمِ ہم انہی کا اثر ہے  
ہستی میں تماشائے عدم مدِ نظر ہے  
دو قطرہ خون ہیں نہ تول ہے نہ جل ہے  
خورشید سے بھی گرم مرار شک فر ہے  
اک نعرہ ہو میں دو جہان زبرد زور ہے  
حاضر لئے آئینہ خورشید سحر ہے

ہر چشم کو دیدار تیرا نظر ہے  
اُس خال اُس ابرو کی بہنِ خوب خبر ہے  
موی رنگ گل ہے کہ وہ باریک کمر ہے  
بیکار بنائے نہیں آنکھوں کے پیالے  
عقاب کی طرح روح دکھائی نہیں دیتی  
گردش ہے اشائے سے تیرے بہت فلک کو  
سو نگھے جو اُسے سانپ کے سونگھے کاہِ عالم  
وید کر یار کی مشتاق بہن آنکھیں  
یہ صدے اٹھائے بہنِ جلدی میں کیسی  
شبنم کو رولا کر وہ ہنسا ہے گلون کو  
گفت ہے کوئی ذکرِ فقیرانہ ہمارا  
کھول آنکھ کو اٹھ خواب سے بیدار و فافل

کس گل کے ہو اخوا ہو میں ہے آتشِ مسکین  
کس لوز کے بکے کے لئے خاکِ بسر ہے

یاؤن چیلانے کو ہاتھ لے زمین تھوڑی سی  
کنجین کے لئے درکار ہے چین تھوڑی سی  
بادشاہوں کے لئے چین چین تھوڑی سی  
آپ شیرین میں ہے نانِ نگین تھوڑی سی  
کسکے چہرے میں ہے یانِ چین چین تھوڑی سی  
اپنی قسمت کی بھی ہے نانِ جوین تھوڑی سی  
آبرو تیری ہے اسے دُرائین تھوڑی سی

ہمسایہ مر کے راحت ہو کمین تھوڑی سی  
خوب کچھ دل شیدا کو ہے اندوہِ دھال  
جو کج حیرت ہے چینون سے بچی ہے کیونکر  
عنیت فقر ہے موجود جسے رنجت ہو  
کو نالِ بنین گلزارِ جہان میں مغرور  
میسانوں میں ہر اس خوانِ فلک کے ہم بھی  
ہر گز ان دانوں سے کرنا نہ صفا کا دھوی

<p>عفو ہو جائیں گے ہر جہ کہ لاکھوں ہولناک چار دن اپنے بھون سے محبت کرنے اے جنوں تنگ نہ ہو دوست کو زمین کو دیکھ چندر پر یان بھی گردن غل سلماں شغیر یسمان ہوں میں جگہ دین غمے کلیت کرین آگوش زد ہو وہ کہ جو دم و گمان میں بھی نہ ہو توبہ کرنی ہے گناہوں سے تو کر لے غل مرت النمر ہے اک حنم زدن کا وقفہ</p>	<p>یہ خطا ہے تری رحمت کے فرین تھوڑی سی لذت حنن بھی چکھتے یہ حسین تھوڑی سی بیمین تھوڑی سی بولہ ہے نہ بین تھوڑی سی یہ قلم و بھی رہے زیر زلمین تھوڑی سی اُسکے صحاب میاں اور ہمیں تھوڑی سی سین اپنی بھی جو ارباب عقین تھوڑی سی ور نہ فرصت ہے دم باز پسین تھوڑی سی کر لین ہوتی یزابات نشین تھوڑی سی</p>
<p>فکر زلمین سے لگا اسمین بھی اک باغ آنش ریح سکون سے الگ ہے یہ زمین تھوڑی سی</p>	
<p>موت کو سمجھے نہ میں گبر و سلمان آئی بوسے یسوع سے ہوا تازہ دماغ یعقوب اہم سے دیوانے بھی ہو دین گے پر کیے سائل اکٹہ نے رُخ انور پر اجا را باندھا یہ صفات میں کہاں کتم عدم سے باہر ڈھونڈیں اپنے لئے مستحق کوئی گرما گرم کاشن دہر بھی ہے کوئی سرا سے ماتم چو گنہ و مل میں سر زد ہوئے تھے عفو ہوئے خط کا آغاز ہوا اُس رُخ نورانی پر سر شوریدہ کو اُس زلف کا سودا نہیں خرید</p>	<p>روح غالب میں ہے دور درو کو کھل آئی مشر احمد صبا مصر سے کنعان آئی اس طرف سے جو سواری سلیمان آئی، شانہ کے حصہ میں وہ زلف بریشائی کی جسم کی طرح تری روح ہے عریان آئی فکر پہلو کی کرین فصل زمستان آئی، شبنم اس باغ میں جب آئی تو گریان آئی فارغ البال ہوا میں نب جبران آئی جل بسی صبح وطن شام عربان آئی اس بلا میں پھینسا شامت انسان کی</p>
<p>عشق بلب میں اتر ہے تو نفس میں آنش وئے گل بچاند کے دیوار گلستان آئی</p>	
<p>باد بان کا کام کرتی ہے گھٹا برسات کی</p>	<p>لنتی نے سے موافق ہے ہوا برسات کی</p>



سناٹہ کیفیت کے جلتی ہے ہوا برسات کی  
سیکڑے کو دوڑی جاتی ہے گھٹا برسات کی  
آبرو ہم چشم سے رکھ لے خدا برسات کی  
بے کئے کشمکش نہیں رہتی خدا برسات کی  
مانگی اس دہقان پسرنے جو دعا بہات کی  
پرنگا دے گی بطنے کو ہوا برسات کی  
چاندنی ٹھہری ہے خوب لے لقا برسات کی  
دختر رز ہے ہماری آشا برسات کی  
گر میوں میں چلنے لگتی ہے ہوا برسات کی  
خوف بد بھمی کار لھتی ہے خدا برسات کی  
ابتدا جاڑے کی ہے اور انتہا برسات کی  
سوزش دل سے نہیں گرمی سوا برسات کی  
دیکھتا تھا راہ وہ گلگون قبا برسات کی  
ہم نے بے ساقی کے رورو کر جلا برسات کی

جھومتی آتی ہے سناٹہ گھٹا برسات کی  
سبزہ مینا کا عالم دیدنی ہے آج کل،  
ویدہ تر سے ہمارے ہو گیا ہے سانا،  
پتھر مرجان بنیں گے تیرے ہاتھ بے جھڑن  
روٹے روٹے عاشق شیدا ہزاروں مر گئے  
ہڑت کے ٹپکا دے گی مجھ مخمور کے منہ میں غلب  
عسل کر گئے تجھ کو بھی لازم ہے تبدیل لباس  
ابرمین بے نشہ کے اکدم رہا جاتا نہیں  
حسرت ساقی میں روتا ہوں جو میں دل کھو کر  
غم بہت کھلوانہ مجھ گریبان کو تو اسے چہر بار  
نے ندینا مجھ کو بیدردی ہے اب تو ساقیا  
ساتھ دے گی کیا مرا، روئین سادوں کی ٹھہری  
پیکے مے دستار لالہ کی اچھا لاجا ہے  
کیف مے کا برابر ان میں ہوا دل کو جو درد

روٹے روٹے مر گیا اک برقی دیش کی یاد میں  
قسمت آتش میں لکھی تھی قصا برسات کی

قطب کو جنبش نہیں ہے آسمان گردش میں ہے  
روز و شب عام مہ و خورشید یان گردش میں ہے  
چشم خزان بار کی مثل فسان گردش میں ہے  
سیکڑ دن گرداب اسکے دربان گردش میں ہے  
ہر گھڑی ہر وقت ہر دم ہر زمان گردش میں ہے  
صفہ ہستی میں وہ پرکار سان گردش میں ہے  
نکست میں یہ زمین وہ آسمان گردش میں ہے

عم نہیں ثابت قدم کو گویا گردش میں ہے  
حیف ہے بے نشہ اس بیخانہ میں انسان رہے  
تج ابر و جعد رجا ہے برش پیدا کرے  
بار اترے کیا سلامت بحر الفت سے کوئی  
گرد پھر نیچا ترے سودا ہوا ہے ہم کو بار  
دائرہ میں محنت کے جس نے کہ مارا ہے قدم  
خال و چشم بار کی تعریف ہو سکتی نہیں

جب تو میں تیرا نجم کی طرح اسے ماہ حسن | دژہ دژہ ہو کے خاک عاشقان گردن میں

گنبد گردون سے نکلوص طرح سے ہو سکے  
ڈر ہے گر پڑنے کا آتش یہ مکان گردش میں ہے

ما سوا تیرے نہیں رہنے کا کچھ باقی  
موجودانی کی ہے پیری میں تما باقی  
دل کو اک سر دے قد کی ہے تما باقی  
دیکھ لین ہے جو قیامت کا تما باقی  
تنگ غنچہ سے دہن کو کہ ہے اُس گرو کا  
رض کرتے ہیں جو بسمل تو یہ کہتا ہے وہ گرو  
جہان پر بن گئی دم گنتے لگا میں شب ہجر  
ساقیا گردش ساعین تامل کیا ہے  
میری تعظیم نے مجلس سے نکالا جگہ  
عشق کی شرط ادا کرتے ہیں انشا اللہ  
آخر کار ہے میلے سے جہان کے چلتا  
کون دارفتہ ترے کیسے بیچاں کلینین  
فرقت یارین مردہ سا پڑا رہتا ہوں  
ٹھوکرین مار کے مرد و نکو ہے زندہ کرتا  
یار سے کیوں یہ پیغام زبانی قاصد  
دہن یار کا مقنون بھی کوئی ہاں نہیں  
گرمیاں میں جو ہی آہ شرافشان کی  
فرقت یار مبدل نہیں صلت سے ہوئی  
قامت یار سے کس دن ہو قیامت یحییٰ  
صبح تک وصل کی شب شام سے وہاں کھا

جو ہے فانی ہے تری ذات ہے الہ باقی  
موسم گل کے گئے پر بھی ہے سودا باقی  
روح کو ہے جو ہوس عالم بالا باقی  
ہو چکے وہ بھی جو ہے صحبت فردا باقی  
پھر بھی ہے بوسہ عاشق کیلئے جا باقی  
جلس آخر ہوئی لیکن ہے تما شا باقی  
گنتے گنتے نہ رہا جب کوئی تار باقی  
خیم و خم خانہ ہے باقی بے دینا باقی  
اٹھتے اٹھتے نہ رہی بیٹھنے کی جا باقی  
کوئی دن ہے یہ محبت کا تقاضا باقی  
سیر کرتا نہ رہے کوئی تما شا باقی  
کس کو سودا نہیں یہ سلسلہ ہے تا باقی  
روح قالب میں نہیں مجھ سے تما باقی  
میرے بوسے سے ہے عجا ربی باقی  
کچھ نہیں باد تری یاد ہے الہ باقی  
مرد شاعر ہوں نہ بجائے ممبا باقی  
نہیں رہنے کا مرے یار کے پردا باقی  
تیرا ہے در مقفود کا دریا باقی  
آج تک تو ہے وہی وعدہ فردا باقی  
نر ہا پیر ہن یار کا پردا باقی

شکل نزع بھی آسان ہوئی جاتی ہے اس قدر سینہ غم عشق سے سمور ہوا دہن یار کی شہرت سے دہن ثابت ہے گمراہ ایسا بھگے قائل نے کیا ہے کہ نہیں دل میں لالہ ہی کے دغ مرغ بیدار غمین محفل آباد ہے کھنجر سے نقاب لٹو تو چھیر بیٹھ جو ہم افسانہ کیسوںے دراز	لفس چن کی ہے روح کو اپنا باقی نہ رہی دل میں مرے حسرت دنیا باقی ہام باقی ہنیں گویا کہ ہے عنقا باقی گورین جا کے جلا ہونے کو احضا باقی سرسنبل میں بھی زلف کا سودا باقی دیکھ لگا کوئی ہو دے گا جو مینا باقی صبح ہو گی نہ رہے گی شب یلدا باقی
---	--

یہی آتش کی دعا ہے یہی آتش کی دعا  
مغربت ہو دے مری بعد فنا یا باقی

کچھ نظر آیا نہ پھر جب تو نظر آیا مجھے خون سے قدرت خدا کی رو نظر آیا مجھے رو سے گل بے چشم و بے ابرو نظر آیا مجھے راز دل افشا نہ ہوا سے دل کئے نکلتا ہے تیرے تلوار اُس کو سمجھا میں سے مشتاق غم دیدہ یعقوب سے دیکھا جو عالم کی طرف دل شب فرقت رہا سینہ میں مرے کی طرح گمگشان نے ساق پائے یار کا دھوکا دیا سامنا رخ کا ترے گل نے کیا تھا ایک روز غافل شکیں کا ترے جس لڑا افسانہ سنا اے فراق اب حمد و دل دلتی ہے بار سے جب ترے روئے تھا اب لودہ سے نشینی تو وہ گل ہے بالغ عالم میں کہ جسکے واسطے حاجیوں کی طرح سے میں نے کیا اس کا طواف	جس طرف دیکھا مقام ہو نظر آیا مجھے ریش پیچہ تر اکیسو نظر آیا مجھے سرو باغی قد لے بازو نظر آیا مجھے بھوڑ ڈالی آنکھ اگر آنسو نظر آیا مجھے جب کوئی تشہ کنارہ جو نظر آیا مجھے یوسف اُس بازار میں ہر سو نظر آیا مجھے گور کا پہلو مرا پہلو نظر آیا مجھے ماہ تابان کا سہ زانو نظر آیا مجھے رنگ اڑا ایسا گل شب تو نظر آیا مجھے سو گیا تو خواب میں ہندو نظر آیا مجھے بے طرح سمجھا اگر پھر تو نظر آیا مجھے لالہ آتش رنگ و آتش خون نظر آیا مجھے گل بھی آوارہ بہ رنگ نظر آیا مجھے کعبہ سنتا تھا جسے وہ کو نظر آیا مجھے
--	--

<p>تورنے دکھلائی صنم ہر حق کی جالی سے جو کچھ          وصل کی شب کرد یا بیکار و عجب حسن نے          مہرہ کی وصلی سے تھا وہ صفہ رو بیکہات          چشم بے سرمہ جو دکھلائی کسی محبوب نے          تو نے زلفون کو کچھ پڑنے سے منکرو یا ہویار          تیرے دندان میں دکھائی دی جوی کی گہر          مشک عجب کی بھی جو چین فشک کے ساتھ ہے          بے نصنع اس کو سمجھا میں نے تیغ بے نیاز</p>	<p>دام میں صیاد کے آہو نظر آیا مجھے          دست دیا ہر ایک بے قابو نظر آیا مجھے          قطعہ استاد چادر ابرو نظر آیا مجھے          سامری تا وقت جاوہ نظر آیا مجھے          شاہ باز حسن بے بازو نظر آیا مجھے          اسے پری دیر بخت میں مونظر آیا مجھے          طرہ سنبل پر بھی وہ گیسو نظر آیا مجھے          جب ترابے استین بازو نظر آیا مجھے</p>
--	---

یاد کر اس گل کو آتش میں صنم رو دیا  
 سر پہن کوئی اگر خوشبو نظر آیا مجھے

<p>کیا کہے کہے سوزش دلغ جگر ایسی          کوشش کا ارادہ ہے رہ مہر و فاقین          پیری میں جلاتا ہے جودل فراموش جانی          ہاؤنگ ہے رگ گل سے فروں بال سے ایک          مشکل ہوئی ہے روح کو قالب سے جدائی          کیونکر نہ مرا متعمر ہو عالم کی زبان زد          بیلارہون مخم و کچھ کے اس مہر لقا کا          ہووے نہ صفائیں ترے دانتوں کے متبادل          کیا سینہ اس ابرو سے بجا سکتا ہے دلو          زلفون کی طرح تاکر یا رہو پختی          محبوب نہیں بلوغ جہان میں کوئی جھسا          تیرے لب لعلین کا نہیں سہل پر کھنا          دنیا کی نہ ہے فکر نہ عجبے کا تردد</p>	<p>سنتا سنیں وہ عجب غم و فراق ایسی          پھر کھل نہ سکے باندھے کس کو کمر ایسی          پنہ سے بھی گرمی نہیں کرتا شر ایسی          دیکھی نہیں البتہ سنی ہے کمر ایسی          چھٹی ہی نہیں پٹی ہے گرد سفر ایسی          مشہوریت ہوتی ہے جھوٹی خبر ایسی          وہ شام کمان ہے جو دکھائے سحر ایسی          پیدا تو کرے قدر و شرافت گھر ایسی          شمشیر تفارو کے نہیں ہے سپر ایسی          اسے کاش رسا ہوتی یہ عقل بشیر ایسی          بور کھتا ہے گل ایسی نہ لذت ثمر ایسی          اور جو ہری ہے جس کو خدا سے نظر ایسی          آتش کو آئی ہے طبیعت کو ہر ایسی</p>
---	--

<p>فی الواقعی مقام سجا بلند ہے اقبال ساغر و حسم و مینا بلند ہے گردن وہ ہے جو ہر تاشا بلند ہے سشمن کے سر سے آتش سودا بلند ہے دلغ جگر سے لالہ کے شعلہ بلند ہے گردن مثال گردن مینا بلند ہے کیا اندون رُصل کا ستارا بلند ہے مرغ ہوا سے ماہی دریا بلند ہے کبے سے کیا شرن جو کلیسا بلند ہے باشت بھرمین سے جو پوتا بلند ہے شعلہ ثرے سے تابہ تریا بلند ہے فرمان کے خط سے منزل طغر بلند ہے ہر ایک جاب محل سیلا بلند ہے اپنی نظر میں طور سے شعلہ بلند ہے</p>	<p>جان بخش لب کا یار کے رتبہ بلند ہے مرد ہوش کیف مے سے وہ بالا بلند ہے بالا کے بام خانہ وہ بالا بلند ہے پہوانے جلتے ہیں تری برقی جال سے بیدار غ ہونے سے فرخ رنگین یار کے و د ساغر شراب ہیں و چشم مست یار خال سیہ بناتا ہے رخسار پر وہ ماہ طوفان نوح ہے مرے انگوٹے ہوش سے افضل نہ ہو گا پردہ کے تہہ قدس سرو باغ بارغ جہان میں فتنہ رومشتر سے کم نہیں دل کا مرے بجا نکالا ہے آہ نے سبزہ سے روئے یار کے ہوا بد کو فتن بکھر جہان میں حالت مجنون بنا کیے پوشاک سُرخ پہنے ہیں وہ بام پر کھڑے</p>
<p>آتش یہ جان لے جو سر موسفید ہو شب ہے اخیر صبح کا ستارا بلند ہے</p>	
<p>ساقیا کیجو میر سے بھی برا بہ کڑے اُڑتے پھرتے ہیں گریبان کے ہوا پر کڑے استخوان کے مرے دو ہون برابر کڑے ہوتے ہیں اطلس و کجواب و شجر کڑے ہاتھ آئے ہیں مجھے شیشے کے اکثر کڑے خشک کر کے انھیں کھاؤں جو ملین تڑکڑے ہم بھی دیکھیں تو ہمیں کرتے ہو کیونکر کڑے</p>	<p>مجھ سے سستی میں جو ہوں شیشہ سا کڑے موسم گل ہے جنون خیز بہار گل ہے مستی اس کا ہا بھی ہے سگ یار بھی ہے مجھ گدا کو جو ہے گردی میں تکیہ منظور دل صد پارہ کو ڈھونڈا ہے جوں کچھ میں نعمت فقر سے مخلوط ہوا ہوں ایسا تری توار کی برش کا ہے شہرہ قاتل</p>

<p>آئینہ دل کا ہے پہلو میں بہتر ملک سے بد دعا غی جو یہی ہے تو ہوا سر ملک سے بانٹ کھاتا ہوں جو ہوتے ہیں میسر ملک سے برزے خط ہوتا ہے بازو کے کو ترک ملک سے کھائے یہ چوٹ جو پتھر تو ہو پتھر ملک سے دست قدرت نے یہ الماس کے کیونکر ملک سے یہ گدا کی کا اثر ہو کہ جو خیر ملک سے شیشہ دل کو کرے گی تری ٹھوکر ملک سے درگم حسن سے ہین میرے مقرر ملک سے ساتھ آئینہ کے ہووے گا سکندر ملک سے دل عاشق کی طرح ہوں گے صنوبر ملک سے</p>	<p>آشنا صورت ہفتاد و دولت سے ہونین سنگ و پر کسی محبوب کے دے پلکوں کا نہت فقر میں بھی غو سنین تنہا خوری نامہ شوق کا عاشق کے ہے دانے یہ جواب سرفراہ کے تیشہ سے یہ آتی ہے صدا جرط دئے ہیں دہن یا رین دانوں کی جگہ زخم کاری کا جو سائل ہوں کسی ترک سے دین ستم و قہر و غضب ہے روشستانہ چند بوسوں سے بسر ہوتی ہے مجھ سال کی نظر آئی مرے بد خو کو جو صورت طیر بھی ارہ کی جال جو گلشن میں چلا وہ خوش قدم</p>
--	--

در سلطان کا گدا ہوں میں گدا اے آتش  
ان نعمت کے کھلاتا ہے مقدر ملک سے

<p>فوتخون پر جو طبیعت مری آتی ہوتی آنکھ آئینہ سے تنے جو لڑائی ہوتی تار سنبل کوئی کتا ہے رگ گل کوئی عہد کرتے تو تری طرح نہ بھرتے اے بار خواب میں وہ قد دلکش جو نظر آجاتا کمر یا رہی آنکھوں کو دکھائی دیگی صاحب ظرت جو ہوتا نہ ہارے دل سا چشم بھل سے جو اجاب نظارہ کرتے میرے گر یہ کا فائدہ وہ پیری روشتا ہم نے چو ما دہن بار کو گستاخی سے</p>	<p>مجھے وصلی کی طرح بھرنہ جدائی ہوتی رات بھر میری طرح نیند نہ آتی ہوتی کمر یا رہ جو ہوتی تو دکھائی ہوتی اپنے دل سے نہ نکلتی جو سمائی ہوتی جاننا بھرنہ قیامت بھی جو آتی ہوتی گفت تک تو ہے نگاہوں کی رسائی ہوتی وہ جہان میں نہ محبت کی سمائی ہوتی بوسے گل پیر ہن بار سے آتی ہوتی گوش گنگ تک در شبنم کی رسائی ہوتی مانگتا بوسہ وہ جس سے کہ گدا لئی ہوتی</p>
--	--

کلیان آب گہر کی بھی جو خوش رو کرتے	شیرے دانتوں کی نہ دانتوں میں صفائی ملتا
سہل چھٹنا نہیں اس راحت جان کا آتش	روح و قالب میں ہے شکل سے بدلئی ہوئی
<p>ازخ و کھلائی نہیں دیتے تریں س تو لکے          بوسے یوسف آنے لگتی ہے گلون سے ہار کے          مار ڈالا اُس پر سی پیکر نے بھر مٹ مار کے          جن چڑھے اُس پر جو بھرے سایہ میں دیوار کے          آنکھ دے اندر تو قابل ترے دیدار کے          وہ سوپے اُٹھے تو بیٹھے سایہ میں دیوار کے          گل بھی سبزہ کی طرح پامال ہوں نقار کے          سر بھی ہر بندہ آزاد قدیار کے          یورپے پر بیٹھے ہیں قائلین کو بھوکھار کے          خار و گل دو نون بیل پروردہ ہیں گلزار کے          کوہ و صحرا و علاقے ہیں یہ اس سرکار کے          حال لب جب شفا ہے واسطے ہمار کے          طرہ کے قابل ہے سرگردن ہر لائق کے          چنے کیا چکے ہیں شیشے بڑے ہیں عطار کے          من ترانی اُن سے ہو سائل جو ہوں دیوار کے          طرے جتنے ہیں وہ جو یا ہیں تری دستار کے          شتری یوسف کے ہیں خواہاں نہیں پال کے          سیر ہونے کے نہیں بھوکے ترے دیدار کے          لالہ و گل کی رنگین ہیں اور شتر خار کے          حق کے سے آدمی ہوتا ہے قابل وار کے</p>	<p>سرخ میں جو ہر کمان وہ ابرو خمدار کے          ڈال دیتا ہوں جو میں اسکو گلے میں یار کے          رہ گئے مشتاق طالب جلوہ دیدار کے          حلقہ چشم پر ہی روزن ہن قہر یار کے          گوش ادا نے گئے تو تجھے خوش رو یار کے          دن بسر ہوتا ہے یون سودے میں کئے یار کے          فرش گل کو بھی قدم سے کیجئے اپنے سرفراز کے          لالہ ہی داعی غلام اُس گل سے چہر کا نہیں          چھوڑ کر ہم نے امیری کی حقیری اختیار          چشم و حدت میں سے لازم ہے تاشا کے چین          کس طرف بھجوائے ہکود کیلئے سلطان عشق          مریم زنگار ہے رنجی کو خطا سب زار          دیکھ کر آئینہ کہتا ہے وہ آرایش پسند          بلبلوں کا نہکت گل سے مسطر ہے داغ          ہکود پر پردہ محبت غائبانہ عشق ہے          خواہ مراد یلگ کے خواہ سیم و زر کے ہوں          کام ہے اندر سے عالم سے کچھ طلب نہیں          حُسن کا نظارہ وہ نعمت نہیں جو دل بھرے          روئے رنگین کا ترے سودا ہوا ہے بارغ کو          واقعہ منصور کا سن کر کھلا ہم کو یہ راز</p>

<p>کچھ جو غیرت ہے داسے سنگ لکڑا دیتی جو کوئی بیٹھا اٹھا پھر وہ بشتے کی طرح باغ میں پی ہے شراب اس بھلے نے بابا</p>	<p>رخسار اچھے بشتے ہیں منہ پر تری تلوار کے ٹوہیر ہو کر رہ گیا نیچے تری دیوار کے پتھر دے اکثر کے ہین لالہ کی دستار کے</p>
<p>کعبہ مقصود کا کس دن ہمیں کرنا طواف گرد پھر تاجون میں آتش روز کوئے یار کے</p>	
<p>ناہمی اپنی پر وہ ہے دیدار کے لئے نور تجلی ہے ترے رخسار کے لئے خدیہ بہت اُس ابرو خمدار کے لئے قول اپنا ہے یہ بکھڑا کر کے لئے لطف چمن ہے بلبل گلزار کے لئے سیری نہ ہوگی تشنہ دیدار کے لئے اتنی ہی ہے نمود میرے یار کے لئے دشت عدم سے آتے ہیں باغ جہان میں ہم شمشاد اپنے طرے کو بیچے تو سیلجے دو آنکھیں چہرہ پر ہنسن ترے فقر کے سر نہ لگایا کیجئے آنکھوں میں مہربان حلقہ میں زلف یار کے موتی پروئے گفت و شنید میں ہوں بہر دن بہانے بے یار سر چکنے سے ہلتا ہے گھر مرا بیٹھا جو اُس کے سایہ میں دیوانہ ہو گیا بے یار ہی کو بہار کے جائیکا غم نہیں اے شاہ حسن زلف و رخ و گوش چشم دل چال بر کی چلا جو گلستان میں جھوم کر</p>	<p>ور نہ کوئی نقاب ہمیں یار کے لئے آنکھیں مری کلیم ہیں دیدار کے لئے چو رنگ کی کمی نکلیں تلوار کے لئے دو پھندے ہیں یہ کافر و دیندار کیلئے کیفیت شراب ہے سوزار کے لئے پانی ہنسن چہر ذقن یار کے لئے سشرہ ہے جس قدم سے اشار کے لئے بے داغ لالہ گل بیخار کے لئے اُس لالہ رو کی چٹنی دستار کے لئے دو ٹھیکرے ہیں بھیک کے دیدار کیلئے اکسیر یہ سنوٹ ہے بیمار کے لئے نوزدان ضرور ہیں دہن مار کے لئے گل کے لئے ہے گوش زبان خار کیلئے رہتا ہے زلزلہ درو دیوار کے لئے سایہ پری کا ہے تری دیوار کے لئے ہر رنگ ہاتھ ملتا ہے گلزار کے لئے کیا کیا ملاتے ہیں تری سرکار کے لئے طاؤس نے قدم ترے رہوار کے لئے</p>



<p>آیا جو دیکھنے ترے سخن و جمال کو          حاجت نہیں بناؤ کی اسے نارین تھے          بیمار تندرست ہو دیکھے جو روئے یار          اُس بادشاہ سخن کی منزل میں چاہیے          سودائے زلف یار میں کافر ہوا ہون          زنجیر و طوق جو کہ ہے بازار دہر میں          چونا نہیں گے بعد فنا اپنے مستوان          مشوق کی زبان سے ہے دُشنام دلپذیر          جان سے عزیز تر ہے مے و لکڑی و عس          وہ مست خواب چشم ہے کوئی بلا ہے بد          خلوت سے انجن کا کمان یار کو دماغ          پہنا ہے جب سے تو نے شب ماہ میں لے          پھکڑا ہوئے ہیں سوچ کے راہ و فانی کی          جو مشتری ہے بندہ ہے اُس خوش حال کا          سونے کے پتے ہو دین ہر اک گے کا زین          گھمائے زخم سے ہوں شہادت طلبیال          اندھیر ہے جو دم کی ناس کے ہو دشمنی</p>	<p>پکڑا گیا وہ عشق کی بیگاری کے لئے          زیور ہے سادگی ترے رخسار کے لئے          کیا چاشنی ہے شربت دیدار کے لئے          بال ہما کی چھتی دیوار کے لئے          سنبھل کے تار چاہیں زنا کے لئے          سودا ہے اُس پری کے خریدار کے لئے          دولت سرائے یار کی دیوار کے لئے          شیرینی زہر ہے تری گفتار کے لئے          محتاب ہے لحد کی شب تار کے لئے          کیا مرتبہ ہے فتنہ بیدار کے لئے          وہ جنس بے بہا نہیں بازار کے لئے          کیا کیا شگونے چھوٹے ہیں ہار کے لئے          پیہے لگائے انھیں رفتار کے لئے          یوسف بنے غلام خریدار کے لئے          مقدور ہو جو بیل گلزار کے لئے          تو فتن خیر ہو تری تلوار کے لئے          یوسف مرا چلے ہے بازار کے لئے</p>
<p>احسان جو ابتدا سے ہے آتش ہی ہے آج          کچھ انتہا نہیں کرم یار کے لئے</p>	
<p>ٹھہرے نہ پھر جو راہ میں تیرے نعل چلے          یوں سے اپنے زیب و بلیغ و ہل چلے          لیجا بیٹے بہا کے خط مشق یا زنگ          خط یاد کا رچھوڑ چلے گیسوان یا ر</p>	<p>نسل ہو گئے جو پاؤں تو م سر کے بل چلے          رنگ ان گلوں کے چاری ٹین بل چلے          قاصد سے کم نہیں ہیں جو آئندہ نکل چلے          یہ سانپ چلتے چلتے بلا زہر اگل چلے</p>

<p>             شمشاد سرو دندے تھارے نکل چلے              مے کیا پئے وہ دودھ جو پیکر اہل چلے              لکھیا مین پاؤں راہ میں کے چل چلے              وہ تیغ ناز آج چلے حواہ کل چلے              ساتھ اپنے گور میں بھی ہمارے عمل چلے              لیکر مجھے بہشت میں حُسنِ عمل چلے              ہم سانسے ہون اور تھارے رفل چلے              وہ کوہ حقے جو صبر و تحمل وہ ٹل چلے              ہنس آکے قبر پر مری موتی اوگل چلے              ہندی لگا کے پاؤں میں پنجہ نکل چلے              سیلاب کی طرح سے ہم آج آئے نکل چلے              عطر گلاب باغ میں صیاد دل چلے              دیوانے اپنے جامہ سے باہر نکل چلے              آخر عرواحِ حُسن سے تیور بدل چلے              خوانِ فلک سے ہم غمِ غصہ نکل چلے              ہندی کی پٹری لیکر کے ہم ہاتھ نکل چلے              غنچہ سے لڑپی لالہ سے پگڑی بدل چلے              کھڑائی گور قبر کے تختے نکل چلے         </p>	<p>             اڑہ کی بھتی ککے انھین کاٹے ذرا              ساتی معان رکھ مجھے ساعِ کشتی سے تو              درگاہِ یار سے یہ کراست نہیں بید              سراپا تھر پڑے ہوئے ہیں کشتی کھرے              جو کچھ عذابِ زیر زمین ہو عجب نہیں              کی دلوں نے شوق کی تکلیف کوئے یاد              اتنی شکار گاہِ جہان میں ہے آرزو              اٹھتے ہی تیرے ہونے لگے منتشر حواس              ثابت ہوا جو کشتہ و ندانِ یار میں              بانگی اداسے قتل اُنھوں نے کیا ہمیں              ول بھر کے سیر کی نہ خواہات دہر کی              بے دام و اندہ چاہئے بیل اسیر ہو              طرفہ پری ہے کوئی نسیم ہبہا بھی              آنکھیں تھاری پھر گئیں آئینہ دیکھ کر              آلودہ سیر ہو کے ہوئے اپنی جان سے              یاد آگے چین میں وہ ہندی لگائے پاؤں              آنے جو کیف سے میں وہ گلگشتِ باغ کو              تڑپا جو میں فشارِ کمد کے عذاب سے         </p>
--	--

	<p>             بستر چلے سایہ دیوارِ یار میں              گرمی سے آفتاب کے آتشِ بگل چلے         </p>	
<p>             دکھلا رہا ہے رنگِ گلستان نئے نئے              آئین تازہ تازہ ہیں فرمان نئے نئے              آنکھیں ہون اور خواب پریشان نئے نئے         </p>	<p>             لچکارتے ہیں مرغِ خوشِ اکاں نئے نئے              کرتا ہے تازہ و شہِ خوابان نئے نئے              سودائے زلفِ یار میں یہ چاہتا ہے شوق         </p>	

<p>گیو کر چاہا کے نہ باتیں کرے وہ شوق          پر دانوں کے شریک ہوں چلے میں قربان          بدتر ہے حال اُس بے غیب کے شوق میں          دریائے قمر یار جو آجائے جوش میں          ویرانہ شہر ہوں تری شمشیر ناز سے          وہ زخم تیج عشق ہوں میں روزگار میں          اسے ترک جیسے منزل سودا ہے سرمرا          گہ تر بنی ہے کبھی خنجر کبھی سنان          ہوں کہنہ عاشق رُخ محبوب آئین گے          لہتی ہے فکر تازہ مضامین کی منتظر          رخسار خط مکالمے کا اُس شاہن کا          قید نقاب و قید چادہ حجاب و شرم</p>	<p>کھلے ہیں منہ میں یار کے دندان نئے نئے          روشن ہوئے ہیں سرو چاقان نئے نئے          دیتا ہے داغ سیب ز دندان نئے نئے          پیدا ہوں ہر تنور سے طوفان نئے نئے          آباد ہو دین گنج شہیدان نئے نئے          شمع سے لگے ہیں جس کے نکلان نئے نئے          گیسو ترے ہوئے تھے پریشان نئے نئے          لاتی ہے سانگ یار کی مزگان نئے نئے          سویم میں میرے حافظ قرآن نئے نئے          اس گھر میں آسکتے ہیں محال نئے نئے          پیدا کرے کامور سلیمان نئے نئے          یوسف ہمارا رکھتا ہے زمان نئے نئے</p>
<p>کیا باغ کوئے یار ہے سیر اسکی کیجئے          آتش شگونے پھولتے ہیں یان نئے نئے</p>	
<p>جو ہر نہیں ہمارے ہیں سیاد پر کھلے          شیشے شراب کے رہیں اکھٹوں پر کھلے          کچھ تو ہیں حقیقت شمس و قمر کھلے          انصاف کو ہیں دیدہ اہل نظر کھلے          رنگ ریز کی دکان میں بھرے ہیں نزل رنگ          کیا چہرے ہمارت رنگین میں شرح شوق          جو چاہیں یار سے کہیں اغیار غم نہیں          حیوان پر آدمی کو شرف نطق ہے          یوسف کی اک دکان میں نہ توئے تلاش کی</p>	<p>لیکھ قفس کو اڑ گئے رکھا جو پر کھلے          ایسا گھر ہے کد پھر نہ کبھی ابر تر کھلے          کس کجلہ کے عشق میں پھرتے ہیں ہر کھلے          پردہ اٹھا کہ پردہ شمس و قمر کھلے          خطرہ وہ ہے جو یار کی دستار پر کھلے          خط کی طرح طبیعت بستہ اگر کھلے          خواجہ کو ہیں غلام کے عیب دہر کھلے          شکر خدا کرے جو زبان بشر کھلے          بازار کون کون سے اسے بے خبر کھلے</p>

<p>             اعجاز ہے اگر گروہ نیشکر کھلے،              پھوٹے وہ آنکھ جو کہ نہ دقت سحر کھلے،              دھماکوں جو پاؤں کو تو لیتیں ہے کہ سر کھلے              زخموں کے ٹمٹم کھلے نین جنت کے دھلے              سخی کی دکان شام کھلے یا سحر کھلے              سودائے زلف یار میں رہتے ہیں کھلے              شلوار بند ساقی رشک تھر کھلے              بازو گئے وہ جو کہ مرے نامہ پر کھلے              پرہیز کر تو تجھ کو دوا کا اثر کھلے              لے لیجے جو قیمت سلب گھر کھلے              کاؤن ہی تک رہے نہ زبان کو فخر کھلے              بندھوا میں شاعروں سے جو انکی کر کھلے              ہاتھوں سے تیرے جو ہر تیغ و سپر کھلے              دیوانہ ہو حال قضا و قدر کھلے           </p>	<p>             شیریں دہن سے تیرے سبب ہے لنگر              کٹ جائے وہ زبان نہ بچس سے دھن خیر              کو تہ ہے اس قدر مرے قدر دوائے عیش              قاتل جو زائے خیر ملے تیری تیغ کو              فصل بہار آئی ہے چلتا ہے دور جام              پاپوش ہم نے ماری ہے دستار و تاج پر              کینٹ شراب ناب کا انجمن ہو بخیر              ناخاندہ شرح شوق جلائے گئے خطوط              چاہے صفاتو ساتھ طہارت کے ذکر کر              ہنسکر دکھائے دانت جو بھو تو کیا ہوا              کستا ہوں را عشق مگر ساتھ شرط کے              مشتاق بند شون کے ہیں خوبن کو چلیے              رگتی نہ اُس سے چوٹ نہ چلتی یہ قاتل              مطلب نہ سرنوشت کا سمجھا تو شکر کر           </p>
---	--

چلنا پڑے گایار کی خدمت میں سر کے بل  
 سمجھ جو کیا جو بیٹھے ہو آتش کمر کھلے

<p>             خار سے یاد اُچھ پڑنے کی خواہتی ہے              میری صورت سے مگر وحش کی بو آتی ہے              پانی کرنے کو شب جبر لمبو آتی ہے              بڑے اڑ کے لب مست کو چھو آتی ہے              آنے دو سو دن اگر بہر رفا آتی ہے              نیند اُن کو سنیں بے قید و ضوابط آتی ہے              اُس صدمہ کو رویش خاصہ مو آتی ہے           </p>	<p>             بگھرت گل سے مجھے یار کی بو آتی ہے              شرم جب کو بہت اے آئینہ روا آتی ہے              صبح تک دیدہ تر سے نہیں آنسو تھمتے              موسم گل کی ہوانے کئے ساتی بیکار              فصل گل باقی ہے کروں گا گریبان چھچک              پاک دامانی معشوق کا سودا ہے جھین              کون سا نقش قدم چاندی تصویر نہیں           </p>
--	--

<p>ساز کی طرح رہا کرتے ہیں عاشق نالان خون دل آنکھوں میں اس طرح بھج جاتا ہے قد میں اُس عورت کے طوباکا ہے سارا انداز کمر بار کی قمری ہے مگر دیوانی دور پہونچا ہے کمال اُس کی صفا کا شہرہ کرم حق سے ہے گلزار تو گل سرسبز خوش تماشی وہ نہیں جاسہ عیانی کی یار جانی کا ذرا بھیس بدل لے اے بوت سے سے کرتا نہیں بر پڑا سے تو ساتی سر و قد کا ترے سودا جو نہ ہے قمری</p>	<p>چھپر طرفہ تجھے اے عہدہ جوتی ہے جام میں جیسے کہ صبا کے سبوتی ہے زلف سے سبیل فردوس کی بوتی ہے غیب سے پہنچے ہوئے طوق گلو آتی ہے دیکھنے عورت وہ آئینہ درد آتی ہے کٹے دریا سے مر سے بلع نہیں جوتی ہے اس میں کب نوبت پیوند و نجاتی ہے قبض کرنے کو مری روح جو تو آتی ہے قالب جام میں یہ روح سبوتی ہے میرے سربار نے کو طوق گلو آتی ہے</p>
--	--

حلقہ نان سے یہ عقدہ کھلا اے آتش  
کمر بار کو بھی چیش موتی ہے

تمام ہواد یوان اول  
خواجہ حیدر علی متخلص بہ آتش





# دیوان دوم



بسم اللہ الرحمن الرحیم

دل مرا بندہ نصیری کے خدا کا ہو گیا  
یا علی پیر و جو تجھے پیشوا کا ہو گیا  
حکم حضرت سے وجود ایش و سما کا ہو گیا  
سہل چھٹکارا اگر قرار بلا کا ہو گیا

ما شق شیداعلی مرتضیٰ کا ہو گیا  
قرب حق حاصل ہوا سکوم و عافیت ہو دی  
ساخنہ پر داخہ تیری ہے ساری کائنات  
وقت شکل میں کہا جس وقت باشکلا

کون تجھ سا ہے ولی اللہ اے مولا مرے  
کعبہ پیدائش سے تیری گھر خدا کا ہو گیا

طہور لعل کا ہے آفتاب سے ہوتا  
نیار نامہ شرف جواب سے ہوتا  
گرمین در در ہا پہنچ و تاب سے ہوتا  
ستم بہت ہے تمھارے حجاب سے ہوتا  
عرق عرق ہوں میں بولے گلاب سے ہوتا  
کوئی جو فتنہ ہو بیدار خواب سے ہوتا  
دہ ہم بھی کرتے ہیں جو ہے حجاب سے ہوتا  
ہر ایک ذرہ بلند آفتاب سے ہوتا

وہ رنگ سرخ ہے کیت شراب سے ہوتا  
عز و حُسن نے نازان کیا انھیں ورنہ  
تراکت بدن نازنین یا رنہ بوجھ  
شراب تھوڑی سی پینا مناسب آج ہے  
ترے پیدہ کا دھوکا ہی دے دیا کرتے  
یہ کیسے نالے ہیں سودا کے چشم میں اپنے  
نظارہ بازی بھر جہان ہے شغل اپنا  
تمھارے کشتہ رخسار کی جو خاک اُڑتی

دل پرستہ کو وہ ترک یاد آتا ہے چکر ہوتے ہیں رخسارِ یار کے صدقے کھلایہ روئے مخط سے یار کے ہم کو قریب ہے کہ کرے آفتاب حشر طلوع وہ گنبدِ ارمنڈ آتا ہے خطِ نورس کو لمبی محال ہے تیرے کرم میں اے محبوب چھپاؤن بچائے سے میں خاکِ دماغِ سودا کو غبارِ بن کے پلٹتا میں دامنِ زین سے پھندا یا یار کے گھر میں تو کیا کیا۔ کم تھا	جگر کباب ہے بے کباب سے ہوتا کمال ماہ ہے سخنِ شباب سے ہوتا یہ بڑا نین حاصل کباب سے ہوتا کمال تنگ ہے یوسف نقاب سے ہوتا چمن کا سبزہ ہے خارجِ حساب سے ہوتا کنارہ کش نین وریا جباب سے ہوتا درشت رو نین یوسف نقاب سے ہوتا جداجو ہاتھ تمھاری رکاب سے ہوتا جو کچھ کہ بہت حالی جناب سے ہوتا
---	--

ہزار طرح سے ثابت ہے وہ وہاں ہوتا بتوں کے سخن سے ہے نور حق عیان ہوتا فغان و آہ سے ہے سوزِ دل عیان ہوتا بنے ہوئے ہیں یہ محبوب چارِ عنصر سے یہی رہا ذوقِ یار و دیکھ کر افسوس جواب رکھتا نہ گیسوئے یار گشتی میں یقین ہے مردِ مسلمان بھی سجدہ کرتے اُسے مہِ صیام میں نعمت جو کچھ ملے کم ہے نہ پوچھِ علمِ محبت سے کیا کھلا جب کو وہی ہے صدرِ رشتیں بزمِ خاکسارانِ میں اُداس قالبِ خاکی میں روحِ رہتی ہے فراغِ حال ہے دستِ رخسوا یوں کو	شرابِ خواری زندانِ بھم نہ سہل آتش شادرون کا گذار ہے آب سے ہوتا کلام کرتے ہم اُس سے جو مردان ہوتا مجازِ یہ بھی حقیقت کا ہے گمان ہوتا دلیلِ آگ کے ہونے کی ہے دھولان ہوتا حکیم تھا وہ جوان کا مزاجدان ہوتا اُچک کے گرتے ہم اُس میں اگر کزن ہوتا بلا کے پیچ یہ کرتا جو پہلو ان ہوتا ترش کے بت جو ترانگِ آستان ہوتا خدا کا بندہ مومن ہے میہمان ہوتا یقین ہوا وہ کہ جس کا نہ تھا گمان ہوتا صفِ نال میں جس کا کہ ہے مکان ہوتا مکان سے تنگ ہے شائقِ لامکان ہوتا تھس سے تنگ ہے ببل کا آشیان ہوتا
---	--



ترے شمع کا دھوکا تھا دیکھا اسے ترک  
 ہنساتے یار کو ہم حال نزار دکھلا کر  
 زیادہ چشم سے لازم ہے روشنی دین  
 آگوں سے تالہ بلبل کی وجہ کیا پوچھوں  
 جو کرتی آتش سودائے زلف یار اُسے زرد  
 یہ جوئے آب بھی نیرنگ اپنا دکھلاتی  
 لباس سُرخ سے کرتا ہے یار خونریزی  
 کرایہ رہنے کو سودائے زلف میں لیتے  
 خدا کے خوانِ کرم سے ہو سیر جو چاہے  
 جو لکھتے ہم خم ابرو کے یار کی توصیف  
 نیاز مند ہوتا تو پوچھتا ہوں میں  
 دکھاتے ہیں رسمِ خال و مابر و کو  
 گھوڑی پان کی کھا کر جو آپ ہنس پڑتے  
 نگاہ ناز بھاری ہی رُخِ بد صبر کرتی  
 صدا جو س کی ہے غجون کے کھنے سے آتی  
 خوشا نصیب ہو افرط سے یہ جس دل میں  
 بلند پایہ کرے گی وہ زلف شانہ کو  
 تم اپنے چاند سے منہ کو نہ پھیرتے پیارے  
 حقیقت وہن یار عقل سے یہ کھلی  
 بقدرِ حوصلہ جو چاہے لے لے داغِ جفون  
 کمین جگہ ترے مردود کو نہیں رہتی  
 نقابِ اُٹ کے وہ دیدارِ عام کرتے ہیں  
 کوئی ہزار کے کب کسی کی سنا ہے

جو کر بلائے سلی میں ارغوان ہوتا  
 یہ رنگ زرد تماشا ئے زعفران ہوتا  
 خیال یار ہے اس گھر میں میمان ہوتا  
 زبان کا درد نہیں گوش سے بیان ہوتا  
 یقین ہے مشک سیہ نام زعفران ہوتا  
 محیطِ خون تر سی ششیر سے روان ہوتا  
 حینون میں بھی ہے مریخ سا جوان ہوتا  
 کوئی جو خانہ زنجیر سا مکان ہوتا  
 نہ مگر ہوتی ہے اُس پر نہ ہے نشان ہوتا  
 قلم جو تیر بھی ہوتا تو پھس کمان ہوتا  
 یہ ناز آپ جو کرتے ہیں بھر کمان ہوتا  
 سرِ حساب ہے اُن سے سیاق دان ہوتا  
 شگفتہ گل کی طرح غنچہ دہان ہوتا  
 نشست تیر کے قابل ہے وہ مکان ہوتا  
 روانہ نہکت گل کا ہے کاروان ہوتا  
 کمالِ ذوق سے ہے وصلِ جادوان ہوتا  
 کند سے بھی تہے کارِ زو بان ہوتا  
 خلافت ہم سے جو ہوتا تو آسمان ہوتا  
 اُسی محل میں خوشی کا ہے مکلن ہوتا  
 بہارِ گل میں یہ سودا نہیں گران ہوتا  
 ہر اک طرف سے ہے اُس پر کمان کمان ہوتا  
 قیامت آئی اکھٹا ہے دو جہان ہوتا  
 بہارِ گل میں ہے دیوانہ باغبان ہوتا

یہ ناگوار طبیعت ہے نسبت و نیا	نوالہ طلق میں اپنے ہے استخوان ہوتا
یقین ہے آبلے پڑ پڑ کے پھوٹ بے توتا	بیان حال جو آتش کا اسے زبان ہوتا
<p>کام رہنے کا حسین بند اپنا اپنی قسمت کا ہو وہ بے لب دیکھے کتنے ہیں کب تک وہ ہمیں اسے پری رو ہوں ترے دیولنے کیا ملائے گا ذوق سے تیرے کیون نہ یعقوب کو یوسف ہو عزیز سیر رکھتا ہے وہ گل ہنس ہنس کر سر کو سودا ہے کسی کا کل کا شجر قدس ہیں ہم عالم میں تیغ قاسم سے اڑینگے حکمران ناصحا چپ نہ بس اب لبیک کر وعدہ بھائیں گے نہ ہم آب کی طرح سر ترا ہم کو ہے مصحف کی جگہ</p>	<p>بندہ پرور ہے خداوند اپنا ہو چکھو اسے سزا و قند اپنا امتحان ہوتا ہے تا چند اپنا دیکھیں سودا جو خسرو مند اپنا زر درو سیب ثمر قند اپنا کس کو پیار انہیں فرزند اپنا رزق ہے شہد شکر خدا اپنا دل ہے زنجیر کا پابند اپنا اس جہن میں حسین یوندا اپنا بند سے ہو گا بند اپنا سر بھراتی ہے تری پند اپنا پاس تم کو نہ ہو ہر چند اپنا ہے یہ ایمان تری سو گند اپنا</p>
دولت قدر سے رکھتا ہے غنی، ہم کو آتش دل خسرو اپنا،	
<p>پامال کیجئے اہلین رفتار ناز کا لکھتا ہوں وصف اُن مژہائے دراز کا ساتی سائے اُس میں ہزاروں خم شراب اشدرے صفائے بیان حدیث دوت ہوتا ہے شہد دن سے ترے آسمان سفید</p>	<p>طاؤس و بگ رکھتے ہیں موی باز کا لیتا قلم سے کام ہوں میں نیزہ باز کا کشتی نے کو ظرف خدا دے جہاز کا دم بند ہے فصاحت اہل حجاز کا آزما ہے رنگ چہرہ نیز نگ ساز کا</p>

<p>انداز سے بھی حوصلہ عالی ہے ناز کا روشن ہے حال شمع کے سوز و گداز کا مستون کو تیرے ہوش کمان امتیاز کا روئے حقیقت اُٹے جو پردہ مجاز کا سوز جگر کو شغل ہے دل کے گداز کا مشاق ہوں امام کے پیچھے نماز کا ایذائے مرغِ روح کو چنگل ہے باز کا محمود بندہ ہو گیا حسن ایاز کا دھبائے زمین کے نشیب و فراز کا طوفان ناخدا ہے ہمارے جہاز کا دیوانہ پری ہو مقید غماز کا دھوون ہے جو یار کی زلف و راز کا تکیہ ہے کیسے خسرو مسکین نواز کا بے کار کوئی فضل نہیں کار ساز کا یہ طفل کھیل کھیلین گے افتائے راز کا پرہیز سے مقام ہے یہ احراز کا کشتہ ہے دل مرا شرف امتیاز کا پیر معان کا حکم ہے اس میں جواز کا</p>	<p>کیونکر وہ نازنین نہ کرے بے نیازان ظاہر ہے گرم چوٹی پروانہ کا اثر ساقی زلال و درو جو توفیق ہو سودے ہو جائے حُسنِ معنی بے صورت آشکار آنکھیں ہیں ہجر یار میں لبریز اشکِ سُخ ہر جمعہ کو ظہور کا رہتا ہوں منتظر ہجران یار میں تنِ خاکی سے تنگ بین سودا بے عشق میں نہ رہی شانِ خواجگی پتلون سے خاک کے یہ گرد بھی کچن کین سائل سمجھتے ہیں تہ دریا بے عشق کو حُسن و جمال نور جو اسلام کا دکھائے عمر خضر سے اُس کی زیادہ ہو زندگی اشد کے فقیر کا دل کیوں نہ ہو غنی نیرنگ حُسن و عشق کی اشدرے بہار عشق ہنفتہ ہو دے گا اشکون سے اشک بیزار عشق کے لئے ممکن نہیں شفا چھبیکر کیا ہے قتل مجھے تیغ یار نے مجھ زند کو حلال ہے گوئے حرام ہو</p>
<p>آتش جگہ نہ دل میں ہوا دھوس کو ہو کم زہر ہے اثر نہیں اس شہ آرزو</p>	<p>آتش جگہ نہ دل میں ہوا دھوس کو ہو کم زہر ہے اثر نہیں اس شہ آرزو</p>
<p>آگے اس بازار میں ہوسٹ کا سودا ہو گیا جس کو ناپیدا بھتے تھدہ پیدا ہو گیا سکہ بازار جنوں کا داغ سودا ہو گیا</p>	<p>حُسن سے دنیا میں دل کو عشق پیدا ہو گیا بوسہ لینے نے کیا ثابت دہان یار کو موسم گل کی بھرا کر نے لگی ناز پری</p>

<p>ہوش اڑائے صورت آباد جہان کی دل تصور کا ترے سکن ہوا ہے مجھ سے جلوہ فرمائی تھی صورت سے کی ہر رنگ میں سچ ہے جو جیسا کرے دیسا ہی آجاتا ہے پیش اشک انسانی سے مجھ جنوں کے ہیں اطفال جو فی الحقیقتہ دشمن آئینہ کو کرتا ہے عیار تو جو آنکلا چین کی سیر کو اسے رشک جو آنکھیں دکھلائے غزال آئے جو جنوں کو تھے اگ پر رکھو اگلے جلوہ نانا تھا فرعون کو خکھلے میں عالم طفلی کی کیفیت ملی تیغ سے وہ ابرو دھڑا رہے خوریز تر گوش زد کی اُس صنم کے داستانِ شوق کو مادر زاد بنیا اپنے جلوہ سے کئے عشق کرتے ہی ہوئے خواہان جان سوز و گلزار مرچکے تھے یاس کے مارے ترے مشتاق باد تو نے لٹکایا جو گچھا موتیوں کا کان میں</p>	<p>تیلیوں کو دیکھ کر محو متا شا ہو گیا بند جذبِ عشق سے کونے میں دریا ہو گیا تو نے جس جامہ کو پہنا تنجو زہیا ہو گیا عشق کو بد نام کر کے حُسن رسوا ہو گیا کھیلنا لڑکوں کا لڑکوں کو متا شا ہو گیا خاکساری سے ہمارا دل مُصفا ہو گیا گل ہوئے گلہائے جنت سرو طوبہ ہو گیا ایک تختہ زر گس شہلا کا صحر ہو گیا پنشنائے بھی رہی روشن دست ہوئی ہو گیا شیر و اہمیکشون کو خون مینا ہو گیا جو ہر ادراک سے حل یہ مہما ہو گیا دل مرا نالوں سے ناقوس کلیسا ہو گیا حُسن روئے یار یوسف سے مسیحا ہو گیا قرضِ خواہانِ محبت کا قنصا صنا ہو گیا زندگانی وعدہ دیدار نہ روا ہو گیا آسمانِ حُسن پر طالعِ رشیا ہو گیا</p>
<p>ہو سکا ممکن نہ دام فکر آتش سے شکار مرغِ مضمونِ دہان یار عتقا ہو گیا</p>	
<p>لباس یار کو میں پارہ پارہ کیا کرتا بہار گل میں ہیں دریا کے جوش کی لہریں نقابِ اٹ کے جو منہ عاشقوں کو دکھلاتے شنا جو حالِ دل زار یار نے تو کسا بلا عید کا ہر چند ہو جہانِ مشتاق</p>	<p>قبائے گل سے اُسے استعارہ کیا کرتا بھلا میں کشتی سے کنارہ کیا کرتا تھمیں کہو کہ تھارا نظارہ کیا کرتا طیب مرنے ہوئے کا ہے چارہ کیا کرتا تھارے ابرو کو کون کا سا اشارہ کیا کرتا</p>

<p>             ہفتہ راز کو مین آشکارہ کیا کرتا              یہ پہلے دیکھ لے دل ہے اشارہ کیا کرتا              کنار آب سے پیا سا کنارہ کیا کرتا              اکیلے جا کے چین کا نظارہ کیا کرتا              اثر ہے اپنا یہ مشکین ستارہ کیا کرتا              بھرادر سوزش دل کا حسارہ کیا کرتا              مری طرح کوئی اس میں اجارہ کیا کرتا              و منو مین ورنہ یہ زاہر غارہ کیا کرتا              سلوک شیشہ سے ہے سنگ خارہ کیا کرتا              شراب پینے کو مین استخارہ کیا کرتا              سر بر ہنسہ سر کو ستارہ کیا کرتا           </p>	<p>             حقیقت دہن یار کھولت کیونکر              قدم کو پیچھے رہو فناک عشق میں لکھ              خم شراب سے مجھ ست نے منہ پھیرا              بہار تھی جو وہ گل چہرہ یار بھی ہوتا              بڑی ہے حال رخ یار پر نظر کھین              گداز موم سے ہر استخوان کو باتا ہوں              بڑا ہی خوار ملائم ہے گلشن الفت              شراب غلہ کی خاطر دہن ہے رکھتا سان              شکستہ دل نہ ہو اس بت کے ناز سے کچھ              بہار گل میں پیالہ لگا لیا سٹھ سے              فقیر کو نہیں درکار شان امیر دن کی           </p>
<p>             بہار گل مین تھا جامہ سے باہر لے آتش              نہ کرتا مین جو گریبان کو پارہ کیا کرتا           </p>	
<p>             دکھلا دے جام مے مین مجھے جانہ عید کا              افسانہ ہی ٹٹا کئے ہم صبح عید کا              مقصود ہے یہی مری گفت شنیہ کا              محبوب ہے وہ ماہ قریب و بعد کا              شیرین کلام اپنا ہے تو شہ فرید کا              پیر فلک کو رتبہ ہے تیرے مرید کا              منظور ہے ثبوت ہمیں نا پید کا              یہ حال عاشقوں کا ہے جو زخوب کا              درکار مندی گندھنے کو جو خون شہید کا              گستاخ ماتم کام کرین گے کلید کا           </p>	<p>             ساتی ہوں تیس روزے مشتاق وید کا              سوتھ ہوا نہ اس رخ روشن کی دید کا              افسانہ سینے یار کا ذکر اس کا کیجئے              شیدائے حسن یار کس اقلیم میں نہیں              حاضر ہے جا ہے جو کوئی نعمت فقیر کی              مریخ کا ہے ظلم و ستم کس شمار میں              جھٹ دہان یار مین کیونکر نہ کیجئے              لیتا ہے بوسہ دیکے وہ مین فدا دل              آرایش اُن کی قتل کرے ہم کو بیگناہ              بند قبائے یار کے عقدے ہوں لاکھ نقل           </p>

<p>ہوش اڑائے صورت آباد جہان کی دل تصور کا ترے سکون ہوا ہے مجھ میں جلوہ فرمائی تھی صورت سے کی ہر رنگ میں سچ ہے جو جیسا کرے دیسا ہی آجاتا ہے پیش اشک انسانی سے مجھ غنوں کے ہیں طفلِ محو نی الحقیقہ تیرا دشمن آئینہ کو کرتا ہے غبار تو سجا نکلا چہن کی سیر کو اسے رنگِ حور آنکھیں دکھلائے غزال آئے جو غنوں کو ترے آگ پر رکھو اے جلوانا تھامنا فرعون کو خکڑے میں عالمِ طفلی کی کیفیت ملی تیغ سے وہ ابرو دھزار ہے خوریز تر گوش زد کی اُس صنم کے داستانِ شوق کو رما دوزاد بنیا اپنے جلوہ سے کئے عشق کرتے ہی ہوئے خواہاں جانِ موز و گلزار مرچکے تھے یا س کے مارے ترے مشتاق بار تو نے لٹکایا جو گچھا موتیوں کا کان میں</p>	<p>پتلیوں کو دیکھ کر محو متا شا ہو گیا بند جذبِ عشق سے کونے میں دریا ہو گیا تو نے جس جامہ کو پہنا تجکو زہبا ہو گیا عشق کو بد نام کر کے حُسن رسوا ہو گیا کھیلنا لڑکوں کا لڑکوں کو متا شا ہو گیا فاکساری سے ہمارا دل مُصفا ہو گیا گل ہوئے گلہائے جنت سرو طوبا ہو گیا ایک تختہ زر گس شہلا کا حصہ ہو گیا بختا خے سے بھی رہی درشن دست ہوئی ہو گیا شیر و ایہ میکشون کو خون مینا ہو گیا جو ہر ادراک سے حل یہ مہما ہو گیا دل مرا نالوں سے ناقوس کیسا ہو گیا حُسنِ روئے یار یوسف سے سیجا ہو گیا قرضِ خواہاں محبت کا قنصا صنا ہو گیا زندگانی وعدہ دیدار نہ روا ہو گیا آسمانِ حُسن پر طالعِ رشیا ہو گیا</p>
<p>ہو سکا ممکن نہ دام فکر آتش سے شکار مرغِ مضمونِ دہان یار عتقا ہو گیا</p>	
<p>لباس یار کو میں پارہ پارہ کیا کرتا بہارِ گل میں ہیں دریا کے جوش کی لہریں نقابِ اُلٹ کے جو منہ عاشقوں کو دکھلاتے سنا جو حالِ دل زار یار نے تو کسا ہلالِ عید کا ہر چہد ہو جہانِ مشتاق</p>	<p>قبائے گل سے اُسے استعارہ کیا کرتا بھلا میں کشتی مے سے کنارہ کیا کرتا تھیں کہو کہ تھارا نظارہ کیا کرتا طیب مرنے ہوئے کا ہے چارہ کیا کرتا تھاری ابرو و چون کا سا اشارہ کیا کرتا</p>

<p>تہفتہ راز کو میں آشکارہ کیا کرتا  یہ پہلے دیکھ لے دل ہے اشارہ کیا کرتا  کنار آب سے پیاسا کنارہ کیا کرتا  اکیلے جا کے چین کا نظارہ کیا کرتا  اثر ہے اپنا یہ شکنیں ستارہ کیا کرتا  بھرا در سوزش دل کا حسد ارہ کیا کرتا  مری طرح کوئی اُس میں اجارہ کیا کرتا  و منو میں در نہ یہ ز اہ غرارہ کیا کرتا  سلوک شنیدہ سے ہے سنگ خارہ کیا کرتا  شراب پینے کو میں استخارہ کیا کرتا  سر بر ہنسہ سر گو شوارہ کیا کرتا</p>	<p>حقیقت دہن یا رکھو تاکو نکر  قدم کو پیچھے رہو فناک عشق میں نکر  خم شراب سے مجھ ست نے نہ بھیرا  بہار تھی جو وہ گل چہرہ یار بھی ہوتا  پڑی ہے غال رخ یار پر نظر کھین  گداز موم سے ہر استخوان کو باتا ہون  بڑا ہی حواری ملا ہے گلشنِ اُلفت  شراب غلہ کی خاطر دہن ہے رکھتا صان  شکستہ دل نہ ہو اُس بت کے ناز سے نکر  بہار گل میں پیالہ لگا لیا کُٹھ سے  فقیر کو نہیں درکار شان امیر دن کی</p>
<p>بہار گل میں تھا جامہ سے باہر آتش  نہ کرتا میں جو گریبان کو پارہ کیا کرتا</p>	
<p>دکھلا دے جام سے میں مجھے جانہ عید کا  افسانہ ہی ٹٹائے ہم صبح عید کا  مقصود ہے یہی مری گفٹ شنید کا  محبوب ہے وہ ماہِ قریب و بعد کا  شیرین کلام اپنا ہے لاشہ فرید کا  پیر فلک کو رتبہ ہے تیرے مرید کا  منظور ہے ثبوت ہمیں ناپید کا  یہ حال عاشقوں کا ہے جو زرخیز کا  در کار مندی گندھنے کو جو خونِ شہید کا  گستاخ ہاتھ کام کرین گے کلید کا</p>	<p>ساقی ہون تیس روز سے مشتاق وید کا  موقع ہوا نہ اُس رخِ روشن کی دید کا  افسانہ سینے یار کا ذکر اُس کا کیجئے  شیدائے حسن یار کس اقلیم میں نہیں  حاضر ہے چاہے جو کوئی نعمتِ فقیر کی  مریخ کا ہے ظلم و ستم کس شمار میں  جھٹ دمان یار میں کیونکر نہ کیجئے  لیتا ہے بوسہ دیکے وہ عینِ فدا و دل  آرایش اُن کی قتل کرے ہم کو بیگناہ  بندِ قبائے یار کے عقدے ہوں لاکھ قفل</p>

<p>دل بھیجے ہیں عاشق بیتاب لیجئے          اپنی طرٹ اُن ابد وئے رخ کو پھر لیجئے          سوداگوں کو حاکمِ عالم سے ڈر نہیں          اُس رخ پہ ابرو و خون سے سو کو سمجھ نہ کم          کچھ قفس میں پہنچی صبا لیکے بے گل          شادی بے محل سے بھی ہوتا ہے دلوں کو غم          قاتل رہا کرے گی شبِ جہنم روشنی          موسیٰ کی طرح ہم کو بھی دیدار کا ہے شوق          صورت کو تیری دیکھنے آئے ہیں قہر میں          چپانِ بدن سے یاد کے ہو کر قبائے ناز          بے جرم تیجِ معشوق سے دل ہو گیا ہے قتل          دیوانہ زلفِ یار کی بزمِ کافہ دل</p>	<p>قیمت وہ ہے جو مول جو مال مرید کا          اللہ زور دے جو کمان کی کشید کا          داغِ جنوں ہر ایک نگین ہے مدید کا          ہر آیت ہے فصیح کلامِ مجید کا          خطا آگیا ہر ارجن کی رسید کا          اندوہ طفلِ جمعہ کو ہوتا ہے عید کا          کوچہ میں تیرے ڈھیر ہو تیرے شہید کا          آنکھوں کو حوصلہ ہے تجلی کی دید کا          رخ پر یقین ہے اُھنیں نکلِ سعید کا          حیران کار رکھتی ہے قطع و برید کا          سینہ مرا مقام ہے مردِ شہید کا          رہتا ہے صدمہ روح کو قیدِ شدید کا</p>
---	--

خیز جس قدر کہ ہو اُس سے عجب نہیں

آتشِ خزانِ یارِ پد رہے یزید کا

<p>عشقِ مرزا گن کا مژہ بھی کوئی دم بھرتا          عشق کا آئینہ دل کو ہے جو ہر ملتا          تیرے ستاؤں کو جنت میں کہیں گھومتا          وہنِ یار نہ آنکھوں کو دکھائی دے گا          ہاتھ پڑھ کے اُس ترک کو دیتا خطِ شوق          رحمتِ دل کبھی صحتِ اکو جو بجاتی ہے          فی الحقیقت تری زلفوں کی جو ہوتی خوشبو          واہ رسی بہت و بلند رہے الفت اُس میں          خلعتِ بالِ ہوا دیکے رو نہ کرتے</p>	<p>کاتے اپنے گلے ہم کو جو خنجرِ ملت          تن کو سودے کے لئے یار کے ہے سرتا          ہاتھ سے حور کے جامے کو تر ملتا          زندگی میں ہے کسے چہنہ کو تر ملتا          کوئی ایسا نہیں شاہین کو تر ملتا          ہر گولا ہے گلے سے مرے اُٹھ کر ملتا          مشک ملتا نہ کسی کو نہ تو صبر ملتا          کوئی تختہ جو زمین کا ہو برابر ملتا          نامہ سونق کا حال جو کو تر ملتا</p>
--	---



<p>سیکڑوں مہرہ گل ہے مجھے ششدر ملتا  جھک کے اُس سرور کا ہے حضور ملتا  صبر سے بھی کوئی بھاری سا جو بھر ملتا  خیر خم ہم کو بھی ساتی کوئی سا غر ملتا  زہر جو گر ہے مجھے قند کمر ملتا  خلبہ پڑھتا ہوں تر امین جو ہے نہر ملتا  سیمبر بار جو کوئی عوص زر ملتا  دل بوسن میں سمجھتا جو ترا گھر ملتا  تیرے دندانِ سادھت کو نین گھر ملتا  خوبصورت ہنسن بوسٹ سا بار ملتا  گوش گل کو جو ترے کان کا زور ملتا  تنگ ہوں گنبد گر و دن کا نین ملتا  عشقنازدن سے سلیمان کا مشک ملتا  آئینہ کو بھی ہے اقبال سکندر ملتا  چرخ کو میری طرح سے کبھی جگہ ملتا  بواضع بھی ہے مفلس سے تو اگر ملتا</p>	<p>نقش پر نقشِ محبت سا نہ ہو گا کوئی  سا نہ اٹکھ اٹکھ کر نہیں زکس کرتی  دل بہت سینہ میں بیتاب ہے سپر رکھتے  عید کا روز ہے سکین ہنِ نظرہ لیتے  لب شیریں سے وہ و شام دیا کرتے ہیں  بادشہِ حُسن نے اسے یار بنا یا ہے تجھے  ہم بھی اندر سے دولت کی منسا کرتے  نہ کیا تو نے تین ہی مکان کا ور نہ  وہ بنیاں کا کرم رہتا ہے ہر سال سپر  کیا سمجھ کر اُسے اخوان نے کوئین میں پھینکا  نالہ لیل کا نہ سنتا یہ عندور آجاتا  وحشتِ دل کا قفا عنا ہے نکل چلنے کا  اسے پری شیفعتہ ہوتے ترے جن دانسان  تیری مثال سے روشن یہ ہوا آتشِ حُسن  بیٹھ جانا نہ کھڑے رہنے کی طاقت مہتی  کیا عجب عاشق بے صبر کو بوسہ جو وہ دین</p>
	<p>دھجیاں خوب ہی لیتا میں ہسار گل میں  مجھ کو آتش جو گر یں ر فو گر ملتا،</p>
<p>گیندے سے میں نے اپنے چہرے کو زرد پایا  بے مثل بے نظیر دیکتا دُسر د پایا  اکسیر کو تھارے کو چے کی گرد پایا  رو کر کس کچھ اُس سے جواہل و رد پایا  گردش کا اُس کے سر سہ دنبالہ گرد پایا</p>	<p>دل کو فرون چین کی مٹی سے سرد پایا  حسن و جمال پر ہے زیبِ اعز و زج کو  پارس کا کام سنگ در سے عجب نہیں ہے  ہر چند حالتِ دل ناگفتنی تھی لیکن  اندر ہے جو تیری چشمِ سیہ سے کم ہے</p>

<p>شربت بنایا بہر بلبل جو درد پایا مجنون سے مجکو طرہ صحرا نور د پایا کانور کی طرح سے یہ مشک سر د پایا گا ہے سینہ کا ہے رنگ اپنا رز د پایا آنکھوں کو تیری ہم نے مرد بنسہ د پایا ہو تا جو ترے خط سا کچھ لاجور د پایا</p>	<p>باغ جہان میں حق انصاف سے گزرے سودے میں گیسوؤں کی بخیر کے جنوں نے خال مخ صنم نے گولی کی نہ گری ہونے لگی چویدر انیرنگ سادی عشق کس کس ستارہ سے شب اسے نہ لقاڑی ہیں کرتے معذور اس کو قصہ پر خضر میں صرف</p>
--	--

میں بھاگتا ہوں دنیا آ کے ہے ہلکی  
آتش بھی کو اسے شاید کہ مرد پایا

<p>ہماری آنکھوں کو دیدار کا خیال دیا فقر ہوں مجھے اللہ نے ہے محل دیا شکار کھیلنے کو گیسوؤں کا جال دیا ہلا دیا جو ہون کو پہاڑ ڈال دیا منون سر رہنے ہے دیدہ مغزال دیا زبان کو دل نے نہ اذن بیان محل دیا ہماری آنکھوں نے دل کو کوئی نہیں گل دیا ترے کرم سا ہے ہکو شفیق حال دیا قبائے سانچے میں اندام بار دھال دیا ہر ایک عضو بدن اس کو بے مثال دیا مشاہدے کو اک آئینہ مجسمال دیا جنون نے صدقہ حسن پر ہی ہے مال دیا رفیق سیر چمن کوئی نہ مثال دیا زبان کو مرزہ نعمۃ حسال دیا چھپا ہے جب سے دکھائی نہیں لال دیا</p>	<p>خدا نے برق تجلی تجھے جمال دیا کسی کو ملک دیا ہے کسی کو مال دیا فریب حسن نے سکھائی اُن کو پٹا کھ چلا تو بتکرے کی سیر کو ٹوڈن ہے یعین ہے صورت عاشقے کو خوش ہو ہون تک آئی ہوئی بات پی گئے سوار دکھا کے حسن زرخدان یار کا عالم شراب ابرو میں کوئی نہ بیکین نہ اسے ساتی گلے میں ڈالتے ہی پوست کی طرح لٹی بنا یا جب ترے پتلے کو دست قدرت نے مرید کر کے مجھے ہر عشق نے اپنا ہوا ہوں اہل و دل سکھائے داغ سے میں چلین گے باغ اگر ہم کو بھی معتد نے چمکا کے خزان کا اپنے نگ توکل نے لفظ پر کسی دن سے نہیں وہ ابر درج</p>
--	---

<p>صبا نے گل کو ہے آزار گو شمال دیا          شباب حُسن نے ہے یار کو کمال دیا          تمھاری دلف کا مشانہ نے بل نکال دیا          صنم نے راہ خدا شربت وصال دیا          لیون کو رنگ ترے لعل سے بھی لال دیا          تمک یہ حُسن نے زنگی کو خال خال دیا          جمال یار کو ہے خلعت جلال دیا          بتون کو کعبہ سے اللہ نے نکال دیا          ہر ایک ذرہ کو خورشید لا زوال دیا          قصا نے دردِ دین ہے نشہ زلال دیا          جواب صاف ملا لکھ کے جب سوال دیا          ملال و دست نے دل کو مرے ملال دیا</p>	<p>ہوا ہے ماسے جب تیرے دے گئیں کے          چو دیکھتا ہے وہ کہتا ہے چو دھوین کا چاند          بہت مرے دل صد چاک سے ابھتی تھی          تب فراق سے جان اپنی جا چکی ہو تی          صفائیں تیرے سے چکے ہوئے بنائے دنت          بھئی غل غل رخ یار پر ملاحت خستم          چلائے آئینہ رخ سے نشہ نے          غرور حُسن سے بیجا جو ناز کرنے لگے          وادہ ہو خگر ترے فیضِ عام کا کس سے          صفائے رخ کا لالغ خط کے دوسے سے          شرف سے دستخط یار کے پھر محسوس          سرور یار سے حاصل ہوا سرور تجھے</p>
--	--

شب وصال میں اس جہرہ موت سے

ہٹانے کے ذلن کو آتش ملا کر مال دیا

<p>زمین شمر کا افسانہ آسمان سنتا          زمین کے نیچے بھی ہونیں تو آسمان سنتا          سُنا کر ہے اگر گوش بے زبان سنتا          بہار گل کی جو آمد ہے باغبان سنتا          کمان کمان مہین میں تیری داستان سنتا          پتا لگایا ہے دل ہون ترا مکان سنتا          جو جس سے مرزہ منزل ہے کاروان سنتا          پھر ہون تیری خبر میں کمان کمان سنتا          چمن کو آگ لگا تا جو باغبان سنتا</p>	<p>عزل جو ہم سے وہ محبوب مکنتہ وان سنتا          فراق پنج سے ہے بعد مرگ بھی دشوار          کھلے نہ حالت دل کو زبان کا احوال          خوشی سے جامہ میں بھولا نہیں سمانتا ہے          زبان کون سی مشغول ذکرِ خیر نہیں          قریب ہے یہ کہ حاصل کروں حضور رسی          خوشی کے مارے زمین پر قدم نہیں پڑتے          نہ دیکھ کل میں کیا کیا کہا ہے کس کس نے          فسانہ رخ زمین یار کیا کہتے</p>
--	---

<p>تھارے حُسن کے سودے کو ہون گلاں سنتا  ہر ایک طرف سے ہون آوازاں سنتا  اجل کو اپنی ہون اپنا نگاہیاں سنتا  ملاں ہوتا ہے کافر ہے جب اذان سنتا  ہزار کیسے نہیں ایک باغبان سنتا  وہ رنگ ہے کہ بو تھارنگِ زعفران سنتا  شہیدِ تہ کو ہون اسے نخلِ ارغوان سنتا  زبان سے جسکی ترے سُرخ میں ہون وہاں سنتا  کسی کے گھر میں جو ہون دوستِ مہمان سنتا  لڑی مری سہے گوش بے زبان سنتا  بتوں کو چھڑ کے دو چار گایاں سنتا  کسی سے تیغ کسی سے ہون میں کمان سنتا  گھر کو ہون تن نازک کے درمیان سنتا  پچھاڑ لے ہے یہ جس کو ہے پہلوان سنتا  کوئی جو ابرو سے حُمد اسی کمان سنتا  خفا مزاج تھارا ہون مہربان سنتا  وہ ترک اگر فلکِ پیر کو جوان سنتا  نہ گلِ سارُخ نہ تو غنیمت سا ہون وہاں سنتا</p>	<p>زبان سے مرے یوسف نہیں کہا جاتا  نکلتا ہے جو وہ خوشنوار اوجھنی بن کر  کچھ اعتیاج نہیں جسکو جزو بازو کی  مری فغان سے ہے کیسے بابل کھاتا  بہارِ آئینہ دکھلا رہی ہے حیران ہے  کیا ہے زرد یہ سودے خالِ شکنیں نے  جین کو کوچہِ قاتل مگر ہے سمجھا تو  یہ شوقِ بوسہ ہے کھنکھائے کا جو م لیتا ہون  مجھے وہ رشتہ حُسن نہ یاد آتا ہے  جواب اُٹ کے نہ کہ نہ کہیں اُسکے بدلے دوں  رسائیِ دیر میں ہوتی جو بہمن کی طرح  اُن ابرو کو نکھین شاعر بھی کہہ رہے کچھ کچھ  کہوں میں بال جو اُس کو تو بالِ شیشہ کا  خزائنِ یار کو اسے صبر زور تو نہ جتا  تھکانے تیر کو دے کر نشا نہ بنتا میں  مقصودِ مجھ سے ہوا ہو جو کچھ معاف کر دو  جفا جو رو ستم میں مقابلہ کرتا  یہ چل رہی ہے جو ابلغِ دہر میں کیسی</p>
<p>نہالِ قد کے ہو سودے میں جب سے زرداقتش  تھارا نام ہون میں شلخِ زعفران سنتا</p>	
<p>پناہ مانگتا مریخِ آسمان نکلا  سکانِ یار کا دیوارِ درمیان نکلا  کمان سے جا کے ہے یہ سلسلہ کمان نکلا</p>	<p>لباسِ سُرخ پہن کر جو وہ جوان نکلا  خواب بھرتے تھے عالم میں دکھ بھرتے تھے  وہ ذلّت ہو گئی زنجیر اپنے سودے کو</p>

<p>عجب لطف کا کھاری ہے یہ کنواں نکلا          زمین شعر سے گنجینہ ہنسان نکلا          وہ مہو ہوا جو مرے مغز سے دھواں نکلا          قد بلند سا تیرے نہ اک نشان نکلا          کوئی ہماری طرف سے جو کاروان نکلا          بہار لوٹ کے گلشن سے باغبان نکلا          کھلا ہین کہ اب اُن سے ترا دہان نکلا          مرزہ نہ مرد محبت کا مہربان نکلا          خوشی سے پوست کے باہر ہے استخوان نکلا          بلند کعبہ سے ہر گھر کا آستان نکلا          یہ گنبدِ ظلم آئینہ کا مکان نکلا          کفن ہیں کے ہے اس گھر سے میہان نکلا          ہوا ہے داغ مجھے چاند ہے جہان نکلا</p>	<p>ملاحظہ ذوق یار کا ہے ہر سو شور          بندھے دہان و کمر کے ہزار ہا مغن          کھلا نہ آتش سوداے عشق کا پردہ          تلاش ہم نے ہزاروں ہی لشکر و فین کی          سینکے قصہ یوسف ز بان سے اُسکی          شتاب کھو کے گئی جان بچ بیری سے          کہا جو شاعر دن نے اُس کو چشمہ شیرین          دیانتم نے کبھی بوس لب شیرین          سنا ہے شور سگ کوئے یا جب ہم نے          جہون عشق میں کی کو چہ بتان کی جویر          دکھائی دیتی ہیں آنکھوں کو صورتیں ہر سو          مقام شکر ہے دے آسمان جو خورہ فقر          شب فراق میں بے چہرہ سوز یار</p>
---	---

کرے گا کیا کوئی دنیا میں سرکشی آتش  
 یہ وہ مقام ہے جہک کر ہے آسمان نکلا

<p>بلبل کا حال قابلِ فساد ہو گیا          دیرانہ تیرے جلوے سے آباد ہو گیا          موی ہماری آہ سے فولاد ہو گیا          یہ احسن القصص ہے ہین یاد ہو گیا          نالہ مرا غریب کی فساد ہو گیا          اکثر ہے چہرہ نظری صا د ہو گیا          فکر سخنِ عروسِ مین داماد ہو گیا          دو پر لگا کے یار پری زاد ہو گیا</p>	<p>جا کر نفس میں ماضی صیاد ہو گیا          تیر دشنی عالم ایجاد ہو گیا          سختی جہر یار سے دل میں ہوا جو درد          حافظہ رنج کتابی محبوب کے ہین ہم          امیر کے سوا کسی نے کبھی سنا          پھر آئے رنگ رفتہ جو رنج پر عجیب ہین          وہ شب ہے کون سی کہ ہین لطف نوشی          زلفوں کو دکھ کے مائیے سودا ہوا وہ شوخ</p>
---	---

ساتی ماہرو نے پلائی شراب عشق  
 دکھلایا آب جو نے جس میں جو آئینہ  
 سایہ کی طرح سے مرے بھرتا ہے ساتھ ساتھ  
 کم حکم شرع سے نہیں ایا کے حسن بھی  
 کپڑے رنگے جو خون اجا سے یار نے  
 سرسہ سے چشم یار بنی مسند دن کی جڑ  
 رنگو یا بلبلوں کے جو خون سے بہا رہیں  
 خود رشید سے زیادہ ہوئی اسیں خوشیا  
 اسے سو ز عشق نرم دل سخت یار کر  
 ہر صغ من بھڑکے سر دل نے جان دی  
 نفس اُس الف سے قد کا کیا جبکہ عشق نے  
 قد بلند یار کو شمشاد جو کسا  
 حیرت کے مارے یار ہوا غیبے غلات  
 موقوف سخت روئی ہوئی خط سے یار کے  
 بھرتے ہیں دھونڈتے نظر آنا نہیں کہیں  
 زنجیر اس بہا رہیں ہلکی اگر گھڑی  
 مہرنگان کی طرح گردش چہان یار سے  
 تحصیل علم روح کی شائق ہوئی جو روح  
 بلبل کے نالے لے اُڑے فصل بہا رہیں  
 دیوانگی نے دام خود سے بجات دی  
 کر تا ہے یار دست خانی سے قتل عام  
 ساتی حدیث اُس کو سمجھتے ہیں تیرے دست  
 رسوا ہوا میں پر وہ کھلاتیرے عشق کا

تفریح روح کو جوئی دل شاد ہو گیا  
 کچھین باغ حسن وہ صبا د ہو گیا  
 عشق اُس پر ہی جال کا ہزار د ہو گیا  
 بے جرم بے قصور وہ جہاد ہو گیا  
 مرغ چرخ کشتہ بہاد ہو گیا  
 لب رنگ پان سے ظلم کی بنیاد ہو گیا  
 گلزار رشک خانہ صبا د ہو گیا  
 جو ذرہ تیری راہ میں برباد ہو گیا  
 اکسیر ہے جو کشتہ یہ فلا د ہو گیا  
 فارغ پہاڑ کاٹ کے فرہاد ہو گیا  
 دل صاف ہو کے چہرہ آزاد ہو گیا  
 گیسو لٹک کے طرہ نشاد ہو گیا  
 یہ اتفاق بھی ہے خدا داد ہو گیا  
 بوٹی سے کشتہ بیضہ فلا د ہو گیا  
 کوئے بتان بھی گلشن شاد ہو گیا  
 ہاتھ اپنا طوق گردن حداد ہو گیا  
 زبرد زبر ہی عالم ایجا د ہو گیا  
 شاگرد کر کے عجب دل استاد ہو گیا  
 دیوانہ کپڑے بھاڑ کے صبا د ہو گیا  
 عشق پر ہی کے صدقے سے آزاد ہو گیا  
 ہندی کا خون کر کے سہ جلا د ہو گیا  
 بیر معان کے معر سے جوار شاد ہو گیا  
 لشکون سے رنج ناخلف اولاد ہو گیا

بوسون کے بدلے ملتی ہیں آتش کو گالیان  
شایان لطف مورد و بسداد ہو گیا

بھار کر آنکھیں جسے دیکھا اگر بیان چاک تھا  
کاسہ گر مٹی تھا مٹی کاسہ مٹی چاک تھا  
وہ بند اقبال تھا جو بستہ فراق تھا  
جو ستارہ تھا سو امرت سے سفاک تھا  
ان نگینوں کو ترا شا جس نے وہ حکاک تھا  
وہ خوش اندامی نہ تھی گل لاکھ خوش پوشاک تھا  
صاحبِ سیت اپنے سلسلہ میں تاک تھا  
یار کا گلگون سیم صبح سے جالاک تھا  
اشک جو تھا وہ نہ تسلیج خاک پاک تھا  
روتے روتے مر گیا جو ہجر میں تیراک تھا  
منظر نور الٰہی حسنِ مشت خاک تھا  
دامن عصمت ترا آلودگی سے پاک تھا  
جوشِ وحشت میں عزراؤن سے بھی میں جالاک تھا  
سنبل گل اپنی آنکھوں میں حسدِ خاشاک تھا  
حلقہ دامِ محبت رشتہ فراق تھا  
غیرت صبح بہار اُس آستین کا چاک تھا  
اعتقاد پاک سے جو خوشہ چین تاک تھا  
فعلِ اشک ایک ایک ستِ شمع تیراک تھا  
یار کا بڑا ساقی موزون تھا وہ کاواک تھا  
شہر بھی بے یاراک صحرا کے وحشت ناک تھا  
خاک میں وہ دل گیا جو جسم آتش خاک تھا

سامنے جو پڑ گیا وہ یوانہ بیباک تھا  
عالم ایجاد بھی طرہِ طلسم خاک تھا  
یون تو تیرے تیر کے پتھر کے سب خوش نصیب  
بے ترے شب کو بھری چلتی تھی اے خوشیدین  
سب لب کے جسے صنون ڈھلی گئے ٹکڑا کی ہے  
جاسہ زہی میں نہ دی تشبیہ میں نے یار سے  
ایندتا تھا تیرے ستون کی طرح سے باغ میں  
ہوئے گل کی طرح گردِ راہ دکھلائی نہ دی  
مردم دیدہ ترار و دے کب کرتے تھے ذکر  
یارِ اتر اصف بھر بیکنا ر عشق سے  
دیدہ عارف سے جب دیکھا تو یہ روشن ہوا  
چشمِ ناظر کو برق حسن کر دیتی تھی بند  
ساتھ دے سکتے نہ تھے صحراؤں دی میں مرا  
تیرے کوچہ کا چین پر دل کو آجانا تھا شک  
صیدِ بند کی کا بچے جب شوق تھا اے شہسور  
جسمِ گل کھائے ہوئے ساندے سے پھلوں کے تھے  
جائے آبِ اُس مست کو ملتی ہے انوری شرب  
جب رلاتا تھا تصورِ لالہ رو یون کا ہمیں  
عالم تشبیہ میں کہتا صنوبر کس کو میں  
رات بھر تھا چشمِ غزال آنکھوں میں اپنے ہر چراغ  
اگر گئی جب روح مجھ کی طرف اپنے رجوع

شیشہ کی طرح مے سے شکم حلق تک بھرا  
مین بد لگان ہون اور مر ابا رشک بھرا  
کان نمک مین لاکھون ہی من ہے مک بھرا  
پانی ابھی سما سے کمان تاسک بھرا  
پاؤن نے اُن مین پیس کے خاکسک بھرا  
نیر بڑ بادہ جام پیالہ گزک بھرا  
آنکھوں کو اپنی چیر گئے مین نے نک بھرا  
تاروں کے نقل سے ہے بخوان نلک بھرا

ساقی شراب سے رہے قصر فلک بھرا  
صحبت برار ہونے کی صورت نہیں کوئی  
حسن طبع پر نہ کرو اس قدر گھٹا  
دور دور کے مین نے دل نہیں خالی کیا ہنوز  
صحرایں جا کے لائے حرارت جو آبے  
آئی بہا کھدے مرے آگے سا قیاس  
رات انتظار یار مین چھپکین جو منید سے  
قل ہو فراق یار مین کس کس کا دیکھیے

آتش ہمیشہ سیر ہوا حوا حسن سے  
نیت کو رکھے دس لب کی چٹک بھرا

واغ دل خندان زن زخم جگر کوئی نہ تھا  
مردمان جہنم سا اہل نظر کوئی نہ تھا  
بلغ مین سب زخندان سائمر کوئی نہ تھا  
سل لب سائل دندان سا گھر کوئی نہ تھا  
نازنین نازک بدن نازک کمر کوئی نہ تھا  
لکھ کے مخاطب ہم نے ڈھونڈھا نامہ بر کوئی نہ تھا  
جاگتا تھا قلم جو تھا بھیر کوئی نہ تھا  
عیب الفت کے سوا ہم مین سسر کوئی نہ تھا  
نالہ و افغان سے جو تھا بے اثر کوئی نہ تھا  
خاۓ بخیہ سرا آ باد کھر کوئی نہ تھا  
آشنا گردن سے اپنی اپنی سر کوئی نہ تھا  
جلوہ فرما ہونہ تو جس مین وہ گھر کوئی نہ تھا  
کون سے قصہ کو کتا مختصر کوئی نہ تھا

عشق کے سودے سے پہلے دوسر کوئی نہ تھا  
غیر بار آنکھوں مین اپنی جلوہ گر کوئی نہ تھا  
روئے رنگین سا جو گل جبین سحر کوئی نہ تھا  
جو ہری کی آنکھ سے دیکھے جو اہر ہمیشہ  
خوبصورت یوں تو بہتر سے تھے لیکن یار  
رنگی دل ہی مین اپنے حسرت اظہار شوق  
میرے نالوں نے جو شب کی تھی قیامت آشکار  
دوست دشمن یار رکھتا خاطر اپنی کیا عزیز  
کھینچ لاتا تھا ہمارا جذبہ دل یار کو  
کون سے حلقہ مین اُن زلفوں کے تھے اک دل  
تیش کے جو ہر دکھاتی تھی وہ ابر و جن و فن  
دیدہ و دل تھے منور تیرے نور حسن سے  
رکھتی تھی زلف رسائے یار ہر اک مود راز



عہد پیری میں جوانی تھی نہ اُس کے دلوں بہل تصویر تھا باغ جہان میں تری طرح مہر کہ میں عشق کے سر ہاتھ پر رکھے ہوئے یار اٹھا تو تھا صورت دکھانا میں کے عشق کس کو حُسن و لکش سے نہ تھا اے جان جان چاشنی و دوزن کی چلی ہے جو حق حق پوچھیے	مصل شب میں سے ہنگام سحر کوئی نہ تھا باد جو بال و پر بے بال و پر کوئی نہ تھا واپسین دم تک تو مجھ سے شیر کوئی نہ تھا بھٹ پڑے کا وقت تھا شمس و قمر کوئی نہ تھا فکر سے غافل تری جن و بشر کوئی نہ تھا اُن لب شیریں سے شیریں نیشکر کوئی نہ تھا
--	---

لے چلے ہستی سے دل و عشق آتش شکر ہے  
نزل ملک عدم کا ہم سفر کوئی نہ تھا

دلیوانہ ہے دل یا تری جلوہ گری کا انداز کمان یہ روش حور و پری کا ہنگام گل و لالہ کی ہے جیب وری کا ساقی کی نگاہوں نے مرے ہوش اُڑائے ایک برٹے سے قد کا ہے زین نقش جو بیٹھا پیر بین رخ اُن ابروؤں کا اپنی طرف چاہ تلوار کے مقولوں میں محسوب ہے وہ بھی آئینہ بنین دیکھتے زلفین بنین بنین سبزہ مری تربت کا ہر خوب ہوا ہے کیا جائے ادب ہے ترے کوچہ کی زمین پر اک گل کی جدائی ہے شب و روز زلانی لکھتا ہوں جو میں شمع تری خوش روشی کی گمراہوں جو میں حسرت برد ازین نالے بوجہ لباس اپنا بنین سرخ یہ رکھتا کس مار سیہ بنین اُس زلف کی لہریں	اشاق نہایت ہی یہ شیشہ ہے پری کا دم بند ہے ٹھوکر سے تری ایک درسی کا دلیوانہ ہوا چاہیے شیشہ کی پری کا آنکھوں سے دیا جا مے بے خبری کا دل رنگ دکھاتا ہے حقیق شجری کا سیفی کا سا ہے حال دلعلمی مری کا کشتہ ہے جو اے ترک تری کج نظری کا گم سن ہن وہ عالم ہے ابھی تبیری کا ایسے میں ہرن آئین توفیق ہے چری کا پایا نہ کہین نقش قدم رہ گزری کا مر دکان بنین گرد آنکھوں کے سبزہ ہے پری کا بنتا ہے سرخامہ قدم کبک وری کا صیاد کو غم ہے مری بے بال و پری کا مرغ ہے پیر و تری بیدار گری کا کس مور کو دعویٰ بنین نازک مری کا
--	--

<p>گل پھولے سہائے نہیں ہیں جاسے میں اپنے اک کان ملاحت کے ہیں بالائین ہم بھی دم لاکھ محبت کا تری غیر بھرسن یار اور نگ نشین ملک جنوں میں نہو کیونکر طے مرحلہ عشق خدا چاہے تو ہو دے پیری میں رہا روشنی فکر سے عالم</p>	<p>اوتے یہ ٹنگو نہ ہے نیم محسری کا چکھا ہے مزاج بھی شوریدہ سری کا باد نہ کیا چاہے کھوٹوں کی کھری کا افسر سردیوانہ کو سایہ ہے پری کا اُس راہ میں توشہ ہے توکل سفری کا نور شید لب بام چراغ محسری کا</p>
<p>دلیوانہ ہے کس چاند سے رخسار کا آتش زنجیر کا غل تہمتہ ہے کبک دری کا</p>	
<p>اک سال میں دس دن بھی جسے غم نہیں ہوتا سنبل میں تری زلف کا عالم نہیں ہوتا گعبہ میں بیخ بار کا عالم نہیں ہوتا اک جام میں گھلتا ہے طلسمات جہان کا نشر کی طرح چھپتی رہتی ہیں وہ مہرگان تلاش کی موت اُسے نصیبوں میں نہیں ہے بے عشق سے زہار نہ کر تذکرہ حسن اک رشک سیاح کے تصویر میں ہے یہ حال فرقت میں تری کونسی شب کو نہیں ہوتا پیدا کرے گو موم کی وہ جسم گدازی آتی ہے ہی معرکہ عشق سے آواز اکم موت کے آنے سے نہیں یاد کا جانا اُس زلف کی دوسو نگھی بوجھ نے وہی جلنے مقبول ہے جو ذرہ کہ درگاہ کو تیرے نشیستے میں جو ہے روشنی بادہ کلکون</p>	<p>وہ شہر ہے جس میں کہ مہر نہیں ہوتا یہ بیچ نہیں ہوتے ہیں یہ خم نہیں ہوتا محراب میں اُن ابروؤں کا خم نہیں ہوتا مستی میں کس مرتبہ جم نہیں ہوتا کس چاہنے والے کا لہو کم نہیں ہوتا ابرو کے اشارے سے جو بیدم نہیں ہوتا کہتے نہیں راڑ اُس سے جو مہر نہیں ہوتا آنکھوں میں ہے جان اور فدا م نہیں ہوتا ب سینہ زنی سے مری نام نہیں ہوتا زخم دل اجاب کا مہر نہیں ہوتا یاں گشتہ نہو جو وہ سلم نہیں ہوتا قالب میں جو ڈھونڈھو تو کہیں دم نہیں ہوتا افنی سیہ رنگ میں یہ سم نہیں ہوتا وہ ملتفتِ غیر اعظم نہیں ہوتا خالوس میں یہ شمع کا عالم نہیں ہوتا</p>

بہرہ لے دولت دیدار شب و روز زنجیر کا اُس زلف کے سودا نہ ہو کیونکہ انوس ہے انسان نہ ہو علم کا جو یا ولاوے اب تک ہے خصوصیت وہی باقی اُس باغ کے ناظر نگہ پاک سے ہن ہم تابت قدم فقر کو ہے نفس کشی شرط یہ نکتہ ہمارا ہے سخن چین کو نصیحت	معتشوقون میں ایسا کوئی عالم نہیں ہوتا یہ سلسلہ درہم و برہم نہیں ہوتا وہ مال ہے یہ صرف سے جو کم نہیں ہوتا ابلیس سا بھی دشمن آدم نہیں ہوتا گل جس میں کہ اکودہ شبنم نہیں ہوتا بے دیو کے مارے ہوئے رستم نہیں ہوتا الزام جو دیتا نہیں لازم نہیں ہوتا
---	---

تا چند بہار آئی نہیں دیکھے آتش  
کب تک شرف تیرا عظم نہیں ہوتا

وصف کیجئے جو تیری قامت کا نیم جان چھوڑا نہ اے قاتل نعمت عشق بیتی ہے لے لے پیروی پیشوا کی لازم ہے مرد میدان کا حال کیا جانے حسن سے عشق ہے ہمیں ازلی دہری عاشقوں کی دجھائی وصل میں جبر کی خبر تھی گئی لکھ بنائے اگر یقین ہو تا	کیئے اُس کو الف قیامت کا فصل ہے یہ بڑی مذمت کا سحق ہو جو اس کرامت کا روسیہ منکر امامت کا راہ رد کو چہ سلامت کا ہم بھی دم بھرتے ہیں قدرت کا کس سے وعدہ نہیں قیامت کا تھانہ معلوم روزِ شامت کا اس خرابہ میں استقامت کا
--	--

حب و خواہ دے تجھے آتش  
وہ جو ہے خاتمہ امامت کا

تیری جو یاد اے دیکھا بھولا فرقت کی شب میں جانسوز دل نے کج رکھ نہ پا کو جادل سے غافل	بائش بھولا دالش بھولا اُت اُت کیا جو آہ آہ بھولا پھیر اُس نے کھایا جو راہ بھولا
---	---

<p>عشق صنم میں اُس بھولا جو ذرہ تیر سی درگاہ بھولا چو کا وہ قصہ کو تاہ بھولا ہم مہر بھولا ہم ماہ بھولا اپنے گدا کو جم جاہ بھولا وہ شہر بھولا وہ شاہ بھولا</p>	<p>زنگار ڈالا تب پھینکی خور نے گرایا اُس کو نظر سے زلف رسا کو تنہا جو انسی دیکھے تیرا روئے منور محر دم رکھا ساقی نے ہم کو بُت خانہ چھوڑا باز آئے بت سے</p>
<p>شرط وفا کی کس ہو نا سے آتش ساعارت آگاہ بھولا</p>	
<p>سجدہ کر دن جو بت بھی ملے سنگ طور کا گل کر دو یا چراغ ہمارے شہور کا آیا زمانہ دلغہ جنون کے ظہور کا قلبت میں دل مرا متلاشی ہے نور کا شمشیر بے نیام ہے پر وہ حضور کا عالم ہوا ہے دفتر گل پر زبور کا کیا شکوہ اُن کی زلف رسا کے قصور کا کشتہ ہے کون کون تھا رے عزور کا گنبد بنا ہے قبر پر اُس کے بلور کا کھینچا گیا ہے پوست ہزار دن سمور کا دیوانہ بن کے کام کیا ذمی شہور کا بیدر دیون علیٰ ہنسن کشف قبور کا</p>	<p>مستاق اس قدر ہوں خدا کے حضور کا دکھلا کے جلوہ آنکھوں نے اک شمع نور کا موسم ہوا بہار چین سے سرور کا سب کو خیال رہتا ہے اک رشک طور کا مٹھ کر چھپا پئے نہ مرے قتل کے لئے اگر تا ہے نعمہ صورت داؤدِ عندلیب اگر دن ہی اپنی بھانسی کے قابل نہیں ہون کس کس کو خاک میں نہیں ملو یا آپ نے دکھلا کے ساق پا جسے مارا ہے یار نے کس ترک کی کلاہ کو زینت ہوئی پسند لیٹا میں دوڑ کر جو پریر و نظر پرٹا قبور دن کو عاشقوں کی نہ کھدوا شمع نگر</p>
<p>نرس کے بچھل کام گرین چشم حور کا</p>	<p>یمن قدم سے یار کے فردیں باغ ہوا</p>
<p>حق جو کچھ تھا حق جو باطل تھا سو باطل ہو گیا تو فرغِ سخن سے جو شمع محفل ہو گیا</p>	<p>اس ہمارے حسن کا عنقا مقابل ہو گیا عاشقوں کو رتبہ پر داؤد کا حاصل ہو گیا</p>

تین سی ابرو کو دیکھا جسکی قاتل ہو گیا  
 بلبون کی فکر سے صیبا و غافل ہو گیا  
 جب وہ خوش رہتا تھا ہلال اب ماہ کا بل ہو گیا  
 پانوں رکھنا باغ میں بلبل کو مشکل ہو گیا  
 چشم طفلان میں کھلونا مہرہ گل ہو گیا  
 جیو میں تیری ششدر مہرہ گل ہو گیا  
 اٹھ لے تم کیا درگون رنگ محفل ہو گیا  
 شمع سیلی ہو گئی فانوس محفل ہو گیا  
 سجدہ گاہ قدسیان یہ کبہ گل ہو گیا  
 قطرہ بھی دریا ہے جو دریا سے وصل ہو گیا  
 خضر ہے جب آگے آگے شوق منزل ہو گیا  
 حاصل تاتار دیوانوں کو حاصل ہو گیا  
 دولت حاتم سے مالامال سا گل ہو گیا  
 مین تو تھا ہی مجھ سے بھی مرشد مراد ہو گیا  
 نیم بسمل رہ گیا تھا جو وہ بسمل ہو گیا

دہرون کی انجمن میں حال بسمل ہو گیا  
 ہوش اڑے ایسے بہار رنگ گل کو دیکھ کر  
 حمد طفلی سے جو اتنی میں ہوا دچندر سن  
 گرمیاں تیری طرح سے آتش گل نے جوین  
 گرد دیوانہ کے رہنے سے ہوا یہ آشکار  
 کون سا کو نانہ جھانکا کی نہ کس گھر میں تلاش  
 چار عشر چارہ ہین منتشر ہوش و حواس  
 صورت پروانہ مجنون نے کبھی ڈالی جو آنکھ  
 حسن معنی نے کیا صورت سے آدم کے ظہور  
 نقش صورت کو مٹا کر آشنا معنی کا ہو  
 قطع ہو جاوے گی گام چند میں سختی راہ  
 نہکت زلف اُس پری کی جو کبھی لائی صبا  
 کرد یا تیری توجہ کے گرم نے بے نیاز  
 شب کو دم دید کے لیجا تا ہے کوئے یارین  
 جنبش ابرو نے رکھ لی ابرو سے تین یار

شاعرون میں کوئی آتش سا نہ کا حسن دوست

خو بصورت پر پڑی جب آنکھ مائل ہو گیا

نفس میں بھی ہے وہی چھپا گلستان کا  
 کچھ اعتقاد نہیں ہے مزاج سلطان کا  
 گمان ہو تو کرے قصد تیر باران کا  
 لبون کے کھلے ہی پردہ گھلیکا داندان کا  
 نواب بننے کا ہو ختم قرآن کا  
 جو سر فراز کرے تو یہ گھر ہے مہمان کا

قوی دماغ رہے بسمل خوش اسخان کا  
 پھر ہے ہم سے رخ اُس بادشاہ خوبان کا  
 اُن ابرو نے اشارہ ہی ہے مرگان کا  
 منساوہ گل تو یقین ہے چمک گئی بجلی  
 دکھائیے گا اگر چہرہ کتابی آپ  
 جگہ ہے دل میں ترے دماغ عشق کی ظالی

تفس من نالہ بلبل سے یہ صبا ہے بلند دکھائی دے مرے یوسف کی تسکین کھونکو نقاب الٹ کے دکھا بار چہرہ رنگین وہ اپنی زلفوں میں گھڑیوں کی کرتے ہیں نکلی لباس ہی نہیں اُس گل کا قتل کرتا ہے جنوں کے جوش میں روتا جو ہون دوانہ منا ہے اپنا جو دیوانہ اُس صنم نے مجھے	بہشت ہے جو قصور رہے گلستان کا حجاب ٹوٹے تو دروازہ ٹوٹے زندان کا کبھی تو کھولے دروازہ اس گلستا کا خیال جو کبھی آتا ہے مجھ پریشان کا برہنگی میں بھی عالم ہے شیخ عربان کا ارادہ کرتا ہے ہر طفل اشک طوفان کا اشارہ رہتا ہے لڑکوں کو گنگان کا
--	--

چھوٹنے سے تیغ پر زور پڑے اسے ماہ  
ستارہ بن گیا ہر ایک ذرہ افشان کا

کعبہ و دیر میں ہے کس کے لئے دل جاتا خدمت یارین میں جبکہ ہوں سائل جاتا ترے دانتوں سے جو ہونے کو مقابل جاتا پہل ملا ہے یہ تری تیغ سے ہلکا ہے ترک رُخ کے ہوتے ہوئے دھونڈھانہ دین کا نظرو پر تو کترے ہیں یقین ہے کہ پھری بھی پھرے زخم کاری کی تری تیغ سے اندری خوشی راہ پھولے ہوئے حاجی ہے بھٹکتا احق طرفہ رکھتی ہے حوالات معان کینیت راہ میں شان کریمی ہے تری بھر دیتی اسے صبا تو ہی اُڑا کر رخِ سیلی دکھلا دیتی کون سی راحت جان کی ہیں یہ اکیلی شات	یار ملتا ہے تو پہلو ہی میں ہل جاتا کچھ نہ کچھ پوسے و دشنام سے ہل جاتا صورت اشک گسٹ خاک تین مل جاتا بھوٹے کی طرح ہر اک زخم چھل چل جاتا سہل کو بھوڑے کیوں جانب ششکل جاتا زم زمون سے مرے صیاد ہے ہل جاتا رقص کرتا ہوا دنیا سے ہے سہل جاتا کعبہ اللہ جو جاتا تو سوسے دل جاتا ہو شیار آگے ہے اس بزم سے غافل جاتا پھر کے جالی کسی در سے جو ہے سائل جاتا دست مجنون حسین تا پردہ نمسل جاتا کر کے اندھیر ہے وہ رونق محفل جاتا
--	---

آمد یار کی کا نون سے سنی ہے جو خبر  
چھپکے پہلو سے ہے آنکھوں کی طون دلتا

<p>باران کی طرح لطف کرم عام کیے جا          غم نے اسے سرگل اندام کیے جا          اسے نرس خود کام لے خاک میں کوئی          کامل کا اشارہ ہی اس رخ سے ہے دہتا          مرغ دل احباب خود اڑاڑ کے پھنسنے میں          مرگان ہی اس چشم سیم کوہن بوجھاتین          رکھتا ہے اثر شوق کا اٹھ سا بھی غافل          عاشق کا جاذبہ ہے ملاراہ میں پیار سے          مشتاق لب کو کبھی تا کا تو وہ بولے</p>	<p>ایسا ہے جو دنیا میں تو کچھ نام کئے جا          جو کام ہے مشتاق کا وہ کام کئے جا          تو پیر و می گردش ایام کئے جا          شتاق سے اپنے سحر و شام کئے جا          اسے زلف سیکش دام کئے جا          چٹمک طرف نرس و بادام کئے جا          بار آئے ہی کا ہنس و پیغام کئے جا          تو بھی تو مشیت کوئی دو کام کئے جا          ملنے کا نہیں کچھ طمع خام کئے جا</p>
--	---

اُمی ہے مست اُمی تجھے بوسہ ہی لے گا  
 آتش حرکت قابل دشنام کئے جا

<p>صحرائے میخان کا گھر حلقہ آیا          استادہ کمر باندھے ہوئے راہ میں ہیں ہم          سودا ہی رہا گیسوئے بیجان کا ٹھکانے          یا تو لب کی تری اندری تفریح          ہر چند کرے ظلم و ستم جو رجو جفا یا ر          اکدم نہ جدا ہوئے تھے پاہر وں ہون فجا          فریاد کو میری نہ سمجھ لے اڑاے بت          بے آہ کئے جان نہیں بچتی اب لے دل</p>	<p>چھوٹی ہوئی قسمت کو لے آبلہ آیا          لوٹا اسے یوسف کا اگر قافلہ آیا          شانہ کی طرح ہاتھ نہ یہ سلسلہ آیا          پیری میں جوانی کا مجھ و لہ آیا          دانتوں سے ہی کاٹا جو زبان پر گلہ آیا          کیا اس کا سبب ہے کہ جو یہ فاصلہ آیا          کسار کو ان نالوں سے ہے زلزلہ آیا          بیتابی سے چنگمرا حوصلہ آیا</p>
---	--

تھا شوق زبں منزل مقصد کا آتش  
 طے اس کو کیا سانسے جو حوصلہ آیا

<p>طریق عشق میں مارا بڑا جو دل بھٹکا،          سزا ہے اپنی جو دے یار حیر کا جھٹکا</p>	<p>یہی وہ راہ ہے جس میں ہے جان کا کھٹکا          شب وصال کی گستاخیوں کا ہے کھٹکا</p>
---	--

علاج ہی نہیں کچھ ترے نام کی رٹکا  
 کسی کے سر میں ہو اور دھنچھ مرا چھکا  
 کیا ہے باہماری نے بلبون کو ست  
 نہ دور یا بھی میسر ہوا بچھا نے کو  
 شب فراق میں اس غیرت مسج بغیر  
 کون جو عرش پرین بھی تو کہہ نہیں سکتا  
 خدا نے دی ہے تجھے اے صنم نصیحت سن  
 شب وصال میں کھولے قبائے یار کے بند  
 پری سے چہرے کو اپنے وہ نازنین کھلائے  
 مطیع نفس نہ اٹھنے کیا مجھ کو  
 شراب پیئے گا کیا ذکر یار ہے ترے  
 چین کی سیر میں سبیل سے پہلوانی کی  
 شراب صاف نہ باقی ہی تو اے سانی  
 کبھی تو ہو گا ہمارے بھی یار پہلو میں  
 بس اپنی مستی کو گردش ہے چشم سانی کی  
 خدا کو حشر کے دن منہ دکھائے گا تو کیا  
 سر لے یار میں پہنچیں گے ہم لگا کے کند  
 کلاہ کی کاہے طرہ قبائے چسپان پر  
 نہ تیغ عشق کے منہ چڑھ دلا خدا سے ڈر  
 ڈرائی ہے تری زلفیں ادائیوں نے تیند  
 نہ بھول بیٹھ کے بالائے سروست قری  
 پری سے چہرے کے اوپر نہیں ہن اہلے  
 یہ جانتے تو تمہیں ہم نہ باندھے دیتے

چھڑائے سے نہیں چھٹتا دباں کا ٹپکا  
 کسی کے پاؤں میں موج آئی میں نے ٹپکا  
 ہوا ہے بھول کے ہر گل شراب کا ٹپکا  
 ہمیشہ خواب ہی دکھائے کچھ کھٹ کا  
 اٹھا اٹھا کے مجھے درد دل نے دے ٹپکا  
 بہت بلند ہے پایہ ترے چھپر ٹپکا  
 زیادہ طرہ کیسو سے شلہ کو ٹپکا  
 کمر سے کھینچ کے ٹپکے کو ہم نے دے ٹپکا  
 حجاب دور ہو ٹپکے ٹپکے گھوٹ کا  
 نہ میں نے پیروی غول کی نہیں ٹپکا  
 پیاجو پانی بھی ہمارے تعلق میں ٹپکا  
 چڑھنے کی پیراں کیسو دن نے دے ٹپکا  
 لوٹا لگا بچے کچھ دین نشہ ٹپکا  
 کبھی تو قصد کرے گا زمانہ کرٹ کا  
 ہمارا پیٹ نہیں ہے شراب کا ٹپکا  
 یہی جو شرم پر اسے بت ہے طرہ ٹپکا  
 بلند بام سے رتبہ ہے اس کی چوٹ کا  
 جو ان آج نہیں ہے تری سجاد کا  
 اسی گڑھے میں تو جی چھوٹا ہے جوٹ کا  
 عس کے دل کو پہ مندی کے چوکا ٹپکا  
 چڑھے جو بانس کے اوپر یہ کام ہے ٹپکا  
 یہ منہ چڑھاتے ہیں کیسو کے پاؤں ٹپکا  
 کمر کے ساتھ لپیٹے گا نات کو ٹپکا



عجیب بھل بھلیان ہے غفلت ہستی جسے کہ راہ ہوئی اُس سے خوب ہی بھٹکا	
عجب ہمیں ہے جو سودا ہو شکر کوئی سے خراب کرتا ہے آتش زبان کا چٹکا	
<p>عزیز روح کے دم تک ہے کابلد گل کا ہو سے سٹخ رہے رنگ تیغ قاتل کا بہار آئی ہے دیوانے جب کرتے ہیں نُخ تیغ کے خالوں سے یہ ہوا غا ہر عجب ہمیں شرف خواہی مری خاطر کہا جو میں نے مجھے ذبح کیجئے تو کہا فراق یار میں ممکن نہیں محل و صبر ہمیشہ یار رہے پیش چشم عالم میں پھر اہوں گرو میں سوداے خالین گھڑوں نکے جو دوست اٹھین کوئی تو یہ کہتے ہیں خیال زلف ہے اُس نُخ کے شوق میں آکا گئی ہے روح بدن میں سے وجد کوئی ہوئی نظارہ نُخ لیلیٰ کر دیاں مجنون کھلا یہ ہم کو دم نزع کے نفس سے</p>	<p>خراب حال ہے بے مغرب ہوا چھلکا وہ ترک اور تا شاہور قص بسل کا سرو و کی ہے صدا غنغلہ سلاسل کا تک کے ساتھ مزا ہے سیاہ غفل کا ذلیل بندہ ہوں کیسے عزیز ہر دل کا یہ کام ہے ملک الموت نام قاتل کا ہنوسے گا یہ ہم سے ہے کام شکل کا نہ منہ دکھائے خدا ہے چراغ انھل کا نظر پڑا ہے کہیں پیر جو کوئی تل کا ہیں بھی سمجھے ہو تم بیچنے کے قابل کا دکھائی دینے لگا ہے سودا منزل کا عجیب حال ہوا ہے تمھارے بسل کا بھٹاکے ناقہ کو پر وہ اٹھتا و محل کا کشان کشان لئے جاتا ہے شوق منزل کا</p>
خدا سے تاک جو کچھ مانگتا ہے آتش کریم روئین کر تا سوال سائل کا	
<p>رعد کا شور ہو سودا کی صد سے پیدا اسے جنون خار ہوں صحر کی ہل سے پیدا نہ تو بھوکے ہو سکتے ہم نہ تو پیاسے پیدا چاہئے اشک بھی ہوں نالہ کے پیچھے پیچھے</p>	<p>جھومتا ابر بہاری ہو ہوا سے پیدا آہے ہوتے ہیں اپنے کف پا سے پیدا ہو گئے روگ یہ دنیا کی ہوا سے پیدا آمد قافلہ ہے بانگ در اسے پیدا</p>

<p>لالہ دگل ہین زمین پر تو خاک ہے شفق قد کشی آج وہ سرودن سے ہین کہے جانے تخت پر یون کے اڑالائے جو دیوان تک وہو پ مین تو جو نکلتا ہے کبھی سے شمع کن شک بوزلف کا ہے لطف رخ نکلیں ہر شاہر گل کو ہے مقصود شکارِ بلیں یا برہنہ سرعربان و تن گرد آلود خسرت سے جو بنی جان پہ اپنی تو کھلا فی الحقیقت ہے اگر چشمہ حیوان وہ دین بوسہ بازی سے مرعی ہوتی ہے یذا کو حمد پیری مین جوانی ہے بہت یاد آتی اب نقاب اٹے ہو ابھی تو مین کچھ ہوتا جھکوڑ ہے کمین طوق کسہ یا زنون بند کر دے گی تری بوق جلال آنکھوں کو ویکھ کر آئینہ میرا نہ ہو صورت سے بندہ عالم ہین ہو سکے کایے دل جوئی لب شیرین کی ترے چاشنی ممکن نہ ہوئی اے شمع حسن ترے عشق مین مرنے کیلئے</p>	<p>زنگ کیا کیا ہوئے خون شہدائے پیدا گل کی ہے بات ہوئے تھے جو ذرا سے پیدا یارب ایسی کوئی آزمہی ہو ہوئے پیدا سایہ ہوتا ہے پردہ بال بھاسے پیدا سنبل الطیب چمن مین ہو بلا سے پیدا ٹٹیان باغ مین ہوتی مین حنا سے پیدا ہے کرامات گواہ حال گدا سے پیدا حال ہوتا ہے ہی عشق خدا سے پیدا میکر طون خضر سے ہو جلیقے پیاسے پیدا سمع پھیلانے مین جو ہوتے مین ماسے پیدا کیجئے زور کمان پشت و داسے پیدا تم نے کئی ہے بڑی آرزو صبا سے پیدا طلعتے ہوتے مین بہت زلف رسا سے پیدا ہونے دے شربت دید لہر کپاے پیدا ہونے مین جوش جوانی مین مہلے پیدا بت گمراہ کر مین راہ خدا سے پیدا رس سے شکر ہوئی شکر سے بتا سے پیدا لوگے ہوتے مین فقیروں کی دماسے پیدا</p>
---	---

عود ہو موسم سرمہ قریب اے آتش

کیجئے دلب کسی ماہ لقا سے پیدا

ار دلیف باکے موحده

نہر حال مین ہے اپنے مرار دلفریب  
مترکان کی طرح گرد ہون لچین دلفریب

گفتار دلفریب ہے رفتار دلفریب  
اتنی تہے وہ نرگس بیمار دلفریب

<p>جائگاہ جان خراش دل زار و لغریب          رکھتا ہے ہر شکوہ یہ گلزار و لغریب          ابرو سے تیرے ہوتی تلواریں و لغریب          چشم پر ہی سے روزن دیوار و لغریب          دلکش ہر ایک دکان ہے بازار و لغریب          یہ جنس جاہتی ہے خریدار و لغریب          جلاؤ ہو نہ ہٹا ہے گنگار و لغریب          کیونکہ نہ ہو وہ ابرو دم دار و لغریب</p>	<p>مرزاں چشم یار کی تعریف کیا کروں          انداز حسن یار ہیں اک اک سے نشتا          شتاق زخم کے رہیں اسے ترک نشینی          دیوانے گرد رہتے ہیں گھر میں ہیں          دنیا میں آکے جی نہیں جاتے کو جاہتا          سو داسے عشق کے لئے ہے خوشحال          عالم میں محبہ قابل خوشرو کی ہے تلاش          دیوان حسن میں سے ہے اکیت انتخاب</p>
<p>دس گل نے کوش دل سے سنا لیکن نہ حیف          آتش یہ کیسے ہیں ترے اشعار و لغریب</p>	
<p>یادوں کو بوجھے ہیں پرستار آفتاب          آنکھوں میں اپنے بند ہے بازار آفتاب          وہ لوٹے ہیں دولت سرکار آفتاب          آتے ہیں سجدہ کرنے پرستار آفتاب          پیر فلک نے پھینک دی دستار آفتاب          عقل حکیم ہے سنیں رفتار آفتاب          لب لعل سے دکھائے جو خسار آفتاب          مجرم ہوں آپ کا نہ گنگار آفتاب          وہ گرد میان ہوں ہوں جو سزاوار آفتاب          ظاہر ہیں رخ سے آپ کے آثار آفتاب          دیکھا ہے آنکھ کھول کے دیدار آفتاب          سن لیتے ہیں سچ سے اجار آفتاب          شب کو ہمارے گھر میں ہوا قرار آفتاب</p>	<p>چلتے ہیں تازے ہو وہ رفتار آفتاب          منہ پر نقاب ڈالا ہے جیسے گیارنے          پیکر شراب مست جو رہتے ہیں نشے          حسن و جمال یار کا اندر ہے خسار          اس طفل معجین نے رکھی کلاہ کج          زیر زمین ہے گاہ گئے آسمان پر          البتہ روئے یار کا ہم کو ہوا اشتباہ          جھٹلائیے نہ دھوپ میں ہو کھنچا بھے          آسٹرنے دیا ہے رخ آتشیں ٹھین          چلکر جن میں بختہ کرو میوہ ہائے خام          پید ہو ہوں عشق رخ یار کے لئے          کھلتا ہے حال رخ لب جان بخش یار سے          سیر جہان کیا کرے دن کو غرض نہیں</p>

<p>گرمی حسن کا ہے اشارہ یہی ہمیں بندھتی ہیں یارِ لعلیان اب تری طرف چوتھے فلک سے کم نہیں مستون کو بیکدم ایسا کھر ہے سکھ ترے دلِ عشق کا ہنگام صبح تم بھی جو بالائے بام ہو رخسارِ دلغریب ہو نظر رہے کے لئے</p>	<p>وہ کام کیجئے کہ جو ہو کارِ آفتاب آتے ہیں دیکھنے تجھے نظرِ آفتاب ہے آفتاب ساغر سرشارِ آفتاب کھوٹا ہے جلے سائے دینارِ آفتاب آنکھوں میں رہ دوں گی ہونگارِ آفتاب خواہاں ماہ ہوں نہ طلب کارِ آفتاب</p>
<p>اندر میری آنکھوں میں آتش ہے روشنی بے رمیے یارِ دلغ ہے رخسارِ آفتاب</p>	
<p>روشنی اس مِیخ کی کر جاتی ہے کارِ آفتاب سامنا اس آفتینِ رخسار کا اندھیر ہے ہجر کی شب میں زبس ہے اشتیاقِ دورِ وصل نقش کس دل میں نہیں رخسارِ روشن کا ترے منہ ملاتا ہے بھارے چہرہ پر نور سے حسنِ خلوقات سے اشرف جمالِ یار ہے یہ دعا کرتے ہیں اس مِیخ کو تیری خواہش کیف نے سے سرخ جوہر چہرہ روشن ہوا خانہ دل میں جگہ دیجئے خیالِ یار کو دم فنا اس روئے روشن کے نظارہ لئے کیا روستے روتے پہلو گل میں گدز جاتی ہے رات صبح محشر کا ہے آنکھوں کو آنکھوں کے اشتیاق حور رہتے ہیں قصور سے شبِ سرما میں گرم مرگے پر بھی نہ بھولے گا مِیخِ زیبائے یار یا زون تیرے اس میں اسے محبوب دیو یا کیجئے</p>	<p>حسن سے پیدا کیا ہے اعتبارِ آفتاب ہم کسے رکھتے ہیں آگے احتیابِ آفتاب رات بھر رہتی ہیں آنکھیں انتظارِ آفتاب گو سنا کھر ہے نہیں جس میں گذارِ آفتاب کیجئے اپنی کف پا کو دھپارِ آفتاب بیمساب اُن عارضوں میں ہے شمارِ آفتاب روشنی طور سے پروردگارِ آفتاب ہم بہارِ بلخ کوئی ہم بہارِ آفتاب دیجئے بیخِ شرف میں اقتدارِ آفتاب ظاہرِ جان ہو گیا اپنا شکارِ آفتاب یاد آتا ہے جو شبنم کو کفارِ آفتاب ہجر کی شب میں ہیں جاوید دارِ آفتاب روئے روشنِ یار کا ہے یادگارِ آفتاب خوڑے اپنی خاک کے ہوں گئے شمارِ آفتاب ہاتھ آجائے جو پشت زرنگارِ آفتاب</p>

دل جلا ہے گرمیوں سے اُسکی بے یارِ بقدر | بھاگ جاؤں دان نہ جس جا ہو گزرا کُتاب

روئے یارِ بے طرف سے بھرنے لے آتشِ ندین

ہو جو ہاتھ اپنے عنانِ اختیارِ آفتاب

روایتِ بائے فارسی

لو کھلاتی ہے رنگینیِ رخسارِ عجب روپ  
کستا ہے گلِ دلاور کوئی کوئی مہرِ سر  
نظارہِ یوسف ہو زینا کو مبارک،  
شفاق نہ کیونکر ہون تری دید کی آنکھیں  
ولاونکی قیمت کا یقین آتا ہے کسکو  
اُس رشکِ سیجا کا جو کرتا ہے کوئی ذکر  
جب دیکھیے کچھ اور ہی عالم ہے تھا را  
چلے ہو جو تم ناز سے اٹھیلی کی چالیں

رکھتا ہے ترے حُسن کا گلزارِ عجب روپ  
لایا ہے ترا جلوہ دیدارِ عجب روپ  
بدلے ہوئے ہے مصر کا بازارِ عجب روپ  
دیکھا نہیں سنتے ہیں گریبا عجب روپ  
پاتے ہیں ترا ترے حزیں عجب روپ  
ہوتا ہے طرہِ صورتِ بیمارِ عجب روپ  
ہر بارِ عجب رنگ ہے ہر بارِ عجب روپ  
ہر گام دکھا دیتی ہے رفتارِ عجب روپ

کھل جائیں مجھے معنیِ توحیدِ ازلِ آتش

پھر دیکھے تو دکھلائیں گلِ دغا عجب روپ

بل کھاسکے زصورِ تکیہ کے بارِ سانپ  
احل کی آنکھ سے ہون میں سودائی دیکھتا  
کیونکر نہ پھاڑ پھاڑ کے پھیکوں میں ہر ہن  
افشان چھڑک کے یار نے زلفِ سیاہ پر  
مودی بھی متفقِ اثرِ حُسن سے ہوئے  
ہر عقدہ کا غمِ زہر کی مودی ہے بلِ بال  
دھو دن کے زلفِ یار کی پائے تہیت  
اُس زلفِ میں ہے جبے مرا و غدارِ دل  
سودائے زلفِ میں ہے جو کچھ حل کیا لونا

توڑے مڑوڑے اپنے برن کو ہزارِ سانپ  
دو زلفینِ یار کی نظر آتی ہیں چارِ سانپ  
سودائے زلفِ یار میں ہے تارِ تارِ سانپ  
دکھلا دیا وہ سنتے تھے جو مالدارِ سانپ  
کرتے ہیں گنجِ یار کے اوپر نثارِ سانپ  
کا کل ہے ایک یار کی کالے ہزارِ سانپ  
کٹ لاکے زہرِ اگل کے ہوئے شرِ سارِ سانپ  
طاؤس کو سمجھتے ہیں اپنا شکارِ سانپ  
دہتا ہے رات دن مرے سر پر سوارِ سانپ

<p>ہو یا کے یا مہین کی ہے بے اختیار سانپ ہو یا بنایا اگر تا ہے یہ بد شمار سانپ</p>	<p>دو سے صبیح پر نہیں لہر اری وہ زلفت ہو ذی کو چاہتا ہے قوی آسمان دون</p>
<p>آتش یہ شاعر دن کا نقطہ اختر ع ہے رخسار بچ نہیں نہ تو کیسے یار سانپ</p>	<p>آتش یہ شاعر دن کا نقطہ اختر ع ہے رخسار بچ نہیں نہ تو کیسے یار سانپ</p>
<p>ارو لیت تارے قرشت</p>	
<p>ہو آج ہی ہونا ہے جو فزائے قیامت دیدار کے بھوکون کو ہے سودائے قیامت جنت کے نہ دوزخ کے کھلے لے قیامت بے دانہ و بے آب ہے صحرا کے قیامت کیا مصروفہ جہت ہے بالائے قیامت فروزائے قیامت پس فروائے قیامت ہم سے نہ سنا جائے گا غمائے قیامت پامال ہوئے فتنہ صحرا کے قیامت اللہ نہ دکھلائے تماشائے قیامت ہو یا نہو ہم کو نہیں بردائے قیامت احصا جو کریں گے بچھے سوائے قیامت گرمی سے تری جوتی ہے ایلے قیامت مردون کو مبارک ہو قنائے قیامت</p>	<p>قیامت سے دکھایا تماشائے قیامت اعلا سے تری جلوہ منائی جوتی ہے دو دنوں سے علاقہ نہ رہا چاہ کے تم کو اس مرحلہ میں خون جگر کھانا پڑے گا شاعر چون ہی عرصہ محشر میں کہو نہنگ جنت سے تری دوزخ میں ہر چند کہ ہو کشتے تری ظلال کی آواز کے ہیں ہم و دو گام جو محشر میں چلے تم روش ناز ہم قدر کشیدہ کا نہ مشاق ہوئے دل فرواد بتوں کی نہیں اللہ سے کرتے ہمراہ میرے یہ بھی جہنم میں پڑیں گے اسے داغ جزوں حشر کا خورشید ہو تو بھی کشتے ہیں محبت کے ترے زندہ جاوید</p>
<p>آتش نہیں بچ رہے تے کو بھی کرے گا صحت کا شریک انجمن آدائے قیامت</p>	<p>آتش نہیں بچ رہے تے کو بھی کرے گا صحت کا شریک انجمن آدائے قیامت</p>
<p>نظر سے گر گئے سب خوبصورت اس آئینہ کو ہے مطلوب صورت نہیں بھاتی ہمیں محبوب صورت</p>	<p>عجب تیری ہے اسے محبوب صورت صفائے قلب سے ہوتا ہے روشن نقاب اللہ رخ زیا سے مستور</p>

<p>جبین پر سے گرد چین دشمن صاف پری و حور بھی رکھتے نہ ہوں گے وہ عاشق ہوں مرے آگے ہے آتا مبدل صبر بیتابی سے ہو جائے اڑے گاشق سے پیکرے گا سر بازار تم سے جبکہ چاہے</p>	<p>حصینوں کو ہے یہ محبوب صورت تھاری شکل سی محبوب صورت بنا کر حسن خوش سلوب صورت اگر دیکھیں تم ہی ایسا ب صورت کہوتر کی مرا مکتوب صورت ملائے پوست یعقوب صورت</p>
--	---

ہلا دین دل نہ کیونکر شمع آتش  
صفا بندش ہے معنی خوبصورت

<p>لب شیرین تک اٹکے آتی بات دہن یار میں نہ آتی بات واسن اس گل کا کیا چھوٹکی صبا قصہ کو تہ دہان یار کا ہٹا کھیل زلفوں کو ہے الجھ پڑنا نہ کسی کو گڑی کھی رہم نے دہن تنگ یار میں کیا کیا درد دل کہنے میں ہے کیا پس پیش ہازگی فکر کی کبھی نہ گئی دم ہے میں چین یار سے بند چشم پوشی ہے قمر آن آنکھوں کو کہہ آگے تم کتا یہ میں کیا کیا تم جو گویا ہوئے تو پھول جھڑے یہ صدا آتی ہے خون نشی سے</p>	<p>بنگلی قند کی ٹھکانی بات شاعروں نے بہت بنائی بات یہ کسی نے ہے جھوٹا ڈائی بات جھوٹوں نے مری بڑھائی بات انکی آنکھوں کو ہے لڑائی بات نہ کسی کی کڑی اٹھائی بات تنگ ہو ہو کے ہے سمائی بات کمی جاتی ہے صفحہ تک آتی بات جب سنانی نئی سنانی بات کرنے دیتی نہیں رکھائی بات سر نہ نے بھی نہ یہ سبجائی بات نہ کسی نے تھاری پائی بات غنیہ سے بٹھ میں رنگ لائی بات مٹھ سے نکلی ہوئی پرانی بات</p>
<p>تیرے شیرین کلام کو سنکر</p>	<p>بھر نہ آتش کسی کی بھائی بات</p>

<p>ہندی سے کمال مال ہوئے دست دپائے دوست حصہ میں دوستوں کے ہے جو رجائے دوست دل کو ہوئے ہیں معنی تو حیدر شکست لائق چلین گی سینہ پر اپنے شب وصال کیا مال ہے ہزار کوئی مالدار ہو زندہ گئے تو مردہ ہو ہو جائے دم فنا</p>	<p>خون شہید ناز ہو اسے خاکے و دست دشمن خدا نخواستہ ہوں خاکپائے و دست آنکھوں کو کچھ نظر نہیں آتا سوائے و دست کیا کیا نہ غل بجائے گی خلخال پائے دست ہم بھی ہن سائل درو و دست مردے کو زندہ کرتی ہے آواز پائے دست</p>
---	---

### ارویت تائے ہندی

<p>دوست حسن کی بھی ہے کیا لوٹ جل رہی ہے دلا ہوا اے بہار سانے تیرے جو پڑے اے ترک چار دن ہے بہار اے بلبل کہ صفتِ مژگان سے کہہ ہی ہے وہ چشم صرف شر مال دنیا کر نہ صاف دل ہو تو جلوہ گر ہو بار نصرتِ خوانِ حسن جو مل جائے گوہرِ آبلہ ہوئے تو چلے کیا عجیب جو وہ گیسو سر منگ جانے ہیں کہ فوج جنگی سے</p>	<p>آنکھوں کو پڑ گئی ہے لوٹا لوٹ لالہ بھولا ہے داغ سو دا لوٹ اس میں کبہ ہو یا کلیسا لوٹ زر گل کا ہزار توڑا لوٹ دل ملین جتنے بے تماشا لوٹ مرد ہے کچھ تو بہر عقبا لوٹ آئینہ ہو تو ہوتا شا لوٹ یہ سمجھ لے ہے سن و سلوا لوٹ لین گے دیوانہ حصار صحر لوٹ لین متاعِ دل اجبا لوٹ ہنن سیر دار پھیر لیتا لوٹ</p>
---	---

کام مردوں کا ہے یہ اے آتش  
رکھتی ہے جان کا بھی کھٹکا لوٹ

<p>دھل کی شب ہنن عاشق سے نرادر لپیٹ شل گل تو نے جو پہنی ہے قبا اے محبوب جان پریتی ہے ہو جاتا ہے اک سو داسا</p>	<p>نہند کا حیلہ نہ کر منہ کو نہ اسے یار لپیٹ لالہ کی طرح سے بھی لپیٹیں دستار لپیٹ دل کو لیے تین ترے گیسو خرم دار لپیٹ</p>
--	---



<p>خوب کس کو اسے ترک جفا کا لپیٹ ساتھ اپنے نہ جگر کو بھی دل ناز لپیٹ بلک و طاؤس کو بھی اپنی طرف لپیٹ رکھے کس کس کو ترسے نصیر کی دیوار لپیٹ روز روشن کو بھی لیتی ہے شب تار لپیٹ اُس خوش اندام کو اسے جانے کھنا لپیٹ منہ کو لیتے ہیں کنن سے ترسے بال لپیٹ خون ناصحین مرے اپنی نہ لگا لپیٹ</p>	<p>منہ پر سیرے اٹھایا ہے جو بیڑا تو تے دارع عشق آپ ہی کھا اُسکو نہ کھلا بند چاند سے منہ کو دکھا ابرسیہ سی زلفین بھیر سی بھیر رہا کرتی ہے دروازے پر خط شکن سے رخ یار کے اوپر یہ کھلا شان مرغ بھی دکھلا چکے قاتل مجھ کو آمد آمد کی طلبا کی جو سنتے ہیں جسے کافی ابرو کا اشارہ ہے مجھے اسے قاتل</p>
---	--

یہی بازار جہان میں ہے منہ آتش  
جنس دل لے کوئی خوشتر و سا خیر لپیٹ

روایت جیم تازی

<p>گھرا کر تے ہیں زر گر چاند سورج جو ان ہے تو معمر چاند سورج بنین تیرے برا بر چاند سورج سرائے یار کا در چاند سورج منہل جاتے ہیں دب کر چاند سورج پہرا کرتے ہیں گھر گھر چاند سورج رہن روشن نہ کیونکر چاند سورج چھپاتے منہ مقدر چاند سورج سفید و زرد اکثر چاند سورج رہن حیران و ششدر چاند سورج ہوئے تیرے قلندر چاند سورج ہلال آسا ہوں لاعن چاند سورج</p>	<p>بنین کے کس کا زور چاند سورج چرخین کیا تیرے منہ پر چاند سورج قسم تیرے ہی سر کی اسے رخ یار جین ساہو تے ہیں جب دیکھتے ہیں وہ رخسارے جو ہوتے ہیں مقابل ترے جو یاہن اسے محبوب یہ بھی چراغون میں ہیں تیرے راستے کے دہ رخ ہوتے تو بھرا نہ میر کرتے تھارے رو بردہو کر ہوئے ہیں وہ لگاؤ رکا ہے تو جو دیکھیں صفا بتلا کے چار ابرو کو اپنے چرخے میری طرح سے جو تپ عشق</p>
---	---

اڑین پیدا کرین چہ اند سورج	دود بالون میں اگر رکھیں نہ باندھیں
ہم اس سہ خالے کے بہن بست آتش کب جس کے بہن دو سارے چاند سورج	
روایت جیم فارسی	
<p>اچھ اندر خم ہے ہر موچ در پہنچ ستم ہے گوشتوارہ قہر سر پہنچ اُدھر وہ زلف اُدھر تازگ کھنچ تری دستار کے بیداد گر پہنچ گلستان جہان میں پہنچ پر پہنچ سمجھ لے اپنی قسمت کا بشر پہنچ نہ پڑنے پائے کچھ لے نامہ پہنچ سراسر خم ہے سنبھل سر پہنچ اگرے جو پہنچ اے یاد اس سے کر پہنچ</p>	<p>بلا اس زلف بیجان کا ہے ہر پہنچ تری دستار پر عاشق کشتی کو الہی خیر کچھ کھسا رہی ہے ہوئے بہن زلف بیجان سے بھی طرہ اٹھائے عشق بیجان کی طرح سے ہنو اس زلف بیجان کا جو سودا جواب خط خبر داری سے لانا تری زلفون کا دھوکا ہم کو دے گا سین دہم باز ہم کو نہ دم دے</p>
فراق یاد سے کشتی بڑی ہے پچھاڑا چل گیا آتش اگر پہنچ	
<p>کھین ہر چند مسک بجو ڈر خرج یہ دولت ہو چکی ہے بیشتر خرج تماشے میں ہوئے بہن گنج زر خرج نزاکت کرتی ہے ان کی کمر خرج نہ ماتم لے کیا ہو اس قدر خرج سزن کرتا ہے جو رازق شکر خرج ترا ہوتا ہے کیا اسے سمیر خرج اگرے کیا عقل مندی بان بشر خرج</p>	<p>رہ الفت میں نقد عمر کھنچ کمان اب طاقت صبر و تحمل وہ کالے سانپ وہ گیسو بہن جٹے مہنین یہ یار گیسو سنی چھکتی خدا دے دولت قارون تو بچے وہی دے غالب شیرین کا بوسہ ہم اپنے نقد جان پر پھینکتے ہیں جنون عشق ہے غارت گر ہوش</p>

<p>رہا کرتی ہے فکر کشمکش کوئی چلے دنیا سے داغ عشق لے کر ملا جو اس کو بجھے من و سلولی</p>	<p>کیا کرتے ہیں ہم خونِ بکر خروج یہ نوشتہ ہے یہ ہے ہر سفر خروج پوسل پر رہا شام و سحر خروج</p>
<p>حینون نے بھی خوب آتش کو لوٹا دلفینوں سے خروج پر خروج</p>	<p>دلفینوں نے بھی خوب آتش کو لوٹا دلفینوں سے خروج پر خروج</p>
<p>دلفین حاکمِ حسی</p>	
<p>بہا سائی جن میں چلی ہو اے قدح و کھا رہی ہے عجب آئینہ صفا کے قدح نکالے دل سے کدورت اگر صفا کے قدح زمانہ میں نہیں مجھ سا کوئی ہے دیرانوش شرابِ خوا کرے گی بہارِ صوفی کو صریحی وار ہی گردن نہیں فقط ان کی مڑے کے ساتھ جو غم ہو کہ اس میں شادی ہو شرابِ خانہ میں کرنا ہون سیرِ دیبا کی بلند بعد فنا ہوگی قدرِ مستون کی سب و شیشہ و حرم کس کی کی نہ پا بوسی عوضِ طیب کے بیکش ہے ڈھونڈھتاسا جہان کی سیر دکھاتا ہے نشہ صبا ان انکھ دیون میں جو کنکریں سچ ہوئیگی جوابِ دور کیا کیف ہے اس بت کا و چیغم مست کا ساتھی کے وصف ہے مقصود شرابِ عشق کی پیٹے ہی جوشِ ٹپے ایسے فراقِ یار میں دورِ ان سر ہے و در شراب</p>	<p>پڑھے وہ ست جے یاد ہو دے اے قدح سرور اے ہے جو ہے صورتِ ثناء کے قدح شمارِ شیشہ کے ہو محتسبِ فدا کے قدح جوابِ وار ہے سر میں بھری ہو اے قدح دکھائے گی اب بیگانہ آشنا کے قدح و چیغم مست کی گردش بھی ہے ادا کے قدح مثال گر یہ مینا و خندہ بے قدح و کھایا کرتا ہے لہر آبِ با صفا کے قدح بنے گی خشتِ سرخ کی خاکِ پا کے قدح کسی نے سہ نہ لگایا مجھے سوا کے قدح ہو اے خونِ صراحی سے استلا کے قدح و داغ رکھتے ہیں جنبہ کا گرائے قدح کمون کا نشہ کے دور و کمونِ طلا کے قدح جڑے خیر وے ساتی تجھے خدا کے قدح کنا یہ ہے جو یہ کرتے ہیں ہم ثناء کے قدح کہ ابتدا میں ہوا حالِ انتہا کے قدح لڑا کے شیشہ سے توڑوں یہ ہے نر کے قدح</p>

یہ جلوہ مسہ و غورشید سے کھلا آتش  
ہنوز باقی ہے دور فلک میں جاگے قلع

رو لیت خاکے سمجھ

الگا دے پھر دی اس گنج زر شاخ  
چمن کی سیر کو بے پی کے چلیے  
یہ خوش چمنوں کے سودے میں ہوں ہوکا  
قدم سے تیرے اے ابر کرامت  
تریبوں کی جدائی کے الم سے  
گھرے سایہ تلے جبکہ ہوے تم  
تماشا غل ہے نخل تو کل  
جوانی کو عینیت جان غافل  
ہنال حسن جو ہم نے کسا ہے  
سر اے یار کی منتقل میں جہلتی  
وہ نخل خشک ہوں ہر ایک جبکہ

ہوا ہے دست خالی بے تر شاخ  
بہار آئی لدی پھولوں سے ہر شاخ  
ہر کی بھی نہ سوٹھے اس قدر شاخ  
پھلے پھولے برابر خشک و تر شاخ  
ہوا ہوں سوکھ کر بے برگ و تر شاخ  
کمالی اُس شجر نے شاخ و تر شاخ  
ہر اک سیوہ ہے رکھتی اُس کی ہر شاخ  
ہری ہوتی نہیں پھر سوکھ کر شاخ  
لگائی جاتی ہے دان شاخ پر شاخ  
ورخت عود کی ہوتی اگر شاخ  
ہرے پن سے ہے شقائق تر شاخ

مقدور میں اگر ہے سیوہ چھنا  
ملیگی جھبک کے آتش بادر شاخ

ہوا بہ حسن سے خال سیاہ جانان سُرخ  
حلال ہو نیکو سب سے ہیں پہلے ہم موجود  
یہ اشتیاق شہادت میں خون روتا ہوں  
ہوئی ہیں غصہ سے کیا لالہ انہیں  
عجب عداوت احوان دہر سے نہیں  
ترا وصال ہے اے سیم عجب دولت  
ہمیشہ کرتی ہے اُس بحر حسن سے پنجر

نحو سکارُخ کافر کو ذرا ایمان سُرخ  
وہ پان کھا کے کین توب اور دندان سُرخ  
بریدہ حلق سے ہے حلقہ گریبان سُرخ  
نظر وڑا ہے کبھی جو لباس ترکان سُرخ  
کرے جو خون سے یوسف کے لگان سُرخ  
نوحی سے ہوتا ہے کندل سے نالک سُرخ  
حقا کا رنگ ہو کیونکر نیشل مر جان سُرخ

<p>ہزار رنگ سے ہولالہ گلستانِ مسخ سنی ہے جب سے کہ تاجِ قبا کے سلطانِ مسخ دکھا دیا کسی رنگین ادا نے دامنِ مسخ ہوا نہیں ابھی رخسارِ چندانِ مسخ</p>	<p>ترسے شہید و نکلے آگے نہ رنگ پکڑیگا سفید کپڑے بنیں بہنتاؤ جسے خوشن چمن میں لالہ دگل رہتے ہیں گربانِ جاگ شراب دینے میں وقفہ نہ کچھو سانی</p>
<p>اثر پذیر طبیعت بھی شرط ہے آتش کیفیت سے ہوں نکھو کی طرح مہکانِ مسخ</p>	
<p>انہو نہیں تو ہم سے مٹنے کا نقاب تلخ کیفیتِ شراب ہے شیریں شراب تلخ ہر چند ترخ کا ہو کھارے لعاب تلخ شانِ کریم ہے نہ اگر دے جواب تلخ تخل سے ہیں ترسے سخنِ ناصواب تلخ سم ہے طعام میرے لئے ادراب تلخ اس دردِ دوسرے کر دیا اکھون کو خطاب تلخ لٹنے سے قند کے نہیں رہتا گلاب تلخ ٹپکے ہیں اشک صورتِ اشکِ گلاب تلخ شکر کو مور شہد کو سمجھے زباب تلخ عیش و نشاط کرتا ہے اُنکا عتاب تلخ</p>	<p>اگر تا ہے زندگی کو کھار لہجہ تلخ کہ آغازِ شہر عشق کا انجھام ہے خبیر شرب کے گھونٹ کا مزہ لے لیکے پیجیے سائل ہوں بوسہ لبِ شیریں کا یا رے عاشق ہی ہیں جو سنسے ہیں اسے ذہانِ گن بیمار کا مذاق ہوں میں ہجرِ یارِ مین سودائے زلفِ یار سے نیند اڑ گئی مری شیریں بیوگی کیوں نہ گیارہوں کا لیان بھٹتا ہے جبکہ عشق کی آتش سے دل مرا شیریں ادایوں سے جو محفوظ ہو کرے وصلت کی شب میں ہوتا ہے ہر آنِ پرتش</p>
<p>غافل نہ ہو مزے سے محبت کے آشنا یہ چاشنی ہے آتشِ خانہ خراب تلخ</p>	
<p>روایتِ دالِ مہملہ</p>	
<p>ہلالِ سانسے سے اُسکے ہووے سا راچاند اتریے بام سے تم جیتے اور ہمارا چاند اندھیری رات میں ہے ایک یک راچاند</p>	<p>فروغِ مہر کا پیدا کرے ہمارا چاند تمام رات ہوئی کر گیا کن راچاند نقابِ اُلٹ کے رُخِ رشکِ ماہ دکھلا د</p>

<p>نشاط و پیش میں گزرا کبھی نہ سارا چاند نگاہ بکک میں سورج سے ہے پیارا چاند نکھر سکا ترے ابرو کا یا ر ا شارا چاند حرارہ لائے گا خورشید کا تمھارا چاند گران ہے مہر جہانتاب و آگوارا چاند یہ بیقرار ہو اڑ جائے بنکے یا ر ا چاند جبین کے داغ کو رکھتا ہے آشکارا چاند طلوع تیرا عظم ہو اسد صارا چاند پری کے بدلے ہے اُس شیشہ میں آگارا چاند کبھی ادھر سے کرے گانہ کیا گزرا چاند</p>	<p>وہ ماہ آج جو آیا تو کل کیسا عرتہ وہی ہے خوب جے جو پسند خاطر ہے ہلال بدر سے ہر چاند میں ہوا ہر چند شراب پنی کے کرو گے رُخِ مہدیج کو سمن فراق یا زمین کوئی حسین نہیں بھلا مقابلہ جو رُخِ آفتین یا ر سے ہو ترسی غلامی کا دعویٰ ہے یا اسکو بھی زمانہ یا ر کا آیا گزرا کیا یوسف ہمارے دلمین نہیں نقشِ روئے روشن بلو ملاؤں گا تری پاپوش کے تاروں سے</p>
---	--

رُخِ حبیب سے ممکن نہیں فروغِ آتش  
اگر وہ حسن سے شعلہ ہے تو شرارا چاند

<p>کہ جبکہ دے ہیں مانند آفتاب بلند ہوا ہے اُن کے یہ طوائس تا سحاب بلند کیا ہے سر سے مرے ایک نیزہ آب بلند ہماری آنکھوں سے اُن کو ہوا یہ خواب بلند ترسی ہوانے کے ہیں سر حجاب بلند قریب صبح ہی ہوتا ہے آفتاب بلند نہ اُن کے ہو سکے تیرے لئے عقاب بلند ہوا ہے عیب سے آوازہ جواب بلند بولب سے ہے قدر ابو تراب بلند ہوئے ہیں تارے بھی سر و بھساب بلند ترے قدم نے کیا پایہ رکاب بلند</p>	<p>وہ آستان ہے تر اے ملک جناب بلند اسیر زلفتِ دل داغ دار ہے اپنا خیال نے قد بالا کے جب گرایا ہے نکہ نہ پہونچی اٹھا کر جو آنکھ کو دیکھا یہ تیرے عشق سے جوش و خروش دیا ہے شب فراق میں گھبرا کے کھونہ جان ایدل یہ اپنے خط کے کہتر کو ہے دعا اپنی کیا ہے جس نے کمر میں ترے سوال لے دیا خدا کے آگے ہے سرکش سے خاکسار عزیز کھینچی ہے دورِ تیشہ قد بالا سے شرف ہے دین کو تیری نشست سے اسے تک</p>
---	---

<p>مطالب اپنے ہے کھتی مری ملک بلند نگاہ یار کرے نشہ شراب بلند</p>	<p>قد کشیدہ ہمنوں ہر ایک شعر میں ہے برین حجاب و حیا کی یہ پست نظرتیان</p>
<p>مری طرف سے یہ اسے خواہ کد و آتش سے جناب عشق ہے اسے خامان خراب بلند</p>	
<p>تھارے بندے ہیں ہم کھنکھن جھونر پسند وہ جنس حسن ہے تو جو ہے دور دور پسند برہنگی کی قبا ہے جنون عو ر پسند مبصر دن کی کچھ اس میں ہنیں ضرور پسند پری سے چہرہ کے اوپر ہے چشم عو ر پسند زیادہ تر بے میر سے ہے بلور پسند کیا ہے آنکھوں نے اپنی چرخ طور پسند زبان کو ہے مری ذکر یا عفو ر پسند سنا نہیں ہے خدا کو نہیں عو ر پسند ہو اسے دل کو بھی آنکھوں کی طرح نور پسند اکھلنے سٹی کے کرتے ہیں بے شور پسند</p>	<p>پری پسند طبیعت نہ ہے نہ عو ر پسند ہر ایک شہر خیزار ہے دل دجان سے آٹا مارے پرے آٹا اگر بے سارین ابکی انگاہ ابنی ہے دلستگی کے سودے میں نگہ میں اپنے سنا نہیں ہر ایک حسین ہو اسے جب سے کہ ساقین یار کا سودا ہوئی ہے خانہ دین جو روشنی منظور گناہ عشق کا جب سے کہ مرتکب دل ہے نہ دور بھیج کے ملا آنکھوں کا من لے بت خیال یار کا رہنے لگا ہے اُس میں بھی نہ طفل بن نہ دلا محو جس صورت ہو</p>
<p>دل اک نگاہ کے اوپر ہے بیجا آتش کرین جو آپ اسے بے صرف و مقصود پسند</p>	
<p>ملاق کعبہ سے ہیں یہ طاق خوش آثار بلند سروش شاد سے ہیں مصرعہ اشعار بلند رکھتے ہیں دست دعا کا فرویند ابلند تری آواز ہوائے مرغ گرفتار بلند محاسب لاکھ کرے گنبد و تار بلند آستان سے کسی گھر کی نہیں دیوار بلند</p>	<p>رتبہ رکھتے ہیں ترسا بروئے خدا بلند کیا کمون کہتے ہیں مضمون قدیار بلند دیکھئے کسکو شرف ہو تری بابوسی کا گوش گل تک ہوقفس میں سے رسائی کی ایک سرخیاک میں میں ندائے ڈھاو و گھا تری درگاہ کی اللہ سے رفت اید دست</p>

<p>نعرہ فاعیر وایا ولی الابصار بلند چاہئے آخر اقبال خسرمیدار بلند یابہ رکھتا ہے ترے سُن کا گلزار بلند شعلہ کی طرح ہوئی آہ شرر بار بلند</p>	<p>گوش عارف سے نئے تو تہرک قبر ہے سیکھوں مصرعبت میں مہ کنعان سے تخت پر بیٹھ کے کر سیر چین اے محبوب شمع رو یا شب بحر میں جو یاد آ یا</p>
<p>نقشہ از رحم ہے دل دیکھئے کب کرنی ہے پانی اپنا مے سر سے تری تلوار بلند</p>	
<p>دوسیا ہی کو جو کرتا ہے توبہ باران سفید فصل سے لب سحر تر الماس سے وطن سفید ہوں مبارک بادشاہوں کیلئے ایوان سفید سُرخ ہو مہر و رخشان یا مہ تابان سفید رنگ انے ایسا کہ موتی سے بھی ہو چھوٹا سفید یاسمین سے لالہ ہو شبو سے نا فرمان سفید فرش یوسف کے لئے پیدا کرے زندان سفید کین ہین آنکھوں نے ترے نظارہ میں ترنگ سفید چاندنی میں جا ہے سب عیش کا سامان سفید جاتے ہیں اس گھر میں کپڑے بہن کو ہاں سفید خواب غفلت میں نہ مونس کرے انسان سفید</p>	<p>ارو کے آب اشک سے کرنا مہ عصیان سفید ہون لب و دندان کی کچھ تعریف ہو سکتی نہیں خوش سیہ خانہ ہی میں اپنے ترے دیوانہ ہیں سُن روئے یار کی مکن نہیں سب دلتشی دست نازک میں ترے دیکھے جو شمع جانا پان سستی کا چوب پر اپنے تو دکھلائے رنگ دل صفا ہو پہلے پیچھے جلوہ گاہ یار ہو عہد پیری تک جوانی سے رہا عشق جمال جام بلوری صراحی فقری پیری میں ہو خانہ شادی کا شک ہوتا ہے جب کو گور پر تازہ رکھے سو گھر سید ذوق اپنا دماغ</p>
<p>قتل آرایش کرے کیونکر نہ آتش باریکی سُرخ رنگ رو غضب اس پر ہے تر نشان سفید</p>	
<p>بڑھ کر جو لے تو آگے خدیوار کی پسند مٹی مری جو ہو تری دیوار کی پسند سکہ کھرا ہے کیون نہ ہو ہزار کی پسند کر دمی دوا نہیں دل بیمار کی پسند</p>	<p>مول اک نگاہ ہے جو ہو دل باریکی پسند اے قصر بار خوب ہے پتے کے واسطے عالم فریب سُن دلا دیز یار ہے ہوتا ہے عبرت جاناں میں ناگوار</p>



افشان ہوا ہے بار کے رخسار کی پسند جلا و خوب رو ہے گندگار کی پسند وہ دربار ہے کافرو دیندار کی پسند مقبول گل ہوئے نہ تو ہم خار کی پسند پل یار دیکھ لی تری رفتار کی پسند وہ گھر بنا کہ ہو گیا سمار کی پسند آنکھوں کو اپنی سیر ہے گلزار کی پسند گل نے قبا تو لالہ نے دستار کی پسند یوسف ہو ہوا ایک خسریا کی پسند ہون گے کسی تو روزن دیوار کی پسند	حسن و جمال کو بھی طعیم و زہر کی ہے قاضی نے حکم قتل دیا تو نکون گامین سو دے میں اس کے شیخ و بہن میں ایک سے مرد و دینک و بچین ہر دین میں رہے چن چن کے عاشقون کو ملائی ہے خالکین دل خسانہ خدا جو سنا تو یقین ہوا جو تصور رخ رنگین یار ہیں اسے جاہ زیب سیر حین کو گیا جو تو کس کو یہ عشق حسن خدا داد سے ہوا ہرے ہمارے خاک کے پر باد تو رہیں
--	--

یوسف کا مول دیکھے ابھی بے جہا تھا لے  
جنت العنب ہے آتش میوہ کی پسند

اردلیف وال ہندی

ہٹ کے سوئیگا وہ گل رہے گلستا تھا بن کو دیتی ہے لڑک کی تپ کی ایٹھا پھٹکے دیتی مہین گرد و داغ سودا تھا شراب خوار کو ہے باعث تماشا تھا ہوئی ہے گرمی میں جاڑے طرہ پید تھا نہ کرے گا گزند ایسی کر کے پالا تھا	نہ دے سکے گی زستان میں جگہ ایٹھا پڑا ہے جب سے دم سرد سے مجھے پالا بوسہ نہ بھرتے ہیں جاڑے میں تیرے دھانے دکھائی ہے غلغلہ سبزہ میں خزاں یار میں لی ہے جو میں نے ٹھنکی خفتب خدا کا صنم تیری سو مہری ہے
---	--

گردن کا سو زردون سے جوان میں پیکین  
پھرے گی ڈھونڈھتی آتش کنار یاٹھا

اردلیف وال مجسم

مرغوب طبع کیون نہ ہوا ایسی حبیب لڑک  
چلکا و حسن کا سپہ نور ہے ملک لڑک

<p>اسے حور اپنے سبب زقن کاغزو نہ پہنچ مستی میں بوسے اُس لب لعلین کے کیجئے کس کس طرح کے ذالغہ و پذیر ہین شیرین کلام کا بھی منہ بھولتا نہیں شیرین وہ لب ہو یا لکین جو خوب ہے</p>	<p>جنت کا میوہ مغز ہے پست تک لذیذ کیفیت شراب میں ہے یہ گڑک لذیذ کیا کیا طعام رکھتا ہے خوان ملک لذیذ شیر و شکر کے ہے یہ بلاشبہ شک لذیذ شکر نک سے ہے تو شکر سے نک لذیذ</p>
<p>یران ہو سو زخم سے محبت کے ساتھ دل آتش کباب کرتا ہے دغل نک لذیذ</p>	
<p>روایت دس کے مہملہ</p>	
<p>بیت ہیں دو ابرو کے زیبائے یار حو کر دیتا ہے سر تا پا سائے یار دو لون ہیں اپنے لئے ایذا دہند لج کل کے کچھ میں دیوانہ بنیں مصلحت ہے واسطے اپنے وہی شہرِ غبان میں ہیں دوسرے خطاب عشق شورا گیز پید ا کیجئے سامی دے شیشہ و ساغر ہیں ب سیرے گھر میں جو قدم رنجہ کرے آئینہ سے یہ ہمیں روشن ہوا وصفِ چشم سر لکین کیا کیجئے حسن میں کچھ ماہ کو نسبت نہیں باز بیٹے معنون تو معنون وہن</p>	<p>مصرعہ جڑستہ ہے بالائے یار کیا مناسب تن کے ہیں اعضاء یار عشق بے خود حسن بے پروائے یار سر نہ تھا جب سے کہ ہے سودا کے نام جو رمنائے یار ہے جو اس کے یار عاشق دل دادہ و شیدا کئے یار جلوہ گر ہے حُسنِ شوق افزائے یار خالی ہے یادش بخیر ایک جائے یار اپنی آنکھوں سے لگاؤں بائے یار محو حیرت رستے ہیں بنیائے یار دیکھتی ہے نرگس شہلا کئے یار بے کلفت بے داغ ہے سہلائے یار کیجئے پید ا تو تا پیدائے یار</p>
<p>خود کمی بوجہ آتش کی نہیں یہ بھی ہے میری طرح جو یائے یار</p>	

<p>دکھائے صحن کی اپنے جسے کہ یار بہار ظہور داغ محبت ہے یون مرے دل سے فراق یار مبدل وصال سے ہووے چمن کی سیرین مجھ سے کدلاتی ہے یاد شباب کا ترے اسے یار رنگ لکے پہنی شگفتہ فنجہ سے اُس گل کو آتی ہے یہ صلہ پیادہ پاہون پری کی تلاش میں پھرتا نمود کی خطا شکیں نے لالہ روئخ پر کنار جو ہے چمن جھونستے ہیں مست ترے وہ رنگ و بو بدن یار میں جہے سو کمان کرم سے اگر کرم کے ترے یہ فیض ہے عام تصور روئخ رنگین میں بند رکھتا ہوں شگفتہ ہو کے نسیم سحر سے غیم ہوں گل</p>	<p>یہ عشق ہو کہ پکارا کرے ہزار بہار چمن کی جیسے ہو پرور وہ کنار بہار تکالے دل سے خزان کا یہ خاں بہار دکھائے آتش گل آب غوغا بہار بلائے عالم شوب روزگار بہار ترے فدا ترے صدقے ترے نثار بہار جنون کو رکھتی ہے سر پر مرے سوا بیدار یہ داغ چھوڑ چلی اپنا یادگار بہار بطا شرب کا کھلائی ہے شکار بہار شکو نے ایسے کھلایا کرے ہزار بہار خود دیا ہوا رکھتی ہے اعتبار بہار چار فصل میں آنکھوں سے ہے دوچار بہار اٹھائے پردہ روئے نقاب دار بہار</p>
<p>نظارہ دیدہ بلب سے کیجئے اب کی خدا جو چاہے تو آتش ہو ساز دار بہار</p>	
<p>پڑ گئی آنکھ جو ان چاند سے رخسار و سپر ابرو سے یار کا سر میں ہے جنھوں کے سودا دو زو شب رہتے ہیں بلب کی طرحے نالانہ باد کے جھونکے کے گنے سے ہیں سیلے ہوتے سو بگم میں جو ہوتا ہے زیادہ سودا جگر و دل میں کیا بون کی طرحے بجھتے عشق باز دن کو دکھا روئخ رنگین تم بھی سُن جو پائین ہیں تری بار سیر سی زلفین</p>	<p>لوٹتے کبک نظر آئے انگاروں پر رقص وہ لوگ کیا کرتے ہیں توار و سپر ٹوٹی چھوڑی چھڑی ہم سے گنہگاروں پر ماز کی ختم ہے ان پھول سے رخسار و سپر و دڑتے بھرتے ہیں ہم بلغ کی دیوار و سپر کثرت داغ جنون رکھتے ہیں انگار و سپر مست بلب ہوئے ہیں ننگ ہے رخسار و سپر رقص ملاؤں کیا کرتے ہیں کسار و سپر</p>

<p>اگر ہر چہ شب جبران کی سیاہی اندھیر بزم خوابان میں تکلف نہیں کس کو ہے پند مردنی بھائی ہوئی دھکین کے منہ پر چلیب جانا کتا ہے جو بازار میں وہ شوخ مزاج خاک چھوٹائی ہے سو داسے گلستان ہے دل احباب کا دم بند ہے ان زلفوں میں</p>	<p>چاند پر ہے نہ وہ رونق نہ چمک تار و پیر طرے ہی طرے نظر آتے ہیں دستار و پیر خنگین ہوں گے تری چشم کے بیمار و پیر پھیتیاں ہوتی ہیں یوسف کے خواب و پیر ایڑیاں برسوں ہی رگڑا کے ہیں خار و پیر کیا تقدی ہے شگنے کے گرفتار و پیر</p>
--	---

شور نالے کامرے جب سے سنا ہے آتش  
قفل مرغان چین رکھنے ہیں متقار و پیر

روایت زائے معجم

<p>و کھلائیے کیا یار کا شمس و قمر انداز موسیٰ کو غش آجا نیگا جلو سے تھارے یووانہ ہوا جسے رخ یار کو دیکھا بول صید کہ عشق میں کب سے ہے نشا یابوس کو ہر روز گیا یار کے گھر میں تو بخیر نہ بوسے کے طلکار سے ظالم و کھلائی ہے دانتوں کی صفایاں جیسے جانباز کوئی ہو دیگانہ دل تھے لگا کر واپس دل احباب کو نیلے کے ہو کر تے</p>	<p>ایجا دے ہوئے ہیں شام و سحر انداز دم دو گے سجا کوئی ہے اگر انداز رکھتا ہے پری کا بھی جمال بشر انداز نہ اڑا دے اسے کوئی قدر انداز ٹپکا کے سر کو پس و دیار و انداز دل توڑ کے کعبہ کو نہ دھا خانہ بر انداز سوئی مری آنکھوں کے کیے ہیں نظر انداز جو ناز ہے آفت ہے قیامت ہے ہر انداز یہ غم نہ پاس ہے یہ نہ تھا پیشتر انداز</p>
--	---

گل سننے کو نالے ہم تن گوش ہیں آتش  
بلبل نے اڑا یا ہے تمھارا مگر انداز

روایت کاف فارسی

<p>ایک سے ایک ہے تاشا رنگ سانے تیرے روئے و نگین کے</p>	<p>ویدنی ہے جہان رنگارنگ لاچار گل نے بھی نہ پڑا رنگ</p>
--	---

آسمان میں ہیں اور زلفِ یار کا حیان تم جو غمنا نہ مین نہیں آ کے زلفِ دروغ سے ترے کھلا کہ نہیں ست تیرے نہ لین جو نہ بھی دے حسن نے کیسو دن کو تیرے دیا	کچھ نہ کچھ لائے گا یہ سودا رنگ نئے گل رنگ کا ہے پتلا رنگ ایسا کالا نہ ایسا گورا رنگ مے سرخ آسمان مینا رنگ مشک کی بو کے ساتھ کالا رنگ
---	--

فلکِ زمین نے تیرے اے آتش کیسے کیسے کے ہیں پیدارنگ	
--	--

اروین لام	
-----------	--

کاٹون میں ترے دیکھے سو نیلے کرن پھول پیدا کرے سودا رنگ کے گو خاک چین پھول ساتی یہ بہار چستان ہے دو ہفتہ دل سادگی یار کے ادب ہے نکلتا دلعون کی تلک دیکھ کے سودا نی پوسنیل کھینٹے ہیں جو شہرت تری تاوک ننگی کی دکھلائے گی کیا شام عزیزان کے شگونی عشرت کہہ عاشق و معشوق نہیں باغ تو دن کے تلے رکھ کے ملے یار نے سمجھا بیل سے جو کی ہے کبھی اُس شوخ نے لگی یہاں ہر قمری کا ہے یہ درد سر عشق جو دیکھے بہار چستان کو وہ رودے آکھو کو نہ دکھلائیں ترے حصہ کی صورت یہ جو یہ انکار ہم آغوشی کا کیسا قرآن کے حوض چلے پڑھو مطلعِ زمین	اے سرورِ دان بھول گئے شوخ چین پھول مکمل نہیں رُخ سارے اک غنچہ دہن پھول بانی بھی جو مانگوں تو پلا شفق سن پھول جھکا ہے نہ مد نظر ایسا نہ کرن پھول نازک بدنی پر تری گل کھائے سمن پھول ہوتی ہے خوشی ایسی کہ جاتے ہیں ہرن پھول ہر جذبہ کہ عجبوں کو کرے صبح وطن پھول دو بھابی بیل نہ تو اک شب نہ دھن پھول سو نکمے ہوئے بیل کے جموہ غنچہ دہن پھول جھکولے کے بھار دین مہین سیکڑوں من پھول پھل ہی نہ توڑتے ہیں نہ کچھ سرور چین پھول ٹھیک آئیں تو نہیں ترے نشوونگے فن پھول صاف اپنی جبین پر کی کرن چین و شکن پھول کاماتا نہ تن اپنا ہے نہ انکا ہے بدن پھول آتش سے سخن گو کے ہیں لے اہل سن پھول
---	--

<p>             نبی آدم نہ لے یہ در دسرمول              فلک پیچے تو لین شمس دسرمول              اگر ہوا ز دہے کا گنج زسرمول              اڑائی لین وہ انگھین ڈھونڈھکول              نہیں رکھتے ہیں یہ نعل دسرمول              سپاہی لیتے ہیں سر بیچ کرمول              گرے کالا جو سحر دہے سیرمول              ہمارے جان کی تھی ایک نظرمول              نہ دے گا لیلے دل وہ مفت بزمول              لئے ہم نے ہزار دن نیشکرمول              بستر کو بھی ہے لئے لیتا بسترمول              جو کچھ ہو مشک کا اسے سیمبول              خدا کا لے لیا اس بت نے گھرمول              نہ تھا یوسف کا ور نہ اس قدرمول           </p>	<p>             محبت کو ڈیون کے ہو اگر مول              پسند دل ہوا ہے حسن صورت              تری زلفون سا کالا ہو تو کم ہے              ہوا صف بندی مرثکان سے ظاہر              لب و دندان تھارے بے بہا ہیں              وہ سودا ہے تری زلفون کا جس کو              بہا در تیج چہرے پر ہیں کھاتے              اٹھائی آنکھ تم نے مر کے ہسم              ملین گی گالیاں قیمت کے بدلے              لب شیریں سا اک میٹھا نہ نکلا              عجب دولت ہے یہ احسان اس سے              سو نکھا زلفون کو پیچھے پہلے لے نے              حوص میں دے لے بوسہ دیکے ہکمو              یہ حسن یار نے قیمت بڑھائی           </p>
<p>             بھروسہ سازندگانی کا سب سے کچھ              کفن لے رکھے اسے آتش بزمول           </p>	
<p>             دوست و عالمند ذکر ہے دعا قبول              حاضر یہ گنج ہے جو کہے اژدہا قبول              ہوتی نہیں محال طلب کی دعا قبول              سب کچھ قبول ہے یہ نہیں نہ تقا قبول              کرتا ہے بندگی کو جو انکی خدا قبول              جو کچھ کمون کہے وہ مراد لہر با قبول              کرتی نہیں ہے انکی طبیعت دعا قبول           </p>	<p>             درگاہ میں کریم کے ہے التجا قبول              بانہ سے گرہ میں اپنے مرے دلوں یار              شب کو کہا جو آؤ تو بولادہ مروش              داغ فراق جو ہے کے بجا قبل صبح کے              یہ وقت ہووے لب میں کھو دے نہ اندی              ایسا اژدہا زبان میں مری اسے گرم دے              وہ لوگ ہیں جو درد محبت سے آشنا           </p>

<p>دل کو نہیں ہے کوئی تمہارے سوا قبول کرتے ہیں آشنا سخن آشنا قبول</p>	<p>عالم سے کچھ غرض نہیں اسے جان جان نہیں کھنے کو میرے بارے میں تو کیا عجب</p>
<p>روایتِ مہم</p>	
<p>چھالنے ہوئے ہیں کوئے نرنگی محلِ تمام چلنے ہوئے ہیں بلوغِ جہان کے پیرِ تمام اب تک ہمک رہی ہے ہماری بغلِ ہنم اپنے کئے ہوئے ہیں یہ حب کے عملِ تمام یوسف کے واسطے ہیں یہ گرگِ نبلِ تمام اس ششِ حبت میں ہیں یہ تمہارے عملِ تمام ہو جائے اس علاقہ میں ایسا عملِ تمام روشن نہیں ہوئے ہیں ابھی یہ کنولِ تمام آنے نہ پائے تو کہ پھینکے اے اجلِ تمام پتھر ہوں نرم ہو کے روئی کے پیلِ تمام لکھی کے چاٹنے نے کیا یہ غسلِ تمام ناخن سے زلفِ یار کے عقدِ ہنرِ تمام کبر و غرور رکھتے ہیں اہلِ دولِ تمام سمجھے ہیں اپنے حصّہ میں بھونکے نعلِ تمام آئی نہ اب اجل تو ہوئے بے اجلِ تمام فرقت کی شب میں ہو گئی تمہاری نعلِ تمام ایسا تھکائیے کہ بدن ہو دے شلِ تمام سر سے ہے تا قدم وہ صدمہ بے بدلِ تمام جان آج بچ گئی یقین ہے کمالِ تمام کرتی ہے عشقِ باز کو لبت و نعلِ تمام</p>	<p>وٹھلتی ہے ماستقانہ ہماہی غزلِ تمام وہ پھول کو نسا ہے کہ سونگھا نہیں جبے زیب کنا عطر وہ ملکر ہوئے تھے شب دل کی کشش کا ایک بھی رکھتا نہیں اثر اہلِ جہان بربادِ مومن بنیں ہزار تو ہونڈھا ہے جس جگہ دین پایا ہے کچھ مصفون بستہ آئین سراپائے یار کے و اغولنے بھر چکا نہیں سینہ مرا ہونڈ ایذا ہے ہجرِ یار سے اتنی ہے آرزو آتشِ قدم وہ ہوں مری کھو کر کھلے کوہ شیرین شکر سی جان گئی سودے خال میں شانہ کا کام لیے گستاخِ ہاتھ سے کیونکر کریں نہ ناز وہ حسن و جمال پر عالم کے دل بجاتے ہیں خللِ معجیب آنکھوں میں جانِ حسرت ویدار لائی ہے کستا ہے شکے حالتِ دل روز و صبح دوڑ کے راہِ محبت میں پاؤں کو ہر حصّہ ہے مناسب اندامِ نازنین دل کو لگا ہے رنگِ محبت کا بی طرح حیلہ سے کام لیتا ہے وہ ترکِ تیغ کا</p>

صورت سے اس کی بھالیں دہی غل تمام	سیب ذقن سو گھائے جسے وسیع وقت
	✓ آتش کی فکر کو دینی ہے اسے زمین شعر گنج نمان ہین جتنے کہ تجھ میں اگل تمام
گرتی ہے روح مرحلہ آب و گل تمام وم بھرتے ہین ترابت حین و چگل تمام خالی ہین تیل سے ترے پھر کے تل تمام غیرت سے ہو گئے ہین حین منفصل تمام تھکوا کے خون کرتا ہے آزار سل تمام مارے بڑے ہین متصل و منفصل تمام اعضا ہمارے ہو گئے ہین مضمحل تمام مہر و نئے ہے پی ہوئی اپنی سبیل تمام الفت سے ہو گئے ہین موافق غل تمام چھلنی ہوا ہے سینہ شبک سے دل تمام دعدہ کا دن سمجھ لے وہ بیان گل تمام	ہوتا ہے سو ز عشق سے جل جلے دل تمام حقا کے عشق رکھتے ہین تجھ سے حسین دہر ہٹکا تے زخم جگر پر اسے ترک کیا کرین و نکھا ہے جب تجھے عرق آگیا ہے بار عشق بتان کا روگ نہ اسے دل لگا مجھے قدسی بھی کشتہ ہین تری شمشیر ناز کے دور و فراق یار سے کتا ہے بند بند ساری عدالت الفت صادق کی ہے گواہ کرتے ہین غیر یار سے میرا بیان حال تیرنگا و ناز کا رہتا ہے سامنا ہوتا ہے پردہ فاش کلام دفع کا
	خلوت میں ساتھ یار کے جانا نہ تھا تھمیں ارباب انجمن ہوئے آتش نجل تمام
	ردیف لون
دل نلان ہوا ہے حسا نہ بیما رہلو میں ٹھہر سکتا نہیں دم بھر کوئی غمخوار پہلو میں نہ کھی میں نے جب تک کھیچ کر تلوار پہلو میں وہ گل ہے کونسا رکھتا نہیں جو خار پہلو میں اندھیل ہے نہ ہو چاند سا رخسار پہلو میں بٹھا لیتی ہے قصر پار کی دیوار پہلو میں	رہا کرتا ہے درد اک رات دن بے پایلو میں سب ہجران کی گئی دور ہی سے چھوٹے دیتی ہے کسی کرٹ سے نیند آئی نہ اس اہر کے سوچیں عجب کیا ہے خط نورس کا گرد اس روئے نازک شب متاب ہو ہر چند یقین لاکھ روشن ہون کھردار ہر جوین حسرت سے درد اڑے کو نکلتا ہون



دعائیں مانگ کر اللہ سے جھگڑ چکا یا ہے قبائے یار کو تنے کے ٹکنے نے ہے چکا یا بھولا دین شاخ گل پچھپون کو تیرے اسے بلبل پوری سی شکل اکھون نے آئینہ میں جبے دیکھی ہے	سولا دے یار کو اسے طالع بیل پہلو میں جگہ طرہ کو بھی دے پٹیلی دستار پہلو میں ہمارے بھی جو ہو وہ غیرت گلزار پہلو میں لگائے رکھتے ہیں دیوانے بھی دو چار پہلو میں
---	--

اڑا دیتا ہے بیانی دل سے تیکہ پہلو ۲

فراق یار بن بیٹھا ہے کیا نماز پہلو میں ۲

بازی عشق جزا نہ عفو و رنج نہیں پھیر کر کٹھ کو کھالتے ہیں وہ زلفین یعنی ہاتھ ملتا ہوں جو میں دیکھ کے سینہ کا اُبھار تم خفا ہم سے ہو تم سے نہیں آرزو وہ دل سے آتی ہے محبت کے مجھے میں جھلک	کھیل کے ہر کوئی جھکویہ وہ نہ طرح نہیں سانپ پاؤں توں موجود مگر گنج نہیں کہتے ہیں توڑیے جھکویہ وہ ناسخ نہیں ہم سے ہے رنج نہیں تھے ہمیں رنج نہیں جان پر کھیلنے والوں کو کشش و رنج نہیں
--	---

غزل خواجہ ہے مطلب کو پہنچا لے آتش

نالا بے اثر مرغ نوا سنج نہیں

باہر نہ پانچے سے ہون ناس گلبند کے پاؤں ہستی سے جاؤں بے سرو پا باب عدم ایک سالہ راہ سے ہے چلی انی باغ میں بے اختیار صنعت تپ ہجر سے ہون میں کوشش سے راہ عشق کے اُڑا کیلئے نہ ہم جوش جنوں میں بھٹ کے نہ بجاتا ساتھ سے سارا یہ خُشبدہ ہے ترا اسے حنائے بار حاصل ہو لطف رقص بھی ہر چوڑی کے ساتھ کوئی جو چھپتا ہو کہ کیا حال ہے رت صحرا میں خاک چھانتا پھرتا ہوں ہر طرف	پھیر میں پھری نہ پنجم نقاب بنکے پاؤں اندر رکن کے سر ہو نہ اندر رکن کے پاؤں شبنم دھولا رہی ہے بہار چمن کے پاؤں کہتے ہیں ماتم ہیں نہ تو مجھ خستہ تن کے پاؤں ہر چند سوچ سوچ کے ہر ن لاکھ میں کے پاؤں ہوئے مری طرح جو مرے پیر ہیں کے پاؤں مرجان کے ماتم ہیں نہ عشق میں کے پاؤں سو نیکے گونگھوڑوں کے ہیں ظل ہر نیکے پاؤں خلوت میں چلیے بوجھے اسل نہیں کے پاؤں پھلنی ہوئے ہیں مازخیلان سے چھٹکے پاؤں
--	---

مرج کو اپنے کسلی نہیں ہوئی بازگشت پھر جائے سوئے کعبہ جو منہمک اُس گناہ پر دنیا کو تھوکتے نہیں مردان راہ عشق	عزبت سے جب پھرے توہین اندرون کے پاؤں کو بچن سے کاٹتا ہے وہ بت برہمن کے پاؤں نامور رکھیں آنکھوں پہ اُس بیرون کے پاؤں
---	---

آتش زمین شمر ہو ہر چند نیک لاخ  
لغزش سے آسانین اہل سخن کے پاؤں

آرزو ہے مجھے سعد سے سحر دھام کرین میرے ماتم میں وہ کپڑے نہ سیہ فام کرین گریہ شادی مینا سے ہے ظاہر ہونا کوچہ یار کاہن پاؤں ارادہ رکھتے منہ پیارے ہوئے ہیں ہم بھی مزہ چکھتے ست رکھتی ہے تری گردن چشم سے سلی مخ رو دشمن میں ہے خورشید قیامت کی لہلہ دلیں جو باد خدا کفر بتوں کا ہے خیال اک نظر حسن رخ زلف جھین تو دکھلائے شب کو جاتا ہوں تو سمجھو کہ وہ کہتے ہیں	ہمہ تن ہو کے زبان دور ترانام کرین خود بھی رسوا نہ ہوں مجھ کو بھی بزم نام کرین حال پر صوفیوں کے خندہ زنی جام کرین کعبہ اللہ کے چلنے کا سرا انجام کرین پیشانی تو کسین پیدا مخر خام کرین وہ نہیں ہم کہ جو تجھ سے طلب جام کرین حشر بربا ہودہ دیدار اگر عام کرین خلوت خاص کو کیا بارگہ عام کرین نشہ محنت سے سستی سحر دھام کرین نیند آئی ہے ہیں آپ بھی آرام کرین
--	---

بیٹھ کر گوشہ عزت میں نہ بول اتنا جھوٹ

قصد بھٹ پڑنے کا آتش نہ در دام کرین

حمید نوروز بہ عشرت کا سرا انجام کرین باغبان خیر جن کا بھی کوئی کام کرین مہر کن دیکھ کے کہتے ہیں تجھے اسعوب ہم فقیروں کو ہے دیوار کا سایہ کافی گاہ بیگاہ تو دیدار کے بھوکے بھی ہوں میر یوفا ہوتی ہے معشوق کی ذات اسعوب	شیشے لبریزے ہوش ربا جام کرین سر دقمری کو خادل کو گل انعام کرین وہ نیچے ہیں کہ پیدا ہو تو انام کرین خوش رہیں وہ جو کہ خندانہ میں آرام کرین کوئی توراہ خدا کا بھی یہ بت کام کرین چاہ کہ تجھ سے وفا کیا طمع کام کرین
--	--

<p>تپ ہجران سے بوجھت ہو تو کام کریں ساتھ لیکر مین خنہ مین آرام کریں آنکھ پھوٹے جو تر اسانا بام کریں جب قدر جاہیں آپ کشمکش دام کریں جھلکے زنجیر کے دین کشمکش دام کریں سجدہ شکر تری راہ مین ہر گام کریں کیا تماشہ ہو جو وہ سیر لب بام کریں حرکت یار سے کیا قابل دشنام کریں چاہے خود وہ ملاقات کا بیغام کریں وہ بھی سنتے ہیں منہ جو کچھ احکام کریں</p>	<p>شریبت وصل میسر ہو شفا حاصل ہو وہ بہر گریہ مین کی لطف سے گریے گراپ تو گس بار وہ آئوب نہ مانہ تو ہے دلو کو پھیندے مین نہ ان گیسو دیکھنا تھا کیونکر ان گیسو دے جسے جان بچے دل یہی اسے کتبہ مقصود تمنا ہے ہمیں حسن نے جو دھوین کے چاندی صورت نکلی غیرت آتی ہے ہمیں بوسہ کا سا مل ہوتے کشمکش دل عمل جب کا اثر رکھتی ہے ہم تو کہتے ہیں وہ ہو گا جو خدا نے چاہا</p>
<p>آتش آفا ز محبت کا ہوا نجاب ام نجیر خاک پر تیری قدم رنجہ گل اندام کریں</p>	<p>آتش آفا ز محبت کا ہوا نجاب ام نجیر خاک پر تیری قدم رنجہ گل اندام کریں</p>
<p>اندھیر ہے جو کیسے اس کو چراغ روشن شب باش بھی جو ہو تو ہو جائے باغ روشن پردانے بھی ہین حاضر تا ہے چراغ روشن رہتی ہے شمع فکر عالی دماغ روشن دے جھکوداغ دست موسیٰ سے داغ روشن مردے ہین زندہ ہوتے کشتے چراغ روشن شیشہ مدام رکھیں چشم ایاغ روشن اقید حیات مین ہے حال فزاغ روشن</p>	<p>خورشید حشر سے ہے سینہ کا داغ روشن دن کو تو سیر گلشن کرتے ہو فصل گل مین بل ہزار ہا ہین جنتک بہار گل ہے پردانے بنے مقصود آتے ہین عرش پر سے اسے سو عشق تجھ سے اتنی ہی التجا ہے کوئے حبیب مین ہے چلتی ہوائے جنت طرز نگہ ہمیشہ دکھلا مین موج سے مرنے سے اپنے پہلے جو مر گئے ہین ان کو</p>
<p>آتش کے استخوان کو کھایا تو دیکھ لینا مشعل کی طرح ہو گی منقار ز داغ روشن</p>	<p>آتش کے استخوان کو کھایا تو دیکھ لینا مشعل کی طرح ہو گی منقار ز داغ روشن</p>
<p>جن چہار ہوتا ہے دیوانوں کے سر پراندوں</p>	<p>موسم گل ہے جنوں ہے شور فچر بران دنوں</p>

<p>روئے روشن بار کا پیش نظر ہے روز و شب          بوسہ لب ہائے شیرین کا ہے دل کو اشتیاق          پہلوؤں میں درو رہتا ہے فراق یار سے          یاد شاہ وقت ہے حُسن جوانی نے کیا،          دیکھتے ہیں ہنس کے دانتوں کی چمک وہ آجکل          رخ سے پہلے کار عاشق کرتے ہیں کیسے یار          بانس لگو آتا ہے اکثر جا کے وہ بالابلند          سُرخ کندن سے ہے رکھتا نشہ منگ یار          عشق دندان نے نہایت کر دیا ہے ناتوان          کوٹ کر ہی زور سودائے برسی نے بھر دیا          متصل عاشق روانہ ہوتے ہیں سوئے عدم          کون اُس محبوب کو لکھتا نہیں حالات شوق          سوں آہن کرتے تھے یا دل بھل سکتا نہیں</p>	<p>مکھ کسی بڑتی ہے شمس و قمر پرانِ دِلن          رال ٹپکی بڑتی ہے شمس و شکر پرانِ دِلن          گاہ دل پر ہاتھ ہے گا ہے جگر پرانِ دِلن          لال پردہ ہے فلکا اُنکے در پرانِ دِلن          کوذنی بجلی نہیں کس کس کے گھر پرانِ دِلن          شام کا قصہ نہیں رہتا سحر پرانِ دِلن          سرو و شمشاد و صنوبر کے شجر پرانِ دِلن          زرِ طلب مر جاتے ہیں اس سیمر پرانِ دِلن          دوڑتی نیت ہے سجون گھر پرانِ دِلن          دیو بھی چڑھتا نہیں اپنی نظر پرانِ دِلن          ہاتھ رکھے پھرتے ہیں ہ بھی کمر پرانِ دِلن          مار رہتی ہے خطون کی نامہ پرانِ دِلن          آہ کیا پتھر پڑے تیرے اثر پرانِ دِلن</p>
---	---

کون فصل گل میں اسے آتش نہیں بیٹا تراب  
 بھیر سی ہے بھیرا میں نہ کے در پرانِ دِلن

<p>بہار لالہ گل سے لگی ہے آگ گلشن میں          چلے تو سیر کو میں آپ سنی ملے گلشن میں          حنائین بلبلیوں سے رکھیے بحثِ ملا گلشن میں          لگائی آگ بجلی کی چمک ہے خانہ تن میں          یہ سو دے شہادت ہے ہمارے سر کو اس قاتل          سنا ہے عاشقوں سے بقہ دیش بھی نام جو بانا          زبانِ جنم کا اُس گل کو سہو کا کھا چکے عاشق          نہیں روزن جو قصرِ دین پر دانیں بہکو</p>	<p>گربان بھارا کرل میٹھے صحر کے دِلن میں          اشارے کیسے کیسے ہونگے نافرمانِ دِلن میں          شرارت کیجئے ماتم ز دون کی چلے شیون میں          برتا سہ نہیں بے یا خاک اڑتی ہے سا دِلن میں          تری تلوار کا دم بھرتی ہے جوگ ہے گردِ دِلن میں          تھاتا دیکھے میں وہ لگا کر آگِ خرمین میں          نہ مینائی ہے زگر میں نہ گویائی ہے سبیل میں          نگاہِ شوخِ رخنے کرتی ہے دیوار آہن میں</p>
--	--

<p>اگر سنا نہیں بھی ہے جب لگی ہے گل بس میں          پھری دیتا ہوں اپنے کوچ میں دست دشمن میں          بلکہ کس کس کو دے دیو اقصا روز یلین          بھی گلشن سے صحرا میں کبھی صحرائے گلشن میں          نہ گھر میں چین زندہ کو نہ مرد و کوہ دفن میں          بری کی شوخیان ہیں اُس بری بیکہ کے دشمن میں          زنگل کی نگہبانی کو دو کالے ہیں گلشن میں          ابالی پر قناعت کرتے ہیں سب خطا و عین</p>	<p>طرح محبت میں آتش قدم چھانہ گزریگا          پلا تائے نہیں ہوں دوستی سے اُس شکر کو          پریشان عاشق کی خاک کے دڑے تھیں پھین          جنوں کے جوش میں کجا نہیں دم بھر قرار آ          عذاب گور کا دان سامنا یاں رنج دنیا کا          ملا کرتے ہیں آنکھیں اپنی دیوانے رکابن سے          کھلا زلفون کے لہرائے سے اُس خسار عین پر          گوارا ناگوار ابھی ہو بد گروی دوران سے</p>
--	---

شریف کعبہ کو کعبہ مبارک ہم تو اے آتش  
 بتوں کے گھور نیکو جالتے ہیں دیر بہمن میں

### روایت وار

<p>گل سے ہے عرض خام سے کیا کام ہے ہم کو          آئینہ ہو رنگار سے کیا کام ہے ہم کو          ببل تر سے گلزار سے کیا کام ہے ہم کو          بام و در و دیوار سے کیا کام ہے ہم کو          یوسف کی خریداری سے کیا کام ہے ہم کو          رسال سے جہاز سے کیا کام ہے ہم کو          پھر سایہ دیوار سے کیا کام ہے ہم کو          اخوان سے انصار سے کیا کام ہے ہم کو</p>	<p>رخ ہو خطا رخا سے کیا کام ہے ہم کو          مطلب ہے رخ صاف سے خطے نہیں مطلب          گلزار ترا جگہ مبارک رہے ببل ،          دیوانے ہیں صحرائے جنوں نیز محل ہے          خواہاں سے ترے رشک ہے بغیر یوسف          کافی ہے ہمارے لئے دل ہی کا اشارہ          جب جوش جنوں نے نہیں پھری سے نکالا          اندھ ہے شکل میں بد و گار ہمارا</p>
---	--

مرا ہوں جو کتا ہوں تو تے میں وہ ہنکر  
 عیسیٰ نہیں ہمارے کیا کام ہے ہم کو

<p>لالہ سمجھتا ہے دل داغ تنگ سود کو          ڈھونڈھے لیکر چراغ شاہد مقصود کو</p>	<p>حسرت شادی نہیں جان عم آلود کو          داغ عم عشق کو دل میں جبکہ دیکھے</p>
--	---

<p>مسل شکر باز کے بوسہ میں کیونکر نہ لوں          پردہ غفلت اٹھا پیش نظر دیا رہے          سجدہ کے انکار سے فوق نہ ہو جائیگا          صبح تھی شب بھر کی نالہ کیا جس گھڑی          سینہ بے معرفت حلقہ میں اپنے نہیں          صاحب اقبال کو خوب ہے پہچانتا          طائر دل ہو گیا بستہ زلف ایاز          خاک سے بھرے اُسے چاہ جو بے آب ہو          جھلکے دے مغز سے کبر کے کپڑے جو تھے          یاد الہی میں جو نسرہ یا ہو کیا،          ہجر کی ایداز سے چھٹ دلوں جلاہر وصل</p>	<p>کوئی نہیں چھوڑا تاحلوہ بید و دو کو          ویر و حرم میں بجاؤ تھوڑے سے موجود کو          خالی مقبول پر ناری مرود کو          ایک شرارہ ہے بس تودہ باد کو          رہ نہیں اس زم میں بحر بے عود کو          آنکھ خدا نے ہے دی کو کب سود کو          بندہ کیا حُسن کا عشق نے نمود کو          آگ لگا دیجئے مطبخ بے دود کو          خاک برابر کیا چھپے سے غرور کو          بھول گئے وحش و طیر نمنہ داؤد کو          داغے اچھا کر اس زخم تک سود کو</p>
--	--

راہ کی آفات کا کچھ آتش بیان  
 سامنے آنے تو دے منزل مقصود کو

روایت ہائے ہونزل

<p>ظاہر کسی کے دل کا ہو کیا خار خار کچھ          تو فتن خیر رکھتی ہے جو تیج یا رکھ          پوچھی کسی نے فکر خستہ بین نہ بات</p>	<p>ستائیں وہ گل کے کوئی سزا کچھ          زخم اتنے کھا دے گا نہ رہیگا شمار کچھ          ٹھہرے نہ ہم حساب میں ہونے شمار کچھ</p>
--	---

روایت ہائے تحتانی

<p>گل کی قبا نہ لالے کی دستار لیچلے          سر میں ہوائے کوچہ و دلار لیچلے          نیت کو عاشقوں کی کیا سیر حُسن نے          کرتے ہیں سیر چشم خزیدار سے مدام          سودا بانہ یا رے الحسن و جمال کا</p>	<p>عریان بدن وہ لالے جو تھے خار لیچلے          باغ جہان سے حسرت گلزار لیچلے          آنکھوں کے جام شربت دیدار لیچلے          یوسف ملا تو لوٹ کے بازار لیچلے          اس لالہ رد کا وایع خریدار لیچلے</p>
---	--

<p>جس گھاٹ جا ہے یار کی تلوار پہلے  عذاب لب کو توڑ کے پیار پہلے  بھاری ہے بوجھ کون یہ بیگار پہلے  سیلاب اشک توڑ کے دیوار پہلے  تشریف اب تو پیر ہن یار پہلے  بھیرین سے یہ کشتی مے پار پہلے  طاؤس و بک اڑا کے جو رفتار پہلے  مسجد سے شوق خانہ مخمار لے چلے  چلے جبرہ درہ ابرو خم دار لے چلے  خلوت میں انجمن سے ہمیں یار پہلے  ور سے اٹھا کے ہمیں دیوار لے چلے  دو نیا سے ہم یہ عاقبت کار لے چلے  سو دا جو تھا وہ تیرے خریدار لے چلے  سو دا کے خواب فتنہ بیدار لے چلے  جلا دا اپنے ساتھ گنکار لے چلے  بازار آ کے رونق بازار لے چلے  ول میں غبار کا فرد و نیندار لے چلے</p>	<p>مقصود دل ہے تلزم خون میں ثناری  اے وہ نال جن جو انکی نظر پڑے  ہوئی یہ روح پھینک کے پشاور جہم کا  آجائے جوش پر تو ابھی قہر یار میں  جاسہ سے باہر اپنے مرا شوق وصل ہے  کیف شراب سے دو جہان کا ہر غم غلط  وہ ڈا ہے اُن کے پیچھے کس انداز سے وہ شوق  وار السرور میں بھی کر دن سجدہ پا کے غم  شمشیر سے بلا کا ہو ہر چند سامنا  ایسی رسائی کیجئے سپید اکہ کھینچ کر  سایہ نے دی ڈھکی جو تیرے آستان پر  واغ فراق و حسرت ویدار و شوق وصل  بازار و ہر بین نہ رہی جنس دل پسند  نالوں نے اپنے ہتھک بھینکے نہ دی کبھی  انصاف ہو تو حکم عدل و داد میں  تم سیر کر کے کیا پھرے اندھیر ہو گیا  ماصل ہوا نہ خاک بھی آپس کی نزع سے</p>
<p>آتش جو جس کے نالوں کی پھر ہو نہ اعلیٰ  ہم کو جو ساتھ قافلہ سالار لے چلے</p>	
<p>لجین کو نام سے تیرے جلدی شکل ہے  بتوں کو تیری طرح سے غلطی شکل ہے  خفانہ ہو تو کمون خوشنوائی شکل ہے  تھاری ابروؤں کی کج ادائیگی شکل ہے</p>	<p>ہر طرف و کرم کی رہائی شکل ہے  ہزار دعوے باطل کیا کرین یار ب  پھر یا سر کو ترے زمرہ میں نے لیے ٹیل  بہت سی دیکھیں ہیں خم داہم نے تلوائیں</p>

<p>وہ اتنا دہشین ہے کہ حسین فرق پڑے          کمرے بڑھ چلے گیسوئے یار قمر کیا          دلائی بھی جیتون کو ہم نے دیکھ لیا          پھرین گئے ہم نہ ہزار آپ ہم سے نہ پھیرن          بھلا کیا کریں آئینہ ساز آہ کئے          حیلے یار نے بد بلا جو کف میں رنگ          عنایت اُس کو ہو بے مانگے بولے نہ حسن          ہزار خیمہ مرجان کا چھپا ہوزنگ          کنارہ کش نہ ہوا سے بہرحس عاشق سے</p>	<p>ہماری اور تمھاری جدائی مشکل ہے          عدم سے دو قدم آگے رسائی مشکل ہے          منش تری سی کمان میر لڑائی مشکل ہے          تمھیں سے سہل ہمیں پیوفانی مشکل ہے          صفائے رخ کی تمھارے صفائی مشکل ہے          یقین ہوا یہ ہمیں بارسائی مشکل ہے          فقیر مست کو تبرے گرائی مشکل ہے          وہ دلربائی دست حنائی مشکل ہے          نہیں تو کہتے ہیں ہم آشنائی مشکل ہے</p>
--	--

خلیل کا اے کبہ بجاؤ آتش  
 خدا کا گھر ہے یہ دل تک رسائی مشکل ہے

<p>درد زبان جناب محمد کا نام ہے          مومن پسند یار کا شیرین کلام ہے          حق ہے جو سونگات کا اس میں کلام ہے          اک حال پر کبھی نہیں اُس کو قیام ہے          عاشق کا نالہ سنے یہ اُن کا کلام ہے          زنجیر ہے وہ طرہ مشکین نہ دام ہے          آزاد کردہ سرداک اُس کا غلام ہے          مطلب ہے دفتر گل دلالہ میں مختصر          صبح بہار ہے مجھے سانی پلا شراب          اُس شاہ حسن کو یہ سمجھاتی ہے نکمت          حسن و جمال یار کی شہرت کمان نہیں          عاشق نواز حسن کی تعریف کیا کردن</p>	<p>قابل درد و دیرھنے کے اپنا کلام ہے          کیا جاشنی ہے کیا مرہ ہے کیا قوام ہے          دیکھا کمزور یار کی نازک مقام ہے          دنیا کا کارخانہ طلسمی مقام ہے          باقی دھوان ہے خود میں جہنم کا مقام ہے          شاعر کما کرین انھیں سودائے خام ہے          قد بلند یار کا عالی مقام ہے          دردن کی سیر میں یہ گلستان نام ہے          سب جانتے ہیں عید کار و زہ حرام ہے          وہ کام اشاریے ہوزبان کا جو کام ہے          روشن تر آفتاب سے اُس مہ کا نام ہے          یوسف سے بھی عزیز اُسے اپنا غلام ہے</p>
--	---



و کھلا رہی ہے سیرِ جن گفتگوئے یار  
 کس کشتنی کو عشقِ تری تیغ سے نہیں  
 زمیندہ چشمِ یار میں سُرخِی ہے نشہ کی  
 ایک سجدہ نیاز میں ہے خرقِ عشقِ ادا  
 ہم جہنم کو کوساٹنے کرتے ہیں ابر کے  
 رہتے ہیں جبہ سا جو ترے آستان پر  
 خورِ نیرِ نقابِ مرغِ یار سے کھلا  
 بے معنی ہے وہ عشق کہ جہنم کشتن نہیں  
 نیکے بجا دل جو زبان سے عجب نہیں  
 سودا کی زلفت یار کا جبے ہوا ہے دل  
 حبیبک حلال کر لے نہ مجھ بیگناہ کو  
 رکھتے ہیں وہ قدم تن بیجان میں مگر  
 کیا کیا شگونے بھولتے رہتے ہیں رات بھر  
 دولت کے سامنے نہیں کچھ قدس بھی  
 اکدن حضورِ قلب سے ہوتی نہیں ادا  
 مہندی ہمارے قتل کی خاطر ہلک ہی  
 معشوق ہی نہیں جو نہ وعدہ خلاف ہو  
 خلیفہ پائے یار سے آتی ہے یہ صدا  
 بتانہ کھو ڈالے مسجد کو دھائیے : کو  
 جس سلسلہ میں شک ہو جسے آکے پوچھ لے  
 ہوتا ہے خوشنوائی بلبل سے آشکار کو  
 انگشتری ہنوز نہیں دست یار میں  
 جیا کئی زبان سے نہیں کون خوفناک

بھڑتے ہیں بھولِ منہ سے یہ رنگین کلام ہے  
 شاق جوئے آب ہے جو نشہ کام ہے  
 کیفیتِ شراب کے قابل یہ جام ہے  
 مینِ مقتدی ہوں اور مرادِ دلِ مام ہے  
 تم ہنس پڑو تو برق کا نقشہ تمام ہے  
 آنکھوں میں انہی بےست بندیِ بام ہے  
 جو ہرگز نہیں جہنم تیغ کے یہ وہ نیام ہے  
 دلچسپ ہو جس تصورِ حرام ہے  
 پھلکے نوکیلا بید ہے بریز جام ہے  
 قالب میں مرغِ زور کو ایذا کے دام ہے  
 قاتل کو دہنے ہاتھ کا کھانا حرام ہے  
 پاؤں یارِ بیک سے بھی خوش خرام ہے  
 صبح بہار یار کے کوچہ کی شام ہے  
 محمود کا ایاز سا خوش و غلام ہے  
 زہد تری ناز کو میرا سلام ہے  
 خونِ خاکِ ہم سے انھیں انتقام ہے  
 جا ہے جو تجھے جنگلی عہدِ خام ہے  
 مُردے سے بچے وہ جو زندہ کا کام ہے  
 دل کو نہ توڑے یہ خدا کا مقام ہے  
 مسجد ہے وقتِ صبح ہے موجودِ امام ہے  
 یہ رشتہ پر بھی شاعرون کا احلام ہے  
 نا آشنا گھنہ کی صورت سے نام ہے  
 ہر عضو اٹھکے صبح کو کرنا سلام ہے

آتش برانہ مانو حق حق جو پوچھے  
شاعر بن ہم دروغ ہمارا کلام ہے

بیہی انکوزر گل کی بچایا جا ہے  
شع پر وازن کی خاطر سے جلایا جا ہے  
شام تو کچی شفق کو بھی دکھایا جا ہے  
آہو ان چشم کو بجان چرایا جا ہے  
ایسی باقونی میسر ہو دکھایا جا ہے  
شاخ گلبن پر سے بلبل کو اڑایا جا ہے  
شوق کے بھی حوصلہ کو آزمایا جا ہے  
باغ میں جل کر اسے بلبل سنا یا جا ہے  
پر جو ہر کے بڑے کو لگایا جا ہے  
طرف مستی ہو تو کیفیت اٹھایا جا ہے  
بس عبارت ہو جی مطلب پر کیا جا ہے  
بوریاے فقر بھیا چھوڑ جایا جا ہے  
دو گواہ حال اس فقہ کے لایا جا ہے  
اُن سیہ چشموں کو چوہرہ جگایا جا ہے  
عود کے مانند یان دھونی لگایا جا ہے

باغبان انصاف پر بلبل سے آیا جا ہے  
قرش گل بلبل کی نیت سے بچایا جا ہے  
یاں ہم کھاؤ بھانی ہے جو منی کی دھڑی  
کینہ میں خط و رس کا نظارہ کیجئے  
ہوسہ اس لب کا ہے قوت بخش ریح مملو ہے  
عشق میں حدا و ب سے آگے کہتا ہے دم  
دیکھیے کہتا ہے کینہ کو بار سے گستاخان  
چو گیا ہے ایک مدت سے دل نالان خموش  
فصل گل ہے چار دن ساقی تلف ہر سو  
خم میں جوش مے سے محکوم مدد ہے آہی  
حال دل کچھ کچھ کہا میں سے تو ہلائے یار  
شیر سے خالی ہنہیں رہتا فستان زینہار  
رنگ زر و چشم تر سے بکھے دھولے عشق  
رام ہوتے ہی ہنہیں جوشی مزاجی ہے سوچا  
و جگر خلوت سر اسے یار کہتے ہیں فقیر

خاطر آتش سے کیے چند جز شاعر بھی  
بے نشان کا نام باقی چھوڑ جایا جا ہے

ازنگ بے رنگ رہا کرتا ہے  
قیع میں رنگ رہا کرتا ہے  
دان سر جنگ رہا کرتا ہے

دل بہت تنگ رہا کرتا ہے  
حسن میں ترے کوئی عیب نہیں  
صلح کی دل سے ہیں یان مصلحتیں

<p>خون سرچنگ رہا کرتا ہے  نشتہ میں جھنگ رہا کرتا ہے  نگ سے نگ رہا کرتا ہے  عشق چو رنگ رہا کرتا ہے  کچھ عجب دھنگ رہا کرتا ہے  شکر رنگ رہا کرتا ہے  سینہ پر سنگ رہا کرتا ہے  بے وف و چنگ رہا کرتا ہے  گل اور رنگ رہا کرتا ہے  ہر خوش آہنگ رہا کرتا ہے</p>	<p>معتب کو ترے ستاروں سے  دل مرانی کے محبت کی ثرب  حارسی عار ہے مجھ مجنون کو  جو ہر تیغ دکھاتا ہے حسن  گفتنی حال نہیں ہے اپنا  حلب رخ میں ترے خالوں سے  منزل گور کے دیوانوں کے  عالم وجد ترے مستوں کو  فندق دست صنم سے نادم  تیرے گوش شنوا کا شتاق</p>
---	--

بندش جیت سے تیری آتش

قافیہ تنگ رہا کرتا ہے

<p>ایک گھر میں گل محبت ایک گھر میں داغ ہے  دیکھ لے جو چاہے آنکھوں کی نظر میں داغ ہے  یہ وہ آتش ہے کہ جس سے خشک دریاں داغ ہے  لالہ رو شاید کوئی تیری کوہ میں داغ ہے  بوسے گل دیتا ہے جو جاپنے برین داغ ہے  گر سیون سے سوزش دل کی جگہ میں داغ ہے  میل تانبے کا ہوا جس سیم و زر میں داغ ہے  چار بھولوں کے حوض اک اس سپرین داغ ہے  منزل مقصود کی دوری سفر میں داغ ہے  آبلہ بانی کے ہاتھوں مغز سر میں داغ ہے  مشک چین عنبر سارا نظر میں داغ ہے</p>	<p>زخم دل میں تیری فرقت سے جگہ میں داغ ہے  رخ تر ابدی داغ ہے روئے قمر میں داغ ہے  عشق کی دل سوزیوں نے بحر و برین داغ ہے  دیدہ اجاب سے پیوچہ پوشیدہ نہیں  آج کل ہوتا ہے ہم آغوش وہ رشک بہار  لوٹک کے پانی سے غلادے مجھے اچھے تر  ناکوں سے اہل عزت کو کہ لازم استوار  گل ترے چیلے کا سینے پر نہیں اس تیغ زن  اشتیاق گور میں دیتی ہے ایذا طول عمر  کوئی کرتے ہیں راہ دشت و حشت میں قدم  زلف و خال یا پر جب سے پڑی ہے اپنی آنکھ</p>
---	---

<p>وان تلاش ایذا ہے دیتی اور بیان عشق مہال          ناگو ار اپنے سوا ہے بار دل کو دخل غیر          دیتے ہیں تشبیہ روئے روشن محبوب سے          زامہ سالوس کے ماتھے کے گھٹے سے کھلا          کوئی گردن پر ترے زبندہ ہے حال سیاہ          دماغ کھانے نے فزا ایسا دیا ہے عشق میں</p>	<p>ازخم باہر اپنی قسمت کا ہے گھر میں دماغ ہے          سایہ کا بھی ساتھ تیرے رہ گذر میں دماغ ہے          دماغ ہے اُس کا ہین وہ جو سر میں دماغ ہے          لگ ہی رہتا ہے جو تقدیر بشر میں دماغ ہے          خوش ناخوشید سے بھی اس سحر میں دماغ ہے          دوڑتی ہے روح اُس پر جس ثمر میں دماغ ہے</p>
--	--

عجب شاعر کو لگا دیتا ہے آتش نفس شعر  
 دماغ جب پھیل میں لگا عین شجر میں دماغ ہے

<p>چستان کی گئی منتو و نا پھرتی ہے          خال شکین کو ترے کرتے ہیں قفسے سجدے          خاک چھنوا رہی ہے کو چہ قافل کی تلاش          کچ نکمے تو نے تو کی ہم سے کہے رکھے ہیں          ملجی جو تری درگاہ کے ہیں بے محبوب          شہرے نے نقاب رخ زیبا اُٹھا          تسکس کو کرے دیکھے ہنگام خزام          پائین تاک یار کے بونچھلی ٹک کرے          وہ حیون خیر ہے وہ مایہ سودا ہے وہ فلف          اپنے جاہ سے ہو میں میکش مفلس باہر</p>	<p>رت بدلتی ہے کوئی دھن ہوا پھرتی ہے          عین گیسوؤں کے گرد ہوا پھرتی ہے          ساتھ ساتھ اپنے خراب اپنی تصا پھرتی ہے          اٹھ اپنی بھی صنم سوئے خدا پھرتی ہے          اپنے تشریف قبول انکی دما پھرتی ہے          مٹو کرین کھاتی اُن آنکھ کی جیا پھرتی ہے          یہ قدم سے جو گلی اُنکے خا پھرتی ہے          پھرنے سے کوئی وہ زلف رسا پھرتی ہے          دیکھتی ہے جو پری برسنہ پا پھرتی ہے          ہرن ہوتی ہوئی دسارو قبا پھرتی ہے</p>
---	--

صبح محشر کے سوا صبح شب ہجر نہیں  
 یہ بلاد نہیں آتش جو بلا پھرتی ہے

<p>آتی ہے عید قربان خنجر کو لال کرتے          نالہ کابت کہہ میں ہم کیا خیال کرتے          ہنس کر کلام ہم سے یوسف جمال کرتے</p>	<p>دنبہ کے بدلے فریب عاشق حلال کرتے          سنتا تھا کون کس سے نظما حال کرتے          کانون کو آشنائے فرخندہ فال کرتے</p>
--	--

<p>             اٹلاؤ کھاتے جس کو ہمال کرتے              صورت جو تم دکھا کر جو حال کرتے              دل ہارتے تو جان سے گھر کو مال کرتے              ایک دم نقاب لٹے تو تم کمال کرتے              تم در میان بڑ کر رخ ملا ل کرتے              اندیشہ کو نہ سوچیں وہ احتمال کرتے              بازو کی پھیلین کا زلفون کو جال کرتے              چشم یہ کو کیف سے زلال کرتے              قربان شک نامے اسپر غزال کرتے              اندھیرا بروں کے دو دن ہلال کرتے              مجنوں نے بھی ہن چشت شہری غزال کرتے              ناقص ہن آشکارا اپنے کمال کرتے              پھروں کا کام روئے قائل کے خال کرتے              حصے بنگ و شیر درگ و مثال کرتے              حاتم فتح تم نہ رد جو میرا سوال کرتے              ظاہر شگونے اپنے اپنے نہال کرتے              اپنی طرف ہو تم بھی اب تو خیال کرتے              دیتا جو دُر بھی تو شکر زلال کرتے              یادش بخیر ذکر روز وصال کرتے              ہم پامال ہوتے تم پامال کرتے           </p>	<p>             حسن شباب اُن کا موسم بہار کا ہے              حیران کا رہتے معنی تلاش شاعر              باہر سباط سے تھے ہم عشق کے جو بین              ماہ چار وہ ہے رخسار و منور              آؤر وہ دل سے جان ہے دلچسپے کلام              منظور ہوتی ہو کجبت جو اُس دہن میں              بھگاتے دوش سے بھی تھوڑا سا کوصاحب              ہچکشی آہوں سے زبان تھی وہ کیونکر              سودا ز وہ جو تیرے خانہ کا جاکھلتا              رخ یار کا نہ ہوتا تو چاند چودھوین کا              سودا ز وہ سے اپنے پھر جانی ہیں وہ آنکھیں              ہوتا ہے یہ نقاب یوسف سے کج روشن              ہمایہ ہے دغلی بندوق سے وہ بینی              لاشہ پڑا ہے میرا صحرائین زخم کھا کر              بوسے کے مانگے پرستم کو نہ پھرنا تھا              فصل بہار آتی سرسبز باغ ہوتا              ہٹتا سنہن ہے اک دم آئینہ سامنے سے              کافی تھی بہرستی ساتی کی مہربانی              فرقت کی شب میں سنتا باتیں جو دلالتی              تربت پر اپنی مشق رفتار چاہیے تھی           </p>
<p>             خم سے زیادہ پیدا کر دہ طرف آتش              سٹی جو میری صرف ساغر کلال کرتے           </p>	<p>             تانائے چمن سے سیر کوئے یار بہتر ہے              گل و سبیل سے یان خار فتنہ دلا بہتر ہے           </p>

<p>مگر کیم کو تیر دوست کی دیوار بہتر ہے          علامہ اُس سے ممکن ہو تو یہ سرکار بہتر ہے          ہم بیوی نے ڈالگو شربت دیدار بہتر ہے          تمہارے حسن کو بھی گرمی بازار بہتر ہے          اہلال عید سے وہ ابرو خدا بہتر ہے          سب شیرین کے بوسہ لیے نین تیار بہتر ہے          ملے لوٹے سے جتنی دولت دیدار بہتر ہے          خدا جو فکر زنجین دے تو یہ گلزار بہتر ہے          جہان کے تندرستوں سے تریاں بہتر ہے          قبائے تنگ پر تھوڑی سی کج دستان بہتر ہے          تری گفتار بہتر ہے تری رفتار بہتر ہے          وہ قامت سر سے تو گل سے وہ خدا بہتر ہے          تمہارے اور میرے درمیان دیوار بہتر ہے</p>	<p>جبین ساقی کو رنگ آستان یا بہتر ہے          یہی آواز آتی ہے درمہر محبت سے          عبادت بیکو بیار کو تیرے یہ کتے ہیں          کہا کرتے ہیں عاشق لوگ کنڑ پار سے ہیں          صبا سے ہے رشک صبح نوروزی ہونٹ لیلی          منہ ہے شاعر دن سے بیشتر قند کر بھی          نگاہیں مردم دیدہ کو ہر دم یہ سجھاتی ہیں          بہار بلبلوں ان مایسی نہیں کوئی چمن رکھتا          اسیر عشق کو ہے فوق آردوان عالم پر          رہے جاتے ہیں عاشق نچان کیا تھر کرتے ہو          چلیا بک کیا طوطی کر گیا کاسن سادی          بہار باغ ہے نظارہ محبوب دکھلاتا          کہاں نظارہ روزن رہا پر وہ خج باقی</p>
--	--

سوال پوسہ پر شکوہ بتاتا ہے اس آتش  
 خیال بد اگر گزرے تو استغفار بہتر ہے

<p>کس درد کے ہیں آپ دو اکچھ نہ پوچھیے          عجز و عذر شاہ و گدا کچھ نہ پوچھیے          جلتی ہے کس طرف کی ہوا کچھ نہ پوچھیے          کیا یہ آئینہ ہے صفا کچھ نہ پوچھیے          کھوئے ہیں کسے بند بیا کچھ نہ پوچھیے          ہے سلوک شرم دیا کچھ نہ پوچھیے          سر پر ہے کس کے غل ہا کچھ نہ پوچھیے          کیا رنگ لا رہی ہے حنا کچھ نہ پوچھیے</p>	<p>عنا بلب کا اپنے مزاج کچھ نہ پوچھیے          تاز و نیاز عاشق و مستون کیا کمون          خوشبو سے ہو رہا ہے مسطر و بلغ جان          کیا کیا کچھ بھلتی ہے رخسار یار پر          جامہ سے مارا ہے جو ہونین حجب نین          آئینہ لیکے کیجے اسنا مشاہدہ          اسٹرنے کیا ہے شگے بادشاہ حسن          زنجین کے ہیں یار سے جیسے کہ دست چا</p>
---	--

<p>اہر حال میں ہے شکر خدا کچھ نہ پوچھیے آتی ہے غیب سے یہ صد کچھ نہ پوچھیے کتنی ہے زلف یار سا کچھ نہ پوچھیے</p>	<p>ہاگفتنی ہے عشق تیان کا معاملہ کیا شے ہے وہ کہ جو گزرتا ہے یہ خیال کو تاہ خال روئے مسور ہے کس قدر</p>
<p>آتش گناہ عشق کی تعزیر کیا کہوں مشفق جو کچھ ہے اس کی سیر کچھ نہ پوچھیے</p>	
<p>بہرین اس جو ہے میں ہم اپنی بساط سے وود طاق ہیں بلند فلک کے رباط سے عالم حصار میں نہ ہوں اس جتیل سے خوش روئے خوش حال سے خوش انقلاب سے بہل بھاری تیغ کے کسک نشاط سے بیزار روح جسم کے ہے ارتباط سے</p>	<p>باز آئیگی نہ بازی عیش و نشاط سے حیران ان ابروؤں کو ہیں مہار و دیکھ کر علقہ میں آہوؤں کے ہیں دیوانے فصیح چور و جہاز کرے ہم خانہ ہوں کھا کھا کے کھرتے ہیں مستوی طرح رقص خواہاں مرگ دل ہے جلدی ہیں باہکی</p>
<p>انجام ہو بخیر قیامت کا آتش داخل بہشت میں ہو گزر کر صراط سے</p>	
<p>باقی جو ہیں سو قبر میں مردے بھرے ہوئے مثل جاب اپنا پیالہ بھرے ہوئے موتی ہیں کوٹ کوٹ کے گویا بھرے ہوئے بیٹھے ہیں ہاتھ ہاتھ کے اوپر دھرے ہوئے وود طاق پر ہیں دو گل گرس دھرے ہوئے بے خشت خم کھد میں سرھانے دھرے ہوئے بیدا ہوئے ہیں طفل ہزار دن مرے ہوئے راج رہے وہی کہ جو سکے کھرے ہوئے تیر مرزہ سے دہم دہم پرے ہوئے</p>	<p>دندے وہی ہیں جو کہ ہیں تم پر مرے ہوئے مست است قلم ہستی میں آئے ہیں اشترے صفائے تن تارین یار وودن سے بالوں جو نہیں دلوئے یار نے ان ابروؤں کے حلقہ میں وہ انکھریاں نہیں بعد فنا بھی آئے گی مجھ سے نہ نیند بکلیں جو اشک بے اثر آنکھوں نے کیا عجب لکھے گئے بیاضوں میں اشعار انتخاب اٹا صفوں کو تیغ نے ابروئے یار کی</p>
<p>کو دے جوابی ہم تو دوسے سے پرے ہوئے</p>	<p>آتش خدا نے چاہا تو دیراے عشق میں</p>

دو دن کی زندگی میں رہے ہم مرے ہوئے ناخوس میں سے آئی صدائے ہوا الغور خطر پر جو آئینہ میں بڑی ہے نگاہ یار شوق شکار مجکو جو ہے ترک ہے سنا ہندی لگانے کا جو خیال آیا آپ کو آرایش آنکھ حسن کی موقوف کب ہوئی کیا ہونگے لیکے خط کو مرے راہ میں تباہ وہ صید سخت جان ہوں میں جس پر زار بار وینے میں جام کے ہے نال کا کیا سبب	جوش جھون نے زرد کیا جب ہرے ہوئے اہم ہنگرے گئے جو خدا سے ڈرے ہوئے آپ کے بچشم مست ہیں سبز چہرے ہوئے چہرے کے سبزہ آہو ہیں کیا کیا ہرے ہوئے سوکے ہوئے درخت خاک کے ہرے ہوئے نوجے گئے درخت حاجب ہرے ہوئے کوچے میں یار کے ہیں کو ترچے ہوئے خالی ہوئے ہیں تیرے ترکش بھرے ہوئے ساتی شراب سے ہیں قراب بھرے ہوئے
---	---

بعد فنا بھی عشق کا آتش اترے  
تربت سے اپنی بیدر و لہرے ہوئے

کتنے ہیں ذکر ملی و جھون چو پھیر دیے خوشحال ہیں شاگے مجھے ہفت آسمان ساتی ہے نے ہے یار ہے نرم نشاط ہے تیرے یہ تو کام نہ تقدیر کا ہو ا آئی بہار گل نے قبا اپنی جاک کی	چپ رہے بس نہ گور کے مردے کھڑے یوسف کو کھاکے ہو گئے ہیں شیر بھڑے پھیرے جواب نہ ساز تو مطرب کو پھیر دیے ایک یہ خدا پہ کیجئے دروازہ بھڑے انجیہ جو پیر ہیں میں ہے اسکو ادھیرے
--	---

آتش تار عشق میں تیرے حضور یار  
جالون کو اپنی بھول گئے ہیں کھڑے

بہار آئی مراد چمن خدا نے دی و کھائے روئے غلط نے یار کے اعجاز گئی ہے دیر سے اتک نہیں پھری شاید کفن کی فکر ہمارے لئے بھی واجب ہے وہم اخیر تصور بندھا ترے رُخ کا	آنگنہ غم یہ ہے بوسے گل صبا نے دی گلیم پوش تو پیچھی خدا نے دی در قبول کے اوپر ڈھکی دمانے دی انقاب کی جو تھین مشورت حیا نے دی طاف کو کعبہ کی کر وٹ مجھے قصا نے دی
---	---



<p>شکست اُنکو تری چشم سرمہ سائے دی          تمھاری راہ میں جان ایک شکتہ بانے دی          گلو میں بھانسی ہے اُس کا کل سائے دی          ہمارے خون کی رغبت اُنھیں جانے دی          جگہ ہے سایہ میں اپنے اُسے ہانے دی          پری کے سایہ کی ایذا ہے اُس بلانے دی          صدانہ قافلہ شک میں درانے دی          خیر کچھ اُسکی نہ لاکر اک آشنا نے دی          گلے کو تھامے صحت اگر دوانے دی          دماغ یہ اُس شہہ زبان کو کس گدانے دی</p>	<p>لڑائے آئے تھے آنکھیں غزال میں ختن          جہان سے حسرت منزل کا داغ نیکے کیا          محال کیا کوئی سودا زودہ جودم مارے          یہ جا بادی کچھے دو دن میں چھپا ہے کون          فقیر ہو کے جو پھر ہوا ہے اُسے نہ حسن          کیا ہے عشق نے بالائے یار کے بے خود          رہ عدم میں سب آواز اپنی بھول گئے          وہ بھر حسن ہے کس لہر میں رہا کرتا          مریض عشق کو ہے مرگ زیست سے ادلی          ہوا نہ کوئی توجہ کا یار کی شا کر کہ</p>
--	--

عزیز داغ محبت کو رکتے ہو آتش  
 نشانی اپنی ہے کس لالہ کوں قبائے دی

<p>افس امارہ کی گردن کو مروڑا چاہیے          طفل شبیروں کے لئے سہی کاھوڑا چاہیے          جب بلا کا سامنا ہو تب نہ موڑا چاہیے          گل بہت ہستے ہیں کان اُنکے مروڑا چاہیے          یک جکا ہے خوب اب بچو تے یہ پھوڑا چاہیے          بادشاہ جن کے سنے کا توڑا چاہیے          بڑی اپنی ہے ایک لالوں کا جوڑا چاہیے          نکسے آگے جا کے اپنے سر کو پھوڑا چاہیے          ساتھ کیفیت کے اڑنا کھو گھوڑا چاہیے          وہ بھی گھوڑا ہے کوئی جگو کوڑا چاہیے          افضل دیکھ کر گنج پر مفتاح توڑا چاہیے</p>	<p>اعلیٰ ملکوت پندار توڑا چاہیے          تنگ اگر جسم کو اسے روح چھوڑا چاہیے          زلف کے سود میں اپنے سر کو پھوڑا چاہیے          گھورتی ہے تم کو رگس آنکھ پھوڑا چاہیے          آج کل ہوتا ہے اپنا عشق پہان آشکار          مانگتا ہوں میں خدا سے اپنے دلے دل عشق          اُن بون کے عشق نے ہے جیسے دیوانہ کیا          دے رہا ہے گیسوے شکنیں سودے کو حکم          بادہ لگلوں کے شیشہ کا ہوں سائل ساقیا          یہ صدا آتی ہے رفتار سمندر سے          قطع مقرر صحنہ خوشی سے زبان کو پچھے</p>
--	---

<p>اپنے دیوانہ کا دل لیکر یہ کتا ہے وہ فضل          زلفین روئے یار پر جو بہ لہراتی ہنن          باغبان سے چھپ کے گل حنی جو کی ڈل گیا          فصل گل میں بڑیاں کافی نہیں سیر ہوا          بلغ عالم میں ہی سیری دعا ہے رد و شب          عشق کی شکل پسندی سے ہوا یہ آشکار          زمزم سے سکر مرے میاں دگر وے کما</p>	<p>یہ کھلوتا ہے جی قابل کہ توڑا چاہیے          کچھ نہ کچھ بھر گئے یہ کالے کا جوڑا چاہیے          آنکھ بیل کی چاکر بھول توڑا چاہیے          ہاتھ میں حداد کے سونیکا توڑا چاہیے          خار خار عشق گر خار توڑا چاہیے          خود بصورت کو عذر حسن بھڑا چاہیے          فرج کچے ایسے بیل کو نہ چھوڑا چاہیے</p>
--	---

پیر ہوا آتش کفن کا سانپ ہے عقرب  
 تو بیکھے دامن ترک کو بچوڑا چاہیے

<p>گر اس کو فریب نرگس مستانہ آتا ہے          نہایت دل کو ہے مرغوب درِ خلعتین کا          خوشی سے اپنی رسوائی گوارا ہونین سستی          خرق یار میں دل پر ہنن معلوم کیا گزری          بگولے کی طرح کسکس خوشی سے خاک رانا ہوں          سمجھتے ہیں مرے دل کی وہ کیا انہم نہ انہن          طلب دنیا کو کر کے زن مریدی ہونین سستی          ہمیشہ فکر سے یان عاشقانہ شہر ڈھلتے ہیں          تماشائے ہستی میں عدم کا دھیان ہے کسکو          صبا کی طرح ہر اک غیرت گل سے ہن لگ چیتے          زیارت ہوئی کعبہ کی بھی تعمیر ہے اسکی          خیال آیا ہے امینہ کا سہم انہیں وہ دیکھینکے          بھنسا دیتا ہے مرغ دل کو دام زلف بچیاں میں          عتاب و لطف جو فدا و کبر صورت سے زنی ہیں</p>	<p>آلتی ہیں صفین گردش میں جی بیاں آتا ہے          دہن تک اپنے کنگل دیکھیے وہانہ آتا ہے          گریبان بھاڑتا ہے تنگ جب دیوانہ آتا ہے          جو اشک آنکھ میں آتا ہے سو مٹا بانہ آتا ہے          تلاش گنج میں جو سامنے دیرانہ آتا ہے          حضور شمع بے مطلب ہنن پر دانہ آتا ہے          خیال آبرو دے محبت مروانہ آتا ہے          زبان کو اپنی بس اک حسن کا افسانہ آتا ہے          کسے اس سخن میں یاد غفلت خانہ آتا ہے          محبت ہے سرشت اپنی ہیں یادانہ آتا ہے          کئی شب سے ہلے خواب میں تھانہ آتا ہے          اب اچھے بال سکھانے کی خاطر شانہ آتا ہے          اتھارے خال رُخ کو بھی فریب دانہ آتا ہے          شکایت سے نہیں وقف نہیں شکرانہ آتا ہے</p>
---	---

میں نے کیا مہیون کے نشان کیسے فرما دیا  
تو کہ ہمیں بھی یہ درد قاتل کیسے  
تپ رہی کیسے اسٹون کیسے  
عجب کیا چھڑا



علم کے لئے جو انی بار راہ میں ہوں  
 بے نیاز ہوں کی لازم ہوں  
 کہ کوئی شہر نہ کوئی دیار راہ میں ہوں  
 کہ کوئی شہر نہ کوئی دیار راہ میں ہوں  
 کہ کوئی شہر نہ کوئی دیار راہ میں ہوں  
 کہ کوئی شہر نہ کوئی دیار راہ میں ہوں

[illegible]

جہاں سے  
 حور از اس خالق بل و علاء کس  
 ارض و سما کو لایق و زیبایا کر چنے  
 و دیوان کائنات کو ایسے رب فرمایا عجب کس  
 و دیوان کائنات کو ایسے رب فرمایا عجب کس

حور از اس خالق بل و علاء کس  
 ارض و سما کو لایق و زیبایا کر چنے  
 و دیوان کائنات کو ایسے رب فرمایا عجب کس  
 و دیوان کائنات کو ایسے رب فرمایا عجب کس

نت میں تیری ذات پاک کے  
 بکھلے پر زری اور اپوشاک کے  
 ام لے سکتے نہیں مجھ سے  
 گریبان آگ میں رکھ دیجے  
 سنو سیونے میں لکھو یا ہون و  
 بعد ز کہتے موسم گل کی مین  
 سید گاہ عشق میں مردار ہے  
 مت ہو کر مائیکے اے بیچو  
 دیوانوں نے میں نے کی نہیں  
 ورنے والے گل زبن کی میں  
 سحر الفتن میں بہار باغ ہر  
 شکر کی پورا سحر شیریں دہن  
 آفرین صد آفرین درت جنوں

اور تے ہیں ہوش حواسِ دراک کے  
 پائون پھیلا تا بدمین چاک کے  
 کیا کہیں کسے ہیں کس شفا کے  
 موسم گل میں جو ہوں چاک کے  
 لام سے کاکل الف کے تاک کے  
 دلو لے تیرے گریبان چاک کے  
 حیدر و قابل نہیں قرآن کے  
 آئے ہیں بنت العجب کو تاک کے  
 آگ کی پر بان میں شائع چاک کے  
 کاٹنے والے جن کی تاک کے  
 بھولتے ہیں دست و پاتیراک کے  
 پھیلے چہ آگے تری نسو اک کے  
 خوب ہی لے لے بے پوشاک کے

عشق میں رہنے میں آتش ساسنے  
 بے مروت بے وفا میاک کے

۲۵۵  
 حقیقی و علی خواہ جہر علی  
 اعلیٰ اردو دیوان دلاور زور  
 بیسوم کلیات  
 وافی شمس  
 الجود و الحاسن  
 شمس بر اک  
 دیا تمام بیوت  
 و با تمام بیوت  
 و با تمام بیوت

ایمہ زبور طبع سے  
 ایامہ زبور طبع سے  
 ایامہ زبور طبع سے

مجله  
تاریخ و جغرافیا  
مجله علمی و ادبی  
مجله ادبی و تاریخی  
مجله علمی و تاریخی

تاریخ و جغرافیا  
مجله علمی و ادبی  
مجله ادبی و تاریخی  
مجله علمی و تاریخی

مجله علمی و ادبی